عمران سیریز
بلائنڈ ایک
مظہر کلیم ایم۔اے

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول " بلائنڈ اٹیک " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول بھی مشکباریوں کی جدوجہد آزادی کے موضوع پر لکھا گیا ہے ۔ کافرستان مشکبار کی تحریک آزادی کو ختم کرنے اور وادی مشکبار میں مسلمانوں کی اکثریت کو ختم کرنے کے لئے ہر وہ حربہ اختیار کر رہا ہے جس کی نہ تہذیب اجازت دیتی ہے اور نہ انسانیت ۔ بلکہ کافرستان کے حکام اب انسانیت اور تہذیب کی تمام حدود کو پار کر کے سفاکی اور درندگی کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں ۔ موجودہ ناول میں بھی کافرستان نے مشکباریوں کے خلاف وہ خوفناک حربہ استعمال کرنے کی پلاننگ بنائی ہے جس سے لاکھوں مشکباری کیڑوں مکوڑوں کی طرح موت کے گھاٹ اتر سکتے ہیں ۔ یہ ایک ایسی پلاننگ تھی جس کا تصور بھی انسان کو لرزا دینے کے لئے کافی ہوتا ہے لیکن کافرستانی تو اب درندوں سے بھی بدتر ہو چکے ہیں لیکن " ہر فرعونے راموسیٰ " کے مصداق اس خوفناک پلاننگ کی خبر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ جاتی ہے اور پھر عمران اور اس کے ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اس پلاننگ کو ناکام بنانے اور لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو لرزا دینے والی موت سے بچانے کے لئے دیوانہ وار میدان میں کود پڑے ۔ لیکن کافرستان نے بھی اس

پلاننگ کے تحفظ کے لئے اپنی ہر ایجنسی کو میدان میں جھونک دیا تھا۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مقابلے میں اس بار کافرستان کی تمام ایجنسیاں جن میں کرنل فریدی کی بلیک فورس، مادام ریکھا کی پاور ایجنسی، شاگل کی سیکرٹ سروس سمیت کافرستان ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر تمام ایجنسیاں شامل تھیں اور پھر یہ مقابلہ اس قدر خوفناک۔ اس قدر لرزا دینے والا اور اس قدر خطرناک انداز اختیار کر گیا کہ جوزف، جوانا، ٹائیگر کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان اور خود عمران گولیاں کھا کھا کر گرتے چلے گئے۔ ہر طرف گولیوں کی بارش اور بموں کے دھماکے ہو رہے تھے اور ان گولیوں اور بموں کا نشانہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ لیکن لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو دردناک موت سے بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی گولیوں کی بارش اور برستے ہوئے خوفناک بموں کی پرواہ کئے بغیر اپنے مقصد کے حصول کے لئے دیوانہ وار موت کو گلے لگاتے چلے گئے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

کوٹ ادو سے جمشید اقبال داور صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "ثاقاب پرواجیکٹ" بے حد پسند آیا ہے اسے پڑھ کر آپ کی بے پناہ ذہانت کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے۔ میں طویل عرصے سے آپ کا خاموش قاری ہوں۔ لیکن اب خط اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو آپ کے سابقہ ناولوں اور موجودہ ناولوں میں فرق بتا سکوں۔ سابقہ ناولوں میں عمران کے چہرے پر ہر وقت حماقتوں کی آبشار بہتی رہتی تھی۔ وہ ٹیکنی کلر لباس پہننے کا عادی تھا۔ چیونگم چباتا تھا۔ ہوٹلوں میں شرارتیں کرنا اس کا من پسند مشغلہ تھا۔ تیز ڈرائیونگ کرتا تھا۔ اس کے دل میں ہمدردی کا بے پناہ جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ لوگوں کی امداد کرتا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی اب صرف رانا ہاؤس تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ نہ وہ کسی نائٹ کلب میں جاتے ہیں نہ باڈی گارڈز کے فرائض سرانجام دیتے ہیں نہ طاقتور انجن والی کار چلاتے ہیں۔ سابقہ ناولوں میں خواتین بھی خاصی سرگرم رہتی تھیں۔ لیکن اب تو جولیا بھی آہستہ آہستہ منظر سے غائب ہوتی جا رہی ہے۔ سر فیاض اپنی تمام تر دلچسپیوں سمیت غائب ہو گیا ہے۔ اب عمران تو کیا سیکرٹ سروس کے ارکان کی بھی کسی سے دو بدو فائٹ نہیں ہوتی۔ بلیک زیرو بھی فیلڈ سے غائب ہے۔ ممبرز اب کہیں پکنک منانے نہیں جاتے۔ عمران نے عالمانہ اور فلسفیانہ گفتگو کرنی بھی چھوڑ دی ہے۔ برائے مہربانی عمران کو دوبارہ وہی پہلے والا عمران بنا دیں۔ کیونکہ ہم قارئین کو وہی پہلے والا عمران پسند ہے۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے"۔

محترم جمشید اقبال داور صاحب۔ خط لکھنے اور موجودہ اور سابقہ ناولوں کے درمیان فرق کو اس باریک بینی سے واضح کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی درست لکھا ہے کہ سابقہ عمران اور موجودہ عمران میں کافی فرق آگیا ہے دوسرے لفظوں میں آج کا عمران کل کے

پلاننگ کے تحفظ کے لئے اپنی ہر ایجنسی کو میدان میں جھونک دیا تھا۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مقابلے میں اس بار کافرستان کی تمام ایجنسیاں جن میں کرنل فریدی کی بلیک فورس، مادام ریکھا کی پاور ایجنسی، شاگل کی سیکرٹ سروس سمیت کافرستان ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر تمام ایجنسیاں شامل تھیں اور پھر یہ مقابلہ اس قدر خوفناک ۔ اس قدر لرزا دینے والا اور اس قدر خطرناک انداز اختیار کر گیا کہ جوزف، جوانا، ٹائیگر کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان اور خود عمران گولیاں کھا کھا کر گرتے چلے گئے ۔ ہر طرف گولیوں کی بارش اور بموں کے دھماکے ہو رہے تھے اور ان گولیوں اور بموں کا نشانہ عمران اور اس کے ساتھی تھے ۔ لیکن لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو دردناک موت سے بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی گولیوں کی بارش اور برستے ہوئے خوفناک بموں کی پرواہ کئے بغیر اپنے مقصد کے حصول کے لئے دیوانہ وار موت کو گلے لگاتے چلے گئے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا ۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا ۔ لیکن ناول پڑھنے سے پہلے ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے ۔

کوٹ ادو سے جمشید اقبال داور صاحب لکھتے ہیں ۔ " آپ کا ناول " ناقاب پراجیکٹ " بے حد پسند آیا ہے اسے پڑھ کر آپ کی بے پناہ ذہانت کی بے اختیار داد دینی پڑتی ہے ۔ میں طویل عرصے سے آپ کا خاموش قاری ہوں ۔ لیکن اب خط اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو آپ کے سابقہ ناولوں اور موجودہ ناولوں میں فرق بتا سکوں ۔ سابقہ ناولوں میں عمران کے چہرے پر ہر وقت حماقتوں کی آبشار بہتی رہتی تھی ۔ وہ ٹیکنی کلر لباس پہننے کا عادی تھا ۔ چیونگم چباتا تھا ۔ ہوٹلوں میں شرارتیں کرنا اس کا من پسند مشغلہ تھا ۔ تیز ڈرائیونگ کرتا تھا ۔ اس کے دل میں ہمدردی کا بے پناہ جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا ۔ لوگوں کی امداد کرتا تھا ۔ جوزف اور جوانا بھی اب صرف رانا ہاؤس تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں ۔ نہ وہ کسی نائٹ کلب میں جاتے ہیں نہ باڈی گارڈز کے فرائض سرانجام دیتے ہیں نہ طاقتور انجن والی کار چلاتے ہیں ۔ سابقہ ناولوں میں خواتین بھی خاصی سرگرم رہتی تھیں ۔ لیکن اب تو جولیا بھی آہستہ آہستہ منظر سے غائب ہوتی جا رہی ہے ۔ سر فیاض اپنی تمام تر دلچسپیوں سمیت غائب ہو گیا ہے ۔ اب عمران تو کیا سیکرٹ سروس کے ارکان کی بھی کسی سے دو بدو فائٹ نہیں ہوتی ۔ بلیک زیرو بھی فیلڈ سے غائب ہے ۔ ممبرز اب کہیں پکنک منانے نہیں جاتے ۔ عمران نے عالمانہ اور فلسفیانہ گفتگو کرنی بھی چھوڑ دی ہے ۔ برائے مہربانی عمران کو دوبارہ وہی پہلے والا عمران بنا دیں ۔ کیونکہ ہم قارئین کو وہی پہلے والا عمران پسند ہے ۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے "۔

محترم جمشید اقبال داور صاحب ۔ خط لکھنے اور موجودہ اور سابقہ ناولوں کے درمیان فرق کو اس باریک بینی سے واضح کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ نے واقعی درست لکھا ہے کہ سابقہ عمران اور موجودہ عمران میں کافی فرق آگیا ہے دوسرے لفظوں میں آج کا عمران کل کے

عمران سے خاصا مجبور ہو گیا ہے۔ یا پھر اس کے مقابلے میں آنے والے مجرم اور مجرم تنظیمیں کل کے مجرم اور مجرم تنظیموں کی نسبت زیادہ تیز، زیادہ فعال اور زیادہ خطرناک ہو گئی ہیں کہ عمران کو وہ سب کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ جو وہ پہلے کرتا رہتا تھا۔ جو بھی صورت ہو بہر حال فرق موجود ہے۔ لیکن کیا یہ فرق فطری نہیں ہو سکتا۔ کیا وقت اور زمانہ آگے کی طرف نہیں بڑھ رہا۔ آپ نے خود لکھا ہے کہ آپ جب چوتھی جماعت میں تھے تو آپ نے عمران کو پڑھنا شروع کیا اور اب آپ ماشاء اللہ بی۔ اے فائنل میں ہیں۔ کیا یہ فطری فرق نہیں ہے کیا زمانے اور وقت کو واپس لوٹایا جا سکتا ہے یا ایک ہی جگہ روکا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود میں کوشش کروں گا کہ عمران کو یہ سمجھا سکوں کہ وہ بہر حال ان سب دلچسپیوں کے لئے ضرور وقت نکال لیا کرے کیونکہ یہی اس کی شناخت بھی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت رات کے تقریباً گیارہ بج چکے تھے لیکن چاندنی رات کی وجہ سے روپہلی چاندنی کھیتوں پر پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے خاصا اجالا سا تھا یہ فضل گڑھ سے دارالحکومت جانے کے لئے ایک شارٹ کٹ راستہ تھا۔ پہلے دارالحکومت جانے کے لئے یہی سڑک استعمال کی جاتی تھی لیکن پھر حکومت نے فضل گڑھ کو مین روڈ کے ساتھ ملانے کے لئے ایک اور بڑی سڑک تعمیر کر دی اور اس کے بعد یہ راستہ متروک ہو کر رہ گیا لیکن چونکہ یہ شارٹ کٹ تھا اس لئے وہ لوگ جو جلد از جلد دارالحکومت پہنچنا چاہتے تھے اسے استعمال کرتے تھے لیکن گاڑی خراب ہو جانے یا کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں کہیں سے مدد ملنے کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی کیونکہ دور دور تک صرف کھیت نظر آ رہے تھے۔ سڑک کے دونوں اطراف میں پرانے، اونچے اور

گھنے درخت تھے۔ عمران فضل گڑھ اکثر آتا جاتا تھا۔ فضل گڑھ
دارالحکومت سے تقریباً دوڈھائی سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ گذشتہ چند
سالوں سے فضل گڑھ میں پروفیسر وارث خان نے رہائش رکھی ہوئی
تھی کیونکہ وہاں ان کی آبائی جائیداد تھی پروفیسر وارث خان سائنس
کے ایک مخصوص شعبے میں اتھارٹی کا درجہ رکھتے تھے اور ان کی ساری
عمر آکسفورڈ یونیورسٹی میں سائنس پڑھاتے گزر گئی تھی اور عمران بھی
ان کا شاگرد رہا تھا۔ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ریٹائر ہونے کے بعد
حکومت گریٹ لینڈ نے پروفیسر وارث خان کو ایک خصوصی ریسرچ
لیبارٹری کا انچارج بنا دیا تھا اور اس حیثیت سے بھی انہوں نے کافی
عرصہ گزار دیا تھا۔ وہ شاید واپس پاکیشیا نہ آتے کیونکہ ان کا اکلوتا بیٹا
گریٹ لینڈ میں ہی سائنس کا پروفیسر تھا۔ لیکن جب ہوائی جہاز کے
ایک حادثے میں پروفیسر وارث خان کا بیٹا اپنی بیوی اور تین بچوں
سمیت ہلاک ہو گیا تو پروفیسر وارث خان کا ایسا دل ٹوٹا کہ وہ سب کچھ
چھوڑ کر واپس پاکیشیا آگئے اور یہاں فضل گڑھ میں انہوں نے اپنی
پرانی حویلی میں رہائش رکھ لی اور اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔ ان
کے پاس اس بڑی حویلی میں صرف چار نوکر تھے جو یہیں فضل گڑھ کے
ہی رہنے والے تھے۔ پروفیسر وارث خان انتہائی گمنامی کی زندگی گزار
رہے تھے لیکن پھر عمران کو ان کے بارے میں علم ہو گیا اور عمران نے
فضل گڑھ جا کر ان سے ملاقات کی اور پھر دو تین ملاقاتوں کے بعد ہی
عمران نے انہیں آمادہ کر لیا کہ وہ اپنی قابلیت اور مہارت کو پاکیشیا

کے مفاد میں استعمال کریں چنانچہ پروفیسر وارث خان نے اپنی حویلی
میں ہی اپنے لئے انتہائی قیمتی لیبارٹری بنوائی اور اس طرح ایک طویل
عرصے بعد وہ ایک بار پھر کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ وہ اس لیبارٹری
میں پاکیشیا کے لئے ایک ایسے ہتھیار کے فارمولے پر ریسرچ کر رہے
تھے جسے انہوں نے ڈی ریز کا نام دیا تھا۔ یہ ہتھیار دفاع کے لئے تھا اور
اس ہتھیار کی رینج میں آنے والے ایریئے میں ہر قسم اور طاقت کی ریز
اپنی طاقت اور اثر کھو بیٹھتی تھی اور چونکہ موجودہ دور میں بارود سے
زیادہ شعاعی ہتھیار تیار کئے جا رہے تھے۔ کیونکہ شعاعی ہتھیار، بارودی
ہتھیاروں سے کہیں زیادہ پر اثر ثابت ہوتے تھے اس کے ساتھ ساتھ
ان کی نقل و حمل بھی بارودی ہتھیاروں کی نسبت کہیں زیادہ آسانی
اور حفاظت سے ہو سکتی تھی اس لئے پوری دنیا میں شعاعی ہتھیاروں پر
زیادہ سے زیادہ ریسرچ کی جا رہی تھی اور روزانہ نئے سے نئے ایسے
ہتھیار ایجاد کئے جا رہے تھے جن میں مختلف کیت اور ماہیت کی
شعاعوں کو تباہی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور موجودہ دور کے
ماہرین حرب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ آئندہ دور مستقل طور پر شعاعی
ہتھیاروں کا دور ہو گا اور بارودی ہتھیار آہستہ آہستہ قصہ پارینہ بن کر
رہ جائیں گے اور پروفیسر وارث خان کا شعبہ چونکہ سائنسی شعاعوں کا
شعبہ تھا اس لئے عمران نے انہیں اس پراجیکٹ پر کام کرنے کے لئے
آمادہ کر لیا تھا اور پروفیسر وارث خان اس پراجیکٹ پر مسلسل کام کر
رہے تھے۔ یہ کوئی عام سا پراجیکٹ نہ تھا بلکہ یہ اس قدر پیچیدہ

پراجیکٹ تھا کہ عمران کے نقطہ نظر سے اس پراجیکٹ پر کامیابی کے بعد پوری دنیا کے لئے یہ ایک انقلابی پراجیکٹ ثابت ہوگا اور پاکیشیا کا دفاع شعاعی ہتھیاروں سے مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران فرصت ملتے ہی فضل گڑھ چلا جاتا تھا اور پھر کئی کئی دن پروفیسر وارث خان کے ساتھ اس پراجیکٹ پر ان کی مدد کرتا رہتا۔ پروفیسر وارث خان بھی عمران کی مہارت اور صلاحیتوں سے پوری طرح باخبر تھے اس لئے وہ بھی اس کی فضل گڑھ آمد پر بے حد خوش ہوتے تھے۔ عمران اب بھی تقریباً چار روز گزارنے کے بعد واپس دارالحکومت جا رہا تھا۔ اس کا آنا جانا چونکہ اس کے موڈ پر منحصر تھا اس لئے باوجود پروفیسر وارث خان کے منع کرنے کے وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد دارالحکومت روانہ ہو گیا تھا اور اس نے جلد از جلد دارالحکومت پہنچنے کے لئے یہ شارٹ کٹ راستہ منتخب کیا تھا۔ آدھے سے زیادہ سفر وہ طے کر چکا تھا اس کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار میں موجود ڈیک پر اس نے اپنا پسندیدہ میوزک لگایا ہوا تھا اور اس کی دلکش دھن کو سنتے ہوئے وہ بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اسے دور سڑک پر درخت کا ایک موٹا سا تنا ترچھے انداز میں پڑا نظر آیا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی پرانے درخت کی موٹی شاخ ٹوٹ کر سڑک پر گر گئی ہو۔ وہ تنا اس انداز میں سڑک پر پڑا ہوا تھا کہ کار کے گزرنے کا راستہ بھی نہ رہا تھا .... عمران کے پیر تنے کو دیکھتے ہی خود بخود

حرکت میں آگئے اور انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار آہستہ ہوتے ہوتے عین تنے کے قریب جا کر رک گئی۔

"مجھے پتہ ہوتا کہ اس طرح کا پرابلم پیش آ سکتا ہے تو میں کار کے ساتھ ایک کرین بھی باندھ لاتا"...... عمران نے میوزک بند کر کے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ تنے کی طرف بڑھ گیا۔ تنا خاصا بڑا اور وزنی تھا۔ عمران ابھی جھک کر اسے چیک کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سر پر ایک دھماکہ ہوا اور وہ اچھل کر سینے کے بل تنے پر گرا اور پھر گول تنے پر سے پھسلتا ہوا الٹ کر دوسری طرف گرا ہی تھا کہ اچانک اس کے سر پر ایک بار پھر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر ایک لمحے کے لئے تو سات رنگ کے ستارے ناچتے رہے پھر یکلخت تاریکی سی چھا گئی پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائے ہوئے گھپ اندھیرے میں بھی روشنی کی کرن چمکی اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھلی تو سر میں درد کی شدت سے دھماکے سے ہونے لگے اور آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی نظر آنے لگی لیکن پھر آہستہ آہستہ دھند چھٹتی چلی گئی اور جب عمران کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ وہ کھیتوں میں اگی ہوئی سرسوں کی فصل کے درمیان زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر صرف پتلون اور قمیض تھی۔ عمران تیزی سے اٹھ کر

بیٹھ گیا اور پھر اسے کچھ دور اپنا کوٹ پڑا ہوا نظر آیا۔

"یا اللہ ۔ یہ کیا ہوا"...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ دوسرے لمحے وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کی کلائی پر موجود گھڑی غائب تھی ۔ جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تو اسے کچھ دور سڑک نظر آئی جہاں سے وہ گزر رہا تھا ۔ اس نے تیزی سے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا اپنا کوٹ اٹھایا اور اس کی جیبیں چیک کرنا شروع کر دیں ۔ تمام جیبیں خالی ہو چکی تھیں ۔ نہ ہی بٹوہ تھا اور نہ ہی کوئی دوسرے کاغذ ۔ کچھ بھی موجود نہ تھا ۔ اس نے کوٹ پہنا اور فصل کے درمیان بنی ہوئی پگڈنڈی پر چلتا ہوا سڑک پر پہنچ گیا ۔ وہاں اس کی کار بھی موجود نہ تھی ۔ البتہ وہ موٹا سا تنا سڑک کی ایک سائیڈ پر پڑا ہوا تھا ۔

"آج پتہ چلا کہ چوروں کو مور پڑنے والے محاورے کا کیا مطلب ہوتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راہزنی کے لئے یہاں سڑک پر تنا رکھا ہوا تھا تاکہ یہاں سے گزرنے والوں کو روک کر لوٹا جائے اور عمران وہاں پہنچ گیا چنانچہ اس پر حملہ کر کے اسے بے ہوش کیا گیا اور پھر اسے اٹھا کر کھیت میں لے جایا گیا ۔ وہاں اس کی تلاشی لی گئی اور گھڑی اور جیبوں میں موجود تمام سامان نکال کر وہ کار سمیت فرار ہو گئے ۔ عمران کے ذہن میں چونکہ ایسی کسی بات کا دور دور تک خیال تک نہ تھا اس لئے وہ بے خیالی میں مار کھا گیا تھا ۔ ادھر شاید راہزن بھی اپنے کام میں بے حد ماہر تھے

کہ ان کی ضربوں نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا تھا ۔ اس نے آسمان پر موجود چاند کو دیکھا اور پھر اندازہ لگایا کہ اسے کتنی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں رہنا پڑا تھا ۔ بہرحال اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ اب دارالحکومت تک کیسے پہنچے ۔ لیکن یہاں کھڑا رہنے میں بھی بات نہ بنتی تھی ۔ اس لئے وہ کو[illegible] جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آگے چل پڑا ۔ اس کے سر میں ابھی تک درد ہو رہا تھا ۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسے سر پر دو جگہوں پر گومڑے ابھرے ہوئے محسوس ہوئے ۔ شاید کسی لاٹھی سے ضرب لگائی گئی تھی ۔

ابھی اسے چلتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ سڑک کا ایک موڑ مڑتے ہی اسے دور دائیں ہاتھ پر روشنی نظر آئی ۔ یہ روشنی بجلی کی تھی اور بجلی کی روشنی کا مطلب تھا کہ اس جگہ یقیناً کوئی آبادی ہو گی اور شاید وہاں کسی کے پاس فون ہو ۔ اس طرح وہ رانا ہاؤس فون کر کے کار منگوا سکتا تھا ۔ چنانچہ وہ مڑ کر کھیتوں کے درمیان چلتا ہوا اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر روشنی نظر آ رہی تھی ۔ روشنی قریب آنے پر اس نے دیکھا کہ روشنی ایک پختہ لیکن حویلی نما مکان کی ایک کھڑکی سے دکھائی دے رہی تھی اور وہاں اس حویلی نما مکان کے علاوہ اور کوئی آبادی نہ تھی عمران ابھی تھوڑا سا اور آگے بڑھا تھا کہ اچانک ایک طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"رک جاؤ ۔ خبردار ۔ کون ہو تم"...... اور عمران آواز سن کر چونک کر رک گیا اور اس طرف کو دیکھنے لگا جدھر سے آواز آ رہی تھی ۔ آواز

حویلی کے قریب درختوں کے ایک جھنڈ سے آئی تھی اور بولنے والے کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

" بڑا لمبا نام ہے میرا۔ نام کے ساتھ ایک طویل قطار ڈگریوں کی ہے۔ اس کے بعد نوحہ راہزانی ہے اور پھر کار کے چوری ہونے کا قصہ ہے۔ کیا کیا بتاؤں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مختصر طور پر اتنا سن لو کہ راہزنوں کا کامیاب شکار ہوں "...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے درختوں کے اس جھنڈے سے دو آدمی باہر نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی لاٹھیاں تھیں۔ جسم پر دیہاتی لباس تھا۔ سروں پر سیاہ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے عمران کے قریب آئے اور غور سے عمران کو دیکھنے لگے۔

" آپ کون ہیں اور اس وقت رات کے پچھلے پہر یہاں کیسے آئے ہیں "...... ان میں سے ایک آدمی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا شاید عمران کی شخصی وجاہت اور اس کے شہری لباس سے وہ مؤدب ہو گئے تھے۔

" میں فضل گڑھ سے دارالحکومت جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے سڑک پر درخت کا تنا پڑا ہوا تھا۔ میں سمجھا کہ درخت پر سے کوئی شاخ ٹوٹ کر گری ہے۔ چنانچہ کار روک کر نیچے اترا اور پھر میرے سر پر یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں کھیتوں میں پڑا تھا۔ جیبیں خالی تھیں۔ گھڑی بھی غائب اور کار بھی۔ اس لئے مجبوراً پیدل جا رہا تھا کہ دور سے یہ روشنی نظر آئی تو

میں اس طرف کو آ گیا "...... عمران نے انہیں مختصر طور پر بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو آج رات فضلو قصائی کا نشانہ آپ بنے ہیں "...... ان میں سے ایک نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

فضلو قصائی۔ وہ کون ہے "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

اس علاقے کا مشہور ڈکیت ہے۔ شکر کریں آپ کی جان بچ گئی ہے ورنہ وہ تو آدمی کو مکھی سے بھی کم حیثیت دیتا ہے۔ باقی رہی آپ کی کار تو اگر سردار صاحب چاہیں تو کار آپ کو واپس مل سکتی ہے۔ سردار احمد بخش خان۔ جو اس علاقے کے جاگیردار ہیں "...... اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا یہ حویلی سردار احمد بخش خان کی ہے "...... عمران نے حویلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" جی۔ یہ ان کا ڈیرہ ہے۔ وہ خود تو دارالحکومت میں رہتے ہیں۔ اسمبلی کے ممبر ہیں۔ یہاں ان کا منیجر رحمت علی رہتا ہے اور ہم حویلی کے چوکیدار ہیں "...... اس نے جواب دیا۔

" کیا یہاں فون ہو گا "...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" پتہ نہیں جی...... منیجر کو پتہ ہو گا۔ آیئے میں آپ کو حویلی لے چلوں "...... چوکیدار نے کہا اور دوسرے کو وہیں رہنے کا کہہ کر وہ عمران کو ساتھ لے کر حویلی طرف بڑھ گیا۔ حویلی کافی بڑی تھی لیکن اس کا طرز تعمیر خالصتاً دیہاتی تھا۔ اندر بہت سی بھینسیں، گائے اور

بیل وغیرہ بندھے ہوئے تھے۔ برآمدے میں دو چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ خالی تھیں۔ ایک کمرے کے روشن دان سے روشنی اندر آ رہی تھی۔

"منیجر صاحب زمینوں کا حساب کتاب کر رہے ہوں گے اس لئے جاگ رہے ہیں۔ یہاں ٹھہریں۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں"۔ برآمدے میں پہنچ کر چوکیدار نے عمران سے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور چوکیدار تیزی سے اس کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کے روشندان سے تیز روشنی باہر نکل رہی تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے تیز آواز سنائی دی۔

"فتح محمد ہوں جناب۔ ایک شہری بابو آئے ہیں۔ انہیں راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے"...... چوکیدار نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر دیہاتی آدمی باہر آ گیا۔

"اوہ۔ آپ کو لوٹا ہے ڈاکوؤں نے۔ آیئے اندر آ جایئے۔ میرا نام رحمت علی ہے اور میں سردار احمد بخش خان کا منیجر ہوں۔ آیئے اندر آ جایئے"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ مجھے علی عمران کہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے میں داخل ہوا جسے واقعی دیہاتی انداز میں سجایا گیا تھا۔ فرش پر دری بچھی ہوئی تھی جس پر بے شمار کاغذات

بکھرے ہوئے تھے۔

"فتح محمد۔ صاحب کے لئے گرم دودھ لے آؤ۔ جلدی لاؤ"۔ منیجر نے اس چوکیدار سے کہا۔

"ارے ارے رہنے دیں۔ اس وقت رات گئے مجھے کچھ نہیں چاہئے"۔ عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ اس میں تکلیف کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں ہماری روایت ہے کہ دودھ ہلکی آنچ پر ساری رات چڑھا رہتا ہے"...... منیجر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس فون ہے"...... عمران نے کہا۔

"فون۔ جی ہاں ہے۔ وہ الماری میں رکھا ہوا ہے۔ سردار صاحب نے خصوصی طور پر یہاں کے لئے منگوایا ہوا ہے۔ ویسے وہ خود ہی کبھی کبھار بات کرتے ہیں۔ میں لے آتا ہوں۔ آپ بیٹھیں"...... منیجر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود اٹھ کر ایک طرف پڑی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ان لوگوں کی سادگی، دیہاتی زندگی اور ہمدردی سے بے حد متاثر ہوا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر شہر میں وہ اس طرح رات گئے کسی کا دروازہ کھٹکھٹاتا تو میزبان کا ردعمل یقیناً انتہائی مختلف ہوتا جبکہ ہمارے دیہاتی اب بھی اپنی سادگی اور روایتی مہمان نوازی کی خوبصورتی سے لبریز ہیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی چوکیدار ہاتھ میں دودھ کا ایک بڑا گلاس لئے اندر داخل ہوا۔

"ارے یہ اتنا بڑا گلاس۔ اگر میں اتنا ہی پہلوان ہوتا تو اس فضلو

قصائی کا شکار کیوں ہوتا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ شہر کے رہنے والے ہیں جناب۔ ورنہ یہاں تو بچے بھی تین چار گلاس آسانی سے پی لیتے ہیں"....... چوکیدار نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس لے لیا۔ گلاس گرم ہو رہا تھا اور دودھ سے انتہائی خوشگوار مہک آ رہی تھی مسلسل ابلنے کی وجہ سے دودھ کی رنگت ہلکی سنہری سی ہو رہی تھی اور جب عمران نے اس نیم گرم خالص دودھ کا گھونٹ بھرا تو حقیقتاً اسے لطف آگیا۔

"اس فضلو قصائی نے اس علاقے میں واقعی اندھیر مچا رکھا ہے۔ اس بار سردار صاحب آئیں گے تو میں ان سے بات کروں گا"....... مینیجر نے کارڈلیس فون عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور فرش پر بیٹھ گیا گھونٹ گھونٹ لے کر بڑے مزے سے عمران نے یہ دودھ پیا اور پھر گلاس اس نے فتح محمد کو واپس دے دیا۔

"اور لے آؤں جناب"....... فتح محمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے دودھ کا ایک اور گلاس اگر میں نے پی لیا تو باقی عمر یہیں پڑا رہ جاؤں گا۔ کیونکہ ایسا دودھ شہر میں تو ملتا ہی نہیں۔ اس لئے بھائی مجھے شہر جانے کے قابل چھوڑ دو"....... عمران نے منہ صاف کرتے ہوئے کہا اور مینیجر اور فتح محمد دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم جاؤ فتح محمد"....... مینیجر نے چوکیدار سے کہا اور چوکیدار سر ہلاتا ہوا اٹھا اور واپس چلا گیا۔

"یہ فضلو قصائی کون ہے اور کہاں رہتا ہے"....... عمران نے فتح محمد کے جانے کے بعد مینیجر سے پوچھا۔

"ڈکیت اور بدمعاش ہے جی۔ اشتہاری بھی ہے۔ نجانے کتنے مقدمات میں پولیس کو مطلوب ہے۔ ان لوگوں کا کوئی مستقل ڈیرہ تو نہیں ہوتا۔ البتہ میں نے سنا ہے کہ آج کل اس نے شاہ پور میں ڈیرہ لگایا ہوا ہے۔ یہاں سے کچھ دور چھوٹا سا گاؤں ہے شاہ پور۔ آپ کو کیسے لوٹا ہے اس نے"....... مینیجر نے کہا اور عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"کار بھی لے گیا ہے۔ مگر آپ فکر نہ کریں۔ میں صبح شاہ پور آدمی بھجواؤں گا۔ اگر وہ وہاں ہوا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی کار مل جائے گی"۔ مینیجر نے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ اسے تسلی دینے کے لئے یہ بات کر رہا ہے۔

"یہاں اگر میں اپنے آدمیوں کو بلاؤں تو انہیں کیا پتہ بتاؤں"۔ عمران نے کارڈلیس فون اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے آدمی" مینیجر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے دوسری کار منگوانی ہے"....... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آپ ایسا کریں۔ آپ اپنے آدمیوں سے کہیں کہ وہ اس راستے پر ٹرکوں کے اڈے پر پہنچ جائیں۔ میں فتح محمد کو وہاں بھیج دیتا ہوں وہ انہیں لے آئے گا۔ ورنہ تو اس وقت ان کا یہاں پہنچنا مشکل ہے"....... مینیجر نے اس بار زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید عمران کے اپنے آدمی بلوانے اور دوسری کار کے حوالے سے وہ مرعوب ہو گیا تھا کہ

عمران کوئی بڑی شخصیت ہے اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے ٹرکور
کے اڈے کے بارے میں تفصیل بتا دی ۔ عمران نے فون اٹھایا او
اسے آن کر کے اس نے رانا ہاؤس کے نمبر پریس کر دیئے ۔ کچھ دیر تک
تو گھنٹی بجتی رہی پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"رانا ہاؤس"....... جوزف کی نیند بھری آواز سنائی دی ۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"....... عمران نے کہا۔

"اوہ یس باس"....... جوزف نے ہوشیار ہوتے ہوئے کہا۔

"جوانا کو اٹھاؤ اور پھر بڑی کار لے کر یہاں میرے پاس آ جاؤ"۔
عمران نے کہا اور پھر اس نے تفصیل کے ساتھ اسے دارالحکومت سے
فضل گڑھ کی طرف نکلنے والے اس متروک راستے اور اس کے سرے پر
موجود ٹرک اڈے کے بارے میں تفصیلات بتا دیں ۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں باس"....... جوزف کی حیرت بھری
آواز سنائی دی ۔

"میں کار میں فضل گڑھ سے دارالحکومت آ رہا تھا کہ راستے میں
کسی فضلو قصائی ڈاکو نے مجھ پر حملہ کر کے مجھے بے ہوش کر دیا اور
میری کار لے اڑے ۔ اس وقت میں یہاں ایک دیہاتی ڈیرے پر موجود
ہوں ۔ جوانا سے کہہ دینا کہ ہم نے کار بھی واپس لانی ہے ۔ اس لئے تم
بھی اور جوانا بھی پوری طرح تیار ہو کر آنا ۔ ٹرک اڈے پر ایک دیہاتی
فتح محمد موجود ہو گا وہ تمہیں یہاں ڈیرے پر لے آئے گا"....... عمران
نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔ ہم آ رہے ہیں"....... جوزف نے جواب دیا اور
عمران نے فون آف کر کے نیچے رکھ دیا۔

"فتح محمد کو بلاؤ ۔ مگر وہ ٹرک اڈے تک کیسے جائے گا"۔ عمران نے
کہا۔

"سائیکل پر چلا جائے گا ۔ کھیتوں کے درمیان سے راستہ مختصر ہے
وہ جلد پہنچ جائے گا ۔ میں بلواتا ہوں اسے"....... منیجر نے کہا اور اٹھ کر
کمرے سے باہر چلا گیا ۔ عمران نے دری پر پڑے ہوئے کاغذات اٹھا کر
دیکھنا شروع کر دیئے ۔ وہ واقعی زمینوں کے کاغذات تھے ۔ عمران نے
انہیں واپس رکھ دیا ۔ تھوڑی دیر بعد منیجر واپس آ گیا۔

"میں نے اسے بھجوا دیا ہے جناب"....... منیجر نے کہا۔

"تمہاری نیند خراب ہوئی ۔ تم نے سونا بھی تو تھا"....... عمران
نے کہا۔

"جی نہیں ۔ میں سارا دن فارغ ہوتا ہوں ۔ سو لوں گا ۔ میں ذرا
حساب کتاب بنا رہا تھا ۔ ویسے آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا"۔ منیجر
نے ردی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بس فضلو قصائی کی قبیل کا آدمی سمجھ لو"....... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو منیجر کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"کک ۔ کک ۔ کیا مطلب ۔ کیا کہا آپ نے"....... منیجر نے انتہائی
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے گھبراؤ نہیں ۔ میں اس کی طرح کا ڈکیت وغیرہ نہیں

ہوں"...... عمران نے اسے بری طرح گھبراتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر بے چارہ کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"لیکن آپ نے کہا ہے کہ آپ فضلو قصائی کی قبیل کے آدمی ہیں"۔ مینجر نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"ہاں ۔کام تو واقعی اسی قسم کا ہے لیکن ڈکیتی نہیں ۔بس یوں سمجھ لو کہ وہ لوگوں کو لوٹتا ہے جب کہ میں ملک کے دشمنوں اور مجرموں کے خلاف کام کرتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔تو آپ کا تعلق پولیس سے ہے"...... مینجر نے کہا۔

"نہیں ۔پولیس سے نہیں ہے ۔میری پرائیویٹ تنظیم ہے"۔ عمران نے کہا۔ظاہر ہے اب وہ اس دیہاتی کو کیسے سیکرٹ سروس کے بارے میں بتاتا۔اس لئے اس نے گول مول سی بات کر دی۔

"اوہ اچھا"...... مینجر نے کہا اور اس کے بعد اس نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

"تم اپنا کام کرتے رہو ۔میرے آدمی تو نجانے کس وقت پہنچیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے آرام کرنا ہو تو میں دوسرے کمرے میں آپ کا بستر لگا دوں"...... مینجر نے کہا۔

"نہیں ۔میں یہیں رہوں گا۔تم میری فکر مت کرو"...... عمران نے کہا اور مینجر نے سرہلاتے ہوئے کاغذ سنبھالنے شروع کر دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد باہر سے کار کی آواز سنائی دی تو مینجر چونک پڑا۔

"شاید کے آدمی آ گئے ہیں جناب"...... مینجر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب دروازہ کھلا اور جوزف اور جوانا اندر داخل ہوئے تو مینجر رحمت علی بے اختیار گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔شاید ان سیاہ رنگ کے دیوؤں کو دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گیا تھا ۔ان کے پیچھے چوکیدار فتح محمد بھی اندر داخل ہوا تھا۔اس کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات تھے ۔عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ماسٹر۔اس آدمی نے بتایا ہے کہ آپ کی کار کسی فضلو قصائی نے اڑائی ہے ۔میں نے تو اس سے بہت پوچھا ہے لیکن یہ بتاتا ہی نہیں کہ فضلو قصائی کہاں رہتا ہے"...... جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے معلوم نہ ہو گا ۔ویسے بھی یہ صرف اندازہ ہے ۔مگر مینجر صاحب نے شاہ پور گاؤں کا نام لیا ہے اور فتح محمد یقیناً شاہ پور تک تو ہمیں پہنچا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔اس کے پاس کافی بڑا گروہ ہے ۔اگر اسے معلوم ہو گیا کہ میں نے اور فتح محمد نے اس کی مخبری کی ہے تو وہ سردار صاحب کا بھی لحاظ نہ کرے گا اور ہماری آنتیں باہر نکال دے گا"...... مینجر رحمت علی نے اس بار خوفزدہ لہجے میں کہا۔اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس لمحے کو پچھتا رہا ہے جب اس کے منہ سے فضلو قصائی کا نام نکل گیا تھا۔

"تم فکر مت کرو۔اس فضلو قصائی نے مجھے کوئی نقصان نہیں

پہنچایا۔ ورنہ وہ مجھے بے ہوشی کے دوران قتل بھی کر سکتا تھا۔ اس لئے ہم بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ صرف ہم نے اس سے اپنی کار واپس لینی ہے اور بس "...... عمران نے کہا۔

" جناب۔ پھر آپ ایسا کریں کہ صبح کو وہاں جائیں۔ رات کو تو اس کے آدمی ڈیرے کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ تو آپ کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیں گے "...... منیجر نے کہا۔

" نہیں ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ بہرحال تم اتنا کرو کہ ہمیں شاہ پور گاؤں کا راستہ بتا دو۔ ہم خود چلے جائیں گے "...... عمران نے کہا۔

" اگر آپ اس سے ملنا ہی چاہتے ہیں جناب۔ تو ٹھیک ہے۔ فتح محمد آپ کو شاہ پور کے رئیس احمد خان کے ڈیرے پر چھوڑ آئے گا اور آپ کا تعارف سردار صاحب کے مہمان کے طور پر کرا دے گا۔ احمد خان چاہے تو فضلو قصائی کو اپنے ڈیرے پر بھی بلوا سکتا ہے "۔ منیجر نے کہا۔

" ٹھیک ہے "...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ رات کو تو احمد خان بھی ڈیرے پر نہیں ملے گا۔ وہ بھی دن کے وقت ہی ڈیرے پر ہوتا ہے "...... دروازے پر کھڑے فتح محمد نے کہا۔

" ہاں یہ بات تو ہے۔ جناب آپ رات کو یہاں آرام کریں۔ میں بستر لگوا دیتا ہوں۔ صبح آپ ناشتہ کر کے چلے جائیں "...... منیجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم ایسا کرو کہ اس احمد خان کے ڈیرے تک ہمیں پہنچا دو۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے "...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کا حکم۔ فتح محمد ان کے ساتھ چلے جاؤ "...... منیجر نے فتح محمد سے کہا اور فتح محمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حویلی کے صحن میں سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی۔ عمران نے منیجر کا شکریہ ادا کیا اور پھر فتح محمد کو ساتھ لے کر وہ اس حویلی سے باہر آ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا جب کہ فتح محمد کو سائیڈ سیٹ پر بٹھایا گیا تھا اور عمران اور جوانا عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچی سڑکوں پر تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک گاؤں کی حدود میں داخل ہو گئے۔ ان کی کار کو دیکھ کر گاؤں کے کتوں نے جیسے آسمان سر پر اٹھا لیا لیکن وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک دیہاتی طرز کی حویلی کے سامنے پہنچ کر فتح محمد نے کار کو حویلی کے کھلے دروازے سے اندر لے جانے کا کہا اور جوزف نے کار تیزی سے اندر موڑ دی۔

" یہ رئیس احمد خان کا ڈیرا ہے جناب "...... فتح محمد نے کہا اور کار کا دروازہ کھولنے لگا لیکن اس سے کار کا دروازہ نہ کھل رہا تھا۔ جوزف نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا اور فتح محمد باہر آ گیا۔ عمران بھی جوزف اور جوانا کے ساتھ کار سے باہر آ گیا تھا۔

" کون ہے "...... برآمدے سے ایک قدرے سہمی ہوئی اور ڈری ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا نام فتح محمد ہے اور میں سردار احمد بخش کے مہمانوں کو لے کر آیا ہوں"...... فتح محمد نے اونچی آواز میں کہا تو تاریک برآمدے میں کھڑے دو آدمی تیزی سے آگے بڑھے۔

"مہمان۔ اوہ آیئے جناب۔ خوش آمدید۔ رئیس تو زنان خانے میں ہیں۔ صبح کو آئیں گے۔ تب تک آپ یہاں آرام کریں"...... ان میں سے ایک آدمی نے قریب آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا نام ہاشم ہے جناب"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو جا کر رئیس احمد خان کو اطلاع دو کہ دارالحکومت سے پولیس کے بڑے افسر آئے ہیں اور فوری ملنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پولیس۔ جی اچھا جناب۔ آیئے اندر تو آیئے جناب"۔ ہاشم کا لہجہ اور زیادہ مؤدبانہ ہو گیا اور پھر وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا جہاں کرسیاں موجود تھیں۔ اس نے بٹن دبا کر ٹیوب جلائی۔ یہ شاید رئیس صاحب کا ڈرائینگ روم تھا۔ فتح محمد باہر ہی رہ گیا تھا۔

"تم جا کر اطلاع دو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"۔ عمران نے کہا اور ہاشم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ وہ عمران سے زیادہ جوزف اور جوانا کے ڈیل ڈول اور جسامت سے مرعوب نظر آ رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ چوڑا چہرہ اور جسم خاصا مضبوط تھا۔ اس کی شکل و صورت دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ آنے والا رئیس احمد

خان ہے۔

"مجھے احمد خان کہتے ہیں جناب"...... آنے والے نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں جوزف اور جوانا۔ ہم نے آپ کو بے وقت تکلیف دی ہے۔ اس لئے ہم معذرت خواہ ہیں"۔ عمران نے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ میری بیٹی کی طبیعت خراب تھی۔ اس لئے میں جاگ رہا تھا۔ میرے آدمی ہاشم نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پولیس سے ہے"...... احمد خان نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پڑھے لکھے لگتے ہیں۔ اس لئے آپ کو بتایا جا سکتا ہے۔ میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور آپ کے علاقے میں کوئی فضلو قصائی رہتا ہے۔ اس نے فضل گڑھ سے دارالحکومت جاتے ہوئے میری کار اڑا لی ہے۔ میں نے وہ کار واپس لینی ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی کار اڑا لی ہے فضلو قصائی نے"...... احمد خان نے حیران ہو کر کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"اوہ جناب۔ اگر یہ کام فضلو قصائی نے کیا ہے تو آپ کی کار واپس مل جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں۔ ویسے تو وہ اس علاقے کا بڑا ڈکیت ہے لیکن میری عزت کرتا ہے۔ آپ اپنا پتہ بتا دیں۔ اگر کار فضلو قصائی کے پاس ہوئی تو آپ کے پتے پر پہنچ جائے گی"...... احمد خان نے کہا۔

"فضلو قصائی نے اگر یہ واردات کی ہے تو اس نے مجھے کچھ زیادہ

نقصان نہیں پہنچایا۔ اس لئے میں بھی بس اس سے اپنی کار ہی واپس لینا چاہتا ہوں اور ابھی۔ صبح نہیں"...... عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"ابھی مگر جناب اس وقت رات کو"...... احمد خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیں اس کے ڈیرے کا پتہ بتا دیں۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ آپ میرے ڈیرے پر آئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو اکیلا وہاں بھجوا دوں۔ میں بلواتا ہوں اسے"۔ احمد خان نے کہا اور اٹھ کر دروازے سے باہر چلا گیا۔ اس کی واپسی کافی دیر بعد ہو گی۔

"میں نے آدمی بھیج دیا ہے جناب۔ وہ اسے لے آئے گا"...... احمد خان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کی بیٹی کی طبیعت خراب ہے۔ اس لئے اگر آپ گھر جانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میری چھوٹی بیٹی کو بخار ہو گیا تھا۔ وہ بے چین تھی اور چونکہ مجھے اس سے بے حد محبت ہے اس لئے میں اس کی بے چینی کی وجہ سے جاگ رہا تھا۔ اب وہ سو گئی ہے اور اس کا بخار بھی اتر گیا ہے حکیم صاحب کی دوا دی تھی۔ اس لئے اب

کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے"...... احمد خان نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے ہاشم اور اس کے ساتھ ایک آدمی اندر داخل ہوا تو ان دونوں نے ویسے ہی بڑے بڑے دودھ سے بھرے ہوئے گلاس اٹھائے ہوئے تھے جیسا کہ عمران پہلے سردار احمد بخش خان کے ڈیرے پر پی چکا تھا۔

"اس وقت تو دودھ ہی پیش کیا جا سکتا ہے جناب۔ ویسے اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو میں گھر والوں کو اٹھا کر تیار کرا دیتا ہوں"۔ احمد خان نے کہا اور عمران اس کی اس مہمان نوازی سے بے حد متاثر ہوا۔

"ارے نہیں خان صاحب۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں افسوس ہے کہ ہماری وجہ سے آپ لوگوں کو تکلیف ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ تکلیف کیسی۔ مہمان تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں"...... احمد خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ دودھ پیو جوزف اور جوانا۔ میں نے بھی ایک گلاس پیا ہے۔ انتہائی لذیز اور شاندار ذائقہ ہے اس کا"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی ہاشم کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔ دودھ کا رنگ ویسا ہی ہلکا سنہری تھا اور وہ نیم گرم تھا۔ جوزف اور جوانا نے جب اپنے گلاس سے پہلا گھونٹ لیا تو ان دونوں کے چہروں پر

بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور عمران مسکرا دیا اور پھر واقعی ان تینوں نے مزے لے لے کر یہ لذیذ اور خوش ذائقہ دودھ پینا شروع کر دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن مضبوط جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی اور پگڑی کے ایک حصے کو گردن کے گرد لپیٹا ہوا تھا اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ عمران کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے چونکا اور پھر وہ احمد خان کی طرف مڑ گیا۔

"آپ نے اس وقت یاد کیا ہے۔ خیر ہے"...... آنے والے نے کہا اس کے لہجے میں سختی اور کرختگی کا عنصر موجود تھا۔

"بیٹھو فضلو۔ یہ ہمارے مہمان بھی ہیں اور سردار احمد بخش نے انہیں بھیجا ہے۔ یہ عمران صاحب ہیں۔ ان کے بقول تم نے سڑک پر ڈکیتی کر کے ان کی کار اڑا لی ہے۔ انہیں وہ کار واپس چاہئے اور سنو۔ میں وعدہ کر چکا ہوں۔ تم کار کی قیمت مجھ سے لے لو اور کار انہیں دے دو"...... احمد خان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خان صاحب۔ آپ سے کیا چھپانا۔ کار واقعی میں نے ان سے حاصل کی ہے۔ سپورٹس کار تھی اور نئی کار تھی۔ ہم نے وہاں ناکہ تو صرف لوٹنے کے لئے لگایا تھا۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ فضل گڑھ سے بارات کی بس وہاں سے گزر رہی ہے لیکن وہ بس تو نہ آئی البتہ یہ کار آ گئی اور ہم نے اسے غنیمت سمجھا۔ کیونکہ اس کا گاہک ہمارے پاس

موجود تھا۔ چنانچہ کار ہم نے اسے دے دی اور اس سے رقم لے لی۔ اس لئے کار تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ حکم دیں تو جو رقم ہم گاہک سے وصول کر چکے ہیں وہ ہم دے دیتے ہیں۔ اب آپ کا اور سردار احمد بخش کا حکم تو نہیں ٹالا جا سکتا"...... فضلو قصائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کاریں فروخت کرنے کا دھندہ بھی کرتے ہو اور سپورٹس کار کا گاہک آدھی رات کے وقت پہلے سے تمہارے پاس موجود تھا۔ دیکھو بہتر یہی ہے کہ تم وہ کار مجھے واپس کر دو۔ مجھے رقم کی نہیں کار کی ضرورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"خان صاحب جانتے ہیں کہ میں نے ان کے سامنے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور میں کاروں کا دھندہ بھی نہیں کرتا۔ لیکن اتفاق سے ایک آدمی میرے ڈیرے پر موجود تھا۔ وہ ہمارے ایک دوست کا آدمی تھا جس طرح آپ خان صاحب کے مہمان ہیں اسی طرح وہ بھی ہمارا مہمان تھا۔ وہ سمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے۔ وہ ویسے ہی شغلاً ہمارے ساتھ تھا۔ اس نے جب کار دیکھی تو اس نے مجھ سے کہا کہ دارالحکومت کے نمبروں والی ایسی سپورٹس کار کی ضرورت ہے۔ اس نے کوئی خاص مال اس کار کے ذریعے کہیں پہنچانا تھا۔ چنانچہ اس نے کار مجھ سے مانگ لی اور میں نے مناسب رقم لے کر کار اسے دے دی اور وہ اسی وقت کار لے کر چلا گیا ہے"...... فضلو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سچ کہہ رہا ہے جناب۔ یہ کم از کم میرے سامنے جھوٹ نہیں

بول سکتا"...... احمد خان نے کہا۔

"کون تھا وہ۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ یہ ہمارے مزاج کے خلاف ہے۔ رقم میں خان صاحب کو صبح بھجوا دوں گا"۔ فضلو نے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔ رقم واقعی آپ کو مل جائے گی۔ آپ دوسری کار خرید لیں"...... احمد خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی مہمان نوازی کا ثبوت دیا ہے اور میں آپ کی مہمان نوازی سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ مجھے رقم نہیں چاہئے۔ کار چاہئے۔ اگر وہ دارالحکومت چلی گئی ہے تو میں اسے خود ہی تلاش کر لوں گا۔ اب ہمیں اجازت دیجئے"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس وقت رات گئے آپ کہاں واپس جائیں گے۔ یہاں بستر اور تمام سہولتیں موجود ہیں۔ آپ رات آرام کریں۔ صبح ناشتہ کر کے جائیں"...... احمد خان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ کچھ ضروری کام ہیں اس لئے ہمارا جانا ضروری ہے"۔ عمران نے کہا اور احمد خان سے مصافحہ کر کے باہر آگیا سردار احمد بخش کے منیجر کا بھیجا ہوا چوکیدار باہر موجود تھا۔ عمران اسے ساتھ لئے کار میں بیٹھا اور کار احمد خان کی حویلی سے باہر آ گئی۔

"فتح محمد تمہیں یقیناً فضلو قصائی کے ڈیرے کا علم ہو گا۔ تم ہمیں وہاں تک پہنچا دو"...... عمران نے کار حویلی سے باہر نکلتے ہی اس چوکیدار فتح محمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج۔ ج۔ جناب وہ"...... فتح محمد فضلو قصائی کے ڈیرے کا سن کر اس قدر گھبرایا کہ اس کے منہ سے فقرہ بھی مکمل طور پر نہ نکل سکا۔

"جوزف۔ تمہاری جیب میں رقم ہو گی۔ یہ غریب آدمی ہے۔ اسے رقم دے دو"...... عمران نے جوزف سے کہا۔ جو کار چلا رہا تھا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور ساتھ بیٹھے ہوئے فتح محمد کی گود میں پھینک دی۔

"یہ۔ یہ...... اتنی رقم۔ یہ"...... فتح محمد کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔

"یہ تمہارا انعام ہے اور اس کا پتہ نہ منیجر کو لگے گا اور نہ کسی اور کو تم صرف اتنا کرو کہ فضلو قصائی کے ڈیرے کی طرف جانے والے راستے تک ہمیں چھوڑ کر واپس چلے جاؤ۔ بس"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بے حد مہربانی جناب۔ آپ واقعی سخی ہیں۔ اس رقم سے تو میں اپنی دونوں بیٹیوں کی شادیاں دھوم دھام سے کروں گا اور کچھ زمین بھی خرید لوں گا۔ میں آپ کو وہاں تک پہنچا دوں گا صاحب۔ لیکن فضلو کا گروہ بہت بڑا ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک ڈاکو ہیں"...... فتح محمد نے مسرت کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہم ڈیرے تک نہیں جائیں گے۔ صرف

ادھر ادھر دیکھ کر واپس چلے جائیں گے بہرحال تم سامنے نہیں آؤ گے"۔ عمران نے کہا اور فتح محمد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے راستہ بتانا شروع کر دیا اور کار اندھیروں میں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی آخرکار ایک کچی سڑک پر پہنچ گئی۔

"جناب....... یہ سڑک سیدھی آگے جا کر نہر کے پل سے گزرتی ہے اس نہر کے کنارے شمال کی طرف جائیں تو تھوڑی دور درختوں کا ایک چھوٹا سا ذخیرہ ہے۔ فضلو قصائی کا ڈیرہ اسی ذخیرے کے اندر ہے اور نہر تک اس کے آدمی رات کو پہرہ دیتے رہتے ہیں"....... فتح محمد نے کہا۔

"نہر یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی صرف ایک کوس کے فاصلے پر ہے"....... فتح محمد نے جواب دیا۔

"تم یہاں سے واپس جا سکتے ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں .... یہ سب راستے میرے دیکھے بھالے ہیں میں چلا جاؤں گا"۔ محمد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب تم چلے جاؤ۔ اس مینیجر رحمت کو میرا سلام دے دینا۔ اسے تم نے یہی کہنا ہے کہ ہم واپس دارالحکومت چلے گئے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"جی اچھا"....... فتح محمد نے کہا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے وہ کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیزی سے واپس مڑ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"چلو جوزف۔ آگے چلو۔ ہم نے اس فضلو کو قابو کرنا ہے۔ لیکن نہر سے پہلے ہم کار چھوڑ کر آگے پیدل جائیں گے"....... عمران نے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً ایک کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد جوزف نے عمران کے کہنے پر کار روک دی۔ ہیڈ لیمپس اس نے پہلے ہی آف کئے ہوئے تھے۔

"کار سائیڈ پر روک دو اور مشین پسٹل جیبوں میں لے لو۔ اس کے ساتھ بے ہوش کر دینے والے پسٹل بھی لے لو"....... عمران نے کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔

"ہم عام آدمیوں کی طرح جائیں گے۔ جو لوگ پہرے پر ہوں گے وہ لازماً ہمیں للکاریں گے اور ہم انہیں پکڑ کر ان سے اس ڈیرے اور اس کی حفاظتی اقدامات کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں گے اور اس کے بعد اس ڈیرے پر بے ہوشی کے کیپسول فائر کر کے وہاں موجود سب افراد کو بے ہوش کیا جائے گا کیونکہ میں اس فضلو کو ہر صورت میں زندہ رکھنا چاہتا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا"....... جوانا نے کہا اور وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے نہر کی طرف بڑھنے لگے اور پھر وہ جیسے ہی نہر کے قریب پہنچے۔ اچانک اندھیرے میں سے دو آدمی جنہوں نے سروں اور چہروں پر کپڑے باندھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں اچھل کر ان کے سامنے آ گئے۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ کون ہو تم"....... ان میں سے ایک نے

چیختے ہوئے کہا۔

"ہم مسافر ہیں بھائی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی جوزف اور جوانا نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے اور وہ دونوں ہی بندوقیں ہاتھوں میں لئے تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئے۔

"کمال ہے اس قدر پرانی بندوقیں ابھی بھی استعمال ہو رہی ہیں"۔ اچانک عمران نے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے ہی تھے کہ جوزف اور جوانا ان پر جھپٹ پڑے۔ عمران نے صرف ان دونوں کے سینوں پر ہاتھ مار کر انہیں اچھال دیا تھا۔

"ایک کو زندہ رکھنا"........... عمران نے کہا اور اسی لمحے جوانا کے ہاتھوں میں موجود آدمی کی گردن کھٹاک سے ٹوٹ گئی۔ جبکہ جوزف نے دوسرے کو قابو میں کر کے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔ اس آدمی کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کے منہ سے کپڑا ہٹا دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"........ عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"افضل۔ افضل ہے میرا نام۔ تم کون ہو۔ تم نے برکت کو مار دیا ہے"........ اس آدمی نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا کیونکہ دوسرے آدمی کی لاش جوانا نے تقریباً اس کے سامنے ہی زمین پر پھینک دی تھی۔

"تم فضلو کے گروہ کے آدمی ہو"........ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں"........ افضل نے خوف کے مارے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ وہ جس طرح خوفزدہ ہو گیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یا تو وہ صرف پہرے کا کام ہی کرتا ہے یا پھر اپنے ساتھی کی اس طرح اچانک موت نے اس کے ذہن پر اثر ڈالا ہے۔ کیونکہ جس طرح وہ خوفزدہ نظر آ رہا تھا وہ کسی طرح بھی ڈاکوؤں کے گروہ کا آدمی نہ لگ رہا تھا۔

"سنو۔ اگر تم برکت کی طرح اپنی گردن نہیں تڑوانا چاہتے تو تفصیل سے بتاؤ کہ یہاں سے فضلو کے ڈیرے تک اور کتنے پہریدار موجود ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ ڈیرے میں کتنے آدمی ہیں۔ ساری تفصیل بتاؤ"........ عمران نے کہا اور افضل نے اس طرح تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے فضلو قصائی نے اسے یہاں کھڑا ہی اسی کام کے لئے کیا ہو۔

"ٹھیک ہے۔ اسے بھی آف کر دو"........ عمران نے کہا اور جوزف نے بازوؤں کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور افضل کی گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور پھر کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن بھی ٹوٹ گئی۔

"ان دونوں کی لاشیں ایک طرف کھیتوں میں پھینک دو"۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ افضل نے جو کچھ بتایا تھا اس کے مطابق معمولی سی کارروائی کے بعد اس ذخیرے کے قریب موجود دو اور پہریدار بھی جوزف اور جوانا نے ختم کر

دیئے اور پھر وہ اطمینان سے ڈیرے تک پہنچ گئے جو ایک دیہاتی انداز کا احاطہ تھا۔ افضل کے مطابق ڈیرے میں فضلو سمیت اس کے چھ ساتھی موجود تھے۔

"بے ہوش کر دینے والی گیس کے فائر کر دو۔ اندر یقیناً کتے موجود ہوں گے۔ اگر وہ بھونکنے لگے تو یہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے اور پھر اس احاطے کے دونوں اطراف سے انہوں نے پسٹل کی مدد سے کئی کیپسول اندر فائر کر دیئے۔

عمران خاموش کھڑا ہوا تھا۔ احاطے کے اندر خاموشی طاری تھی۔ تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد عمران، جوزف اور جوانا کو ساتھ لئے اس احاطے کے اندر داخل ہوا۔ احاطے کا لکڑی کا دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ احاطہ خاصا بڑا تھا اور خالصتاً دیہاتی انداز کا تھا۔ لکڑیوں کے ڈھیر وغیرہ بھی ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔ سامنے کمروں کی قطاریں تھیں جن کے باہر برآمدہ تھا اور برآمدے میں دو آدمی ڈھیر پڑے نظر آ رہے تھے یہ یقیناً پہرے دار تھے۔ عمران برآمدے میں داخل ہوا اور پھر اس نے کمروں کے دروازے کھول کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیئے۔ لیکن زیادہ تر کمرے خالی تھے۔ ایک کمرے میں چار آدمی بستروں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ لالٹین کمرے میں جل رہی تھی۔ گو اس کی روشنی مدھم تھی لیکن پھر بھی اس روشنی میں ان چاروں کے چہرے صاف نظر آ رہے تھے۔ ان میں فضلو موجود نہ تھا۔ دوسرے کمرے میں دو آدمی تھے

اور پھر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کے چہرے پر شدید نفرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہاں ایک پلنگ پر فضلو بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی پختہ عمر کی دیہاتی عورت بھی موجود تھی۔

"جوانا۔ اس عورت کو رضائی میں لپیٹ کر اسے کسی دوسرے کمرے میں پھینک آؤ"........ عمران نے جوانا سے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر آگیا"........ جوزف بھی خاموشی سے باہر آگیا۔

تھوڑی دیر بعد جوانا کاندھے پر اس بے ہوش عورت کو اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عورت رضائی میں لپٹی ہوئی تھی۔

"جوزف۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے کوئی رسی بھی ڈھونڈو اور پانی بھی۔ تاکہ فضلو کو باندھا بھی جا سکے اور ہوش میں بھی لایا جا سکے"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا جبکہ عمران دوبارہ فضلو کے کمرے میں داخل ہوا۔ اب بستر پر فضلو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس وقت اس نے صرف ایک دھوتی باندھ رکھی تھی اس کا اوپری جسم عریاں تھا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا اور جوزف اندر داخل ہوئے تو جوانا کے ہاتھ میں رسی کا گچھا تھا جبکہ جوزف نے ایک جگ نما برتن اٹھایا ہوا تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔

"اس کے ہاتھ رسی سے باندھ دو اور پھر اسے اٹھا کر سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے دیوار کے اوپر لگے ہوئے کھونٹے میں باقی

رسی باندھ دو۔ اس طرح اس سے آسانی سے پوچھ گچھ ہو سکے گی"۔ عمران نے کہا اور جوزف نے وہ جگ نما برتن ایک طرف رکھا اور پھر جوانا کے ساتھ شامل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد فضلو دیوار کے ساتھ رسی کی مدد سے بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ اوپر کھونٹے کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ جوزف نے رسی کا ایک حصہ توڑ کر اس کے دونوں پیر باندھ کر اس کو چارپائی کے پائے کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ فضلو کا جسم نیچے کی طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔

"اب اس کے حلق میں پانی ڈالو تاکہ یہ ہوش میں آجائے"۔ عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف اس پانی کے بھرے ہوئے جگ نما برتن کو اٹھانے کے لئے مڑ گیا۔

"جوانا۔ تم اس لالٹین کی بتی اوپر کرو"........ عمران نے جوانا سے کہا۔

"کس طرح اوپر ہو گی۔ میں تو اسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"........ جوانا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی تم نے تو کبھی اسے دیکھا بھی نہ ہو گا۔ ٹھہرو میں اسے تیز کرتا ہوں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر اس نے لالٹین کی بتی اونچی کی اور پھر اسے اٹھا کر ایک طرف دیوار میں لگے کیل سے لٹکا دیا۔ اب کمرے میں پہلے کی نسبت کافی روشنی پھیل گئی تھی۔ عمران دوبارہ فضلو کی طرف متوجہ ہو گیا جس کے حلق میں جوزف پانی انڈیلنے میں مصروف تھا۔ چند لمحوں بعد جوزف ایک طرف

ہٹ گیا اس نے وہ جگ بھی زمین پر رکھ دیا تھا۔ عمران خاموش کھڑا رہا تھوڑی دیر بعد فضلو کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھیلا اور لٹکا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ وہ اب اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم"........ فضلو نے ہوش میں آتے ہی حیرت اور خوف کے ملے جلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح ہوش میں آجاؤ فضلو۔ تم سے ہم نے کافی باتیں کرنی ہیں"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تت۔ تم یہاں۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ۔ وہ میرے آدمی۔ وہ پہرے دار"........ فضلو نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔ حیرت کی شدت سے اس کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں۔

"تمہارے سارے آدمی۔ تمہارے پہرے داروں سمیت موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ صرف وہ عورت زندہ ہے"........ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم کس طرح یہاں پہنچ گئے۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ مجھ سے دو کاروں کی رقم لے لو۔ مجھے چھوڑ دو"........ فضلو نے اس بار خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔ کیونکہ تم نے بھی مجھے صرف بے

ہوش کیا تھا۔ لیکن تمہیں سب کچھ بتانا پڑے گا کہ میری کار کہاں ہے"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ میں نے واقعی دے دی ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم لوگ ایسے ہو تو میں اسے کار کبھی نہ دیتا۔ مم۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑ جائے گا"...... فضلو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسے دی ہے۔ کون ہے وہ۔ کیا کرتا ہے۔ اس کے متعلق پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ مت پوچھو۔ کار کی رقم لے لو۔ دو کاروں کی رقم لے لو۔ تین کاروں کی لے لو۔ مت پوچھو۔ ہم نے حلف لیا ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مخبری نہیں کریں گے"...... فضلو نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوانا۔ ذرا اسے بتاؤ کہ حلف کیا ہوتا ہے"...... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا نے ایک قدم آگے بڑھایا دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور کمرہ فضلو کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔

"بس فی الحال کافی ہے"...... عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور جوانا پیچھے ہٹ گیا۔ فضلو کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کا ایک جبڑا ٹوٹ گیا تھا۔ منہ اور ناک سے خون کی لکیریں سی بہہ نکلی تھیں۔ وہ بری طرح سرسار رہا تھا اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور گردن

ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جوزف نے پانی والا جگ اٹھایا اور اس کے چہرے پر پانی اچھال دیا اور چند لمحوں بعد ہی فضلو ایک بار پھر چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

"یہ تو صرف ایک نمونہ ہے فضلو۔ بتاؤ سب کچھ۔ ورنہ جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے مجھے معاف کر دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ کاش میں یہ ڈکیتی نہ کرتا۔ مجھے چھوڑ دو"۔ فضلو نے چیختے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ تمہارے پاس خنجر ہے"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اندرونی جیب سے ایک تیز دھار اور لمبے پھل والا خنجر نکال لیا۔

"اس کے جسم پر اس وقت تک خنجر مارتے رہو جب تک یہ بول نہ پڑے۔ لیکن خیال رکھنا اسے مرنا نہیں چاہئے"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"یس باس"...... جوزف نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا اور خنجر اٹھائے وہ فضلو کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں"...... فضلو نے

یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔اسے شاید یقین آگیا تھا کہ یہ لوگ واقعی وہ کچھ کر گزریں گے جو وہ کہہ رہے ہیں۔

" وہ درشن سنگھ تھا۔کافرستانی سمگلر ہے۔میرا دوست ہے۔یہاں دارالحکومت میں آئے تو میرے پاس ہی آکر رہتا ہے۔اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ یہاں کوئی مشین وصول کر کے اسے مشکبار سمگل کرنے آیا ہے۔وہ بڑا شوقین مزاج آدمی ہے۔اسے تمہاری کار پسند آگئی اور اس نے مجھ سے وہ کار مانگ لی۔میں نے اسے دے دی اور وہ کار لے کر اسی وقت دارالحکومت چلا گیا"...... فضلو نے کہا۔

" یہ مشین اسے کب لینی تھی اور کہاں سے "۔عمران نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم۔وہ مجھ سے ملنے آیا تھا۔نہ میں نے اس سے پوچھا اور نہ اس نے بتایا۔میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ کار صبح لے جائے لیکن اس نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ واردات کا علم صبح تک کسی کو ہو جائے۔اس لئے وہ رات کو ہی نکل جائے گا اور دارالحکومت میں کسی ورکشاپ سے کار کارنگ اور نمبر وغیرہ تبدیل کرالے گا۔اس طرح کار پکڑی نہ جائے گی"...... فضلو نے جواب دیا۔

" کیا حلیہ ہے اس درشن سنگھ کا"...... عمران نے کہا اور فضلو نے جلدی سے حلیہ بتادیا۔اب وہ پوری طرح سیدھا ہو چکا تھا۔

" او۔کے۔اسے گولی مار دو"...... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے جوانا سے کہا اور جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

" مجھے مت مارو۔مجھے مت مارو۔مم۔مم"...... فضلو نے ہذیانی

انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن پھر اس کی آواز مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ میں دب گئی۔جوانا نے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا تھا۔

" اسے کھول کر نیچے ڈال دو اور سوائے اس عورت کے باقی یہاں جتنے بھی آدمی ہیں سب کو گولیوں سے اڑادو۔یہ سب ڈاکو ہیں۔ان کا یہی انجام ہونا چاہیئے"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ کمرے میں موجود غیر ملکی جو ایک کرسی پر نیم دراز تھا۔ نوجوان کو اندر آتے دیکھ کر چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ۔ آؤ ہنری۔ کیا رپورٹ ہے"...... کمرے میں موجود غیر ملکی نے چونک کر پوچھا۔

"سب کچھ اوکے ہے مائیکل۔ وہ آدمی بھی آگیا ہے جس نے مال لے جانا ہے۔ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ وہ شام کو ہم سے مال لے سکتا ہے"۔ آنے والے نوجوان نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا اور ایک کرسی پر مائیکل کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مال کی ڈیلیوری کب مل رہی ہے"...... مائیکل نے پوچھا۔

"دو بجے کلیئرنس ہو جائے گی اور مال یہاں پہنچ جائے گا"...... ہنری نے جواب دیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی کلیئرنس میں"...... مائیکل نے پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ پہلے کبھی ہوئی ہے جو اب ہوتی۔ سب کام ٹھیک طریقے سے ہو رہا ہے۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی مائیکل کہ مال کو پہلے پاکیشیا اور پھر یہاں سے مشکبار سمگل کرنے میں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر اسے کافرستان پہنچایا جاتا تو وہاں سے آسانی اور سہولت کے ساتھ مشکبار پہنچایا جا سکتا تھا"...... ہنری نے کہا اور مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

"کافرستانی حکام ایسا ہی چاہتے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے"۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے"...... ہنری نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ پیچیدہ معاملات ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم ان معاملات میں سر نہ کھپاؤ۔ آج یہ آخری ڈیلیوری ہے۔ اس کے بعد ہم فارغ ہوں گے اور واپس چلے جائیں گے"...... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اصل بات کا علم ہے۔ لیکن تم مجھے بتاتے ہوئے ہچکچا رہے ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں غیر ہوں"۔ ہنری نے غصیلے لہجے میں کہا تو مائیکل بے اختیار ہنس دیا۔

"تمہاری یہی جذباتیت مجھے پسند نہیں ہے۔ میں تو تمہیں اس لئے نہیں بتا رہا تھا کہ ہمارے پیشے میں کم سے کم جاننا فائدہ مند رہتا ہے۔ لیکن تم میری بات کو کسی اور طرف لے گئے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم ناراض ہوتے ہو تو میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں"...... مائیکل نے

ہنستے ہوئے کہا۔

" اب تو میں ضرور معلوم کروں گا "...... ہمزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" او۔کے۔ پھر الماری سے دو بوتلیں نکالو تاکہ زیادہ اطمینان سے بات ہو سکے "........ مائیکل نے کہا اور ہمزی اثبات میں سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور ایک طرف موجود الماری میں سے اس نے غیر ملکی شراب کی دو بوتلیں نکالیں اور لا کر درمیانی میز پر رکھ دیں۔ مائیکل نے ایک بوتل اٹھائی۔ اس کا ڈھکن کھولا اور پھر اسے منہ سے لگا کر اس نے شراب کا ایک لمبا گھونٹ لیا۔

" اب تفصیل سے سنو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ مشکبار میں کافرستان کا قبضہ ختم کرنے کے لئے مشکباری مسلح جدوجہد میں مصروف ہیں اور کافرستانی فوجوں کے بے پناہ جبر اور کوشش کے باوجود یہ مسلح جدوجہد روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہے اور اب حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ کسی بھی روز یہ مسلح جدوجہد مکمل طور پر کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گی۔ کافرستان نے وہاں فوج کے ذریعے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کر لئے ہیں لیکن وہ اس جدوجہد کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ اب حکومت کافرستان نے ایک نیا فیصلہ کیا ہے اور وہ ہے مشکباریوں کے خلاف انتہائی خوفناک کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال۔ ایسے ہتھیار جن سے مشکبار میں رہنے والے مشکباریوں کی بہت بڑی اکثریت ہلاک ہو جائے گی۔ لاکھوں افراد

کیڑے مکوڑوں کی طرح مر جائیں گے۔ اس طرح حکومت کافرستان کو دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو بے پناہ ہلاکت کی وجہ سے مشکباریوں کی مسلح جدوجہد کا زور فوری طور پر ٹوٹ جائے گا۔ دوسرا وہاں مسلمانوں کی اکثریت کے خاتمے کے بعد کافرستان میں موجود غیر مسلم مشکباریوں کو تیزی سے ان کی جگہ مشکبار میں آباد کر دیا جائے گا۔ اس طرح مشکبار میں اکثریت غیر مسلموں کی ہو جائے گی جو کافرستان کے وفادار ہوں گے۔ اس کے بعد اگر مشکباری رائے شماری کا مطالبہ کریں گے تو حکومت یہ بھی کرا دے گی۔ اس طرح مشکبار قانونی طور پر کافرستان کا حصہ بن جائے گا "....... مائیکل نے کہا اور ایک بار پھر شراب کی بوتل کو منہ سے لگا لیا۔

" لیکن مائیکل، یہ کس طرح ممکن ہے کہ کسی بھی علاقے پر اس قدر خوفناک کیمیائی ہتھیار کھلے عام استعمال کئے جائیں کہ ان سے لاکھوں افراد ہلاک ہو جائیں۔ اقوام متحدہ اور اسلامی ممالک اور ان کی تنظیمیں اور دوسرے تمام ممالک تو اس پر پرزور احتجاج کریں گے اور کافرستان کو تو چھپنے کی جگہ بھی نہ ملے گی۔ اس طرح تو میرے خیال میں کافرستان کو فائدہ ہونے کی بجائے الٹا نقصان ہو گا۔ اسے نہ صرف بری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ خوفناک عالمی دباؤ کے تحت اسے مشکبار سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جائیں۔ یہ تو موجودہ دور کے لحاظ سے انتہائی احمقانہ ترین پلاننگ ہے "........ ہمزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم کیا سمجھ رہے ہو کہ عام کیمیائی ہتھیار استعمال کئے جائیں گے اس طرح کے ہتھیار جو فوجیں استعمال کرتی ہیں "...... مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو اور کون سے ہتھیار استعمال ہوں گے ۔ کیمیائی ہتھیار تو وہی ہوتے ہیں جن میں کیمیائی گیس استعمال کی جاتی ہے ۔ جو آناً فاناً لاکھوں لوگوں کو ہلاک کر دیتی ہے "...... ہنری نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ تو عام سے کیمیائی ہتھیار ہیں ۔ ایک اور خاص قسم کے کیمیائی ہتھیار ہوتے ہیں ۔ ان میں ایسی گیس بند ہوتی ہے جو پھٹنے کے بعد ہوا میں حل جاتی ہے اور پھر رینج کے مطابق ایک مخصوص علاقے کی ہوا میں ایسی بیماری پھیل جاتی ہے جیسے طاعون ، ہیضہ یا اس قسم کی پراسرار بیماری کہ اس رینج میں موجود لوگ اس بیماری سے مرنے لگ جاتے ہیں اور جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے ہلاکت کی رفتار بڑھتی جاتی ہے ۔ اس طرح گاؤں کے گاؤں دو تین روز میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں اور کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہاں کیسی سازش ہوئی ہے ۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہاں اچانک بیماری پھیلی اور لوگ مر گئے ۔ ان ہتھیاروں کو مخصوص کوڈ میں " ڈبل سی " کہا جاتا ہے اور ایسے ہتھیار بنانے اور استعمال کرنے پر بین الاقوامی طور پر سخت پابندی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود سپر پاورز انہیں انتہائی خفیہ طور پر تیار کرتی رہتی ہیں لیکن بین الاقوامی قانون کے تحت فضا میں ایسے خلائی سیارے

چھوڑے جاتے ہیں جو ہر قسم کے کیمیائی ہتھیار اور خاص طور پر " ڈبل سی " ہتھیاروں کا سراغ لگاتے ہیں ۔ ان خلائی سیاروں سے ان ہتھیاروں کے ذخیروں کو بچانے کے لئے ایک مخصوص مشین استعمال کی جاتی ہے جسے کوڈ میں " ٹی ایکس " کہا جاتا ہے ۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تنظیم انتہائی حساس اسلحے کی چوری اور پھر فروخت کا کام بین الاقوامی پیمانے پر کرتی ہے ۔ چنانچہ کافرستان نے ہماری تنظیم سے رابطہ قائم کیا ۔ انہیں کثیر تعداد میں " ڈبل سی " ہتھیار اور " ٹی ایکس " مشین چاہئے تھی ۔ چیف باس نے ان سے معاہدہ کر لیا اور کافرستانی ایجنٹوں کے ساتھ تفصیلی پلاننگ طے کر لی گئی ۔ میں چونکہ اس میٹنگ میں چیف باس کی معاونت کر رہا تھا اس لئے مجھے حالات کا علم ہے ۔ ہمارے علاوہ چیف باس نے ایسے ہتھیاروں کو ذخیرہ کرنے کے ماہرین کو بھی اس میٹنگ میں بلوایا ہوا تھا ۔ چنانچہ طویل غور و فکر کے بعد یہ طے پایا گیا کہ ڈبل سی ہتھیاروں کا مخصوص سٹور مشکبار کے ایک خاص مگر انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے بھواجا میں تیار کیا جائے گا ۔ جب یہ سٹور تیار ہو جائے گا تو وہاں ڈبل سی ہتھیاروں کا ذخیرہ کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی وہاں ٹی ایکس مشین بھی نصب کر دی جائے گی ۔ اس طرح یہ ذخیرہ خلائی سیاروں کی چیکنگ سے محفوظ ہو جائے گا اور پھر حالات کے مطابق کافرستانی حکومت ان ہتھیاروں کو استعمال کرے گی ۔ ڈبل سی ہتھیاروں اور ٹی ایکس مشین کو اکٹھا ہی اس سٹور تک پہنچنا تھا تا کہ خلائی سیارے اسے

چیک نہ کر سکیں ۔ خطرہ نہ صرف بین الاقوامی سیاروں سے تھا بلکہ ایکریمیا، روسیاہ اور دوسری سپر پاورز کے خلائی سیاروں سے بھی تھا ۔ ہماری تنظیم نے یونائیٹڈ کارمن کی ایک خفیہ فیکٹری سے یہ ہتھیار اور ٹی ایکس مشین سمگل کرنی تھی ۔ چنانچہ طے ہوا کہ ماہرین جیسے ہی سٹور تیار کر لیں گے ہماری تنظیم انتہائی برق رفتاری سے مشین اور ہتھیار وہاں تک پہنچائے گی ۔ اب یہاں دو باتیں سامنے تھیں ۔ ایک تو یہ کہ ان ہتھیاروں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں سے خفیہ رکھنا تھا کیونکہ کافرستانی حکومت کے مطابق انہیں سب سے زیادہ خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی تھا ۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ڈبل سی ہتھیار تو براہ راست کافرستان اور وہاں سے اس سٹور تک پہنچائے جائیں لیکن ٹی ایکس مشین کافرستان لے جانے کی بجائے پہلے پاکیشیائی پہنچائی جائے اور یہاں سے عام سمگر اسے مشکبار پہنچا دیں ۔ کیونکہ کافرستان چونکہ مشکبار میں کارروائی کر رہا ہے اس لئے وہاں روسیاہ اور ایکریمیا کے ایجنٹ بے حد فعال ہیں ۔ اس لئے ٹی ایکس مشین اگر ان کی نظروں میں آ گئی یا انہیں اس بارے میں اطلاع مل گئی تو پھر سب کچھ سامنے آ جائے گا جبکہ پاکیشیا میں ایسی کوئی بات نہیں ۔ اس لئے پاکیشیا کے ذریعے ٹی ایکس مشین کی مشکبار ترسیل محفوظ رہے گی لیکن ٹی ایکس مشین کافی بڑی ہے ۔ اسے عام مشینری کے طور پر یہاں سے مشکبار نہیں لے جایا جا سکتا ۔ اس لئے طے ہوا کہ اسے دس پارٹس کی صورت میں پاکیشیا لایا جائے اور پھر اسی طرح پارٹس کی صورت میں

مشکبار پہنچایا جائے جہاں اسے ماہرین دوبارہ اسمبل کر کے نصب کر دیں گے ۔ چنانچہ اس پلاننگ کے تحت کام ہوتا رہا ۔ سٹور تیار ہو گیا ۔ اس کی حفاظت کے لئے بھی تمام خفیہ آلات اور انتظامات مکمل کر لئے گئے ۔ پھر ڈبل سی ہتھیاروں کا ذخیرہ وہاں خفیہ طور پر پہنچا دیا گیا ۔ اس کے ساتھ ہی ٹی ایکس مشین کی ترسیل شروع ہو گئی ۔ اس کے نو پارٹس وہاں پہنچ چکے ہیں ۔ آج آخری پارٹ کی ترسیل ہے ۔ یہ جب چلا جائے گا تو مشن مکمل ہو جائے گا"...... مائیکل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"لیکن ابھی ٹی ایکس مشین تو وہاں نصب نہیں ہوئی ۔ ایسی صورت میں تو اس سٹور میں موجود ڈبل سی ہتھیار تو خلائی سیاروں نے چیک کر لیئے ہیں ۔ وہ تو ہر وقت فضا میں موجود رہتے ہیں"...... ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"نہیں ۔ خلائی سیارے انہیں اس وقت چیک کرتے ہیں جب ان کے وار ہیڈ ان پر فٹ کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے سائنسی طور پر صرف ایک ماہ کا وقفہ ہوتا ہے ۔ اگر فیکٹری سے تیار شدہ ڈبل سی ہتھیاروں پر ایک ماہ کے اندر اندر وار ہیڈ نہ لگا دیئے جائیں تو پھر یہ ہتھیار ضائع ہو جاتے ہیں اور جب تک وار ہیڈ نہ لگا دیئے جائیں خلائی سیارے انہیں چیک نہیں کر سکتے ۔ اس وقت تک یہ عام ہتھیار ہوتے ہیں ان کے خصوصی ساخت کے وار ہیڈ کو بھی خلائی سیارے مخصوص لہروں کی مدد سے چیک کرتے ہیں اور وار ہیڈ لگ جانے کے

بعد یہ ہتھیار محفوظ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اتنا وقفہ بہرحال مل جاتا ہے کہ ٹی ایکس مشین سٹور میں نصب کر دی جائے اور پھر ان ہتھیاروں پر وار ہیڈز لگا دیئے جائیں"...... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب انہیں استعمال کیا جائے گا تو ظاہر ہے سٹور سے باہر نکالا جائے گا پھر خلائی سیارے انہیں چیک کر لیں گے"...... ہنری نے کہا تو مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب کیا کیا بتاؤں تمہیں۔ تم نے تو باقاعدہ جرح شروع کر دی ہے"...... مائیکل نے بوتل میں موجود شراب کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے کہا۔

"جب اتنا کچھ بتا دیا ہے تو پھر آخری بات بھی بتا دو"...... ہنری نے ہنستے ہوئے کہا اور مائیکل بھی ہنس پڑا۔

"خلائی سیارے ایک نظام کے تحت حرکت کرتے ہیں اور اس بات کا انتظام کیا جا سکتا ہے کہ جب خلائی سیارے مشکبار کی فضا کو چیک نہ کر رہے ہوں تو ان ہتھیاروں کو مخصوص علاقوں میں پہنچا کر فائر کر دیا جائے۔ ایک بار یہ فائر ہو جائیں پھر خلائی سیارے انہیں چیک نہیں کر سکتے اور پھر وہاں ہونے والی تمام اموات کو قدرتی آفات کے زمرے میں ہی سمجھا جائے گا"...... مائیکل نے جواب دیا تو ہنری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ساری بات سمجھ میں آ گئی ہے"...... ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہے اور بگوش خود آپ کی سریلی۔ میٹھی اور دلکش آواز سنے گا اس لئے پلیز بولنے سے پہلے اپنی آواز کو میٹھا، سریلا اور دلکش بنانے کا پورا پورا انتظام کر لیجئے"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی بولنا شروع کر دیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ...... پھر تو مجبوری ہے۔ ظاہر ہے ٹائیگر کی دھاڑ نہ تو سریلی ہو سکتی ہے۔ نہ میٹھی اور نہ دلکش"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس ۔ میں نے درشن سنگھ کا کھوج نکال لیا ہے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صرف کھوج نکالا ہے یا اس کے درشن بھی کئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"باس ۔ ابھی تک تو درشن نہیں ہو سکے ۔ میں نے آپ کی طرف سے ہدایت ملنے پر ایسے افراد سے رابطے شروع کئے جن کا کسی نہ کسی طرح کافرستانی سمگروں سے تعلق تھا اور پھر مجھے اطلاع مل گئی کہ کافرستان کا ایک معروف سمگلر درشن سنگھ دارالحکومت میں موجود ہے مزید معلومات کے مطابق درشن سنگھ سرسبز ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو گیارہ میں دو غیر ملکیوں سے ملنے کل گیا تھا۔ میں اس کوٹھی کو چیک کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو اطلاع دے دوں"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اتنی حتمی اطلاع کس طرح مل گئی ۔ میرا مطلب ہے ۔ ٹاؤن ۔ کوٹھی نمبر اور غیر ملکیوں کے بارے میں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس ۔ درشن سنگھ جب بھی دارالحکومت آتا ہے وہ یہاں ایک مخصوص ٹیکسی کو انگیج کر لیتا ہے ۔ مجھے یہ اطلاع ملی تو میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کر لیا ۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا ہے کہ درشن سنگھ ہوٹل پام ویو میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے صبح سویرے اس ڈرائیور کو ٹیکسی سمیت وہیں کال کر لیا اور پھر وہ سارا دن مختلف

دوستوں سے ملتا رہا۔ میرا مطلب ہے مقامی دوستوں سے ۔ سہ پہر کے وقت وہ سرسبز ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو گیارہ میں گیا جہاں اس کی ملاقات دو غیر ملکیوں سے ہوئی ۔ جو وہاں رہ رہے تھے ۔ وہ وہاں کافی دیر رہا۔ اس کے بعد وہ واپس ٹیکسی میں بیٹھا اور اس نے ہوٹل چھوڑ دیا اور ٹیکسی ڈرائیور کو اس نے فضل گڑھ چلنے کے لئے کہا۔ لیکن فضل گڑھ جانے کی بجائے وہ راستے میں ایک جگہ اتر گیا اور اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ وہ یہاں اپنے ایک دوست کے پاس رات ٹھہرے گا اور کل صبح واپس چلا جائے گا ۔ چنانچہ ٹیکسی ڈرائیور واپس آ گیا۔ جہاں جہاں ٹیکسی ڈرائیور نے درشن سنگھ کے جانے کا بتایا۔ میں نے وہاں وہاں چیکنگ کی ۔ وہ سب مقامی لوگ ہیں اور سمگلنگ کے دھندے سے متعلق ہیں اور بقول ٹیکسی ڈرائیور ۔ جب بھی درشن سنگھ جس کا نام ٹیکسی ڈرائیور کو آفتاب خان بتایا گیا تھا۔ دارالحکومت آتا ہے وہ ان جگہوں پر جاتا رہتا ہے ۔ البتہ سرسبز ٹاؤن کی اس کوٹھی میں پہلی بار وہ گیا تھا اور میں نے جو معلومات مزید حاصل کی ہیں ان کے مطابق آج درشن سنگھ کسی کو نہیں ملا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ شاید وہ اس کوٹھی میں ہی موجود ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم وہاں پہنچو۔ میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں ۔ پھر ان غیر ملکیوں سے ملاقات ہو گی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ تیار ہو کر باہر آیا اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اس کی

سپورٹس کار چونکہ چوری ہو گئی تھی اس لئے اس نے رانا ہاؤس سے ایک اور کار استعمال کے لئے منگوالی تھی اور اس وقت نیچے گیراج میں وہی کار موجود تھی۔ عمران نے گیراج سے کار نکالی اور سرسبز ٹاؤن جو ایک مضافاتی اور نو تعمیر شدہ کالونی تھی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے سرسبز ٹاؤن پہنچتے پہنچتے تقریباً نصف گھنٹہ لگ گیا۔ کوٹھی نمبر ایک سو گیارہ کالونی کے مین روڈ سے عقبی سڑک پر واقع تھی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ جیسے ہی کار سے نیچے اترا ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا۔

" باس میں نے اندر کی چیکنگ کر لی ہے۔ اندر نہ ہی آپ کی کار موجود ہے اور نہ ہی درشن سنگھ۔ البتہ وہ دونوں غیر ملکی موجود ہیں اور صرف وہی دو افراد ہیں۔ تیسرا کوئی آدمی اندر نہیں ہے "...... ٹائیگر نے قریب آکر کہا۔

" کس طرح چیکنگ کی ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ایکس وی ٹیلی ویو ڈکٹافون سے باس۔ میں نے سوچا کہ آپ کے آنے تک ابتدائی معلومات حاصل ہو جانی چاہئے تاکہ آپ کا وقت ضائع نہ ہو "...... ٹائیگر نے مسکرا کر جواب دیا اور عمران بھی مسکرا دیا۔

" اوکے۔ آؤ پھر ان غیر ملکیوں سے ہی ملاقات کر لی جائے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ اس درشن سنگھ نے یہاں سے مال لے کر جانا تھا اور غیر ملکیوں سے ملاقات کا مطلب ہے کہ مال یقیناً اس نے ان غیر ملکیوں سے ہی حاصل کیا ہو گا "...... عمران نے کہا اور سڑک پار کر کے وہ

کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک پر پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن پش کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان باہر آگیا۔

" سوری جناب آپ کو ڈسٹرب کیا۔ میں محکمہ تعمیرات کا بلڈنگ آفیسر ہوں۔ میرا نام ارسلان ہے۔ ہم اس نو تعمیر شدہ کالونی کا سپیشل سروے کر رہے ہیں۔ ہم نے صرف اس کوٹھی کو گھوم کر دیکھنا ہے اور بس "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ سروے کا وقت ہے۔ شام ہونے والی ہے۔ سرکاری وقت تو شاید یہاں چار بجے تک ہوتا ہے "...... اس غیر ملکی نے منہ بناتے ہوئے قدرے تلخ اور ناگوار لہجے میں کہا۔

" سروے کے لئے کوئی وقت نہیں ہوتا جناب۔ چونکہ بہت سی کوٹھیاں چیک کرنی تھیں اس لئے دیر ہو گئی ہے۔ ہم آپ کو زیادہ تکلیف نہ دیں گے۔ صرف ہم نے رسمی سرکاری کارروائی کرنی ہے اور بس "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ آؤ "...... غیر ملکی نے پیچھے ہٹ کر ایک طرف ہوتے ہوئے کہا۔

" شکریہ جناب۔ ہم ایک بار پھر معذرت خواہ ہیں "...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" کون ہیں یہ لوگ ہنری "...... برآمدے میں موجود ایک لمبے تڑنگے غیر ملکی نے ان کے برآمدے کے قریب پہنچتے ہی ساتھ آنے والے

غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ ہمارا تعلق محکمہ تعمیرات سے ہے۔ میرا نام ارسلان ہے اور میں بلڈنگ آفیسر ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گیا۔

"مگر"...... اس غیر ملکی نے انتہائی تلخ لہجے میں کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ اچانک عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے وہ غیر ملکی کنپٹی پر زور دار ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اسی لمحے دوسرے غیر ملکی کی بھی چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اس غیر ملکی کے نیچے گرتے ہی عمران کی لات حرکت میں آئی اور اٹھتے ہوئے غیر ملکی کی کنپٹی پر پڑنے والی لات کی بھرپور ضرب نے دوسرے لمحے اسے ساکت کر دیا۔ اسی لمحے دوسرے غیر ملکی کی بھی دوسری چیخ سنائی دی تھی۔ عمران نے گردن موڑ کر دیکھا تو ٹائیگر نے بھی غیر ملکی کو نیچے گرا کر اس کی کنپٹی پر ضرب لگائی تھی اور وہ بھی بے ہوش ہو چکا تھا۔

"میں کوٹھی چیک کرتا ہوں۔ تم انہیں اندر کسی کمرے میں کرسیوں پر جکڑ دو۔ رسی وغیرہ تلاش کر لینا"...... عمران نے تیز لہجے میں ٹائیگر کو ہدایات دیں اور جیب سے ریوالور نکال کر وہ آگے بڑھ گیا کوٹھی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی۔ گو ٹائیگر اسے بتا چکا تھا کہ اندر صرف بس دو غیر ملکی ہی ہیں لیکن اسے خطرہ کسی تہہ خانے کی موجودگی کا تھا۔ اگر کوئی تہہ خانہ ہوا تو وہ ظاہر ہے اس ڈکٹافون سے چیک نہ ہو سکا ہو گا اور تہہ خانے میں کسی آدمی کی موجودگی کا بھی امکان ہو سکتا تھا۔ اس

لئے عمران پوری تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ لیکن پوری کوٹھی گھومنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا۔ یہاں کوئی تہہ خانہ موجود نہ تھا کیونکہ جس عمارت میں تہہ خانہ ہوتا ہے اس کا طرز تعمیر مخصوص انداز کا ہوتا ہے جب عمران واپس بڑے کمرے میں آیا تو ٹائیگر اس دوران دونوں غیر ملکیوں کو جن میں سے ایک کا نام ہنری لیا گیا تھا کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ چکا تھا۔

"ان کی تلاشی لی ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ عام سا سامان ہے ان کے پاس۔ البتہ یہ کسی مشین کی کلیئرنس کے کاغذات ہیں جو یونائیٹڈ کارمن سے پاکیشیا کے لئے بک کرائی گئی تھی"...... ٹائیگر نے دو ٹائپ شدہ کاغذات عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے کاغذات دیکھے تو یہ یونائیٹڈ کارمن کی کسی کاروباری فرم کی طرف سے ہنری کے نام سے پرنٹنگ مشینری کا پارٹ بھیجے جانے کی رسید تھی۔ دوسرا کاغذ پاکیشیا کی فرم کی طرف سے تھا جس میں اس پارٹ کو کلیئرنس دی گئی تھی۔

"پرنٹنگ مشینری کا پارٹ"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کاغذ اس نے تہہ کر کے جیب میں ڈال لئے۔

"اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ مزید بات ہو سکے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پہلے ہنری کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور جب ہنری کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر دوسرے غیر ملکی کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا ناک اور منہ بھی دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور جب وہ بھی ہوش میں آنے لگا تو اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران ان دونوں کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

" تم بھی بیٹھ جاؤ ٹائیگر "...... عمران نے ساتھ پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دونوں غیر ملکی کراہتے ہوئے ہوش میں آگئے۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم نے کیوں ہمیں باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم۔ یہ کیا حرکت ہے۔ کیا تم ڈاکو ہو۔ کون ہو تم "...... ان دونوں غیر ملکیوں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ ان کے چہروں پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں اس ساری کارروائی کا کوئی جواز سمجھ میں نہ آرہا ہو۔

" اس کا نام ہنری ہے۔ تمہارا نام کیا ہے "...... عمران نے اس غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا جو برآمدے میں انہیں ملا تھا۔

" مائیکل۔ مگر تم کون ہو "...... غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم یونائیٹڈ کارمن کے رہنے والے ہو "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ مگر "...... مائیکل نے ہی جواب دیا۔ ہنری خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" درشن سنگھ سے کیا چیز سمگل کرائی ہے تم نے "...... عمران نے

کہا۔

" درشن سنگھ۔ وہ کون ہے "...... مائیکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ مائیکل کا جواب بتا رہا تھا کہ وہ واقعی درشن سنگھ کو نہیں جانتا۔

" وہی آدمی جو کل تمہاری کوٹھی میں ٹیکسی میں بیٹھ کر ملنے آیا تھا "۔ عمران نے کہا۔

" اوہ تمہارا مطلب بخت خان سے ہے۔ وہ ہمارا گاہک ہے۔ ہم نے اسے ایک مشین کا پارٹ یونائیٹڈ کارمن سے منگوا کر دینا تھا "۔ مائیکل نے جواب دیا۔

" پارٹ اسے دے دیا ہے "...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ وہ آج دوپہر کو لے گیا ہے "...... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم صرف اس ایک پارٹ کے لئے خصوصی طور پر یونائیٹڈ کارمن سے یہاں آئے ہو اور یہ کوٹھی تم نے کرایہ پر لی ہے "۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ ہم تو یہاں اپنی کمپنی کی مارکیٹ سروے کے لئے آئے تھے بخت خان سے تو ایک ہوٹل میں ملاقات ہو گئی۔ اس نے اس پارٹ کو منگوانے کی خواہش ظاہر کی تو ہم نے منگوا دیا "...... مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا وہ یہ پارٹ براہ راست کافرستان نہ منگوا سکتا تھا۔ اسے کیا

ضرورت تھی کہ وہ اس عام سے پارٹ کو پہلے پاکیشیا میں منگواتا اور پھر یہاں سے کافرستان سمگل کرتا۔اس لئے جو اصل بات ہے وہ بتا دو"۔ عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"کافرستان سمگل۔ کیا مطلب۔وہ تو پاکیشیا کا رہنے والا ہے۔اس نے ہمیں بتایا تھا کہ اس کا پاکیشیا کے کسی بڑے شہر میں پرنٹنگ پریس ہے"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"تمہاری کمپنی کیا چیز بناتی ہے۔کیا صرف پرنٹنگ پریس کے پارٹس یا کچھ اور بھی کرتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہماری ٹریڈنگ کمپنی ہے۔ہر قسم کی مشینری سپلائی کرتی ہے"۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بخت خان کو تم نے یہ پارٹ کس وقت دیا تھا اور کہاں دیا تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہم نے اسے ڈھائی تین بجے یہاں کوٹھی میں ہی ڈیلیوری دی تھی"۔مائیکل نے جواب دیا۔

"کیا اب وہ ٹیکسی پر آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔اس کے پاس سپورٹس کار تھی۔گہرے نیلے رنگ کی"۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر تھا کار کا"...... عمران نے پوچھا۔

"نمبر کا تو ہمیں علم نہیں اور نہ ہم نے دیکھا تھا"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"وہ مشین کا پارٹ اس نے کار میں کہاں رکھا تھا۔کار کے اندر یا ڈگی میں"...... عمران نے پوچھا۔

"کار کی عقبی سیٹ پر۔چھوٹا سا پیک تھا"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"کونسا پارٹ تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"کونسا پارٹ۔کیا مطلب"...... مائیکل نے چونک کر پوچھا۔

"پرنٹنگ مشینری کا کونسا پارٹ تھا۔کیا نام لکھ کر تم نے اسے منگوایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"کچھ عجیب سا نام تھا۔اب مجھے پوری طرح تو یاد نہیں۔اس نے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا۔میں نے کمپنی کو بھیج دیا تھا"...... مائیکل نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔عمران نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات دیکھے تھے۔

"پرنٹنگ مشینری کے ایک دو پارٹس ہی ایسے ہوتے ہیں جو غیر ملک سے منگوانے پڑتے ہیں اور جو چھوٹے پیک میں آسکیں۔ان میں سے ایک کو سلنڈر رنگ ڈسپیچر اور دوسرے کو سٹام کاپییرَ کہتے ہیں۔ان میں کونسا پارٹ تھا جو اس نے منگوایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہ کاپییرَ تھا۔بالکل یہی نام تھا۔کیا نام بتایا سٹام کاپییرَ۔ہاں یہی تھا"...... مائیکل نے جلدی سے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا مطلب۔کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔اور ہاں۔تم ہو کون۔آخر

تم یہ سب کچھ کیا کر رہے ہو اور کیوں پوچھ رہے ہو "...... مائیکل نے کہا۔

" میرا تعلق سپیشل فورس سے ہے ۔ بخت خان کا اصل نام درشن سنگھ ہے اور وہ کافرستان کا مشہور سمگلر ہے اور یہ بھی سن لو کہ میں نے تمہیں دونوں پارٹس کے جو نام بتائے ہیں دونوں فرضی ہیں ۔ میں تمہیں صرف چیک کرنا چاہتا تھا اور تمہارے جواب نے ثابت کر دیا ہے کہ تم نے اب تک جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے ۔ اس لئے اب سچ سچ بتا دو "...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" ہم ذمہ دار کاروباری لوگ ہیں ۔ ہمارا سفارت خانہ ہمارا تحفظ کرے گا ۔ تم ہمیں سفارت خانے فون کرنے دو اور اگر تمہارا تعلق واقعی پولیس سے ہے تو تم اس طرح غیر قانونی طور پر ہمیں باندھ نہیں سکتے "...... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

" یہ پاکیشیا ہے مسٹر مائیکل اور میں نے سپیشل فورس کہا ہے پولیس نہیں اور سپیشل فورس کو مکمل اختیارات حاصل ہیں کہ وہ سمگلروں اور ان کے سپلائرز کے ساتھ جو سلوک چاہے کرے ۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ تم نے درشن سنگھ کو دیا ہے اس کی صحیح صحیح تفصیل بتا دو "...... عمران نے کہا۔

" جو کچھ ہم جانتے تھے ہم نے بتا دیا ۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے "...... مائیکل نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب انگلیاں ٹیڑھی کرنا پڑیں گی " ۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" انگلیاں ٹیڑھی ۔ کیا مطلب "...... مائیکل نے چونک کر کہا۔

" ہمارے ہاں ایک محاورہ ہے کہ جب سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکلے تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑتی ہیں ۔ میں نے سوچا تھا کہ تم سب کچھ کسی تشدد کے بغیر بتا دو گے لیکن تم نے شاید یہ سمجھا کہ ہم تمہیں باندھ کر صرف تم سے باتیں کرتے رہیں گے "...... عمران نے جواب دیا۔

" میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہی سچ ہے ۔ تم چاہو تو یونائیٹڈ کارمن میں ہماری کمپنی سے تصدیق کر سکتے ہو "...... مائیکل نے جواب دیا۔

" تمہارے جوابات نے مجھے مشکوک کر دیا ہے مسٹر مائیکل ۔ یہ بات تو طے ہے کہ درشن سنگھ کو ایک پرنٹنگ پریس کے چھوٹے پارٹ کو یونائیٹڈ کارمن سے پاکیشیا منگوانے اور پھر اسے یہاں سے کافرستان سمگل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی ۔ یہاں سے کافرستان کی سرحد کافی دور ہے اس لئے ہم اسے تو بہرحال پکڑ ہی لیں گے اور پھر وہ مشین کا پارٹ بھی سامنے آجائے گا ۔ لیکن تمہارا جو انجام ہو گا وہ کچھ زیادہ ہی عبرتناک ہو جائے گا ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم خود ہی سب کچھ بتا دو "...... عمران نے کہا۔

" میں نے جو کچھ بتایا ہے یقین کرو وہی درست ہے "...... مائیکل نے جواب دیا۔

"ٹائیگر۔ دوسرے کمرے میں فون موجود ہے۔ رانا ہاؤس فون کر کے جوانا کو بلالو اور پھر ان دونوں کو رانا ہاؤس شفٹ کر دو۔ میں اس درشن سنگھ کے بارے میں چیک پوسٹوں کو اطلاع کر دیتا ہوں" عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی سے نکل کر سڑک کراس کرتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اسے اب اپنی کار سے زیادہ اس چیز سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی جسے اس انداز میں کافرستان سمگل کیا جا رہا تھا۔ کار کا رنگ معلوم ہو جانے کے بعد اب رینجرز چیک پوسٹس کو خصوصی طور پر الرٹ بھی کیا جا سکتا تھا اور اس درشن سنگھ کو گرفتار بھی کیا جا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ درشن سنگھ رات کو ہی سرحد پار کرے گا اور رات ہونے میں ابھی کافی دیر تھی۔

درشن سنگھ نے کار سڑک کے کنارے بنے ہوئے ایک عام سے مسافر ہوٹل کے سامنے روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر اس نے کار کے دروازے لاک کئے اور اطمینان بھرے انداز میں قدم بڑھاتا ہوا اس چھپر نما ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل کے باہر تین چار ٹرک اور دو مال بردار ویگنیں کھڑی تھیں اور ہوٹل کے اندر کرسیوں پر ڈرائیور اور کلینر ٹائپ افراد بیٹھے کھانے پینے اور گپیں ہانکنے میں مصروف تھے۔ ایک طرف اونچے چبوترے پر کھانے کا سامان رکھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے ایک دبلا پتلا اور ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر چائے تیار کی جا رہی تھی اور ایک نوجوان لڑکا چائے بنانے میں مصروف تھا۔

"واہ۔ آج تو چچا رستم خود موجود ہے"....... درشن سنگھ نے چبوترے کے قریب پہنچ کر اس ادھیڑ عمر آدمی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جب بھتیجے غلطیاں کرنے لگ جائیں تو چچا کو خود آنا پڑتا ہے
میں تمہارے ہی انتظار میں یہاں موجود ہوں۔ تم یہاں بیٹھنے کی
بجائے اس کار میں جا کر بیٹھو جس پر تم آئے ہو۔ میں وہیں آ رہا ہوں
"...... ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو درشن سنگھ بے
اختیار چونک پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے یہاں گھٹن کا احساس ہو رہا ہے۔ تم ایسا کرو
کہ میرے لئے چائے باہر ہی بھجوا دو"...... درشن سنگھ نے اونچی آواز
میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چھپر کے نیچے بیٹھے ہوئے افراد کو سنا
رہا ہو اور پھر وہ کندھے اچکاتا ہوا واپس مڑا اور ہوٹل سے نکل کر تیز تیز
قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے
اور چہرے پر سنجیدگی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رستم کے پاس اس کے
لئے کوئی خاص پیغام ہو گا۔ رستم ان کے گروہ کے لئے رابطے کا کام کرتا
تھا اور نہ صرف رستم کا ہوٹل بلکہ ایسے بے شمار ہوٹل اس کام کے لئے
استعمال کئے جاتے تھے اس طرح انہیں بروقت اطلاعات مل جایا کرتی
تھیں اور وہ اپنا تحفظ کر لیتے تھے۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور کار
کے دروازے کا لاک کھول کر اس نے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد رستم تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آتا
دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی اور چینک موجود تھی۔
درشن سنگھ نے دوسری سائیڈ کے دروازے کا شیشہ نیچے کیا اور پھر کھلے
حصے سے اس نے رستم کے ہاتھ میں موجود چائے کی چینک اور پیالی

لے لی۔ رستم دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے خلاف باقاعدہ تمام چیک پوسٹس کو اطلاع بھجوائی گئی
ہے درشن سنگھ"...... رستم نے اندر بیٹھتے ہی سرگوشیانہ لہجے میں کہا
تو درشن سنگھ بری طرح چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے متعلق اطلاع۔ اوہ کس طرح"۔
درشن سنگھ نے حیران ہو کر کہا۔

"ایک گھنٹہ پہلے تالاب چوکی سے حوالدار سلامت آیا تھا۔ اس نے
کہا کہ جیسے ہی درشن سنگھ یہاں پہنچے۔ اسے اطلاع دے دینا کہ
حکومت کے کسی بہت بڑے آفسر کی طرف سے رینجرز ہیڈ کوارٹر کو
باقاعدہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک کافرستانی سمگلر جس کا نام درشن سنگھ
ہے۔ لیکن وہ بخت خان بھی کہلاتا ہے نیلے رنگ کی جدید ماڈل
سپورٹس کار میں ایک اہم ترین مشین کافرستان سمگل کر رہا ہے اسے
ہر قیمت پر گرفتار کیا جائے اور اس سے وہ مشین برآمد کرائی جائے
چنانچہ ہیڈ کوارٹر سے وائرلیس پر تمام چوکیوں کو ریڈ الرٹ کر دیا گیا
ہے"...... رستم نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مگر"...... درشن سنگھ نے انتہائی پریشان
ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا حلیہ بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے اور کار کے متعلق بھی
تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ اسی لئے تو میں خود ہوٹل میں موجود تھا۔
کیونکہ یہاں تک تو تم محفوظ تھے۔ لیکن اس سے آگے یقیناً دھر لئے

جاتے اور ریڈ الرٹ ہو جانے کے بعد کوئی آدمی بھی تمہیں چھوڑ نہ سکتا تھا"....... رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کس طرح ہوا۔ کیوں ہوا۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا"۔ درشن سنگھ نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ارے اس طرح گھبرانے سے کچھ نہیں ہوگا درشن سنگھ۔ تم ایسا کرو کہ اپنا حلیہ ہی تبدیل کر لو۔ لباس بھی بدل لو اور یہ کار بھی کہیں راستے میں چھوڑ دو۔ میں تمہیں راجو کا سے ایک جیپ دلا دوں گا۔ تم وہاں سے جیپ لے کر نکل جانا۔ اس طرح وہ لوگ تمہیں نہ پکڑ سکیں گے"....... رستم نے کہا۔

"راجو کا۔ اوہ نہیں۔ میں نے کافرستان نہیں جانا بلکہ مشکبار کے سرحدی قصبے عالم پور جانا ہے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں سے دو میل دور درختوں کے ذخیرے میں جیپ منگوا دو۔ بیٹے کو بھیج دینا۔ میں کار وہیں چھوڑ دوں گا۔ لباس اور حلیہ بدلنے کا سامان میرے پاس موجود ہے"۔ درشن سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اطمینان سے چائے پی لو۔ میں اسلم کو بھیج کر جیپ منگوا دیتا ہوں۔ مگر فکر نہ کرو۔ تمہارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا"۔ رستم نے کہا۔

"شکریہ چچا رستم۔ تمہیں اس کا خصوصی انعام ملے گا۔ فکر مت کرو میرا وعدہ رہا"....... درشن سنگھ نے کہا۔

"انعام بھی لے لوں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ تم مال صحیح سلامت

پہنچا دو۔ کیونکہ اگر مال نہ پہنچا سکے تو تمہاری ساکھ ختم ہو جائے گی۔ میں تو تمہارا خادم ہوں"....... رستم نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر کار سے نیچے اتر گیا۔

"تم چائے پی کر چینک اور پیالی باہر رکھ کر چلے جانا۔ میں لے جاؤں گا۔ فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا"....... رستم نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ ہوٹل میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو درشن سنگھ نے چینک اور پیالی کار کی کھڑکی سے باہر اچھال دی اور کار سٹارٹ کر کے وہ تیزی سے سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اب وہ ایک لمحے کے لئے بھی یہاں رکنے کے لئے تیار نہ تھا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا....... کس طرح ہوا....... کس نے اطلاع دی ہو گی"۔ وہ کار چلانے کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑبڑاتا جا رہا تھا اور پھر تقریباً دو کلو میٹر دور اس نے کار سڑک کی سائیڈ سے نیچے کچے میں اتار دی اور کافی دور درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے اندر پہنچ کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور سیٹوں کے درمیان رکھے ہوئے بریف کیس کو باہر کھینچا۔ کار کا دروازہ بند کیا اور پھر بریف کیس کو کار کے اوپر رکھ کر اس نے اسے کھولا اور اس کے اندر موجود مٹیالے رنگ کا لباس باہر نکالا اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ یکسر نئے لباس میں تھا۔ اتارے ہوئے لباس کی جیبوں سے اس نے سب کچھ

نکال کر اپنے نئے لباس کی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر بریف کیس میں
موجود ایک مستطیل شکل کا ڈبہ کھول کر اس نے چہرہ بدلنے کا کام
شروع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کا چہرہ کافی حد تک بدل گیا تھا
چونکہ اپنے پیشے کے دوران اسے اکثر چہرے بدلنے کی ضرورت رہتی تھی
اس لئے وہ اپنے پاس اس کا سامان بھی ہمیشہ رکھتا تھا اور اس نے
باقاعدہ اس کے لئے تربیت بھی حاصل کی ہوئی تھی۔ چہرہ بدل کر اس
نے ڈبہ بند کر کے واپس بریف کیس میں رکھا اور پھر اترا ہوا لباس بھی
بریف کیس میں بند کر کے اس نے اسے کار کا عقبی دروازہ کھول کر
واپس پہلے والی جگہ پر رکھا اور خود وہ تیزی سے اس جھنڈ کے اس
کنارے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے رستم کے بیٹے اسلم نے جیپ لے
کر آنا تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد اس نے دور سے
ایک خاکی رنگ کی جیپ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار
اطمینان بھرا ایک طویل سانس اس نے لیا۔ چند لمحوں بعد جیپ اس
کے قریب آ کر رکی اور اس میں سے وہی نوجوان باہر آ گیا جسے وہ پہلے
ہوٹل میں چائے بناتا دیکھ چکا تھا۔

" آ گئے ہو اسلم .... بڑا انتظار کرایا "....... درشن سنگھ نے
درخت کی اوٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

" اوہ درشن سنگھ۔ تم حلیہ بڑی کامیابی سے بدل لیتے ہو۔ اگر تم
بولتے نہ تو میں تمہیں کبھی پہچان نہ سکتا۔ مجھے بھی سکھا دو یہ فن "۔
اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ضرور سکھاؤں گا "۔ درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر
واپس مڑ کر اندر موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اسلم بھی ساتھ تھا۔

" کار تو بے حد شاندار ہے "....... اسلم نے کار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ مجھے بھی بے حد پسند آئی تھی لیکن اب مجبوراً اسے یہاں
چھوڑنا پڑ رہا ہے "....... درشن سنگھ نے کہا اور کار کا عقبی دروازہ کھول
کر اس نے عقبی سیٹ پر موجود ایک گتے کے ڈبے کو اٹھایا۔

" تم میرا بریف کیس اٹھا لو "....... درشن سنگھ نے ڈبہ اٹھا کر
مڑتے ہوئے کہا اور اسلم نے سر ہلاتے ہوئے سیٹوں کے درمیان رکھا
ہوا درشن سنگھ کا بریف کیس اٹھا لیا۔

" تمہاری واپسی کب ہو گی "....... اسلم نے پوچھا۔

" دیکھو۔ ابھی یہ کام تو پورا ہو جائے۔ پھر واپسی کا سوچیں گے "۔
درشن سنگھ نے جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" اگر تم اجازت دو تو تمہاری واپسی تک میں یہ کار اپنے پاس رکھ
لوں "....... اسلم نے کہا۔

" میری طرف سے تو اجازت ہے۔ ویسے بھی یہاں کھڑے کھڑے یہ
بے کار ہو جائے گی۔ لیکن خیال رکھنا رینجرز کو اس کار کے متعلق
الرٹ کر دیا گیا ہے "....... درشن سنگھ نے کہا۔

" رینجرز کا یہاں کیا تعلق۔ میں نے سرحد پار تو نہیں جانا "۔ اسلم
نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ واپسی پر میں لے لوں گا اسے تم سے "۔ درشن سنگھ

نے کہا اور اسلم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔
" شکریہ درشن سنگھ۔ ابا کہہ رہا تھا کہ تم نے اسے بھاری انعام دینے کا وعدہ کیا ہے"...... جیپ کے قریب پہنچ کر اسلم نے کہا۔
" ہاں۔ بالکل دوں گا۔ تمہارا باپ ہمارا بہترین آدمی ہے"۔ درشن سنگھ نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ڈبہ جیپ میں رکھتے ہوئے کہا۔ اسلم نے بھی بریف کیس جیپ میں رکھ دیا۔
" پھر مجھ پر بھی مہربانی کرو۔ مجھے رولیکس کی نئے ماڈل کی گھڑی کا بے حد شوق ہے۔ اگر تم دے سکو"...... اسلم نے منت بھرے لہجے میں کہا۔
" ضرور۔ ضرور لا دوں گا"...... درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسلم اور بھی زیادہ خوش ہو گیا۔ شکریہ درشن سنگھ"...... اسلم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
" اس میں پیٹرول تو موجود ہے۔ کہیں راستے میں ہی نہ کھڑی ہو جائے"...... درشن سنگھ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔
" ٹینک فل ہے اور باقی بھی ہر چیز او کے ہے"...... اسلم نے جواب دیا۔
" اچھا او کے۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں نے بہت دور جانا ہے"۔ درشن سنگھ نے جیپ کا انجن سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔
" خیال رکھنا۔ ابا کہہ رہا تھا کہ تمہارے خلاف ریڈ الرٹ ہو چکا

ہے"۔ اسلم نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔
" فکر مت کرو۔ میں نے کافرستان نہیں بلکہ عالم پور جانا ہے اور وہاں کا ایک خفیہ راستہ مجھے معلوم ہے۔ جہاں تک رینجرز نہیں پہنچ سکتے"...... درشن سنگھ نے کہا۔
" تو پھر کار پر چلے جاتے۔ جیپ کیوں منگوائی"...... اسلم نے حیران ہو کر کہا۔
" پہلے میرا خیال عام راستے سے جانے کا تھا۔ اس راستے پر تو کاریں آتی جاتی رہتی ہیں۔ لیکن اب جس راستے پر میں جاؤں گا وہاں اول تو کار لے جانا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے اور دوسرا یہ کہ ارد گرد چوکیوں پر رینجرز کی چیک پوسٹس ہیں اور وہ لوگ خصوصی ساخت کی دوربینوں سے چیکنگ کرتے رہتے ہیں اور ریڈ الرٹ کے بعد انہیں کار کی تلاش ہو گی۔ جیپ کو وہ یقیناً نظر انداز کر دیں گے"...... درشن سنگھ نے کہا اور جیپ کو آگے بڑھا کر اس نے موڑا اور پھر تیزی سے واپس سڑک کی طرف جانے لگا۔ پھر تقریباً آدھی رات تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ بحفاظت سرحد پار کر کے مشکبار کے سرحدی قصبے عالم پور پہنچ گیا اور اس نے اپنے مخصوص پوائنٹ جہاں اس نے مشین مطلوبہ افراد کے حوالے کرنی تھی کی طرف بڑھتے ہوئے اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ ریڈ الرٹ کے باوجود اس طرح بحفاظت سرحد پار کر لینا واقعی اس کے نزدیک ایک کارنامہ تھا۔
تھوڑی دیر بعد جب اس کی جیپ ایک چھوٹے سے پہاڑی قصبے کی

حدود میں داخل ہوئی تو اس نے جیپ کا رخ ایک طرف بنے ہوئے
قدرے پختہ مکان کی طرف موڑ دیا۔ اس نے جیسے ہی جیپ اس مکان
کے قریب روکی۔ اچانک مکان کے اوپر سے ایک ٹارچ روشن ہوئی
اور پھر بجھ گئی۔ درشن سنگھ مسکراتا ہوا جیپ سے باہر آیا اور اس نے
اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لئے۔ یہ مخصوص تھا کاشن کہ وہ
میک اپ میں ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی ٹارچ ایک بار پھر روشن
ہوئی جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اسے پہچان لیا گیا ہے اور درشن سنگھ
نے دونوں ہاتھ نیچے کر لئے۔ چند لمحوں بعد مکان سے دو آدمی نکلے اور
جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔

"کون ہو تم"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"درشن سنگھ ہوں مہاتما"...... درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"اوہ۔ سب ٹھیک ہے ناں"...... اس آدمی نے کہا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ مال جیپ میں موجود ہے۔ اٹھا لو"۔
درشن سنگھ نے کہا اور مہاتما تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گیا اور پھر
تھوڑی دیر بعد وہ اس مکان کے اندر ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں
موجود تھے۔ وہاں دو اجنبی بھی موجود تھے اور ان دونوں کے سخت گیر
چہروں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا تعلق کسی سرکاری محکمے سے ہے۔

"کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی درشن سنگھ"...... ان میں سے
ایک نے درشن سنگھ سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص کیا خاص الخاص سمجھو۔ میرے خلاف رینجرز کو ریڈ الرٹ کیا گیا
تھا"...... درشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں
بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں۔ کیا مال چیک ہو گیا تھا"۔ اس آدمی
نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا جس نے اس سے گفتگو کی تھی۔

"اوہ نہیں۔ مال کیسے چیک ہو سکتا تھا۔ میں تو خود نہیں سمجھ سکا
کہ کیوں ایسا ہوا ہے"...... درشن سنگھ نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ درشن سنگھ۔ یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے"۔
اس آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تفصیل کیا بتاؤں۔ وہاں دارالحکومت میں مجھے ایک سپورٹس کار
پسند آ گئی تھی۔ میرے ایک ڈاکو دوست نے ڈکیتی میں حاصل کی تھی۔
میں نے سوچا کہ اس کار پر یہاں آؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس سے کار
حاصل کی۔ ایک ورکشاپ سے اس کا رنگ اور نمبر پلیٹیں وغیرہ
بدلوائیں اور پھر دو غیر ملکیوں سے مال وصول کر کے میں اس کار میں
روانہ ہو گیا۔ لیکن تراٹ پہنچ کر جب میں اپنے مخبر رستم سے ملا تو اس
نے بتایا کہ رینجرز کی ایک چوکی سے ہمارے ایک مخبر حوالدار نے
اطلاع دی ہے کہ حکومت کے کسی بہت بڑے افسر نے رینجرز
ہیڈ کوارٹر میں میرے متعلق تفصیل بتا کر میری گرفتاری اور خاص
طور پر اس مشین کی برآمدگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میرا
حلیہ بھی بتایا گیا تھا اور کار کے بارے میں تفصیلات بھی بتائی گئی

تھیں ۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کیونکہ جب میں نے کار حاصل کی تھی تو اس کا رنگ سرخ تھا لیکن میں نے اسے ورکشاپ سے گہرے نیلے رنگ میں تبدیل کرا دیا تھا اور رنگ ہوتے ہی میں سیدھا غیر ملکیوں کے پاس گیا تھا اور وہاں سے مال حاصل کر کے میں یہاں آنے کے لئے روانہ ہو گیا ۔ اس رنگ کے بارے میں تو کسی کو علم ہی نہ تھا لیکن اطلاع میں کار کا رنگ گہرا نیلا بتایا گیا تھا ۔ بہرحال اطلاع ملنے پر میں نے نہ صرف روٹ بدل دیا بلکہ لباس بھی تبدیل کیا اور چہرہ بھی اور اس مخبر کے ذریعے یہ جیپ حاصل کی اور یہاں پہنچ گیا ۔ کار میں وہیں چھوڑ آیا ہوں "....... درشن سنگھ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے ۔ مجھے چیف سے بات کرنا ہو گی "۔ اس آدمی نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ اشوک کالنگ ۔ اوور "....... اس نے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی ۔

" یس منوہر اٹنڈنگ یو ۔ اوور "....... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور اشوک نے درشن سنگھ کے آنے اور اس کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی ۔

" مال چیک کر لیا ہے ۔ وہ او کے ہے ۔ اوور "....... دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

" یس باس ۔ اوور "....... اشوک نے جواب دیا ۔

" او ۔ کے ۔ تم مال فوراً آتما رام کے ذریعے بھجوا دو اور درشن سنگھ کو وہیں روکو ۔ میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے بات کرتا ہوں ۔ ہو سکتا ہے وہ خود درشن سنگھ سے بات کرنا چاہیں ۔ اوور "۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" یس باس ۔ اوور "....... اشوک نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اپنے ساتھی سے مخاطب ہو گیا ۔

" تم مال لے کر روانہ ہو جاؤ آتما رام "....... اس نے کہا ۔

" ٹھیک ہے "....... دوسرے ساتھی نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر میز پر رکھا ہوا پیکٹ اٹھا کر وہ اوپر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا ۔

" اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر میں ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دیں تو اشوک نے جلدی سے سامنے میز پر رکھا ہوا وہی ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن دبا دیا ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ منوہر کالنگ ۔ اوور "....... ٹرانسمیٹر سے منوہر کی آواز سنائی دی ۔

" یس باس ۔ اشوک اٹنڈنگ ۔ اوور "....... اشوک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" مال بھجوا دیا ہے ۔ اوور "....... دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

"یس باس۔اسی وقت آنتارام لے کر چلا گیا ہے۔اوور"۔اشوک نے جواب دیا۔

"ورشن سنگھ موجود ہے۔اوور"........ منوہر نے پوچھا۔

"یس باس۔اوور"........ اشوک نے کہا۔

"او۔کے۔میری ملٹری انٹیلی جنس کے چیف صاحب سے بات ہوئی ہے۔وہ یہ تفصیل سن کر انتہائی پریشان ہوگئے ہیں۔انہوں نے فوری طور پر اپنے خاص آدمی میجر تنڈن کو میرے پاس بھجوایا ہے۔تم ایسا کرو کہ ورشن سنگھ کو ساتھ لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ۔تاکہ میجر تنڈن خود اس سے ملاقات کر سکیں۔اوور"....... منوہر نے کہا۔

"یس باس۔اوور"........ اشوک نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اشوک نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ ورشن سنگھ۔ہم روانہ ہو جائیں"........ اشوک نے کہا اور ورشن سنگھ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔مکان کے عقبی طرف اشوک کی جیپ موجود تھی اور پھر اس جیپ پر سفر کرتے ہوئے وہ تقریباً صبح کے وقت ایک پہاڑی وادی میں پہنچ گئے۔اشوک نے جیپ ایک چٹان کے قریب روکی اور جیپ سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر اس پر موجود بٹن دبایا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کی اٹھ گئی۔اب اندر جاتی ہوئی سڑک دکھائی دے رہی تھی۔اشوک نے جیپ آگے بڑھا دی اور چند لمحوں بعد وہ

دونوں ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں ایک لمبے قد اور دبلے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔اشوک نے جب اسے سیلوٹ کیا تو ورشن سنگھ نے بھی بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔یہ منوہر تھا۔

"آؤ بیٹھو"........ منوہر نے کہا اور وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔

"میجر تنڈن سے کہو کہ ورشن سنگھ آگیا ہے"........ منوہر نے کمرے میں موجود ایک اور آدمی سے کہا اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد ایک درمیانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"آؤ میجر۔یہ ہے ورشن سنگھ اور ورشن سنگھ۔یہ ملٹری انٹیلی جنس کے میجر تنڈن ہیں"........ منوہر نے کہا تو ورشن سنگھ نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں میجر تنڈن کو سلام کیا۔

"بیٹھو ورشن سنگھ اور مجھے شروع سے لے کر آخر تک پوری تفصیل سے ساری بات بتاؤ"........ میجر تنڈن نے ایک طرف رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ورشن سنگھ نے ایک بار پھر وہی تفصیل دوہرا دی جو اس سے پہلے وہ اشوک کو سنا چکا تھا۔

"تم کار کا رنگ تبدیل کرا کر ان غیر ملکیوں کے پاس گئے تھے یا پہلے گئے تھے"........ میجر تنڈن نے پوچھا۔

"رنگ تبدیل کرا کر جناب۔پہلے تو میں جب ان سے ملا تھا تو اس وقت میں ٹیکسی پر گیا تھا"...... ورشن سنگھ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر تنڈن کوئی بات کرتا۔کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور وہ سب چونک پڑے۔منوہر نے جلدی سے اٹھ کر ایک طرف

رکھے ہوئے سامان میں سے ایک وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر باہر نکالا۔ سیٹی
کی آواز اس میں سے آرہی تھی۔ اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔
" ہیلو ۔ ہیلو ۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کالنگ ۔ اوور"۔
ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور میجر ٹنڈن نے جلدی سے
ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر لے لیا۔
" یس سر۔ میجر ٹنڈن اٹنڈنگ یو۔ اوور"....... میجر ٹنڈن نے بٹن
دبا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
" ورشن سنگھ پہنچ گیا ہے۔ اوور"......... چیف نے پوچھا۔
" یس سر۔ میں اس سے تفصیل سن رہا تھا۔ اوور"....... میجر ٹنڈن
نے جواب دیا۔

" وہ دونوں غیر ملکی اپنی رہائش گاہ سے اچانک غائب ہو گئے ہیں۔
میں نے پاکیشیا میں اپنے مخبروں کو ان کے متعلق رپورٹ دینے کے
لئے کہا تھا اور ان کی طرف سے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق ان کی
رہائش گاہ سے ایسے آثار ملے ہیں کہ انہیں کرسیوں پر رسیوں سے
باندھا گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کو باقاعدہ کسی تنظیم کی
طرف سے اغوا کیا گیا ہے اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں یہ
کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نہ ہو۔ کیونکہ وہ انتہائی فعال رہتی ہے۔
خاص طور پر مجھے خطرہ اس عمران سے ہے۔ میں نے مخبروں سے اس
بارے میں بات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ عمران ذاتی طور پر
سپورٹس کار استعمال کرتا ہے اور اس ورشن سنگھ نے بھی اپنی رپورٹ

85

میں سپورٹس کار کا ذکر کیا ہے۔ تم علی عمران کو اچھی طرح پہچانتے ہو۔
اس لئے ورشن سنگھ سے اس بارے میں تفصیل سے بات کرو اور اگر
کوئی ایسی بات ہو تو مجھے فوری طور پر رپورٹ دینا۔ اوور"........ چیف
نے تیز لہجے میں کہا۔
" یس چیف ۔ اوور"........ میجر ٹنڈن نے کہا اور دوسری طرف سے
اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے منوہر
کی طرف بڑھا دیا۔
" ہاں ورشن سنگھ ۔ اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے وہ سپورٹس
کار کہاں سے حاصل کی تھی اور کیسے"........ میجر ٹنڈن نے ورشن سنگھ
سے مخاطب ہو کر کہا اور ورشن سنگھ نے اپنے ڈاکو دوست فضلو قصائی
کے پاس جانے اور پھر ڈکیتی میں شامل ہونے سے لے کر کار لے کر
دارالحکومت آنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔
" اوہ ۔ اس کار کے مالک کو تو تم نے بھی دیکھا ہو گا۔ اس کا حلیہ اور
قد و قامت بتاؤ"....... میجر ٹنڈن نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا اور جب
ورشن سنگھ نے حلیہ اور قد و قامت بتایا تو میجر ٹنڈن بے اختیار اچھل
کر کھڑا ہو گیا۔
" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو سو فیصد علی عمران تھا۔ دنیا کا سب سے خطرناک
سیکرٹ ایجنٹ ۔ اوہ کاش ۔ تم لوگ اسے گولی مار دیتے ۔ اوہ ۔ اوہ
"....... میجر ٹنڈن نے تیز لہجے میں کہا۔
" میں نے تو فضلو سے کہا تھا لیکن اس نے کہا کہ وہ اس علاقے میں

کوئی قتل نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اس کے سرپرست نے اسے سختی سے منع کر رکھا ہے۔ ویسے جناب۔ وہ تو ایک معصوم سا نوجوان تھا۔ وہ کار سے باہر نکلا تو فضلو نے زور سے لاٹھی اس کے سر پر دے ماری۔ وہ نیچے گرا تو فضلو نے دوسری لاٹھی ماری تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ فضلو کے آدمیوں اسے گھسیٹ کر کھیتوں میں لے گئے اور وہاں اس کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس کی ساری رقم بھی نکال لی اور اس کی گھڑی بھی اتار لی تھی۔ اگر وہ کوئی خطرناک آدمی ہوتا تو جناب وہ اس طرح آسانی سے عام سے ڈاکوؤں کے قابو کیسے آ جاتا"...... درشن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یقیناً وہ بے خبری میں مار کھا گیا۔ ورنہ اگر اسے ذرا بھی شک پڑ جاتا تو فضلو اور اس کا گروپ کیا۔ سب مارے جاتے۔ اس آدمی سے تو دنیا کی حکومتیں کانپتی رہتی ہیں۔ ڈاکو بے چارے اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے اور اب یہ بات صاف ہو گئی کہ دراصل ہوا کیا تھا۔ تم اس کی کار لے آئے۔ ہوش میں آنے کے بعد ظاہر ہے عمران نے کارروائی شروع کی ہو گی اور وہ یقیناً فضلو تک پہنچ گیا ہو گا۔ وہاں سے اسے تمہارے متعلق معلوم ہوا ہو گا۔ یہ تمہاری قسمت تھی کہ تم اس کے ہاتھ نہیں چڑھے۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ ان غیر ملکیوں تک پہنچ گیا جنہوں نے تمہیں مال سپلائی کیا تھا۔ وہاں سے اسے کار کے نئے رنگ کا پتہ چلا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تم مال لے کر نکل گئے ہو۔ اس لئے اس نے سیکرٹ سروس کے ذریعے رینجرز ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی ہو گی تاکہ

تمہیں پکڑا جا سکے۔ لیکن ایک بار پھر تمہاری قسمت نے کام دکھایا اور تمہیں راستے میں ہی اطلاع مل گئی اور تم مال سمیت یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے"...... میجر ٹنڈن نے کہا اور درشن سنگھ کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے جناب کہ میں اب واپس گیا تو وہ میری تاک میں ہو گا"...... درشن سنگھ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ تم اب اشوک کے ساتھ دوسرے کمرے میں بیٹھو۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں"۔ میجر ٹنڈن نے کہا اور درشن سنگھ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اشوک بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا اور وہ دونوں باہر چلے گئے۔

"مجھے ٹرانسمیٹر دو"...... میجر ٹنڈن نے منوہر سے کہا اور منوہر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر میجر ٹنڈن کی طرف بڑھا دیا۔ میجر ٹنڈن نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ میجر ٹنڈن کالنگ۔ اوور"...... میجر ٹنڈن نے کال دینا شروع کر دی۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی اور میجر ٹنڈن نے پوری تفصیل سے درشن سنگھ کی بات اور اپنا تجزیہ بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ تم نے سو فیصد درست اندازہ لگایا ہے۔ اس احمق درشن سنگھ کے اس کار لینے کے چکر میں کافرستان کا یہ

اہم ترین پراجیکٹ شدید خطرے میں پڑ گیا ہے۔ عمران اب بھوت کی طرح اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ وہ یقیناً اس مشین کے بارے میں ان غیر ملکیوں سے نہیں تو یونائیٹڈ کارمن سے معلومات حاصل کر لے گا بلکہ کر چکا ہوگا اور جیسے ہی اسے علم ہوگا وہ اس سٹور کو تباہ کرنے کے لئے لازماً مشکبار پہنچے گا۔ پہلے بھی اس نے بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ کیا تھا۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے صدر مملکت کو براہ راست اس کی پوری رپورٹ دینی پڑے گی۔ اوور"...... چیف نے ایسی آواز میں کہا جیسے وہ حلق کے بل چیخ کر بات کر رہا ہو۔

"یس چیف۔ عمران واقعی ایسا ہی آدمی ہے۔ اوور"...... میجر شنڈن نے جواب دیا۔

"سنو۔ وہ مشینری کے بارے میں تو معلومات حاصل کر لے گا لیکن یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ یہ سٹور کہاں ہے وہ لازماً درشن سنگھ کے پیچھے آئے گا اور اسی لنک سے وہ عالم پور کے اڈے پر پھر منوہر کے اڈے پر اور وہاں سے سٹور تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے تم نے اب اس کا راستہ روکنا ہے۔ منوہر موجود ہے۔ اس سے میری بات کراؤ۔ اوور"۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں منوہر بول رہا ہوں۔ اوور"...... منوہر نے فوراً ہی آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر کا کنٹرول سنبھالتے ہوئے کہا۔

"منوہر۔ درشن سنگھ کو ختم کر دو۔ عالم پور میں اس مکان میں جہاں درشن سنگھ مال پہنچاتا ہے وہاں موجود ہر آدمی کا خاتمہ کر دو۔

اشوک اور آتمارام جو مال سے متعلق ہیں ان کا بھی خاتمہ کر دو تاکہ اگر کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس عالم پور تک پہنچ بھی جائے تو وہاں سے کسی صورت بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور"...... چیف نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہر کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ مکمل طور پر بند کر دوں گا۔ اوور"...... منوہر نے جواب دیا۔

"میجر شنڈن کو واپس بھیج دو۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میجر شنڈن۔ اب آپ تو واپسی کا پروگرام بنائیں اور مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے کے لئے قتل عام کی اجازت دیں"۔ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر شنڈن نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو احتراماً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام دعا کے بعد جب وہ دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے تو بلیک زیرو چند لمحے خاموشی سے عمران کو دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہا ہو۔ لیکن کسی وجہ سے کہہ نہ پا رہا ہو۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ کہنا چاہتے ہو" ...... عمران نے اس کے انداز کو سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"جی ہاں۔ کہنا تو چاہتا ہوں۔ لیکن صرف اس خوف سے خاموش ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں" ...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی کی تہہ جیسے اچانک غائب ہو گئی۔

"واہ۔ کیا سگھڑاپا ہے۔ لگتا ہیں کہ کسی سگھڑ آیا نے پالا ہے تمہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

"جولیا سگھڑ ہی ثابت ہو گی" ...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ جولیا کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ ارے کہیں اس دانش منزل کو اب ڈپٹی چیف کی ضرورت تو نہیں پڑ گئی" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دانش تو مشترکہ ہو ہی نہیں سکتی۔ البتہ فلیٹ لو شاید اب اس کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ میں جو کہنا چاہتا تھا اور کہہ نہ پا رہا تھا وہ یہی بات تھی کہ اب آپ کو شادی کر لینی چاہئے۔ اب آپ بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے اب بھی وقت ہے ورنہ پھر آپ آتشی شیشوں والی موٹے کالے فریم کی عینک آنکھوں سے لگائے سگھڑاپا ڈھونڈتے رہ جائیں گے اور سگھڑاپا نظریں بچا جایا کرے گا" ...... بلیک زیرو نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ۔ کیا انداز گفتگو ہے۔ کیا خوبصورت اشارے کنائے میں بات کی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں آج ہی تمہارے والد سے بات کرتا ہوں کہ اپنے سگھڑ بیٹے کے ہاتھ پیلے کرنے کی تیاری شروع کر دیں" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ بات ٹالئے نہیں۔ ورنہ جس طرح اب آپ کے چہرے پر

سنجیدگی کی تہہ روز بروز موٹی ہوتی جا رہی ہے یہ سو فیصد بڑھاپے کے آثار ہیں"۔ بلیک زیرو بھی اپنی بات پر اڑ گیا تھا۔

"مطلب ہے اب تمہاری آنکھوں کو عینک کی ضرورت لاحق ہو گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا عمران صاحب۔ اب آپ میں وہ پہلے والی شگفتہ مزاجی باقی نہیں رہی۔ پہلے تو آپ سنجیدہ سے سنجیدہ موقع پر بھی مذاق سے باز نہ آتے تھے۔ لیکن اب کوئی کام بھی نہیں ہے اور آپ کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو تم نے اس کا علاج شادی تجویز کیا ہے۔ تمہارا مطلب ہے کہ شادی کے بعد سنجیدگی ختم ہو جائے گی اور وہی پہلے والی شگفتگی واپس آ جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

"میں نے تو آپ کے بڑھاپے کے پیش نظر یہ مشورہ دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ لاکھوں بے گناہ مشکباریوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک کرنے کی سازش کی جا رہی ہے بلکہ سازش پایہ تکمیل تک پہنچنے والی ہے اور کسی بھی لمحے ایسا ہو سکتا ہے تو تمہارے چہرے پر سنجیدگی کی کتنی موٹی تہہ چڑھ جائے گی۔ انصاف سے کام لیتے ہوئے جواب دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو

بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ"...... بلیک زیرو کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے گہرے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"پہلے جواب دو۔ کیا تم واقعی اس قسم کی اطلاع ملنے کے باوجود سنجیدہ نہیں ہو گے"...... عمران نے کہا۔

"سنجیدہ۔ آپ سنجیدگی کی بات کرتے ہیں۔ میرا تو صرف آپ کی بات سن کر ہی آدھا خون خشک ہو گیا ہے۔ کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں"۔ بلیک زیرو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"خود ہی مجھے سنجیدہ کہہ رہے تھے اور خود ہی پوچھ رہے ہو کہ کیا میں سنجیدہ ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر مشکبار کا نام نہ لیتے تو شاید میں اسے صرف ایک مثال سمجھتا۔ لیکن مشکبار کا نام لے کر آپ نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے"۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ عمران کو سنجیدہ کہتے کہتے خود عمران سے بھی زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"تمہاری بات درست ہے بلیک زیرو۔ مجھے خود بعض اوقات احساس ہوتا ہے کہ مجھ میں وہ پہلے والی شگفتگی نہیں رہی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ پہلے دنیا کے حالات بھی اس قدر خوفناک نہ ہوتے تھے دو چار آدمی قتل ہو جاتے تھے یا کوئی چھوٹا موٹا ٹارگٹ مجرموں یا دشمنوں کے سامنے ہوتا تھا اور میں ہنستے کھیلتے اس ٹارگٹ کو بچا لیا کرتا

تھا لیکن جیسے جیسے دنیا جدید ذرائع مواصلات کی وجہ سے سکڑتی جارہی ہے اسی طرح انسان کی درندگی پھیلتی چلی جارہی ہے ۔ اب وہ لاکھوں بے گناہ انسانوں کو ہلاک کر دینے کا منصوبہ اس طرح اطمینان سے بناتا ہے کہ انسانوں کی بجائے وہ ضرر رساں کیڑوں کو ہلاک کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہو اور شاید یہی وجہ ہے کہ ایسے کیس جب نوٹس میں آتے ہیں تو شگفتگی اور مذاق تو ایک طرف مسکرانے کو بھی جی نہیں چاہتا ۔ ایک مشہور شاعر کے معروف مصرعے کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ اپنے اندر کی روشنی میرے لئے عذاب بن گئی ہے ۔ کچھ ایسا ہی حال میرا بھی ہوتا جارہا ہے "...... عمران نے کہا۔

" آخر ہوا کیا ہے ۔ کیا واقعی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے ۔ آپ کو کیسے پتہ چلا ۔ کس طرح پتہ چلا ۔ سیکرٹ سروس کے پاس تو کوئی کیس نہیں ہے ان دنوں "...... بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" نجانے کیا بات ہے کہ آج مجھے شاعر زیادہ یاد آرہے ہیں ۔ آران کے ایک قدیم شاعر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا ۔ وہ ایک روز چوک پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ لوگوں نے اس سے اس طرح دیکھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ کئی برسوں سے آسمان سے جو بلا بھی نازل ہوتی ہے وہ میرے ہی گھر کا راستہ پوچھتی ہے ۔ اس لئے تنگ آکر میں یہاں آکھڑا ہوا ہوں تاکہ خود ہی اسے اپنے گھر کا راستہ بتا دیا کروں ۔ سیکرٹ سروس کے پاس تو واقعی کوئی کیس نہیں ہے لیکن

علی عمران گلے تک ایک کیس کی دلدل میں پھنس چکا ہے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کون سے کیس کی بات کر رہے ہیں آپ "...... بلیک زیرو نے بے چین سے لہجے میں پوچھا تو عمران نے فضل گڑھ جانے ۔ وہاں سے واپسی پر ڈکیتی اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کی تفصیل بتانا شروع کر دی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ ہوا ہے آپ کے ساتھ ۔ لیکن اس میں کیس کہاں سے نکل آیا ۔ ٹھیک ہے آپ کی کارچوری ہو گئی اور آپ کو یہ بھی علم ہو گیا کہ اسے ایک سمگلر لے اڑا ہے اور غیر ملکیوں سے وہ پرنٹنگ پریس کا کوئی پرزہ لے کر کافرستان پہنچا دے گا ۔ لیکن آپ تو لاکھوں مشکباریوں کی ہلاکت اور کسی بڑے کیس کی بات کر رہے تھے "۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ان دونوں غیر ملکیوں کو میں رانا ہاؤس لے گیا تھا تاکہ ان سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جاسکے ۔ گو بظاہر یہ دونوں عام سے سمگلر تھے لیکن رانا ہاؤس پہنچ کر ان میں سے ایک نے جس کا نام مائیکل ہے ۔ جب زبان کھولی تو یقین کرو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ حکومت کافرستان مشکبار کی تحریک آزادی کو ختم کرنے کے لئے اس حد تک بھی جاسکتی ہے کہ وہ لاکھوں بے گناہ انسانوں کو اس طرح ہلاک کرنے کا فیصلہ کرے گی اور اگر فضل گڑھ سے آتے ہوئے میرا فضلو قصائی سے ٹکراؤ نہ ہوتا ۔ تو شاید ہمیں آخری لمحے تک

اس کا پتہ نہ چل سکتا"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا منصوبہ ہے"...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"حکومت کافرستان نے لاکھوں مشکباریوں کو ہلاک کرنے کے لئے ڈبل سی ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور نہ صرف فیصلہ کر لیا ہے بلکہ اس نے دنیا کے یہ خوفناک ترین ہتھیار حاصل بھی کر لئے ہیں اور ایک خصوصی مشین کے ذریعے انہیں دنیا کی نظروں سے محفوظ رکھنے کا پلان بھی مکمل کر لیا ہے اور اس مشین کے آخری پارٹ کو کافرستان اور پھر وہاں سے مشکبار پہنچانے کے لئے میری سپورٹس کار ہی استعمال ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈبل سی ہتھیار۔ اوہ۔ اوہ آپ کا مطلب ان کیمیاوی ہتھیاروں سے تو نہیں ہے جو خوفناک بیماریاں پھیلاتے ہیں"...... بلیک زیرو نے قدرے وحشت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسے ہی ہتھیاروں کو کوڈ میں ڈبل سی ہتھیار کہا جاتا ہے" عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر ایسے ہتھیاروں کا تیار کرنا۔ انہیں ذخیرہ کرنا۔ ان کا استعمال کرنا تو بین الاقوامی قانون کے تحت انتہائی جرم قرار دیا جا چکا ہے۔ حتیٰ کہ سپر پاورز بھی ایسے ہتھیاروں کے خلاف ہیں اور میں نے پڑھا تھا کہ اس سلسلے میں اقوام متحدہ نے باقاعدہ شعبہ قائم کیا ہوا ہے جس کے تحت فضا میں ایسے خلائی سیارے بھیجے گئے ہیں جو ایسے ہتھیاروں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر کافرستان کیسے انہیں حاصل کر سکتا ہے یا

حاصل کر بھی لے تو انہیں کیسے پوری دنیا سے چھپا سکتا ہے یا ان کا استعمال کر سکتا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو پوری دنیا میں اس کے خلاف بے پناہ نفرت کا ایسا لاوا پھٹ پڑے گا کہ اس کی اپنی بقا خطرے میں پڑ جائے گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"انسان انتہائی خطرناک ذہانت کا حامل ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ سپر پاورز کے بین الاقوامی قانون بننے کے بعد اور بین الاقوامی خلائی سیاروں کی چیکنگ سے ڈر کر ایسے ہتھیار تیار کرنے چھوڑ دیئے گئے ہوں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ان خلائی سیاروں کا توڑ بھی دریافت کر لیا گیا ہے۔ اس کے لئے ایک ایسی مشین تیار کی گئی ہے جس کے ہوتے ہوئے خلائی سیارے ان ہتھیاروں کو چیک نہیں کر سکتے اور استعمال ہو جانے کے بعد تو ظاہر ہے ان کا کھوج کسی طرح بھی نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ پھر تو یہی سمجھا جائے گا کہ اس علاقے میں جہاں یہ ڈبل سی ہتھیار استعمال ہوا ہے کسی بھی وجہ سے بیماری پھیل گئی ہے۔ اسے قدرتی آفت ہی گردانا جائے گا اور دنیا سوائے ہمدردی کے اور کچھ بھی نہ کر سکے گی۔ اس مشین کو ٹی ایکس کہا جاتا ہے اور اسی مشین کا ایک حصہ وہ سمگلر میری سپورٹس کار میں ان غیر ملکیوں سے لے کر کافرستان گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کے چہرے پر سنجیدگی تو ایک طرف رہی وحشت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"خدا کی پناہ۔ اس قدر بھیانک اور انسانیت سوز منصوبہ اور آپ یہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں"...... بلیک زیرو کے لہجے میں

واقعی وحشت ابھر آئی تھی۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ مجھے شگفتہ مزاج ہونا چاہئے۔ مذاق کرنا چاہئے۔ میرے چہرے پر سنجیدگی کیوں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری عمران صاحب۔ رئیلی سوری۔ یہ تو آپ کا دل جگر ہے کہ اس قدر بھیانک منصوبہ سامنے آنے پر آپ پھر بھی مسکرا تو رہے ہیں۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں چیخ چیخ کر پوری دنیا کو کافرستان کے اس بھیانک منصوبے سے آگاہ کر دوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"چلو اب آئندہ یہ تو نہیں کہو گے کہ میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ میں تو بقول تمہارے ان حالات کو جاننے کے باوجود مسکرا رہا ہوں جبکہ تمہاری حالت دیکھ کر تو اندازہ ہوتا ہے کہ تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہونے والا ہے۔ بہرحال گھبراؤ نہیں کام ہو رہا ہے۔ اول تو مشین کو روک لیا جائے گا اور اگر نہ روکا جا سکا تو ظاہر ہے اس مشین کو مکمل کرنے اور پھر اسے اس سٹور میں نصب کرنے میں بھی تو کچھ وقت لگے گا اور ان خوفناک ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے لئے بھی باقاعدہ پلاننگ کی جائے گی۔ ایسا تو نہیں ہے کہ وہ انہیں اٹھا کر آبادیوں پر پھینک دیں گے۔ اس لئے ہمارے پاس بہرحال وقت موجود ہے اور میں نے رینجرز ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ درشن سنگھ اور میری کار کے بارے میں تمام سرحدی رینجرز چیک پوسٹوں کو

ریڈ الرٹ کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ٹائیگر کی بھی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ کافرستان کی سرحد کی طرف جانے والے ان راستوں پر چیکنگ کرے جہاں سے یہ سمگلر عام طور پر گزرتے ہیں۔ اس لئے جیسے ہی کوئی اطلاع ملے گی ہم حرکت میں آ جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے رانا ہاؤس سے بطور ایکسٹو رینجرز ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی ہو گی۔ لیکن مجھے تو بتا دینا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ ان کی طرف سے آپ کے آنے سے پہلے کوئی اطلاع آ جاتی تو ظاہر ہے میں کنفیوژڈ ہو جاتا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان غیر ملکیوں کی کوٹھی سے نکلتے وقت تو دانش منزل آنے کا ہی پروگرام بنایا تھا لیکن پھر میں سر سلطان کی کوٹھی چلا گیا کیونکہ یہاں سے بھی سر سلطان کی کوٹھی فون کرنا پڑتا۔ کیونکہ میں بطور ایکسٹو وہاں اس معاملے میں فون نہ کرنا چاہتا تھا۔ سر سلطان سے میں نے فون کرا دیا اور پھر واپس رانا ہاؤس چلا گیا۔ وہاں ٹائیگر ان دونوں غیر ملکیوں کو لے کر پہنچ چکا تھا۔ ان سے معلومات حاصل کرنے کے بعد میں نے ٹائیگر کو درشن سنگھ کے پیچھے بھجوا دیا اور خود یہاں آ گیا"۔ عمران نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود ٹرانسمیٹر پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔ کیونکہ ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر پر کال کرنی تھی۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع

ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور "...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" یس عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" باس۔ آپ کی کار جس کا رنگ گہرا نیلا کر دیا گیا ہے ایک مسافر ہوٹل کے مالک کے بیٹے کے پاس ہے۔ لیکن مجھے یہ معلومات ایک ٹرک ڈرائیور سے مل گئی تھیں۔ یہ کار اور اس مسافر ہوٹل کے مالک کا بیٹا اپنے کسی دوست سے ملنے اس کار پر کسی پہاڑی بستی پر گیا ہوا ہے۔ اس کی واپسی ایک دو گھنٹے بعد ہو گی۔ اوور "...... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے یہ مسافر ہوٹل۔ اوور "...... عمران نے پوچھا۔

" دارالحکومت سے شمال مغرب کی طرف جانے والے راستے پر تقریباً دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر بستی تراٹ آتی ہے۔ بستی تو سڑک سے کافی دور ہے لیکن وہاں سڑک کے قریب ہی ایک مسافر ہوٹل ہے اسے تراٹ کا اڈا بھی کہا جاتا ہے۔ وہ لڑکا جس کے پاس کار ہے اس کا نام اسلم بتایا گیا ہے اور وہ ہوٹل کے مالک رستم کا بیٹا ہے۔ اوور "۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے رستم سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اوور "...... عمران نے پوچھا۔

" نو باس۔ میں چاہتا ہوں پہلے اس کار اور لڑکے پر قبضہ کر لوں۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ غائب ہو جاتے۔ اوور "...... ٹائیگر نے جواب

دیا۔

" او۔ کے۔ تم وہیں رکو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل "۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں خود اس لڑکے سے پوچھ گچھ کروں گا۔ میری کار کی اس کے پاس موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ رینجرز ہیڈ کوارٹر سے بات لیک آؤٹ ہو گئی ہے اور وہ درشن سنگھ کار چھوڑ کر کسی اور ذریعے سے نکل گیا ہے۔ ورنہ جو آدمی شوق سے یہاں سے کار لے جائے وہ اسے راستے میں نہیں چھوڑ سکتا "...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوسری کار میں بیٹھا تراٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی اس لئے وہ دو گھنٹے سے بھی کم وقت میں اس مسافر ہوٹل کے سامنے پہنچ گیا۔ وہاں چند ٹرک دو بسیں اور ایک ویگن کھڑی ہوئی تھی اور ہوٹل کا چھپر بنا بڑا سا کمرہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ عمران جیسے ہی کار روک کر نیچے اترا۔ ایک طرف سے ٹائیگر اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا لیکن وہاں ٹائیگر کی کار نظر نہ آ رہی تھی۔

" کیا ہوا "...... عمران نے اس کے قریب آنے پر پوچھا۔

" وہ ابھی تک تو واپس نہیں آیا۔ میں اس کے انتظار میں ہی ادھر جھاڑیوں میں چھپا بیٹھا تھا "...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" تمہاری کار کہاں ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" اسے میں نے کچھ دور ایک اوٹ میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ کیونکہ

یہاں کار سمیت زیادہ دیر رکنا ان لوگوں کو مشکوک کر سکتا تھا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"آؤ اس کے باپ سے بات کرتے ہیں"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوٹل میں واقعی خاصا رش تھا۔ لوگ کھانا کھانے اور چائے وغیرہ پینے میں مصروف تھے۔ ایک طرف چبوترے پر کھانے کے دیگچے رکھے ہوئے تھے جن کے پیچھے ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر آدمی کھڑا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک اور چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر چائے بنائی جا رہی تھی اور چائے ایک چھوٹا سا لڑکا بنا رہا تھا۔

"تم اس ہوٹل کے مالک ہو"...... عمران نے چبوترے کے پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی کے قریب جا کر کہا۔

"جی صاحب۔ فرمایئے کیا خدمت کروں۔ ہم خالص دیسی گھی میں کھانا تیار کرتے ہیں جناب۔ اسی لئے تو سب لوگ ہمارے پاس کھانا کھانے کے لئے رکتے ہیں۔ برتن بھی ہم صاف رکھتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جو حکم دیں گے پورا کیا جائے گا"...... ادھیڑ عمر نے خالص کاروباری انداز میں جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق محکمہ سیاحت سے ہے اور میں چیف آفیسر ہوں۔ تمہارے پاس لائسنس ہے"...... عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"لائسنس۔ کس چیز کا لائسنس"۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ہوٹل چلانے کا لائسنس۔ بغیر لائسنس کے ہوٹل کا کاروبار کرنا جرم ہے"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"مم۔ مم۔ مگر جناب۔ یہ تو مسافر ہوٹل ہے جناب۔ یہاں راستوں پر تو جگہ جگہ ایسے ہوٹل موجود ہیں اور آج تک یہاں کسی نے اس بارے میں بات نہیں کی"...... اس آدمی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ اگر تم مجھے مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں خاموشی سے آگے چلا جاؤں گا"...... عمران نے کہا اور واپس باہر کی طرف مڑ گیا۔

"اب یہ رشوت مانگے گا۔ اس ملک کا تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے"۔ عمران کے کانوں میں ہال سے اٹھنے والی ایک آواز سنائی دی اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد رستم کو ساتھ لئے وہ ایک طرف پہنچ گئے۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میرا نام رستم ہے۔ میں غریب آدمی ہوں جناب۔ مزدوری کر کے بال بچوں کا پیٹ بھر رہا ہوں"...... رستم نے انتہائی سہمے سے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"اسلم تمہارا بیٹا ہے ناں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رستم بے اختیار چونک پڑا۔

"ج۔ جی ہاں۔ مگر آپ اسے کیسے جانتے ہیں"...... رستم نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم تو اپنے آپ کو غریب کہہ رہے ہو جبکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تمہارے بیٹے اسلم کے پاس نئے ماڈل کی سپورٹس کار ہے۔ تمہیں پتہ ہے۔ سپورٹس کاریں عام کاروں سے بھی کئی گنا مہنگی ہوتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ جناب۔ وہ اس کی اپنی کار نہیں ہے جناب۔ اس کے دوست کی ہے۔ اس نے تو عارضی طور پر اس سے مانگی ہے۔ اسے بچپن سے ہی کار چلانے کا بے حد شوق ہے۔ اس نے اس کی دارالحکومت کے ایک موٹر ٹریننگ سکول سے باقاعدہ تربیت بھی لی تھی۔ لیکن جناب میں تو غریب آدمی ہوں۔ اسے پرانی سے پرانی کار بھی نہیں لے کر دے سکتا۔ اس موٹر ڈرائیونگ سکول سے تربیت لینے کی وجہ سے اسلم کے دارالحکومت میں کئی دوست بن گئے ہیں۔ وہ ان سے اکثر کاریں مانگ کر لے آتا ہے اور چند روز چلا کر اپنا شوق پورا کر کے واپس دے آتا ہے جناب"...... رستم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر واقعی ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا اگر میں نے تمہارا چالان کر دیا تو باقی ساری عمر تمہاری جیل میں ایڑیاں رگڑتے گزر جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اسلم ابھی آنے والا ہے جناب۔ آپ بے شک اس سے پوچھ لیں"۔ رستم نے کہا۔

"وہ سپورٹس کار آ رہی ہے جناب"...... اچانک ساتھ کھڑے

ٹائیگر نے کہا اور عمران اور رستم دونوں اس طرف کو مڑ گئے جہاں ایک پہاڑی راستے پر سے سپورٹس کار خاصی رفتار سے دوڑتی ہوئی ان کی طرف آتی دکھائی دے رہی تھی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ یہ اسی کی کار تھی جسے فضلو قصائی نے ڈکیتی کر کے اڑایا تھا۔ البتہ اس کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔

"اسلم آ گیا ہے جناب"...... رستم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ہوٹل کی سائیڈ پر جا کر رک گئی اور اس میں سے ایک نوجوان لڑکا باہر نکلا۔

"اسلم۔ ادھر آؤ بیٹے"...... رستم نے آواز دے کر اس نوجوان سے کہا اور نوجوان تیزی سے قدم بڑھاتا ان کی طرف آیا۔

"اسلم بیٹے۔ یہ محکمہ سیاحت کے بڑے افسر ہیں۔ انہیں اطلاع ملی ہے کہ میرے بیٹے کے پاس نئی سپورٹس کار ہے۔ اس لئے یہ ہوٹل کا لائسنس پوچھنے آ گئے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ میرے بیٹے کو کار چلانے کا شوق ہے۔ اس نے دارالحکومت کے ٹریننگ سکول میں باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے اور اس کے دوست دارالحکومت میں ہیں یہ ان سے کاریں مانگ کر لاتا ہے اور چند دن بعد واپس کر دیتا ہے۔ یہ سپورٹس کار اس کے کسی دوست کی ہے۔ اب تم ان کی تسلی کرا دو"۔ رستم نے جلدی سے ساری بات دوہراتے ہوئے کہا اور عمران خاموش کھڑا مسکراتا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چالاک رستم کس طرح اپنی بات اسلم تک پہنچا رہا ہے تاکہ کوئی شک والی بات نہ رہ جائے لیکن ظاہر

ہے عمران کو تو معلوم تھا کہ یہ کار اس کے کس دوست کی ہے ۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا ۔

" بالکل جناب ۔ ابا درست کہہ رہے ہیں "...... اسلم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" تمہاری رہائش گاہ کیا تراٹ بستی میں ہے "...... عمران نے کہا ۔

" جی ہاں جناب ۔ یہاں سے کچھ دور بستی ہے ۔ وہاں ہماری رہائش ہے "...... رستم نے جواب دیا ۔

" کیا یہاں ہوٹل میں یا بستی میں کوئی فون ہے "...... عمران نے پوچھا ۔

" جی نہیں جناب ۔ یہاں تو فون نہیں ہے اور نہ ہی بستی میں ہے ۔ وہ تو بالکل چھوٹی سی بستی ہے ۔ غریب لوگ رہتے ہیں وہاں "۔ رستم نے جواب دیا ۔

" میں تمہارا گھر دیکھنا چاہتا ہوں ۔ پھر میری تسلی ہو گی کہ تم درست کہہ رہے ہو یا نہیں ۔ اگر واقعی یہ انتہائی قیمتی سپورٹس کار تمہارے بیٹے کی نہیں ہے تو پھر لازماً تمہاری رہائش گاہ بھی عام سی ہو گی اور اگر واقعی تمہارے بیٹے کی ہے تو جو اس قدر مہنگی سپورٹس کار خرید سکتا ہے وہ اپنی رہائش گاہ بھی شاندار بنوا سکتا ہے اور اگر میری تسلی ہو گئی تو پھر میں خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا "...... عمران نے کہا ۔

" بالکل جناب ۔ آپ بالکل دیکھ لیں جناب ۔ جاؤ اسلم ۔ صاحب کو اپنا گھر دکھا لاؤ "...... رستم نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔

" کیا کاریں وہاں تک جا سکتی ہیں یا پیدل جانا ہو گا "...... عمران نے پوچھا ۔

" جی کاریں نہیں جا سکتیں ۔ پیدل کا راستہ ہے ۔ قریب ہی ہے "۔ اسلم نے کہا ۔

" او ۔ کے آؤ اور رستم تم ہوٹل چلاؤ ۔ ہم واپسی میں تمہارے ہوٹل کا کھانا کھا کر دیکھیں گے کہ کیا واقعی یہ خالص گھی میں تیار شدہ ہے یا نہیں ۔ ویسے فکر نہ کرو ۔ ہم کھانے کی باقاعدہ پیمنٹ کریں گے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ جناب ۔ آپ کی خدمت تو مجھ پر فرض ہے "...... رستم نے دانت نکالتے ہوئے کہا ۔

" آؤ اسلم تاکہ ہم سرکاری فرائض سے فارغ ہو جائیں ۔ تمہاری اس کار نے ہمیں یہاں تک آنے پر مجبور کیا ہے "...... عمران نے اسلم سے کہا ۔

" آیئے جناب "...... اسلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک طرف کو بڑھ گیا ۔ عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے چل پڑے ۔

" جناب ۔ کار کے بارے میں اطلاع کس نے دی تھی "...... اسلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" یہاں سے بے شمار لوگ گزرتے ہیں ۔ ان میں سرکاری مخبر بھی ہوتے ہیں "...... عمران نے جواب دیا اور اسلم نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ پہاڑی چٹانوں پر ڈھلان میں اترتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے

تھے۔ پھر ایک جگہ پہنچتے ہی عمران نے ساتھ چلتے ہوئے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور ٹائیگر اچانک آگے جاتے ہوئے اسلم پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے لمحے اسلم اس کے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

" یہ راستہ ہے۔ اسے اٹھا کر سائیڈ پر لے چلو۔ وہاں اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ ہو سکے گی "...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بے ہوش اسلم کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا اور اس کے بعد وہ دونوں پگڈنڈی نما اس راستے کو چھوڑ کر ایک طرف کو بڑھتے چلے گئے۔ کافی فاصلے پر آگے جانے کے بعد عمران ایک غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ غار کافی کشادہ بھی تھی اور صاف بھی۔

" اب اسے یہاں لٹا دو اور تم باہر رکو۔ ہو سکتا ہے کوئی اکا دکا آدمی ادھر آ نکلے "...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے اسلم کو غار میں زمین پر لٹایا اور خود تیزی سے باہر نکل گیا۔ عمران نے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے اسلم کو اس کا سر پکڑ کر اوپر کو اٹھایا اور پھر اس کے کوٹ کو اس کی پشت پر بازوؤں سمیت آدھے سے زیادہ نیچے کر دیا اب وہ عمران کی مرضی کے بغیر حرکت نہ کر سکتا تھا۔ عمران نے اس کی گردن پر ایک ہاتھ رکھا اور دوسرا ہاتھ کاندھے پر رکھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور پھر ہاتھ اس کے کاندھوں پر لا کر اس نے اسے گھسیٹ کر غار کی دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دیا۔ چونکہ وہ دہانے کے قریب موجود تھے اس لئے یہ جگہ کافی روشن تھی۔

دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھانے کے بعد عمران نے اس کی ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو عمران نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا کر ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اسے تھامے رکھا تاکہ وہ پوری طرح ہوش میں آ جائے۔ ورنہ وہ لازماً سائیڈ پر لڑھک جاتا اور جب اسلم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو عمران پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

" یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ "...... اسلم نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن کوٹ کے عقب میں ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

" درشن سنگھ نے کار تمہیں کیوں دی تھی اسلم "...... عمران نے اسلم سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" کک۔ کک۔ کون درشن سنگھ "...... اسلم نے چونک کر کہا۔

" دیکھو۔ تم ابھی نوجوان ہو۔ تمہارا باپ غریب آدمی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ یہ انتہائی اعلیٰ سطح کا سرکاری معاملہ ہے۔ اگر تم نے انکار کیا تو مجھے مجبوراً تمہیں دارالحکومت لے جانا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ وہاں تم پر کیسا عذاب نازل ہو سکتا ہے۔ یہ بھی بتا دوں کہ یہ کار میری ہے۔ اسے ڈکیتی کر کے چھینا گیا تھا ور ڈاکو پکڑا گیا جس کا نام فضلو قصائی تھا۔ اس نے بتایا کہ کار اس نے کافرستانی سمگلر درشن سنگھ کو دی تھی۔ پھر اس ورکشاپ کا بھی پتہ

چلا لیا گیا جس میں درشن سنگھ نے اس کار کا رنگ تبدیل کرایا تھا اور رینجرز چیک پوسٹوں کو الرٹ کر دیا گیا تھا لیکن یقیناً درشن سنگھ کو یہاں تمہارے ہوٹل میں اس کی اطلاع مل گئی اور وہ کار تمہارے حوالے کر کے نکل گیا"........ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ مجھے نہیں معلوم مجھے تو یہ کار پہاڑیوں کے اندر کھڑی ملی تھی۔ میں نے ابا کو کہہ دیا کہ میں دوست سے مانگ لایا ہوں تاکہ انہیں شک نہ ہو"....... اسلم نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم ابھی پختگی سے جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہوئے اسلم۔ بہر حال میں تمہیں ایک چانس دیتا ہوں۔ اگر تم سچ بول دو گے تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں اور تمہارے والد کو کچھ نہیں کہا جائے گا"........ عمران نے کہا۔

"م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ سچ کہہ رہا ہوں"۔ اسلم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ تمہاری مرضی"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔ ریوالور دیکھ کر اسلم کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو سچ کہہ رہا ہوں ... اسلم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"......... عمران نے کہا اور ریوالور کا چیمبر کھول کر اس نے اس میں سے تمام گولیاں باہر نکال لیں۔

"دیکھو چیمبر خالی ہے۔ اب میں اس میں ایک گولی ڈالوں گا اور چیمبر بند کر کے اسے گھما دوں گا۔ اس طرح مجھے بھی معلوم نہ ہوگا کہ گولی کب فائر ہو گی۔ ہو سکتا ہے پہلی بار ہی فائر ہو جائے۔ ہو سکتا ہے دوسری بار فائر ہو جائے۔ یہ تمہاری قسمت ہے۔ بہر حال زیادہ سے زیادہ سات چانس تمہیں مل سکتے ہیں یا ایک بھی نہیں مل سکتا"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور چیمبر بند کر کے اس نے اسے گھمانا شروع کر دیا۔ گولیاں اس نے جیب میں ڈال لی تھیں۔ بظاہر تو عمران نے اسلم سے یہی کہا تھا کہ اس نے ایک گولی چیمبر میں ڈال دی ہے لیکن حقیقتاً اس نے ایسا نہ کیا تھا۔ کیونکہ اگر اسلم مر جاتا تو سارا کلیو ہی ختم ہو جاتا۔ اس لئے وہ اسے صرف اس حد تک خوفزدہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ سب کچھ بتا دے اور اسے معلوم تھا کہ اس ایک گولی والے حربے کے سامنے انتہائی قوت ارادی کے مالک افراد بھی ٹوٹ جاتے ہیں اسلم تو پھر بھی عام سا نوجوان تھا۔

"اب میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا۔ یہ تمہاری قسمت کہ گولی پہلی بار ہی فائر ہو جائے اور تمہاری کھوپڑی توڑ دے یا تمہیں دوسرا چانس مل جائے"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جھک کر ریوالور کی نال اس نے اسلم کی کنپٹی سے لگا دی اور پھر گنتی شروع کر دی۔ اسلم کی حالت لحہ بہ لحہ بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی خوف کی شدت سے اس کا جسم لرزنے لگ گیا تھا۔ چہرہ بگڑ گیا تھا اور آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔ پھر جیسے ہی عمران تین تک پہنچا اس

کی قوت ارادی جواب دے گئی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"....... اسلم نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤ۔ جیسے ہی تمہاری زبان رکی۔ میں گنتی آگے شروع کر دوں گا اور تم جانتے ہو کہ میں تین تک گن چکا ہوں"....... عمران کا لہجہ اور بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"کار مجھے درشن سنگھ نے ہی دی تھی۔ وہ مشہور سمگلر ہے اور جب بھی وہ یہاں سے گزرے ہمارے ہوٹل میں ہی ٹھہرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ واپس آکر یہ کار لے جائے گا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"۔ اسلم نے کہا۔

"میں پھر گنتی شروع کر رہا ہوں۔ چار..... پانچ"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر دبا دیا۔ کلک کی آواز سنائی دی اور اسلم بری طرح چیخ پڑا۔ اس کا پورا جسم اس بری طرح لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

"ایک چانس تمہیں مل گیا ہے۔ شاید دوسرا نہ ملے۔ ایک۔ دو"....... عمران نے کہا اور دوبارہ گنتی شروع کر دی۔

"وہ۔ وہ۔ میرا باپ اس کا مخبر ہے۔ ایک رینجرز کی چوکی سے ایک حوالدار نے آکر میرے باپ کو اطلاع دی تھی کہ ہیڈ کوارٹر سے کار اور درشن سنگھ کا حلیہ بتا کر ریڈ الرٹ کیا گیا ہے۔ اس لئے اسے اطلاع کر دی جائے۔ چنانچہ جب درشن سنگھ آیا تو میرے باپ نے اسے بتا دیا۔

اس نے میرے باپ سے کہا کہ اسے جیپ مہیا کی جائے۔ وہ یہ کار یہیں چھوڑ جائے گا۔ چنانچہ میرے باپ نے اپنے ایک واقف کار سے جیپ اسے لے دی۔ میں جیپ لے کر اس کے پاس گیا تھا۔ وہ دور ایک درختوں کے جھنڈ میں چلا گیا تھا۔ پھر درشن سنگھ نے لباس اور چہرہ تبدیل کیا اور کار کو چھوڑ کر جیپ میں سوار ہو کر چلا گیا۔ میں نے اس سے کار مانگ لی۔ اس نے کہا کہ وہ جب واپس آئے گا تو کار مجھ سے لے لے گا"....... اس بار اسلم نے آخر کار ساری تفصیل بتا دی۔

"کہاں گیا ہے وہ"....... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ایک خاص خفیہ راستے سے مشکبار کے سرحدی گاؤں عالم پور جائے گا"....... اسلم نے جواب دیا۔

"لیکن وہ تو کافرستان جا رہا تھا"....... عمران نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سمجھا تھا۔ کیونکہ وہ کافرستان ہی آتا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اس سے پوچھا تھا کہ رینجرز ریڈ الرٹ کی وجہ سے اسے یقیناً پکڑ لیں گے تو اس نے بتایا کہ اس بار اس نے کافرستان نہیں جانا بلکہ عالم پور جانا ہے"....... اسلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیپ کا ماڈل۔ رنگ اور نمبر بتاؤ"....... عمران نے کہا اور اسلم نے بتا دیا۔

"درشن سنگھ نے جو نیا حلیہ اختیار کیا تھا اور جو لباس پہنا تھا اس کی تفصیل بتاؤ"....... عمران نے کہا اور اسلم نے تفصیل بتا دی۔

"اس کے پاس کیا چیز تھی جسے وہ عالم پور پہنچانا چاہتا تھا"۔ عمران

نے پوچھا۔

"اس کے پاس گتے کا ایک بڑا سا ڈبہ تھا۔ اس کے علاوہ اس کا ذاتی بریف کیس تھا اور کچھ نہ تھا"...... اسلم نے کہا۔

"او کے۔ تم نے اپنی زندگی بچالی ہے"...... عمران نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بازو سے پکڑ کر اسلم کو ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا اور پھر اس کا کوٹ اوپر کر دیا۔

"سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ مسافر ہوٹلوں کے لوگ سمگلروں کی مخبری کرتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے تم اور تمہارا باپ دونوں مجرم ہیں اور مجرموں کی سزا موت ہوتی ہے۔ لیکن تم نوجوان ہو۔ اس لئے میں تمہیں معاف کر رہا ہوں۔ اپنے باپ کو بھی سمجھا دینا۔ میں تمہاری اور تمہارے باپ کی خفیہ نگرانی کراؤں گا۔ اگر پھر بھی تم نے کسی سمگلر کو مخبری کی تو تم دونوں کا انجام عبرت ناک ہوگا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ جرم بہرحال جرم ہی ہوتا ہے"...... اسلم نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور باہر دہانے کی طرف مڑ گیا۔ باہر ٹائیگر موجود تھا۔

"ٹائیگر۔ تم یہ سپورٹس کار رانا ہاؤس پہنچاؤ گے۔ بعد میں آکر اپنی کار لے جانا"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک فون نمبر لکھ لو اسلم۔ اگر درشن سنگھ واپس آجائے تو تم کہیں سے بھی اس فون نمبر پر اطلاع کر دینا۔ تمہیں بھاری انعام مل جائے گا۔ کار کے متعلق تم درشن سنگھ کو کہہ سکتے ہو کہ رینجرز نے کار تم سے چھین لی تھی"...... عمران نے واپس ہوٹل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔ ایسا ہی ہوگا"...... اسلم نے منمناتے ہوئے کہا اور عمران نے ٹائیگر سے کہا کہ وہ اس کے فلیٹ کا فون نمبر لکھ کر اسلم کو دے دے اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

کافرستان کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں اس
وقت کرسیوں پر ایک عورت اور تین مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں
سے ایک سیکرٹ سروس کا چیف شاگل، دوسرا ملٹری انٹیلی جنس کا
چیف کرنل داس اور تیسرا کرنل موہن تھا جو بلیک فورس کا چیف تھا
اور چوتھی مادام ریکھا تھی پاور ایجنسی کی چیف۔ بلیک فورس کا پہلے
چیف کرنل فریدی تھا لیکن کرنل فریدی اپنے اسسٹنٹ کیپٹن حمید
کے ساتھ اسلامی سیکورٹی کا چیف بن کر ڈیپوٹیشن پر چلا گیا تھا۔ یہ
ڈیپوٹیشن کافرستان کے صدر کی اجازت سے ہوا تھا جب کہ وزیراعظم
اس کے خلاف تھے لیکن صدر کی وجہ سے وہ مجبور ہو گئے تھے لیکن کرنل
فریدی اور کیپٹن حمید کے چلے جانے کے بعد وزیراعظم نے بلیک
فورس کا چارج براہ راست سنبھال لیا تھا اور پھر ملٹری انٹیلی جنس کے
سب سے گھاگ ایجنٹ کرنل موہن کو انہوں نے بلیک فورس کا نیا

سربراہ مقرر کر دیا۔ کرنل موہن بے حد متعصب آدمی تھا۔ چنانچہ اس
نے بلیک فورس کا چارج سنبھالتے ہی اس میں موجود تمام مسلمان
ایجنٹوں کو اس فورس سے شفٹ کر دیا تھا اور صرف ہندوؤں اور
سکھوں کو فورس میں رہنے دیا تھا۔ اس طرح کرنل فریدی کی اس
بلیک فورس کا تقریباً تمام تار و پود ہی بکھر کر رہ گیا تھا اور اس لحاظ سے
اب یہ بلیک فورس پہلے والی بلیک فورس نہ رہی تھی۔ کرنل موہن
نے اسے بالکل نئے انداز میں ترتیب دیا تھا اور چونکہ اسے وزیراعظم کی
مکمل سرپرستی حاصل تھی اس لئے اب بلیک فورس ہر کام میں آگے
آگے دکھائی دیتی تھی۔ وزیراعظم سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے
خار کھاتے تھے اس لئے وہ اہم ترین معاملات میں شاگل کو نظرانداز کر
دینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تھے۔ لیکن کافرستان کے صدر چونکہ
شاگل کی پشت پر تھے اس لئے وزیراعظم اسے سیکرٹ سروس کی
سربراہی سے علیحدہ نہ کر سکتے تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کا پہلا چیف پاور
ایجنسی کی چیف مادام ریکھا کا والد تھا لیکن وہ ریٹائر ہو چکا تھا اور اب
ملٹری انٹیلی جنس کا نیا چیف کرنل سکھ داس تھا جسے عام طور پر کرنل
داس کہا جاتا تھا۔ اس وقت وہ سب وزیراعظم کی سپیشل کال پر یہاں
اکٹھے ہوئے تھے اور انہیں بتایا گیا تھا کہ وزیراعظم کے ساتھ ساتھ صدر
مملکت بھی میٹنگ میں شامل ہوں گے۔ اس لئے وہ ان کے انتظار میں
خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد میٹنگ ہال میں ہلکی سی
سیٹی کی آواز سنائی دی۔ یہ اس بات کا کاشن تھا کہ صدر صاحب ہال میں

آ رہے ہیں چنانچہ وہ چاروں ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔ چند لمحوں بعد ایک کونے میں موجود دروازہ کھلا اور پہلے صدر اور ان کے پیچھے وزیر اعظم اندر داخل ہوئے اور کرنل موہن اور کرنل داس نے تو فوجی سیلوٹ مارا جب کہ مادام ریکھا اور شاگل دونوں نے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

" بیٹھو "...... صدر نے خشک لہجے میں کہا اور پھر ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی دو اونچی پشت کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئے جبکہ دوسری کرسی پر وزیر اعظم صاحب بیٹھ گئے ۔ ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد مادام ریکھا اور باقی تینوں بھی مودبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔

" یہ ہنگامی خصوصی میٹنگ ایک اہم مقصد کے لئے بلائی گئی ہے حکومت کافرستان نے مشکبار کی تحریک آزادی کو ختم کرنے اور وہاں سے مسلمانوں کی اکثریت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرنے کے لئے ایک انتہائی اہم منصوبہ بندی کی ہے ۔ اس منصوبہ بندی سے اب تک صرف ملٹری انٹیلی جنس ہی اپنچ رہی ہے ۔ اور اسے ہر لحاظ سے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا ۔ لیکن اب ایسے حالات سامنے آئے ہیں جن سے یہ منصوبہ خطرے میں پڑ گیا ہے ۔ اس لئے یہ میٹنگ کال کی ہے ۔ تاکہ اس سلسلے میں کھل کر بحث کی جاسکے اور کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جا سکے جس سے یہ منصوبہ بندی کامیابی سے ہمکنار ہو جائے ۔ وزیر اعظم صاحب مختصر طور پر آپ حضرات کو اس منصوبے کی

تفصیلات بتائیں گے "...... صدر مملکت نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور میٹنگ میں موجود افراد کے چہروں پر تجسس کے تاثرات پھیلتے چلے گئے ۔ صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل داس کا چہرہ سپاٹ تھا۔

" اس منصوبے کا کوڈ نام " بلائنڈ اٹیک " ہے ۔ اس منصوبے کے تحت مشکبار کے انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے میں بھواجا میں ایک انتہائی جدید ترین زیر زمین ویپن سٹور تیار کرایا گیا ہے ۔ اس ویپن سٹور میں یونائیٹڈ کارمن سے حاصل کردہ دنیا کے سب سے خطرناک ہتھیار ڈبل سی کا ذخیرہ کیا گیا ہے "...... وزیر اعظم نے کہا اور اس کے بعد انہوں نے تفصیل سے ڈبل سی ہتھیاروں کی خاصیت کے متعلق بتانا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ان ہتھیاروں سے حکومت کافرستان کیا کام لینا چاہتی ہے اور جیسے جیسے وزیر اعظم یہ تفصیل بتاتے جا رہے تھے میٹنگ میں موجود افراد کے چہروں پر مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے جا رہے تھے ۔

" کمال منصوبہ ہے جناب ۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو جائے تو مشکبار کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا "...... سب سے پہلے کرنل موہن نے کہا ۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی ۔

" ہاں ۔ اس منصوبے کی تکمیل سے مشکبار کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا ۔ وبائی اور خوفناک بیماریوں سے لاکھوں مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے گا اور پھر ان کی جگہ فوری طور پر کافرستان سے ہندوؤں کو وہاں بھیج کر جگہ پر کر دی جائے گی یہ ہندو وہ ہوں گے جو بنیادی طور

پر مشکباری ہی ہیں لیکن مشکباز چھوڑ کر کافرستان میں سیٹل ہو چکے ہیں
خفیہ ایجنسیوں نے ان کی لسٹیں تیار کر لی ہیں "...... وزیر اعظم نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن جناب کیا یہ ضروری ہے کہ ڈبل سی ہتھیاروں کے استعمال
سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے صرف مسلمان ہی ہلاک ہوں۔
ہندو اور سکھ بھی تو ہلاک ہو جائیں گے "۔ شاگل نے کہا۔

" اس کے لئے ایسی آبادیوں کا انتخاب کیا گیا ہے جہاں مسلمانوں
کی کافی سے زیادہ اکثریت ہے۔ ان سب آبادیوں میں بیک وقت یہ
ہتھیار استعمال کئے جائیں گے۔ اس سے آناً فاناً ان سب علاقوں میں
خوفناک وبائی بیماریاں پھیل جائیں گی جن کا کوئی علاج بھی نہ ہو گا
اور جن کا نتیجہ موت ہو گا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا موت کا
اوسط بڑھتا چلا جائے گا۔ نوے فیصد مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اگر
دس فیصد ہندو یا سکھ بھی ہلاک ہو جائیں تو یہ سودا مہنگا نہیں رہے گا
بلکہ ان دس فیصد ہندوؤں کی ہلاکت سے کسی کو شک بھی نہ پڑ سکے گا
کہ یہ کوئی سازش ہے بلکہ اسے قدرتی آفت ہی سمجھا جائے گا۔ کافرستان
نمائشی طور پر اس کے خلاف جدوجہد کرے گا۔ ڈاکٹروں کی ٹیمیں بھیجی
جائیں گی۔ ادویات اور دوسرا ضروری سامان بھجوایا جائے گا بلکہ پوری
دنیا سے اپیل کی جائے گی کہ وہ ان علاقوں کو اموات سے بچانے کے
لئے امداد دیں۔ اس طرح کسی کو بھی شک نہ ہو گا اور مشکبار سے
مسلمانوں کی اکثریت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی بلکہ اس

منصوبے کے تحت پوری دنیا سے اس قدر امداد بھی اکٹھی کر لی جائے
گی کہ اس منصوبے پر ہونے والے اخراجات کی بھی تلافی ہو جائے
گی "۔ وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" جناب۔ یہ بیماریاں پورے مشکبار میں بھی پھیل سکتی ہیں اور
ان کے اثرات کافرستان بھی پہنچ سکتے ہیں۔ انہیں آخر کس طرح کنٹرول
کیا جائے گا "...... اس بار شاگل نے کہا۔

" اس کے سائنسی طور پر انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ ان ہتھیاروں
سے نکلنے والی ریز ایک مخصوص رینج تک ہوا میں مل کر کام کرتی ہیں۔
اس رینج کے بعد ان کے اثرات پوری طرح کام نہیں کرتے اور جب
ہمارے مطلوبہ مقاصد پورے ہو جائیں گے تو پھر وہاں ایسی گیسیز پھیلا
دی جائیں گی جن سے ان کے اثرات مکمل طور پر ختم ہو جائیں گے۔
اس لئے اس بارے میں کسی قسم کا فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
حکومت احمق نہیں ہے کہ بغیر سوچے سمجھے ایسے منصوبے بنا لے "۔
وزیر اعظم نے انتہائی تلخ اور درشت لہجے میں جواب دیا اور شاگل نے
بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" اس منصوبے بلکہ شاندار منصوبے کو خطرہ کیسے اور کہاں سے
لاحق ہوا ہے "...... اس بار مادام ریکھا نے بات کرتے ہوئے کہا۔

" اس منصوبے کی تکمیل کے لئے ایک خصوصی مشین درآمد کی
گئی ہے جو کہ ان ہتھیاروں کو بین الاقوامی اور دیگر پاورز کے ان خلائی
سیاروں کی چیکنگ سے بچائے گی جو اس مقصد کے لئے خلا میں کام

کرتے رہتے ہیں کیونکہ ان ہتھیاروں کی تیاری ۔ ان کا استعمال بین الاقوامی طور پر جرم قرار دیا گیا ہے اور اگر دنیا کو یہ معلوم ہو گیا کہ کافرستان نے مشکبار میں ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا ہے یا استعمال کیا ہے تو پھر پوری دنیا کافرستان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی ہمارا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے گا ۔ تمام معاہدے منسوخ کر دیئے جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ کافرستان کے خلاف بین الاقوامی عدالت میں اس جرم میں باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے ۔ اس کا نتیجہ آپ سب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اس لئے یہ منصوبہ انتہائی خطرناک بھی ہے ۔ بہرحال ہم نے ہر قسم کے حفاظتی انتظامات کے تحت اس کی منصوبہ بندی کی ہے ۔ ڈبل سی ہتھیار تو براہ راست کافرستان کے ذریعے اس سٹور تک پہنچ گئے لیکن اس مشین کو لانے کے لئے ہم نے انتہائی سوچ بچار کے بعد اسے پارٹس کی صورت میں پاکیشیا کے ذریعے منگوانے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس مشین کا ایک پارٹ بھی اگر سامنے آ جائے تو اس سے فوری طور پر پوری دنیا سمجھ جائے گی کہ ڈبل سی ہتھیار استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے ۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ اگر یہ پارٹ پکڑا بھی جائے تو اس کا الزام آسانی سے پاکیشیا کے سر ڈالا جا سکتا ہے ۔ اس کے لئے عام سمگلروں سے کام لیا گیا اور پھر منصوبہ بندی کے تحت اس مشین کے پارٹس مشکبار پہنچتے رہے ۔ حتیٰ کہ آخری پارٹ بھی بحفاظت مشکبار پہنچ گیا اور اب اس مشین کو اسمبل کرنے اور اسے نصب کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے جس میں ایک

ہفتہ لگ سکتا ہے ۔ اس مشین کو مکمل کرنے کے بعد ڈبل سی ہتھیاروں پر وار ہیڈ لگا دیئے جائیں گے کیونکہ جب تک وار ہیڈ نہ لگائے جائیں ان ہتھیاروں کو خلائی سیارے چیک نہیں کر سکتے اور ڈبل سی ہتھیاروں میں چونکہ مخصوص کیمیکل استعمال ہوتے ہیں اس لئے ڈبل سی ہتھیاروں کی مینو فیکچرنگ کے ایک ماہ کے اندر ان پر وار ہیڈ نصب کرنا ضروری ہوتے ہیں ورنہ یہ ہتھیار بیکار ہو جاتے ہیں اس طرح وار ہیڈ لگ جانے کے بعد بھی ان ہتھیاروں کو پوری طرح قوت پکڑنے کے لئے تین روز چاہئیں ۔ اس کے بعد انہیں استعمال کے لئے مطلوبہ آبادیوں میں لے جایا جا سکتا ہے ۔ اس کا مطلب ہوا کہ پلاننگ کے مکمل ہونے میں ابھی دو ہفتوں کا عرصہ باقی ہے لیکن مشین کا آخری پارٹ جب مشکبار پہنچا تو ایسے شواہد سامنے آئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کو ان کے بارے میں علم ہو چکا ہے"۔ وزیراعظم نے کہا اور علی عمران کا نام سامنے آتے ہی ریکھا اور شاگل دونوں بے اختیار چونک پڑے ۔ ان دونوں کے چہروں پر سنسنی کے آثار پھیلتے چلے گئے ۔ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل داس خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ کرنل موہن کا چہرہ سپاٹ تھا ۔ گو وہ دونوں بھی علی عمران سے اچھی طرح واقف تھے لیکن بہرحال ان کا اس سے براہ راست کبھی سابقہ نہ پڑا تھا ۔

" اوہ ۔ اوہ سر یہ تو واقعی انتہائی خطرناک بات ہے "...... شاگل نے کہا ۔

"ہاں ۔ گو ابھی حتمی طور پر تو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا واقعی عمران کو اس منصوبے کے بارے میں علم ہوا ہے یا نہیں ۔ لیکن پھر بھی ہم بلاسٹڈاٹیک کے سلسلے میں زیرو فیصد بھی رسک نہیں لے سکتے اس لئے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے"......... وزیراعظم نے کہا۔

"مگر جناب ۔ ایسے کیا شواہد سامنے آئے ہیں ۔ کیا ان کی تفصیل ہمیں بتائی جا سکتی ہے تاکہ ہمیں اندازہ ہو سکے کہ کیا واقعی اس عمران کو بلاسٹڈاٹیک کا علم ہوا ہے یا نہیں"....... ریکھا نے کہا۔

"کرنل داس ...... آپ اس سارے واقعہ سے براہ راست متعلق رہے ہیں ۔ اس لئے آپ پوری تفصیل بتائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ آپ نے اس کے سدباب میں اب تک کیا اقدامات کئے ہیں"۔ وزیراعظم نے کرنل داس سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل داس نے ورشن سنگھ نامی سمگلر کو اس پارٹ کو حاصل کرنے کے لئے بھیجنے سے لے کر وہاں اس کے اپنے دوست فضلو قصائی نامی ڈاکو سے ملاقات ۔ پھر ڈکیتی اور کار لے جانے ۔ رینجرز تک اطلاع اور پھر اس کا عالم پور تک پہنچ جانے اور پھر ان سب کے خاتمے کی ساری تفصیلات بتا دیں۔

"اس کا مطلب ہے جناب کہ مشین کا وہ پارٹ عمران کے سامنے ہی نہیں آیا۔ پھر اسے کس طرح اس منصوبے کے بارے میں علم ہو سکتا ہے"........ مادام ریکھا نے کہا۔

"جو دو غیر ملکی اس پارٹ کی سمگلنگ میں ملوث تھے وہ دونوں

عمران کے قبضے میں چلے گئے تھے اور پھر ان کی لاشیں ہی اس کوٹھی سے دستیاب ہوئی تھیں ۔ ان میں ایک غیر ملکی کا نام مائیکل تھا اور مائیکل کے بارے میں حتمی طور پر معلوم ہوا ہے کہ اسے ڈبل سی ہتھیاروں اور اس مشین کے بارے میں مکمل معلومات حاصل تھیں اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کافرستان ان ہتھیاروں کا ذخیرہ مشکبار میں کر رہا ہے اور وہ اس ڈبل سی ہتھیاروں کو مشکباری مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کا منصوبہ تیار کر رہا ہے ۔ اس لئے اب یہ بات تو طے شدہ ہے کہ بلاسٹڈاٹیک کا مکمل منصوبہ اس عمران تک پہنچ چکا ہے اور اب یہ بات لازمی ہے کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اس منصوبے کے خلاف لازماً کام کرے گا ۔ اس لئے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے کہ کسی طرح دو ہفتوں تک ان لوگوں کو منصوبے تک پہنچنے سے روک دیا جائے"۔ وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر اگر عمران کو معلوم بھی ہو گیا ہو کہ ہمارا منصوبہ یہ ہے تو بہرحال اسے یہ تو معلوم نہ ہو گا کہ یہ منصوبہ کہاں مکمل کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے دو ہفتے تک تو کیا دو مہینے وہ سر ٹکراتا پھرے اسے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ منصوبہ کہاں مکمل کیا جا رہا ہے"۔ کرنل موہن نے کہا تو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا شاگل بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ اس طنزیہ انداز میں کیوں مسکرائے ہیں مسٹر شاگل"۔ وزیراعظم جو ویسے ہی شاگل سے خار کھاتا تھا اس پر چڑھ دوڑا۔

" میں کرنل موہن کی حماقت پر مسکرا رہا ہوں جناب " ۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو شاگل کے اس طرح کے جواب پر میٹنگ میں موجود دوسرے افراد تو ایک طرف خود صدر بھی چونک پڑے تھے ۔

" کیا آپ کو اس طرح کی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے ۔ کیا آپ کو معلوم ہی نہیں کہ پروٹو کول کیا ہوتا ہے " ۔ وزیر اعظم نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا ۔ کرنل موہن کا چہرہ بھی تانبے کی طرح تپ اٹھا تھا ۔

" آئی ۔ ایم ۔ سوری جناب کہ آپ کو میرے الفاظ سے تکلیف پہنچی بہر حال جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی " .... شاگل نے جواب دیا اور اس بار صدر مملکت زیر لب مسکرا دیئے ۔

" میں نے ایسی کیا بات کی ہے مسٹر شاگل کہ جسے آپ نے حماقت کا نام دے دیا ہے " .... کرنل موہن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا ۔ وہ شاید صدر اور وزیر اعظم کی موجودگی کی وجہ سے اپنے آپ پر جبر کئے ہوئے تھا ورنہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو وہ لازماً شاگل پر چڑھ دوڑتا ۔

" آپ نے کرنل فریدی کی جگہ اب لی ہے کرنل موہن اور کرنل فریدی کے بارے میں پوری دنیا یہ جانتی ہے کہ وہ عظیم سیکرٹ ایجنٹ ہے اور مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ عمران کرنل فریدی سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے ۔ کرنل فریدی خود اس بات کا اعتراف

کرتے تھے ۔ اس عمران کے اندر کوئی شیطان روح ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سائنسدان بھی ہے ۔ ان دونوں باتوں کو سامنے رکھیں تو آپ کی بات صرف احمقانہ ہی نہیں بلکہ بچگانہ دکھائی دیتی ہے ۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ سٹور کے محل وقوع کا علم نہیں ہے اس لئے وہ مہینوں سر ٹکراتا پھرے گا ۔ جب کہ میرا خیال ہے کہ جیسے ہی ان ہتھیاروں اور اس مشین کی تفصیلات کا اسے علم ہوا ہو گا اور اسے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ اسے مشکبار میں سٹور کیا جا رہا ہے ۔ وہ بھواجا پہاڑیوں کے بارے میں معلوم بھی کر چکا ہو گا کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے یہ سٹور اس جگہ بنایا گیا ہو گا جہاں یہ خصوصی قسم کے ہتھیار محفوظ بھی ہو سکیں اور پھر انہیں مسلمان اکثریت کی بستیوں میں آسانی سے پہنچایا بھی جا سکے " ۔ شاگل نے بڑے عقلمندانہ انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا ۔

" مسٹر شاگل جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ درست ہے ۔ گو انہوں نے اپنی فطرت کی وجہ سے الفاظ کا انتخاب درست نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے کرنل موہن کو تکلیف پہنچی ۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ شاگل انتہائی ذہین آدمی ہیں اور پھر چونکہ ان کا ٹکراؤ بے شمار بار اس عمران سے ہو چکا ہے اس لئے یہ عمران کی نفسیات اور اس کے ذہن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیں واقعی اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ عمران کو سٹور کے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا بلکہ ہمیں اس قسم کا لائحہ عمل بنانا چاہئے کہ جیسے اسے اس سٹور کے محل وقوع کا علم ہے ۔ وہ اس پر

حملہ کرے گا اور ہم نے اسے بہر حال روکنا ہے "...... صدر مملکت نے
کہا اور شاگل کا سینہ فخر سے پھول گیا اور اس کے چہرے پر ایسے تاثرات
ابھر آئے جیسے صدر مملکت نے اس کی تائید اور تعریف کر کے اسے کوئی
بڑا ایوارڈ دے دیا ہو۔

" مسٹر شاگل گو عام طور پر عقلمندی کی باتیں نہیں کرتے۔ لیکن
انہوں نے عمران کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ وہ
بدروح ہے۔ انسان ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس کی طرف سے ہمیں
کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے "...... ریکھا نے کہا۔

" ہم یہاں دشمنوں کی تعریف کرنے کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے۔
شاگل اور ریکھا دونوں نے جس انداز میں عمران کی تعریفیں کی ہیں اس
سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں اس سے ذہنی طور پر بری طرح
مرعوب ہیں اور جو کسی سے ذہنی طور پر مرعوب ہو جائے وہ اس کے
مقابل کوئی کارکردگی نہیں دکھا سکتا اور یہ منصوبہ اس قدر اہم ہے کہ
ہم اسے رسک میں نہیں ڈال سکتے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس بار
بلاسٹڈ اٹیک کے تحفظ کی ذمہ داری صرف بلیک فورس اور ملٹری انٹیلی
جنس تک ہی محدود کر دی جائے "...... وزیراعظم نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

" لیکن نہ ہی کرنل داس کو عمران سے براہ راست ٹکرانے کا کوئی
تجربہ ہے اور نہ ہی کرنل موہن کو۔ جبکہ مادام ریکھا اور مسٹر شاگل ہی
ہمیشہ اس سے ٹکراتے رہے ہیں۔ اس لئے انہیں اس کے کام کرنے کے

انداز اور اس کی نفسیات کا علم ہے "...... صدر نے مادام ریکھا اور
شاگل کی فیور کرتے ہوئے کہا۔

" ناکامیاں اور شکستیں تجربہ نہیں کہلا سکتیں جناب صدر۔ یہ
دونوں جتنی بار بھی عمران سے ٹکرائے ہیں انہوں نے ہمیشہ اس سے
شکست ہی کھائی ہے "...... وزیراعظم کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔

" مسٹر پرائم منسٹر۔ یہ سیکرٹ سروس کے کیسز ہیں اور ایسے کیسز
میں ہار اور جیت پارٹ آف دی گیم ہوتی ہے۔ ریکھا اور شاگل دونوں
واقعی اس عمران کے مقابل ناکام رہے ہیں لیکن اس کے باوجود زندہ
ہیں جبکہ مجھے یقین ہے کہ جس روز عمران ناکام ہوا وہ زندہ بھی نہیں
رہے گا۔ بہر حال ہمیں آپس میں اختلاف کرنے کی بجائے کوئی ایسا
لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ ہم اس بار اس کے سامنے کافرستان کی
تمام ایجنسیوں کو لے آئیں تاکہ اگر وہ ایک کو شکست دے دے تو
دوسروں کے ہاتھوں خود شکست کھا جائے۔ اس بار ہمیں فول پروف
انتظامات کرنے ہوں گے اور یہ بھی بتا دوں خاص طور پر ریکھا اور
شاگل بھی سن لیں کہ اس بار عمران کے مقابلے میں جو ناکام ہو گا اس
کا کورٹ مارشل کر کے اسے موت کی سزا دی جائے گی اور گولیوں سے
اڑا دیا جائے گا "...... صدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ آپ نے واقعی درست کہا ہے۔ ناکام لوگوں کا انجام یہی
ہونا چاہئے "...... وزیراعظم نے بھی صدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" اب مزید بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کو روکنے کے لئے ٹھوس لائحہ عمل طے کیا جائے "...... صدر نے کہا اور وزیر اعظم نے اثبات میں سرہلادیا۔

" سر پہلے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ سٹور کہاں ہے ۔اس کا نقشہ سامنے ہو تو ہم اس سلسلے میں کچھ سوچ سکیں گے "...... مادام ریکھا نے کہا۔

" نہیں پہلے یہ طے ہو گا کہ کون بھواجا پہاڑیوں پر کام کرے گا۔ صرف اسے ویپن سٹور کا محل وقوع بتایا جا سکتا ہے ۔سب کو نہیں "۔ وزیر اعظم نے کہا۔

" آپ کی بات بالکل درست ہے ۔اسے جس قدر خفیہ رکھا جا سکے رکھنا چاہئے "...... صدر نے وزیر اعظم کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ چونکہ ملٹری انٹیلی جنس اس کیس سے شروع سے متعلق رہی ہے اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو اس ویپن سٹور کا علم بھی ہے اس لئے ملٹری انٹیلی جنس کو ان پہاڑیوں پر تعینات کیا جائے "...... وزیر اعظم نے کہا۔

" آپ کی یہ رائے بھی درست ہے "...... صدر نے کہا۔

" او ۔کے ۔پھر یہ طے ہو گیا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل داس بھواجا پہاڑیوں پر کام کریںگے "...... وزیر اعظم نے کہا۔

" یس سر ۔میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ پر سب سے زیادہ اعتماد کیا ہے اور میں آپ کے اور کافرستان کے اس

اعتماد پر پورا اتروں گا "...... کرنل داس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان کے راستے مشکبار میں داخل ہوتی ہے تو پھر بہتر ہے کہ سیکرٹ سروس کافرستان کی حدود میں ان کا راستہ روکے "...... وزیر اعظم نے کہا اور شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ وزیر اعظم اسے آؤٹ رکھنا چاہتے ہیں ۔

" میرا خیال ہے کہ سمگلر جس راستے سے داخل ہوا ہو گا ۔پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اسی راستے سے داخل ہو گی اور اس کی پیروی کرتی ہوئی آگے بڑھے گی "...... صدر نے کہا۔

" سر ہمیں ہر طرف کا خیال رکھنا چاہئے "...... وزیر اعظم نے کہا۔

" ٹھیک ہے "...... صدر نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

" مشکبار اور پاکیشیا کی سرحد پر بلیک فورس کو کام کرنا چاہئے اور کافرستان اور مشکبار کی سرحد پر پاور ایجنسی کو ۔اس طرح اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان کے راستے داخل ہو گی تو پہلے سیکرٹ سروس اس کا رستہ روکے گی ۔اس کے بعد پاور ایجنسی اور اگر وہ مشکبار اور پاکیشیا کے درمیانی سرحد سے داخل ہو گی تو وہاں کرنل موہن آسانی سے اس کا راستہ روک سکتے ہیں "...... وزیر اعظم نے از خود چاروں ایجنسیوں کے لئے لائحہ عمل طے کرتے ہوئے کہا۔

" جی ۔ہم سب کو مشکبار میں ہی کام کرنا چاہئے ۔کیونکہ عمران کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں سے داخل ہو اور کیا لائحہ عمل اختیار کرے اگر وہ کافرستان کے راستے مشکبار میں داخل نہیں ہوتا تو دو ایجنسیاں تو

کام ہی نہ کر سکیں گی۔ کرنل موہن صاحب اس عمران کے مقابلے
میں نئے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ اسی سرحد کی طرف سے ہی داخل ہو
وہ پاکیشیائی مشکبار کے راستے سے بھی داخل ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو
سکتا ہے کہ وہ شوگران کی طرف سے مشکبار میں داخل ہو جائے۔ اس
کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... شاگل نے کہا۔

"جناب۔ میرا خیال ہے کہ عمران سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی
کوشش کرے گا کہ یہ ویپن سٹور کہاں بنایا گیا ہے اور جس انداز میں
وہ کام کرتا ہے وہ لازماً معلوم کر لے گا کہ یہ بھواجا پہاڑیوں میں ہے اور
اس کے بعد اسے بھی معلوم ہو گا کہ اس کے پاس وقت کم رہ گیا ہے اس لئے
وہ طویل راستے کی بجائے بھواجا پہاڑیوں تک پہنچنے کے لئے کوئی
شارٹ کٹ راستہ اختیار کرے گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں
پوری توجہ بھواجا پہاڑیوں پر ہی مرکوز رکھنی چاہئے۔ جہاں تک میری
معلومات ہیں بھواجا پہاڑی سلسلہ بے حد وسیع و عریض ہے اور انتہائی
دشوار گزار بھی ہے۔ اس لئے یہ بہتر نہ ہو گا کہ چاروں ایجنسیاں ان
پہاڑیوں پر چاروں اطراف پر کام کریں تاکہ وہ کہیں سے بھی وہاں آئے
تو اسے نشانہ بنایا جا سکے۔ چاروں ایجنسیوں کا آپس میں رابطہ بھی رہے
گا۔ اس طرح جیسے ہی اس کے متعلق اطلاع ملے گی چاروں چیف ایجنسیوں
کی فورس اکٹھی کام کرے گی"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ہڑبونگ مچ جائے گی اور اس کا نتیجہ آپ نے سمجھا
وہاں بے شمار افراد اکٹھے ہو جائیں گے اور عمران اور کافرستان کے ساتھی

کسی بھی ایجنسی کے آدمیوں کو پکڑ کر ان کے میک اپ میں آسانی سے
آگے بڑھ جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے جناب صدر کہ
ہمیں چاروں ایجنسیاں اس مشن پر لگانی ہی نہیں چاہئیں۔ سیکرٹ
سروس اور پاور ایجنسی پہلے ہی عمران کے مقابلے میں ناکام ہو چکی ہیں
اس لئے انہیں اس مشن پر سامنے نہ لایا جائے۔ صرف بلیک فورس اور
ملٹری انٹیلی جنس یہ دونوں ایجنسیاں ہی کام کریں۔ ملٹری انٹیلی جنس
بھواجا پہاڑیوں پر اور بلیک فورس ہر طرف سرحدوں پر۔ وہ جس طرف
سے بھی آئے گا ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے کو اطلاع دی جا سکتی ہے۔
کرنل موہن اور کرنل داس سے پہلے عمران کا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔
اس لئے وہ ان کی کارکردگی کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتا ہو گا اور
آسانی سے مار کھا جائے گا"...... وزیراعظم نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ لیکن دو ایجنسیوں کو اس طرح بے کار
رکھنا اپنی طاقت کو کم کرنا ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بھواجا پہاڑیوں پر تو
ملٹری انٹیلی جنس ہی کام کرے۔ اس کے بعد پاور ایجنسی کا ایک سرکل
ہو اور سرحدوں پر بلیک فورس۔ جبکہ سیکرٹ سروس کافرستان میں کام
کرے اور اس بات کا پتہ چلائے کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں سے
داخل ہونا چاہتے ہیں اور اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں
داخل ہوں تو انہیں وہیں روک کر ختم کر دیا جائے"...... صدر نے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں آپ کی مکمل تائید

کرتا ہوں "....... وزیراعظم نے کہا۔اس کے ساتھ ہی وہ طنزیہ نظروں
سے شاگل کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔
کیونکہ اسے صدر نے بھی مشن سے آؤٹ کر دیا تھا لیکن ظاہر ہے سوائے
ہونٹ بھینچنے کے وہ اور کیا کر سکتا تھا۔چنانچہ پھر کچھ دیر مزید گفتگو کے
بعد میٹنگ برخاست کر دی گئی اور صدر اور وزیراعظم اٹھ کر واپس اسی
دروازے کی طرف بڑھ گئے جس سے وہ میٹنگ ہال میں داخل ہوئے
تھے۔جب تک وہ دونوں اس دروازے سے باہر نہیں چلے گئے وہ
چاروں خاموش کھڑے رہے۔پھر ایک ایک کر کے وہ دوسرے
دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

" صدر صاحب اب اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ تمہاری وجہ سے ہر بار
مشن ناکام ہو جاتے ہیں اس لئے انہوں نے تمہیں بہرحال سکرین سے
آؤٹ کر دیا ہے"....... مادام ریکھا نے بڑے طنزیہ لہجے میں شاگل سے
مخاطب ہو کر کہا۔

" جب تم سب عمران کے ہاتھوں شکست کھا جاؤ گے پھر صدر اور
وزیراعظم کو میری قدر معلوم ہو گی"....... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا
اور تیزی سے قدم بڑھاتا آگے بڑھ گیا۔

عمران اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا۔
اس کے سامنے میز پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ ہاتھ میں پنسل لئے
اس پر جھکا ہوا تھا۔بلیک زیرو کچن میں تھا جہاں وہ اپنے اور عمران کے
لئے چائے بنانے میں مصروف تھا۔ویسے تو وہ عام طور پر کافی مقدار
میں چائے بنا کر بڑے تھرماس میں بھر لیتا لیکن آج نجانے کیا ہوا تھا کہ
چائے تھرماس کے اندر پڑے پڑے خراب ہو گئی تھی اس لئے بلیک
زیرو کو وہ چائے واش بیسن میں انڈیلنا پڑی تھی اور اب وہ نئے سرے
سے چائے بنانے میں مصروف تھا....... عمران جس قسم کی چائے پیتا
تھا اس کے لئے اسے پانی کو کافی سے زیادہ ابالنا پڑتا تھا تاکہ چائے
گاڑھی بن سکے اور ویسے اب وہ خود بھی اس قسم کی چائے پینے کا عادی ہو
گیا تھا۔اس لئے چائے بنانے میں اسے کافی وقت لگ گیا تھا۔

" کیا ہوا بلیک زیرو۔کیا چائے کے سری پائے گل رہے ہیں"۔

عمران نے سر اٹھا کر کچن کی طرف منہ کرتے ہوئے زور سے کہا۔

"ابھی آرہا ہوں"...... کچن سے بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران مسکرا کر ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آیا اور اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کی چائے بنانے کے لئے واقعی اس کے سری پائے گلانے پڑتے ہیں"...... بلیک زیرو نے پیالی میز پر رکھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میری چائے۔ ارے اس نقشے پر مغز مارتے مارتے میری سری تو ویسے ہی گل چکی ہے۔ رہ گئے پائے تو وہ جولیا کے فلیٹ کے پھیرے لگاتے لگاتے پہلے ہی گل چکے ہیں۔ اس لئے میری چائے تو بہت جلدی بن جائے گی۔ البتہ تمہاری بات اور ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ اب واقعی نجوم سیکھ لوں۔ کم از کم اس دردسری سے تو نجات مل جائے گی بلکہ یوں کہو کہ درد سے نجات مل جائے گی۔ سری تو نجانے کب کی نجات پا چکی ہے۔ زائچہ بنایا۔ جو ستارے ایک دوسرے کو کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں انہیں پکڑ کر مخالف سمتوں میں پہنچایا اور نتیجہ سامنے آگیا۔ اب دیکھو۔ گھنٹہ بھر سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہوں لیکن بھاگ جا

نام کی پہاڑیاں نظر ہی نہیں آرہیں حالانکہ مجھے بھی معلوم ہے کہ وہ مشکبار کا مشہور پہاڑی سلسلہ ہے"...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"بھاگ جا نہیں عمران صاحب۔ بھواجا نام ہے ان مشہور پہاڑیوں کا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھواجا۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ تو موجود ہیں لیکن میں نے اس لئے انہیں نظرانداز کر دیا تھا کہ یہاں تو بھبھ۔ بھوت رہتے ہوں گے اب وہاں کافرستان والے کیسے اپنا خفیہ سٹور بنا سکتے ہیں۔ لیکن اب تمہارے بات کرنے سے مجھے خیال آرہا ہے کہ وہ تو خود بھوت ہیں۔ اس لئے لازماً انہوں نے یہیں سٹور بنایا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"لیکن عمران صاحب۔ بھواجا پہاڑیاں تو آباد ہیں۔ وہاں تو جگہ جگہ بستیاں ہیں۔ وہاں اس قدر خفیہ سٹور کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ لازماً اسے کسی ایسے علاقے میں بنایا گیا ہوگا جو دشوار گزار ہوگا اور وہاں تک عام لوگوں کی اپروچ نہ ہو"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ بات تو تمہاری بھی درست ہے۔ لیکن اس یونائیٹڈ کارمن کے مائیکل نے تو بھواجا کا ہی نام لیا تھا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ انہیں جان بوجھ کر غلط بتایا گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے واقعی اسے بھواجا میں ہی بنایا ہو تاکہ مخالف یہی

سمجھتے رہیں کہ آباد جگہ پر سٹور نہیں بن سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری بات واقعی قابل غور ہے۔ہمیں صرف مائیکل کی بات پر ہی انحصار نہیں کرنا چاہیے۔کیونکہ اس بار مشن کے لئے ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔اگر ان لوگوں نے ڈبل سی ہتھیار استعمال کر دیئے تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"مشکبار میں حکومت کافرستان نے بھواجا پہاڑیوں کے اندر ایک خفیہ سٹور بنایا ہے جہاں انتہائی خوفناک کیمیائی ہتھیار ڈبل سی کا ذخیرہ کیا جا رہا ہے تاکہ انہیں مشکبار پر استعمال کر کے لاکھوں مسلمانوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔تم نے فوری طور پر یہ سراغ لگانا ہے کہ یہ سٹور کہاں بنایا گیا ہے اور اس کے لئے کیا حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں۔سیکرٹ سروس۔پاور ایجنسی۔صدارتی اور پرائم منسٹر سیکرٹریٹ۔ہر طرف سے معلومات حاصل کرو لیکن وقت بے حد کم ہے۔اس لئے جلد از جلد یہ کام ہو جانا چاہیے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ اس لڑکے اسلم نے سرحدی گاؤں عالم پور کا نام لیا تھا۔وہاں سے آگے اس کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں"۔بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسے کاموں میں کوئی مستقل اڈہ نہیں بنایا جاتا۔مجھے یقین ہے کہ عالم پور میں صرف اس درشن سنگھ سے مال وصول کیا گیا ہوگا اور پھر درشن سنگھ کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہوگا۔اس لئے وہاں جانا فضول ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شاگل کو یقیناً اس بارے میں علم ہوگا۔آپ پہلے بارہا اسے ٹٹول کر راز اگلوا چکے ہیں۔کیوں نہ ایک بار پھر اس پر کوشش کر لیں"۔بلیک زیرو نے کہا۔

"کافرستان کا وزیراعظم شاگل سے خار کھاتا ہے۔اس کی پشت پر صدر مملکت ہے۔شاگل کی پوزیشن بالکل اسرائیل کے کرنل ڈیوڈ کی طرح کی ہے۔دونوں کو اپنے اپنے ملکوں کے صدر حضرات کی پشت پناہی حاصل ہے اور میرا آئیڈیا ہے کہ کرنل فریدی کے وزیراعظم کی مرضی کے بغیر ڈیپوٹیشن پر جانے کے بعد اس قسم کا سارا سیٹ اپ وزیراعظم نے یقیناً اپنے ہاتھ میں لے لیا ہوگا اور اگر ایسا ہے تو یقیناً شاگل کو اس سارے سیٹ اپ سے بے خبر رکھا گیا ہوگا"۔عمران نے

کہا اور پھر بات ختم کر کے وہ اچانک چونک پڑا۔ جیسے اسے کوئی خاص خیال آگیا ہو۔

"کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے اس کے اس طرح چونکنے پر حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے جانے کے بعد بلیک فورس کو ختم تو نہیں کیا ہو گا۔ یقیناً اس کا کوئی نیا چیف بنایا گیا ہو گا اور لازمی بات ہے کہ یہ کام وزیراعظم نے ہی کیا ہو گا۔ وہاں سے شاید معلومات مل جائیں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عاصم انڈسٹریز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیٹھ قاسم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے اس کا خالہ جاد بول رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر لفظ جاد استعمال کیا تھا۔ کیونکہ قاسم زاد کو جاد ہی کہتا تھا۔

"ج۔ جی۔ آپ مینجر صاحب سے بات کر لیں۔ میں براہ راست ان سے آپ کی بات نہیں کرا سکتی"...... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے ہی بات کرا دیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ کون صاحب میں جنرل مینجر باسط بول رہا ہوں"...... چند

لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں باسط صاحب۔ کیا میرے خالہ جاد سے میری بات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ باسط اسے اچھی طرح جانتا تھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ میں آپ کی بات کراتا ہوں"...... باسط کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہالو۔ کون منہ سے پھوٹ رہا ہے اس وقت۔ جبکہ میں انتہائی جروری بجنس ٹاک میں ڈاک ٹیشن دے رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد قاسم کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید باسط نے صرف کال ملا دی تھی اور عمران کا نام نہ بتایا تھا۔ یقیناً اس کی ہمت نہ پڑی ہو گی۔

"ارے۔ ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ انتہائی افسوس ہے کہ اس قدر رئیس سیٹھ قاسم اب اس قدر مفلس ہو گیا ہے کہ سٹیشن پر ڈاک بانٹتا پھر رہا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ انوکھی بات ہے زمانے کی"...... عمران نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کون ہو تم۔ ارے منہ سے پھوٹو کون ہو جو سیٹھ قاسم کو ڈاکیا بنا رہے ہو۔ جلدی سے اپنا نام بتاؤ تاکہ میں اس پر کروڑ دو کروڑ لعنتیں بھیج سکوں"...... قاسم نے حسب توقع غصے کی شدت سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

"بس کروڑ دو کروڑ۔ ارے اتنی رقم تو آجکل کسی فل فلوٹی کے لئے پرفیوم لینے پر خرچ ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی مفلس

بلکہ کنگلے ہو چکے ہو۔ بڑا افسوس ہوا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کبھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دو کروڑ کی پرفیوم کوئی کسی فل فلوٹی کے لئے خریدے۔ سالے پھوکٹ میں ڈینگ مار رہے ہو۔ کبھی شکل دیکھی ہے دو کروڑ کی "...... قاسم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" تم جیسے کنگلوں نے واقعی نہیں دیکھی ہو گی "...... بولو تم نے دیکھی ہے شکل "...... عمران نے کہا۔

" ارے تم ہو کون۔ سالے تعارف معارف تو کراؤ۔ شجرہ نسب تو بتاؤ۔ آگے پیچھے کے متعلق۔ وہ کیا ہوتا ہے حدود کا مربع تو بتاؤ "۔ قاسم کی آوازمیں اور زیادہ دھاڑ پیدا ہو گئی۔

" حدود اربعہ ہوتا ہے۔ حدود کا مربہ نہیں ہوتا۔ ارے کہیں تم نے ٹیکسٹائل ملوں کا دھندہ چھوڑ کر مربہ بنانے کا دھندہ تو نہیں شروع کر دیا۔ چلو ایسا کرو کہ ایک چھٹانک گاجر کا مربہ بھجوا دو مجھے "۔ عمران نے کہا۔

" ہیں۔ ہیں۔ یہ۔ یہ تم۔ تم۔ سالے۔ شکل غائب تم۔ تم "۔ قاسم اب غصے کی انتہا پر پہنچ گیا تھا اس لئے اب اس سے فقرہ بھی مکمل نہ ہو پا رہا تھا اور پھر اچانک رابطہ کٹ گیا۔ ظاہر ہے قاسم نے غصے کی شدت سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ہو گا اور اب بیچارہ چڑاسی فون یا کم از کم رسیور کے ٹکڑے اکٹھے کر رہا ہو گا۔

" اس نے آپ کی آواز بھی نہیں پہچانی "...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جب اسے غصہ آجائے تو پھر وہ صرف دو آوازیں پہچانتا ہے۔ ایک اپنے والد سر عاصم کی اور دوسری اپنی بیوی کی جسے وہ چھپکلی بیگم کہتا ہے باقی سب آوازیں اس کے پہاڑ جیسے غصے کے نیچے دب کر رہ جاتی ہیں "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" آپ قاسم سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کرنل فریدی کے بعد بلیک فورس کا چیف کون بنا ہے۔ آپ کو کرنل فریدی کے خاص آدمی نمبر الیون کا فون نمبر تو معلوم ہے۔ اس سے بات کر لیں "...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کرنل فریدی کی عدم موجودگی میں براہ راست اس نمبر الیون سے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔ نجانے اب وہاں کس قسم کا سیٹ اپ کیا گیا ہو "...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" عاصم انڈسٹریز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

" قاسم سے بات کراؤ "...... عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی بھاری۔ باوقار اور خاصا سخت تھا۔

" یس سر۔ یس سر "...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"مم۔مم۔میں حقیر۔بالکل ہی حقیر۔سالے زمین پر رینگنے والے کیڑے سے بھی حقیر قاسم بول رہا ہوں"...... قاسم کی بری طرح ممناتی ہوئی آواز سنائی دی اور لاؤڈر پر گفتگو سنتے ہوئے بلیک زیرو قاسم کی اس کایا پلٹ پر حیران رہ گیا۔

"پاکیشیا سے علی عمران نے تمہیں ابھی فون کیا تھا۔تم نے اسے گالیاں دی ہیں۔کیوں"...... عمران کا لہجہ اور بھاری اور سخت ہو گیا۔

"عم۔عم ران۔نے۔اوہ۔اوہ۔نہیں ڈیڈی۔وہ تو میرا خالہ جاد۔مم۔مم۔میرا مطلب ہے وہ مجھے خالہ جاد کہتا ہے۔اس کا فون ہی نہیں آیا"...... قاسم نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور اب بلیک زیرو کو پتہ چلا کہ عمران قاسم کے ڈیڈی سر عاصم کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"اس نے مجھ سے شکایت کی ہے اور سنو۔آئندہ مجھے شکایت نہ ملے ورنہ ہنٹروں سے کھال ادھیڑ دوں گا"...... عمران نے اسی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"قاسم واقعی اپنے ڈیڈی سے بے حد ڈرتا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی جان نکل جاتی ہے صرف نام سن کر ہی۔اب دیکھنا وہ مجھ سے کس طرح بات کرتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عاصم انڈسٹریز"...... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جج۔جی صاحب۔میں بات کراتی ہوں"...... نسوانی آواز نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی بات درمیان سے ہی کاٹتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ سر عاصم کا فون ملنے کے بعد قاسم نے خاص طور پر ہدایت کر دی ہو گی کہ اگر عمران کا فون آئے تو اس سے فوری بات کرائی جائے۔

"ہالو۔میں قاسم بول رہا ہوں۔بلکہ بول نہیں رہا ممنا رہا ہوں"۔ قاسم نے واقعی ممناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ارے۔کیا ہوا تمہیں خالہ جاد۔یہ تمہاری آواز اور لہجے کو کیا ہو۔کیا اب کافرستان میں انقلاب آگیا ہے۔شیر بلکہ ببر شیر بکری بن گیا ہے۔حیرت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔تم۔تم نے ڈیڈی کو شکایت کی تھی۔کیوں...... بول کیوں کی تھی۔کیا تم نے مجھے فون کیا تھا۔کیا میں نے تمہیں گالیاں دی تھیں۔بول سالے دروغہ گو"......! قاسم نے انتہائی روٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے شکایت کی تھی۔کیا کہہ رہے ہو۔مجھے کیا ضرورت تھی اپنے لاڈلے پیارے خالہ جاد کی شکایت کرنے کی۔اگر میں شکایت ہی کرتا تو ظاہر ہے سر عاصم کی بجائے تمہاری اس چھپکلی بیگم سے کرتا۔ تمہیں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔تم بے شک سر عاصم کو فون کر کے

پوچھ لو"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ ڈیڈی سے پوچھ لوں۔ تمہارا دماغ سالا خراب مراب تو نہیں ہو گیا۔ کوئی شیر کے منہ میں بھی ہاتھ دیتا ہے۔ بول"...... قاسم کا لہجہ اب نارمل ہو گیا۔

"بالکل دیتا ہے۔ لیکن وہی جو اتنا جرات مند ہو کہ دو کروڑ کی پرفیوم خرید کر اپنی فل فلوٹی کو دے سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا۔ کیا تم نے۔ اوہ۔ اوہ۔ اب میرے مگج میں بات آئی ہے۔ تو وہ تم تھے۔ تم نے سالے"...... قاسم کی آواز اب دھاڑ میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"ارے آ گئی ہے۔ واہ مبارک ہو۔ مٹھائی کب کھلا رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

"ہائیں۔ کون۔ کون آ گئی۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عقل کی بات کر رہا ہوں۔ تمہارے اس موٹے دماغ میں عقل کا آ جانا واقعی قابل مبارک باد ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور قاسم اس بار ہی۔ ہی۔ کر کے ہنس دیا۔ شاید اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ عمران نے اس کے ساتھ عقل کا لفظ استعمال کر دیا ہے اور کوئی چیز بہر حال آئی ہے گئی نہیں۔

"قاسم دی گریٹ۔ وہ کرنل فریدی کے جانشین سے ملاقات ہوئی

ہے کبھی"...... عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ناشین۔ کیا مطلب۔ کرنل پھریدی تو چلے گئے ہیں۔ یہ ناشین کون ہے"...... قاسم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہوتا ہے جو کرنل فریدی کی جگہ آیا ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس میں اتنی جرات ہے کہ کرنل پھریدی کی جگہ آ جائے۔ سالے کی ٹانگیں نہ چیر دوں گا"...... قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ اس میں غصے کی کیا بات ہے۔ آخر کرنل فریدی سرکاری افسر تھے۔ وہ چلے گئے ہیں تو ان کا کوئی اسسٹنٹ وغیرہ آ گیا ہو گا ان کی جگہ"...... عمران نے کہا۔

"ارے۔ اوہ کہیں تمہارا مطلب اس نامراد کرنل پیالے میالے سے تو نہیں جو کرنل پھریدی صاحب کے آفس میں بیٹھتا ہے۔ سالا صورت حرام۔ خبیث چوکھٹا۔ ایک بار میں گیا تھا۔ مجھے تو وہ گنجا ٹنڈ پیالا ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ مردار خور بڑے بڑے پروں والا کیا ہوتا ہے وہ جو لمبی چونچ والا ہوتا ہے۔ سالے کی۔ وہ جو اڑتا ہوا آتا ہے اور لاشیں کھاتا ہے۔ وہ۔ ہاں ہاں گدھ۔ ہاں وہ مجھے گنجا گدھ لگ رہا تھا۔ میں تو واپس چلا آیا"...... قاسم نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل پیالا میالا۔ کیا مطلب۔ اس کے واقعی یہی نام ہیں"۔ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ نام کیسے ہو سکتے ہیں اس گنجے ٹنڈ کے۔ وہ تو میں کہہ رہا تھا اس

گنجے گدھ کو۔ ویسے کرنل سوہن موہن سا ہے۔ہاں کرنل موہن۔ لیکن تمہارا اس خبیث صورت سے کیا مطلب۔ ارے۔ اوہ سالے۔ کہیں تم کرنل پھریدی سے بے وفائی تو نہیں کر رہے۔ سالے اب اس گنجے ٹنڈ کے تو یار نہیں بن رہے۔ سنو اگر تم نے ایسا کیا تو سالے دوزخ میں سڑو گے۔ اللہ میاں کے فرشتے آگ کے کوڑے ماریں گے۔ قبر میں کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔ وہ مولوی فجل ہر روز یہی کہتا رہتا ہے مجھے۔ ہاں کرنل پھریدی سے بے وفائی نہ کرنا "...... قاسم نے پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا دفتر وہی ہے۔ وہی کرنل فریدی والا "...... عمران نے اس کی ساری تقریر کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں وہی ہے لیکن اب استا ویران میران لگتا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو اور تم نہ بھی پوچھو۔ تب بھی میں بتاؤں گا کہ بالکل قبرستان لگتا ہے اور وہ گنجا ٹنڈ وہاں بیٹھا اس طرح لگتا ہے جیسے سالا الو کے دادا کی نسل میں سے ہو "...... قاسم نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" واقعی لگتا ہوگا۔ اچھا تم اپنی سیکرٹری کو وہ ڈاک ٹیشن دو۔ وہ بجنس ٹاک والی ڈاک ٹیشن۔ خدا حافظ "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" تو اب کرنل فریدی کی جگہ کسی کرنل موہن نے لے لی ہے۔ جو سرے گنجا ہے "...... عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے

ہوئے کہا۔

" لیکن اب ان معلومات سے کوئی فائدہ بھی تو اٹھانا چاہئے "۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "...... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" کرنل فریدی بول رہا ہوں "...... عمران کے منہ سے کرنل فریدی کی گونج دار اور باوقار آواز نکلی۔

" اوہ۔ یس سر۔ میں اشوک بول رہا ہوں سر۔ آفس ریشپنٹ سر "۔ دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہاری دائیں ٹانگ کا درد گیا ہے یا نہیں "...... عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

" یس سر۔ اب بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں سر۔ شکریہ سر۔ آپ کب واپس آرہے ہیں سر "...... اشوک کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا۔

" فی الحال تو کوئی پروگرام نہیں ہے۔ کرنل موہن کہاں ہے "۔ عمران نے کہا۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہو رہی ہے۔ چیف وہاں گئے ہوئے ہیں سر "...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" کس سلسلے میں "...... عمران نے ایسے بات کی جیسے روانی میں بات کر رہا ہو۔

" مجھے تو معلوم نہیں ہے سر۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ ٹاپ سیکرٹ

میٹنگ ہے سر چیف جانے سے پہلے البتہ مادھولال سے کہہ رہے تھے کہ مشکبار میں کسی اہم ترین پراجیکٹ کے سلسلے میں میٹنگ ہے اور پرائم منسٹر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ بلیک فورس کو اس پراجیکٹ کی اہم ذمہ داریاں سونپی جائیں گی۔ بس سر اتنا معلوم ہے مجھے"۔ اشوک نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ کرنل موہن جب واپس آئے تو اسے میری طرف سے سلام دے دینا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مشکبار کے سلسلے میں یہ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کہیں اس مشن کے سلسلے میں نہ ہو رہی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر یہ اسی سلسلے میں ہو رہی ہے تو پھر یہ بات طے ہے کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ہمارے کانوں میں ان کے اس منصوبے کی بھنک پڑ گئی ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہم نے اب تک اس سلسلے میں کوئی اقدام ہی نہیں کیا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"یہاں ان کے مخبر موجود ہیں۔ ویسے درشن سنگھ نے اگر رینجرز ہیڈ کوارٹر سے ہونے والے ریڈ الرٹ کے متعلق انہیں بتایا ہو گا۔ گو میں نے اس مقصد کے لئے بطور ایکسٹو وہاں کال کرنے کی بجائے سر سلطان کا سہارا لیا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ان غیر ملکیوں کی وجہ سے انہیں کسی طرح علم ہو گیا ہو کہ بات پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی ہے۔ بہرحال ناٹران کو اب اس ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کے بارے

میں معلومات حاصل کرنا ہوں گی"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آپ نے جو معلومات قاسم سے حاصل کی ہیں وہ ناٹران سے بھی تو معلوم ہو سکتی تھیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ناٹران سے یقیناً ہو سکتی تھیں لیکن قاسم سے بات کرنے کے دو فائدے تھے۔ ایک تو ذہن پر سنجیدگی کی جو تہہ چڑھ گئی تھی۔ وہ تہہ قدرے کم ہو گئی ہے۔ دوسرا یہ کہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ کرنل موہن کا سر پیالے کی طرح گنجا ہے۔ ناٹران سے بطور ایکسٹو مذاق بھی نہیں ہو سکتا اور ناٹران صرف یہ بتا دیتا کہ کرنل فریدی کی جگہ کرنل موہن نے لی ہے۔ اس کی یہ خصوصیت ظاہر ہے وہ نہ بتا سکتا"...... عمران نے نمبر ڈائل کرتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا اور بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

"یس۔ ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے آپ کے حکم کے تحت آدمیوں کو ہر طرف کام پر لگا دیا ہے۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی۔ میں آپ کو رپورٹ دے دوں گا"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس میں بلیک فورس کا کرنل موہن بھی شامل ہے اور یہ

میٹنگ مشکبار میں کسی پراجیکٹ کے سلسلے میں ہو رہی ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ سر مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ آپ کو وہاں...... سوری سر۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے ذرائع انتہائی باخبر ہیں"...... ناٹران نے بات کرتے کرتے اس کا رخ موڑتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس میٹنگ کی مکمل تفصیل معلوم کرنے کا بندوبست کرو"۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وہاں میرے ایسے ذرائع ہیں۔ میں اسے حاصل کر لوں گا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس قدر جلدی ہو سکے یہ رپورٹ حاصل کر کے مجھے اطلاع دے دو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سر۔ مکمل تفصیل تو نہیں مل سکی۔ کیونکہ اس میٹنگ کو ریکارڈ نہیں کیا گیا البتہ یہ پتہ چل گیا ہے کہ یہ میٹنگ حکومت کافرستان کی طرف سے مشکبار میں مکمل کئے جانے والے ایک پلان جسے بلائنڈ

ٹیک کا نام دیا گیا ہے کے بارے میں تھی۔ اس میں سیکرٹ سروس کا شاگل۔ پاور ایجنسی کی ریکھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل داس اور بلیک فورس کا چیف کرنل موہن کے ساتھ ساتھ پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ بھی شامل تھے۔ اس میٹنگ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کا بھی ذکر آیا ہے اور بھواجلا پہاڑیوں کا بھی۔ بس اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"بھواجلا پہاڑیاں۔ کیا یہی نام لیا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"کس طرح یہ رپورٹ ملی ہے جبکہ کارروائی ریکارڈ نہیں کی گئی"۔ عمران نے مزید تسلی کے لئے پوچھا۔

"سر۔ ریکارڈنگ کی بجائے اس کے نوٹس تیار کئے گئے ہیں اور نوٹس فوری طور پر صدر مملکت کے پاس پہنچا دیئے گئے جس آدمی نے یہ نوٹس تیار کئے ہیں اس سے یہ معلومات مل سکی ہیں"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ کافی ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک بار پھر سامنے موجود نقشے پر جھک گیا۔

"تو اب یہ طے ہو گیا کہ یہ پلان واقعی بھواجلا پہاڑیوں میں مکمل کیا جا رہا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے یہ دیکھو۔ یہ ہیں بھواجلا پہاڑیاں۔ انتہائی دشوار گزار پہاڑیاں اور ان کے گرد چاروں طرف کافرستانی فوج

کی چھاؤنیاں ہیں۔ان پہاڑیوں کے مشرق کی طرف بارگان چھاؤنی ہے مغرب کی طرف اوڑاکی چھاؤنی۔شمال کی طرف سارنگ کو جانے والی مین شاہراہ اور اس کے عقب میں مشہور وادی روپا ہے اور جنوب کی طرف مشہور علاقہ کاچار ہے۔بالکل اس وادی میں ہی ڈبل سی ہتھیاروں کا سٹور بنایا گیا ہوگا۔یہی پہاڑیاں اس کے لئے مناسب ہیں"...... عمران نے سر اٹھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو جو اس کے ساتھ ہی نقشے پر جھکا ہوا تھا۔نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر کیا۔ان کا یہ مشن کم از کم میری زندگی میں تو پورا نہیں ہو سکتا۔یہ تو ممکن ہی نہیں کہ عمران کی زندگی میں یہ کافرستانی لاکھوں مسلمان مشکباریوں کا قتل عام کر سکیں۔میں ان کا یہ بلاسٹڈ اٹیک مشن تہس نہس کر کے رکھ دوں گا"...... عمران کے لہجے میں عجیب سا غصہ تھا۔

"ایسا ہونا بھی چاہئے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس مشن میں ہمارے پاس وقت بھی بے حد کم ہے۔ہمیں جلد از جلد بھواجا پہنچنا بھی ہے اور ان کا خاتمہ کرنا ہے اور یہ بھی طے ہے کہ اس میٹنگ میں یقیناً اس سٹور کی حفاظت کے لئے خصوصی لائحہ عمل طے کیا گیا ہوگا اور ان چاروں ایجنسیوں کو ان پہاڑیوں کے گرد تعینات کیا گیا ہوگا۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مشکبار کی تمام

سرحدیں بلاک کرنے کی کوشش کی ہوگی تاکہ ہم کسی بھی طرف سے بھواجا تک نہ پہنچ سکیں۔لیکن ہم نے بہرحال وہاں پہنچنا ہے"۔عمران نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"کیا آپ پوری ٹیم لے کر جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔اس مشن میں ہم نے انتہائی تیز نقل و حرکت کرنی ہے اور مخصوص حالات میں کام کرنا ہے اس لئے اس مشن میں افراد کم سے کم بہتر رہیں گے اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے میں صرف ایک یا دو کو ساتھ لے جاؤں"...... عمران نے کہا اور نقشے پر ایک بار پھر جھک گیا۔

"ان ہتھیاروں کے اندر کیمیائی گیس موجود ہے۔اگر آپ نے اس سٹور کو تباہ کیا تو یہ گیس یقیناً پھیل جائے گی۔اس طرح ان کا مقصد تو پورا ہو جائے گا"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ عام قسم کے ہتھیار نہیں ہوتے اور نہ ہی عام انداز میں تباہ کئے جا سکتے ہیں۔ان کے لئے مخصوص گیسیں استعمال کی جاتی ہیں جو ان ہتھیاروں میں موجود مخصوص کیمیائی گیسوں کے ساتھ مل کر ان کی کیمیائی ساخت کو تبدیل کر دیتی ہیں۔اس طرح یہ گیسیں بیکار ہو جاتی ہیں۔اس کے لئے مجھے سرداور سے خصوصی مدد لینی پڑے گی"۔عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ایک بار سٹور تباہ ہو جانے کے بعد بہرحال

آپ واپس آ جائیں گے ۔ کیا کافرستانی دوبارہ یہ ہتھیار حاصل نہ کر سکیں گے ۔ اس بار تو اتفاق سے یا حسن قدرت سے آپ کو اس کا علم ہو گیا ہے ۔ ضروری تو نہیں کہ آئندہ بھی ایسا ہو جائے "........ بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہاری یہ بات درست ہے ۔ اس بار میں نے بھی ایک فیصلہ کیا ہے ۔ یونائیٹڈ کارمن میں ایک خفیہ فیکٹری میں یہ ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں ۔ کافرستان نے وہیں سے انہیں حاصل کیا ہے ۔ اگر اس فیکٹری کو تباہ کر دیا جائے تو پھر کافرستان یا کوئی بھی دوسرا ملک اسے کسی صورت بھی حاصل نہیں کر سکتا اور اس کی فیکٹری دوبارہ آسانی سے بنائی بھی نہیں جا سکتی ۔ مائیکل جس تنظیم سے تعلق رکھتا تھا اس تنظیم کا نام جی کے ہے ۔ یہ دنیا میں واحد تنظیم ہے جس نے نجانے کتنے سالوں کی محنت اور نجانے کس قدر دولت خرچ کر کے یہ فیکٹری تیار کی ہے ۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مشکبار میں بلاسٹڈ اٹیک مشن کے خاتمے کے فوری بعد یونائیٹڈ کارمن جاؤں گا اور جی کے تنظیم اور اس فیکٹری کا خاتمہ کر دوں گا تاکہ آئندہ دنیا ان خوفناک ہتھیاروں کی زد سے بچ جائے ۔ اس تنظیم اور اس فیکٹری کے خاتمے کے بعد " ڈبل سی " کے دوبارہ استعمال کا خدشہ ختم ہو جائے گا "....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن سپر پاورز کے پاس تو یہ ہتھیار ہوں گے "......... بلیک زیرو نے کہا۔

" ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ وہ ایک دوسرے کے خوف سے
سے استعمال نہیں کر سکتے ۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں رسوائی کے
وف سے وہ اس کا اظہار بھی نہیں کر سکتے اور اسے انتہائی خفیہ رکھا
وتا ہے کہ انہیں کس طرح بھی نہیں چرایا جا سکتا ۔ اس لئے ان کی
رف سے ہمیں کوئی فکر نہیں ہے "......... عمران نے کہا اور بلیک
یرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

ٹائیگر مشکباریوں کے مقامی لباس میں قصبہ عالم پور کے مہا
انداز میں چھپر نما ہوٹل میں بیٹھا چائے پینے میں مصروف تھا۔ عمرا
نے اسے درشن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور
معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ درشن سنگھ نے مشین کا پارٹ کس
کے حوالے کیا ہے اور پھر اس پارٹ کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ ٹائیگ
نے دارالحکومت میں اپنے ایک دوست سمگلر سے رابطہ پیدا کیا اور
اس دوست سمگلر کے آدمی اسے اپنے ساتھ لے کر خفیہ راستوں سے
سرحد پار کرا کر عالم پور پہنچا گئے۔ اس گروپ کے باقی افراد تو چلے گئے
لیکن ایک آدمی یہیں رہ گیا تھا اور وہی ٹائیگر کو اس ہوٹل میں پہنچا گیا
تھا۔ وہ یہاں کے ایک مقامی بدمعاش سے ملنے گیا تھا تاکہ ٹائیگر اس
بدمعاش کی پناہ حاصل کر کے آگے کارروائی کر سکے۔ اس بدمعاش کا
نام نیٹو تھا اور اسے یہاں استاد نیٹو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

نیٹو بدمعاشی کے ساتھ ساتھ شراب کی سمگلنگ میں بھی ملوث تھا
اور اس کا گروہ خاصا طاقتور سمجھا جاتا تھا۔ ٹائیگر کے دوست سمگلر جس
کا نام شہزادہ تھا اس نیٹو کا خاصا گہرا دوست تھا۔ شہزادہ بھی شراب کی
سمگلنگ سے متعلق تھا۔ شہزادے کا آدمی افضل ٹائیگر کو یہاں چھوڑ کر
نیٹو سے ملنے گیا تھا۔ ہوٹل میں زیادہ تر پہاڑی علاقوں میں کام کرنے
والے مزدور پیشہ افراد بیٹھے ہوئے تھے لیکن ٹائیگر کی نظریں ایک
کونے میں بیٹھے ہوئے ایک بڑی بڑی مونچھوں اور بھاری جسم والے
آدمی پر جمی ہوئی تھیں جو چائے کی پیالی سامنے رکھے خاموش بیٹھا ہوا تھا
اس کی کلائی پر ایک مخصوص ساخت کی گھڑی بندھی ہوئی تھی اور
ٹائیگر کی توجہ اسی گھڑی کی وجہ سے اس کی طرف مبذول ہوئی تھی
کیونکہ وہ ایسی گھڑیوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا یہ ٹرانسمیٹر واچ تھی اور
ظاہر ہے ٹرانسمیٹر واچ کوئی عام آدمی نہ پہن سکتا تھا۔ ابھی ٹائیگر اس
کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ آدمی اٹھا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔ ٹائیگر نے بیرے کو بلا کر
چائے کی ادائیگی کی اور وہ بھی اٹھ کر اس آدمی کے پیچھے چل پڑا۔ ہوٹل
سے باہر آ کر وہ آدمی اس طرف کو چل پڑا جدھر مارکیٹ تھی۔ ٹائیگر
بڑے محتاط انداز میں اس آدمی کا تعاقب کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ
آدمی ایک فروٹ شاپ کے سامنے رکا۔ اس نے فروٹ شاپ کے مالک
سے کوئی بات کی اور پھر واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر اوٹ میں ہو گیا۔ وہ آدمی
اس کے قریب سے گزر کر دوبارہ اسی ہوٹل کی طرف جا رہا تھا۔ ٹائیگر

نے دیکھا کہ فروٹ شاپ پر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی اپنی نشست سے اٹھ کر عقبی کمرے میں غائب ہو گیا تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور فروٹ شاپ کے سامنے رک گیا۔ عقبی کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس کے سامنے فروٹ کی ٹوکریاں اس انداز میں رکھی گئی تھیں کہ انہیں پھلانگ کر دروازے تک پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔ ٹائیگر بظاہر تو پھل اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا لیکن اس کی پوری توجہ اس کمرے کی طرف تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ٹرانسمیٹر کال کی جا رہی ہے۔ پھر وہ سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اسی ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں تو پریشان ہو رہا تھا"۔ ہوٹل کے باہر ہی اسے وہ آدمی مل گیا جو اس کے ساتھ آیا تھا۔

"میں بیٹھے بیٹھے تھک گیا تھا اس لئے ٹہلنے نکل گیا تھا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ میں تمہیں نیٹو سے ملوا دوں۔ پھر میں نے واپس بھی جانا ہے"۔ اس آدمی نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ آدمی ٹائیگر کو لے کر ایک بار پھر مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ فروٹ شاپ کا مالک اب اپنی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر اسے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک تنگ سی گلی سے گزر کر ایک مکان کے دروازے پر پہنچ گئے جس کے باہر کرسی پر ایک موٹا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گھر کا مالک ہو اور گھر سے باہر نکل کر بیٹھ گیا ہو۔

"آج سوموار ہے یا منگل"...... ٹائیگر کے ساتھ آنے والے آدمی نے اس موٹے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہ سوموار ہے نہ منگل۔ بدھ ہے"...... اس موٹے آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن میری بیوی تو کہہ رہی تھی کہ آج جمعرات ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"کس سے ملنا ہے"...... موٹے آدمی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"استاد سے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ریڈ ایریئے میں ہو گا"...... ٹائیگر کے ساتھی نے جواب دیا۔ ٹائیگر خاموش کھڑا ہوا تھا۔

"سیدھے آگے چلے جاؤ۔ گلی جہاں سے موڑ کاٹے گی وہاں سرخ رنگ کا دروازہ ہے وہاں استاد موجود ہے۔ دروازے پر دستک دینے کے بعد کہہ دینا کہ راج گڑھ سے آیا ہوں"...... موٹے آدمی نے کہا اور ٹائیگر کا ساتھی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ٹائیگر خاموشی سے اس کے پیچھے ہو گیا۔ گلی کے موڑ پر سرخ دروازہ موجود تھا۔ ٹائیگر کے ساتھی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

"راج گڑھ سے آئے ہیں"...... ٹائیگر کے ساتھی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔

"سیدھے چلے جاؤ۔ استاد موجود ہے"...... دروازے کی دوسری طرف کھڑے ایک آدمی نے غور سے ٹائیگر اور اس کے ساتھی کو دیکھتے

ہوئے کہا اور ٹائیگر کے ساتھی نے ٹائیگر کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اس راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف انتہائی قیمتی غیر ملکی شراب کی پیٹیاں چھت تک چنی ہوئی تھیں۔ درمیان میں صوفے رکھے ہوئے تھے اور ایک صوفے پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور سرخ تھیں۔ چہرے پر بے شمار زخموں کے نشانات تھے۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصا مضبوط تھا۔

"آؤ۔ آؤ افضل۔ آؤ بیٹھو"...... اس نوجوان نے ٹائیگر کے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اس کا نام ٹائیگر ہے اور یہ شہزادے کا دوست ہے۔ شہزدے نے اسے تمہارے پاس بھیجا ہے"...... افضل نے ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اور ٹائیگر۔ یہ استاد نیٹو ہے"...... افضل نے اس نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"شہزادے کا دوست ہے تو ہمارا بھی دوست ہے۔ آؤ بیٹھو دوست"۔ نیٹو نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"مجھے اجازت دو۔ میں نے فوری واپس جانا ہے"...... افضل نے کہا اور نیٹو کے سر ہلانے پر وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"ہاں دوست۔ اب بتاؤ کیا کام ہے"...... نیٹو نے غور سے ٹائیگر کو

دیکھتے ہوئے کہا۔

"درشن سنگھ کو جانتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو نیٹو بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ جانتا ہوں۔ کیوں"...... نیٹو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس کے بارے میں معلوم کرنا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ملے گا۔ پچھلے دنوں وہ پاکیشیا سے یہاں عالم پور پہنچا ہے۔ اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چل رہا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہارا اس سے کیا تعلق ہے"...... نیٹو نے پوچھا۔

"کوئی تعلق ہے۔ اسے چھوڑو"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو نیٹو کے چہرے پر یکلخت سرخی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"سوری مسٹر ٹائیگر۔ مجھے درشن سنگھ کے بارے میں تازہ ترین معلومات نہیں ہیں"...... اس بار نیٹو کا لہجہ پہلے کی نسبت سرد تھا۔

"تمہارے یہاں آدمی موجود ہیں۔ شہزادے نے کہا تھا کہ استاد نیٹو کا اس پورے علاقے پر ہاتھ ہے اور وہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ کیا تم اپنے آدمیوں سے معلومات حاصل نہیں کر سکتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کر تو سکتا ہوں لیکن جب تک تم تعلق نہ بتاؤ گے میں ایسا نہیں کروں گا"...... نیٹو نے جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ شاید تم ناراض ہو رہے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بات

چونکہ غیر متعلق تھی اس لئے میں ٹال گیا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ درشن سنگھ میری پارٹی کا مال لے کر چلا تھا لیکن مال منزل مقصود پر نہیں پہنچا اور درشن سنگھ سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو رہا۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ مال سمیت یہاں عالم پور پہنچا ہے۔ اس کے بعد کہاں گیا یہی میں نے معلوم کرنا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کس قسم کا مال تھا وہ"...... نیٹو نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"گتے کا ایک باکس تھا۔ اس میں ایک انتہائی قیمتی مشین کا پارٹ تھا اور بس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور نیٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈلیس فون پیس نکالا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"نیٹو بول رہا ہوں سوجان"...... نیٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس استاد۔ حکم"...... ایک مدھم سی آواز فون پیس سے سنائی دی۔

"درشن سنگھ پچھلے دنوں یہاں آیا تھا۔ مجھ سے ملنا تھا اس نے مگر ملا نہیں۔ کہاں ہے وہ"...... نیٹو نے کہا۔

"وہ آیا ضرور تھا استاد۔ لیکن فوراً ہی وہ اشوک کے ساتھ پہاڑ گنج چلا گیا تھا۔ پھر اس کی واپسی نہیں ہوئی"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اشوک آیا ہے واپس"...... نیٹو نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اس کی بھی واپسی نہیں ہوئی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور نیٹو نے او۔کے کہہ کر فون آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"وہ پہاڑ گنج گیا ہے۔ پھر اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ یہاں کا ایک آدمی اشوک اس کے ساتھ ہے اور یہ بتا دوں کہ اشوک سرکاری مخبر بھی ہے اور سمگلر بھی"...... نیٹو نے کہا۔

"سرکاری مخبر"...... ٹائیگر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم صحیح حیران ہو رہے ہو کہ ایک سمگلر سرکاری مخبر کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ سمگلنگ کے بارے میں مخبری نہیں کرتا بلکہ دشمنوں کے ایجنٹوں کے بارے میں مخبری کرتا ہے۔ سنا ہے اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے"...... نیٹو نے جواب دیا۔

"پہاڑ گنج یہاں سے کتنی دور ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کافی فاصلہ ہے۔ جیپ پر تین چار گھنٹوں کا سفر ہے۔ پہاڑ گنج کافی بڑا قصبہ ہے ویسے ویگنیں بھی جاتی رہتی ہیں لیکن وہ پانچ چھ گھنٹے لگا دیتی ہیں"...... نیٹو نے جواب دیا۔

"پہاڑ گنج میں اسے کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ٹپ"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"پہاڑ گنج کی بڑی مارکیٹ میں خشک پھلوں کی ایک بڑی دکان ہے

مشکبار فروٹ شاپ ۔ اس کا مالک شیر سنگھ ہے ۔ اس سے پتہ چل جائے گا ۔ اسے تم میرا نام کہہ دینا "...... نیٹو نے جواب دیا ۔

" صرف نام بتانے سے وہ کھل جائے گا "...... ٹائیگر نے کہا ۔

" ساتھ ہی ریڈ رنگ کا حوالہ دے دینا ۔ پھر وہ تم سے پورا تعاون کرے گا "...... نیٹو نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" او ۔ کے ۔ شکریہ ۔ اب مجھے اجازت "...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" ارے بیٹھو ۔ میں نے پینے کے لئے تو پوچھا ہی نہیں "...... نیٹو نے کہا ۔

" شکریہ ۔ پھر کبھی سہی "...... ٹائیگر نے جواب دیا اور واپس راہداری کی طرف بڑھ گیا ۔ ملٹری انٹیلی جنس والی ٹپ نے اسے چونکا دیا تھا اور اس بات کی وجہ سے ہی اس کا دھیان اس ٹرانسمیٹر واچ والے کی طرف چلا گیا تھا ۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس آدمی کا تعلق بھی یقیناً انٹیلی جنس سے ہی ہو گا ۔ چنانچہ اب وہ سب سے پہلے اس فروٹ شاپ والے سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ۔ کچھ دیر بعد وہ واپس اسی ہوٹل میں پہنچا جہاں ٹرانسمیٹر واچ والا موجود تھا لیکن ہال میں اس وقت وہ موجود نہ تھا ۔ اس لئے ٹائیگر وہاں صرف دیکھ کر ہی واپس مڑ گیا اور اب اس کا رخ اس فروٹ شاپ کی طرف تھا لیکن وہاں پہنچ کر وہ بے اختیار چونک پڑا ۔ کیونکہ فروٹ شاپ بند ہو چکی تھی ۔ وہاں تالا لگا ہوا تھا ۔

" یہ صاحب چلے گئے ہیں "...... ٹائیگر نے ساتھ والے دکاندار سے پوچھا ۔

" کون رامو ۔ ہاں کہہ رہا تھا کہ اس کے گھر میں تکلیف ہے ۔ وہ گھر جا رہا ہے "...... دکاندار نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" میں نے اس سے ضروری ملنا تھا ۔ اگر آپ اس کے گھر کا پتہ بتا دیں تو مہربانی ہو گی "...... ٹائیگر نے کہا ۔

" ضرور جناب ۔ یہاں سے قریب ہی ہے اس کا گھر "...... دکاندار نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے پتہ بتانا شروع کر دیا ۔

" شکریہ "...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد وہ رامو کے گھر پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گیا ۔ اس نے دروازے کی کنڈی بجائی تو اندر سے آواز سنائی دی ۔

" کون ہے "...... بولنے والا کوئی مرد تھا اور اس کا لہجہ سخت تھا ۔

" رامو سے ملنا ہے ۔ مجھے استاد نیٹو نے بھیجا ہے "...... ٹائیگر نے کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور باہر آنے والا رامو ہی تھا ۔

" میرا نام رامو ہے ۔ کیا بات ہے "...... رامو نے ٹائیگر کو سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

" ایک خاص بات کرنی ہے ۔ تمہارے فائدے کی ہی ہے ۔ کیا ہم اندر نہیں بیٹھ سکتے "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" آ جاؤ "...... رامو نے کہا اور واپس مڑ گیا ۔ ٹائیگر اس کے پیچھے چلتا ہوا مکان کے اندر داخل ہوا ۔ مکان میں رامو کے بال بچے نظر نہ آ رہے

تھے۔ رامو اسے ایک کمرے میں لے آیا جس میں کرسیاں وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔

"تمہارے بچے تمہارے ساتھ نہیں رہتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے بچوں کا کھڑاگ ہی نہیں پالا ہوا۔ آزاد آدمی ہوں"۔ رامو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دکان بند کر کے کیوں آگئے۔ میں پہلے تمہاری دکان پر گیا تھا۔ پھر قریب کے دکاندار سے پتہ پوچھ کر یہاں آیا ہوں"...... ٹائیگر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک ذاتی کام تھا۔ بہر حال اب بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیا بات کرنے آئے ہو"...... رامو نے قدرے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ اس کا حلیہ بتا دیتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس ٹرانسمیٹر واچ والے آدمی کا حلیہ بتا دیا اور رامو یہ حلیہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تم پہلے اپنا تعارف کراؤ۔ تم کون ہو۔ یہاں عالم پور میں تو میں نے پہلے تمہیں کبھی نہیں دیکھا"۔ رامو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں درشن سنگھ کا ساتھی ہوں۔ بس اتنا ہی تعارف کافی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو رامو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا لیکن ورسان کا تو درشن سنگھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"...... رامو

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو اس کا نام ورسان ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا نام ورسان ہے۔ مگر"...... رامو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کا تعلق یقیناً ملٹری سیکرٹ سروس سے ہوگا اور تمہارا بھی۔ کیونکہ درشن سنگھ کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق وہ یہاں ملٹری سیکرٹ سروس کے ایک مخبر اشوک سے ملا اور پھر اشوک کے ساتھ وہ پہاڑ گنج چلا گیا۔ اسکے بعد وہ بھی غائب ہو گیا ہے اور اشوک بھی واپس نہیں آیا۔ اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ درشن سنگھ کے ساتھ کیا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر۔ نہ ہی ورسان کا تعلق کسی سروس سے ہے اور نہ میرا اور اب تم مجھے اپنا تفصیلی تعارف کراؤ گے اس کے بعد باقی باتیں ہوں گی"۔ رامو کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"ورسان نے فروٹ شاپ پر تمہیں کیا پیغام دیا تھا اور تم نے کمرے میں جا کر ٹرانسمیٹر پر کس سے رابطہ کیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا تو رامو یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ رامو کے ہاتھ میں مشین پسٹل بھی اب نظر آنے لگ گیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم اس حد تک جانتے ہو۔ اب تمہیں بتانا پڑے گا کہ تم کون ہو"...... رامو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ رامو۔ فی الحال مجھے دوست سمجھو"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں پہلے تم تفصیل بتاؤ"...... رامو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ پھر سنو"...... ٹائیگر نے کہا اور دوسرے لمحے رامو چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل کرسی سے ٹکرا کر کرسی سمیت پیچھے فرش پر جا گرا مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ ٹائیگر نے اچانک اچھل کر اس کے سینے پر سر کی بھرپور ٹکر ماری تھی بالکل اسی طرح جس طرح بینڈھا مارتا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ رامو اٹھتا۔ ٹائیگر کی لات چلی اور کمرہ ایک بار پھر رامو کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے لات کی دوسری ضرب لگائی اور رامو کا پھڑکتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے ایک نظر کمرے میں موجود سامان کو بغور دیکھا اور پھر وہ اس کمرے سے نکل کر ساتھ والے دوسرے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے اس کمرے کی تلاشی لی تو اسے ایک الماری سے ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ ٹرانسمیٹر پر کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کا مخصوص نشان بھی موجود تھا۔ ٹائیگر نے ایک اور کمرے کی تلاشی لی اور پھر وہاں سے ایک رسی تلاش کر کے پہلے والے کمرے میں آگیا۔ اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رامو کو اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور رسی کی مدد سے اسے کرسی سے اچھی طرح باندھنے کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ایک کرسی گھسیٹ کر وہ رامو کے

منے آکر بیٹھ گیا۔ رامو کی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ یگر نے دونوں ہاتھ اس کے منہ اور ناک پر جما دیئے اور چند لمحوں بعد رامو کے جسم میں حرکت کے آثار واضح ہونے شروع ہو گئے تو ٹائیگر ، ہاتھ ہٹائے اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد رامو ، کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھلکا سر بھی سیدھا ہو گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا ن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ ظاہر ہے صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

" تم ۔ تم کون ہو"...... رامو نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی ف دیکھتے ہوئے کہا۔

" سیدھی طرح بتا دو رامو کہ یہاں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس ھری قصبے میں ملٹری انٹیلی جنس کے اس قدر آدمیوں کی موجودگی کسی خاص وجہ کے نہیں ہو سکتی"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں ت کرتے ہوئے کہا۔

" ملٹری انٹیلی جنس ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کسی ملٹری انٹیلی س کے بارے میں نہیں جانتا۔ میں عام سادکاندار ہوں"۔ رامو نے ۔

" مجھے معلوم ہے۔ تم تربیت یافتہ آدمی ہو۔ اس لئے تم عام ات میں کچھ نہیں بتاؤ گے۔ لیکن مجھے تربیت یافتہ آدمیوں کی زبان لوانے کی بھی خصوصی تربیت حاصل ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ ہارے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں اور تم پھر زبان کھولو۔ بہتر

یہی ہے کہ تم پہلے ہی زبان کھول دو" ۔ ٹائیگر کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا
"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میرا کسی طرح بھی کوئی تعلق ملٹری
انٹیلی جنس سے نہیں ہے" ...... رامو نے کہا۔
"حالانکہ دوسرے کمرے کی الماری میں ٹرانسمیٹر موجود ہے اور
پر کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا مخصوص نشان بھی میں نے دیکھ
ہے" ۔ ٹائیگر نے کہا تو رامو بے اختیار چونک پڑا۔
"تم ۔ تم ہو کون" ...... رامو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"گھبراؤ نہیں ۔ میرا تعلق بھی کافرستان کی ایک سرکاری ایجنسی
ہی ہے ۔ اس کا نام بلیک فورس ہے جس کا انچارج کرنل فریدی ۔
ہمیں درشن سنگھ کی تلاش ہے لیکن ہم بہرحال یہ بھی جاننا چاہتے
کہ ملٹری انٹیلی جنس یہاں کیا کر رہی ہے" ...... ٹائیگر نے کہا تو
کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے ۔
"تم پہلے اپنا تعارف کرا دیتے تو اس قدر مسئلہ ہی نہ بنتا ۔ کھول
مجھے ۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں ۔ کرنل فریدی کا حوالہ ہی کافی ہے
رامو نے کہا۔
"نہیں ۔ مجھے اب تم پر اعتماد نہیں رہا ۔ اس لئے پہلے تم تفص
بتاؤ ۔ اس کے بعد میں تمہیں کھولوں گا بھی سہی اور معذرت بھی کر لو
...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے ۔ ہم یہاں پاکیشیا سیکرٹ سر
کو چیک کر رہے ہیں" ...... رامو نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ۔ کیا مطلب ۔ یہاں پاکیشیا سیکرٹ
وس کا کیا کام اس معمولی سے قصبے میں" ...... ٹائیگر نے حیرت
ے لہجے میں کہا۔
"ہاں ۔ یہ قصبہ تو عام سا ہے لیکن یہ پاکیشیا کی سرحد پر ہے ۔ ملٹری
یلی جنس کوئی مشن بھواجا پہاڑیوں پر مکمل کر رہی ہے اس سلسلے
ہی درشن سنگھ سے مال منگوایا تھا ۔ پھر پتہ چلا کہ درشن سنگھ اور
کے مال کے معاملے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب سے
رناک آدمی علی عمران کو علم ہو گیا ہے ۔ چنانچہ درشن سنگھ اور یہاں
اس کے ساتھی اشوک کو ختم کر دیا گیا اور خصوصی طور پر یہاں
ٹی لگائی گئی کہ ہم یہاں آنے والے ہر اجنبی کو چیک کریں ۔ ہمارا
آدمیوں کا گروپ یہاں کام کر رہا ہے ۔ ایک آدمی کو ورسان نے
ن میں دیکھا ۔ وہ اجنبی تھا ۔ چنانچہ اس نے مجھے آ کر اطلاع دی ۔ میں
ٹرانسمیٹر پر اس آدمی کے بارے میں سارے گروپ کو مطلع کر دیا
ورسان سے رابطہ کرنے کے لئے کہا اور میں دکان بند کر کے یہاں آ
تاکہ اگر وہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہو تو یہاں اسے لا کر اس سے مزید پوچھ
کی جائے لیکن پھر ورسان نے اطلاع دی کہ وہ آدمی سمگلر ہے اور
یشیائی سمگلر شہزادے کا خاص آدمی ہے اور کسی کام کے لئے
زادے نے اسے مقامی بدمعاش نیٹو کے پاس بھیجا ہے ۔ شہزادے کا
ب آدمی اسی کے ساتھ تھا ۔ وہ اسے نیٹو کے پاس چھوڑ کر واپس اکیلا
تو ورسان نے اسے گھیر لیا اور پھر جب اس سے یہ معلومات ملیں تو

ورسان نے اسے چھوڑ دیا اور مجھے اطلاع دے دی ۔ میں اب وو
دکان پر جانے ہی والا تھا کہ تم آگئے اور تم نے بھی حوالہ استاد نیٹو کا
تو میں تمہیں اندر لے آیا۔ بس یہی ہے ساری بات "...... رامو
تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

" اس آدمی کا حلیہ تو بتایا ہوگا ورسان نے "...... ٹائیگر نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ اطلاع اسی
متعلق دی گئی تھی۔

" نہیں "...... رامو نے جواب دیا۔

" بھواجا پہاڑیاں تو بہت وسیع علاقہ ہے ۔ کس جگہ مشن مکمل
رہا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے ۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے البتہ ملٹری
انٹیلی جنس وہاں پہنچ گئی ہے اور ان پہاڑیوں کو گھیر لیا گیا ہے ۔ بس
ہفتوں کی بات ہے ۔ اس کے بعد کافرستان کا مشن مکمل ہو جائے گا
سب واپس چلے جائیں گے "...... رامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم رپورٹ کسے دیتے ہو "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" بھواجا پہاڑیوں پر ملٹری انٹیلی جنس نے خفیہ سنٹر بنایا ہوا ہے
وہاں کا انچارج کیپٹن رابندر ہے ۔ اسے اطلاع دینی ہوتی ہے "...... رامو
نے جواب دیا۔

" کس فریکونسی پر "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" کیوں ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو ۔ تمہارا اس سے کیا مطلب

سکتا ہے "...... رامو نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم شاید کرنل فریدی کی عادت نہیں جانتے ۔ وہ پوری تفصیل
سے رپورٹ لینے کا عادی ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسے اس مشن سے
کوئی دلچسپی نہیں ہو گی کیونکہ سرکاری طور پر یہ مشن ملٹری سیکرٹ
سروس کا ہے ۔ لیکن وہ اپنی عادت سے مجبور ہے اور اگر اسے تفصیلی
رپورٹ نہ ملی تو پھر میری خیر نہیں ہے ۔ اس لئے مجبوری ہے رامو ۔
تمہیں اب سب کچھ تفصیل سے مجھے بتانا ہو گا "...... ٹائیگر نے سادہ سے
لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ بتا دیتا ہوں "...... رامو نے منہ بناتے ہوئے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریکونسی بھی بتا دی ۔

" کیپٹن رابندر کا ہیڈ کوارٹر کہاں قائم ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" بھواجا پہاڑیوں میں کہیں بنایا گیا ہو گا ۔ مجھے نہیں معلوم اور نہ
میں وہاں گیا ہوں ۔ میری ڈیوٹی یہاں لگائی گئی ہے "...... رامو نے کہا۔

" کیا اصل رامو کوئی اور تھا اور تم نے اس کی جگہ لے لی ہے یا تم
شروع سے ہی یہاں رہتے ہو "...... ٹائیگر نے کہا۔

" اصل رامو میں ہی ہوں اور میں شروع سے ہی یہاں رہتا ہوں ۔
پہلے میرے ساتھ صرف اشوک تھا۔ ہمارا کام اسلحے کی سمگلنگ تھا لیکن
اب ورسان اور اس کے ساتھیوں کو یہاں بھیجا گیا ہے "...... رامو
نے کہا۔

" یہ فریکونسی اور مشن بھواجا پہاڑیوں کے بارے میں تمہیں

ورسان نے بتایا تھا"....... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ تو میرا ماتحت ہے۔ میں نے کیپٹن رابندر سے خود بات کی تھی اور اس نے مجھے تفصیل بتائی تھی۔ میں سب کیپٹن ہوں اور رابندر میرا دوست بھی ہے"....... رامو نے جواب دیا۔

"کال کے لئے کوئی خصوصی کوڈ بھی طے ہوا ہے یا نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کوڈ کیسا۔ رابندر مجھے جانتا ہے اور میں اسے"....... رامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"....... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس طرف کو بڑھ گیا جہاں رامو کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پسٹل پڑا ہوا تھا۔ اس نے مشین پسٹل اٹھایا اور واپس آکر اس نے مشین پسٹل کرسی پر بندھے ہوئے رامو کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"وہ جگہ بتاؤ جہاں کیپٹن رابندر کا خفیہ سنٹر ہے ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا"....... ٹائیگر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"وہ۔ وہ اس نے خود مجھے بتایا تھا کہ بسرام پہاڑی میں بنایا ہے۔ بس اتنا مجھے معلوم ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"....... رامو نے ہکلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ ہی گولی رامو کی کھوپڑی میں گھسی اور اسے توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی اور رامو کے منہ سے بس صرف ایک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ڈھیلا پڑ گیا۔ ٹائیگر نے اس کے جسم کے گرد

بندھی ہوئی رسی کھول دی اور اسے گھسیٹ کر نیچے ڈال دیا اور رسی کو لپیٹ کر ایک طرف ڈالا اور پھر مشین پسٹل جیب میں ڈالے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دوسرے کمرے میں پہنچا۔ اس نے لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر عمران کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن دبا کر کال دینا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"....... ٹائیگر بار بار کال دیتا رہا۔

"یس عمران اٹنڈنگ۔ اوور"....... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز سنائی دی اور جواب میں ٹائیگر نے عالم پور پہنچنے سے لے کر ٹرانسمیٹر پر کال کرنے تک ہر واقعہ اور ہر بات کی پوری تفصیل بتا دی۔

"گڈ۔ تم نے اہم معلومات حاصل کی ہیں۔ تم فوری طور پر واپس آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے فریکونسی تبدیل کی اور پھر ٹرانسمیٹر کو واپس الماری میں رکھا اور خاموشی سے گھر سے باہر آ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرسی پر بیٹھا ہوا کرنل موہن چونک پڑا
کمرے میں ایک لمبے قد کا نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔

"آؤ راٹھور۔ میں نے تمہیں ایک خاص مقصد کے لئے بلوایا ہے"۔
کرنل موہن نے نوجوان سے کہا۔

"یس کرنل"...... راٹھور نے جواب دیا اور سامنے موجود ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز مؤدبانہ تھا۔

"تم کرنل فریدی کے وقت سے بلیک فورس میں شامل ہو اور
بلیک فورس میں خاصے فعال بھی رہے ہو۔ اس لحاظ سے تم سے زیادہ
اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اور کوئی واقف نہیں ہو
سکتا"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"یس کرنل۔ نہ صرف اس عمران بلکہ میں اس پوری سیکرٹ
سروس سے اچھی طرح واقف ہوں"...... راٹھور نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"گڈ۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ کافرستان کو
ایک اہم مشن درپیش ہے اور اعلیٰ حکام کے مطابق اس مشن کے
خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً کام کرے گی۔ یہ مشن
بھواجا پہاڑیوں میں مکمل کیا جا رہا ہے اعلیٰ سطحی میٹنگ میں بھواجا
پہاڑیوں پر ملٹری انٹیلی جنس کو تعینات کیا گیا ہے اور سرحدوں پر بھی
اور ہمیں صرف حفاظتی سرکل دیا گیا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ
عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھواجا پہاڑیوں سے پہلے ہی ختم کر دوں
میری خواہش ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بلیک فورس
کے ہاتھوں ہو۔ اگر تم اس سلسلے میں میری مدد کرو تو میرا وعدہ رہا کہ
تمہیں بلیک فورس کا نمبر ٹو بنا دیا جائے گا"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ کرنل۔ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا۔
لیکن جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں ایسا ممکن ہی نہیں"...... راٹھور نے
کہا تو کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیوں ممکن نہیں ہے"...... کرنل موہن کے لہجے
میں تلخی عود کر آئی تھی۔

"جناب۔ عمران اور اس کے ساتھی حد سے زیادہ ذہین اور خطرناک
حد تک تیز رفتاری سے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ کرنل فریدی جیسا
جاسوس براہ راست ان کے مقابلے میں آنے سے کتراتا تھا اور جب بھی
ان دونوں کا ٹکراؤ ہوا ہے۔ واضح طور پر کرنل فریدی آج تک بھی اس

عمران کو شکست نہیں دے سکا"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"جو کچھ تم سوچ رہے ہو ایسا نہیں ہے۔ کرنل فریدی کی عظمت سے انکار نہیں ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ کرنل فریدی چونکہ مسلمان تھا اس لئے وہ درپردہ عمران سے ملا ہوا تھا۔ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے پاکیشیا کی خفیہ طور پر مدد کرتا تھا۔ اس نے کبھی واضح طور پر عمران کو ختم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں نے بلیک فورس کی سابقہ تمام فائلیں پڑھی ہیں اور خاص طور پر وہ فائلیں جن کا تعلق پاکیشیا اور اس عمران وغیرہ سے رہا ہے اور ان فائلوں کو پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کرنل فریدی کافرستان سے غداری کرتا رہا ہے لیکن نہ ہی میں مسلمان ہوں اور نہ تم اور نہ ہی اب بلیک فورس میں کوئی مسلمان رہا ہے۔ اس لئے اب اس عمران کے مقابلے میں جب بلیک فورس آئے گی تو وہ اس سے کوئی رعایت نہ کرے گی"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"بات تو آپ کی درست ہے باس۔ لیکن"...... راٹھور نے کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر قیمت پر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ میرے ہی ہاتھوں سے ہو گا اور میں جانتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان کی کسی بھی ایجنسی سے ٹکرائیں ہم اس سے ٹکرا جائیں گے۔ تم اس سلسلے میں مجھے کوئی مشورہ دو"...... کرنل موہن نے کہا۔

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ آپ بلیک فورس کے ساتھ پاکیشیا جا کر

ان کے خلاف کام کریں گے"...... راٹھور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں وہاں نہیں۔ وہ لازماً مشکبار میں داخل ہو گا۔ آخر وہ کسی نہ کسی راستے سے تو داخل ہو گا۔ بھواجا پہاڑیاں مشکبار کے درمیان میں ہیں اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بہرحال کہیں نہ کہیں سے سرحد پار کرنی ہے اور میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان کے سرحد پار کرنے سے پہلے مجھے حتمی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں سے سرحد پار کریں گے۔ اس کے بعد میں ان سے خود ہی نمٹ لوں گا"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"اس کا ایک آسان طریقہ ہے تو سہی"...... راٹھور نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کون سا طریقہ ہے۔ جلدی بتاؤ"...... کرنل موہن نے چونک کر کہا۔

"اگر اس علی عمران کی نگرانی کی جائے تو پتہ چل سکتا ہے اور میرے خیال میں یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے"...... وہاں پاکیشیا میں بلیک فورس کے ایسے مخبر موجود ہیں جو عمران کی نگرانی اس انداز میں کر سکتے ہیں کہ عمران کو بھی اس کا پتہ نہ چل سکے گا۔ کرنل فریدی نے خاص طور پر اس کا انتظام کیا تھا۔ ایک دو کیسز میں ان مخبروں نے کام بھی کیا تھا لیکن پھر ان سے کام لینے کا موقعہ ہی نہ مل سکا"۔ راٹھور نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسے مخبر موجود ہیں لیکن ان کی کوئی فائل تو آفس میں موجود نہیں ہے"...... کرنل موہن نے چونک کر کہا۔

"یہ فائل کرنل فریدی کی ذاتی تحویل میں رہتی تھی"۔ راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن کیا تم ان مخبروں کو جانتے ہو"۔ کرنل موہن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کا تعلق براہ راست کرنل فریدی سے تھا اور یقیناً کرنل فریدی نے جاتے وقت انہیں ڈیوٹی سے آف کر دیا ہوگا"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر"...... کرنل موہن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی ایسا ہے جس سے کام لیا جا سکتا ہے"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون آدمی ہے۔ تفصیل سے بات کرو۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"۔ کرنل موہن نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا دارالحکومت میں ایک آدمی ہے مارٹن۔ وہاں کے ایک کلب کا منیجر ہے۔ اس کے ذاتی طور پر عمران کے دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ گہرے تعلقات ہیں اور اس کی وجہ سے وہ عمران سے بھی ملتا رہتا ہے۔ چونکہ اس کے ہاتھ صاف ہیں اور ایک مشہور کلب کا منیجر ہونے کی وجہ سے اس کے تعلقات بھی خاصے وسیع ہیں۔ وہ عمران

کی نگرانی کر بھی سکتا ہے اور کرا بھی سکتا ہے۔ کرنل فریدی کا وہ خاص آدمی ہے۔ کرنل فریدی زیادہ تر اسی سے کام لیا کرتا تھا۔ ویسے تو شاید وہ کام نہ کرے لیکن اس کی ایک ایسی کمزوری کا مجھے علم ہے کہ اس سے کام لیا جا سکتا ہے"...... راٹھور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کونسی کمزوری"...... کرنل موہن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہاں کافرستان دارالحکومت میں اس کی بہن کے نام ایک انتہائی قیمتی کمرشل پلازہ ہے۔ جس کا باقاعدہ مقدمہ چل رہا ہے۔ اگر اسے یقین دلا دیا جائے کہ یہ مقدمہ اس کی بہن کے حق میں کرا دیا جائے گا تو وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا اور اس کی اطلاعات حتمی بھی ہوں گی اور تفصیلی بھی۔ وہ کرنل فریدی کا خصوصی طور پر تربیت یافتہ آدمی ہے"...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے۔ اس سے میری بات کراؤ فون پر"۔ کرنل موہن نے کہا اور راٹھور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس میں لکھے ہوئے فون نمبرز چیک کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس لارڈز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مارٹن سے بات کراؤ۔ میں کافرستان سے راٹھور بول رہا ہوں"۔ راٹھور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ہولڈ آن کریں "........ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مارٹن بول رہا ہوں "......چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"مارٹن ۔میں راٹھور بول رہا ہوں بلیک فورس سے "..... راٹھور نے کہا۔

"اوہ یس ۔کیا حال ہیں مسٹر راٹھور ۔ بلیک فورس ابھی قائم ہے"۔مارٹن نے اس بار قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔افراد کے چلے جانے سے ادارے تو ختم نہیں ہو جاتے اور اب تو اس کے سربراہ کرنل موہن صاحب ہیں جو تجربے کے لحاظ سے کرنل فریدی سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں ۔لیکن فیاضی اور قدر شناسی کے لحاظ سے یقیناً کرنل فریدی سے کہیں آگے ہیں "...... راٹھور نے کہا۔

"اچھا ۔ویری گڈ ۔یہ تو بہت اچھی بات ہے "....... مارٹن نے جواب دیا۔

"مارٹن ۔وہ دارالحکومت میں تمہاری بہن کے پلاٹ کا مسئلہ تھا۔ تم نے شاید کرنل فریدی سے بات کی تھی کیا ہوا اس پلاٹ کا"۔ راٹھور نے کہا۔

"وہ تو ویسے ہی پھنسا ہوا ہے ۔کرنل فریدی صاحب نے تو صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ عدالت کے فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"اگر تمہارا یہ مسئلہ حل کر دیا جائے تو کیسا ہے "........ راٹھور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔اوہ ۔کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے "........ مارٹن کے لہجے میں یکلخت اشتیاق کی جھلک ابھر آئی تھی۔

"میں نے بتایا ہے ناں کہ کرنل موہن قدر شناس ہیں "........ اگر تم بلیک فورس سے اٹیچ ہو جاؤ تو کرنل صاحب کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ان کی ایک فون کال سے تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔میں نے اس سلسلے میں کرنل صاحب سے بات کی ہے "....... راٹھور نے کہا۔

"اوہ ۔ٹھیک ہے ۔میں تیار ہوں ۔دل وجان سے تیار ہوں ۔مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔کرنل فریدی صاحب کے لئے بھی تو میں کام کرتا ہی تھا ۔کرنل موہن صاحب کے لئے کیوں نہیں کر سکتا"۔ مارٹن نے کہا۔

"او ۔کے ۔پھر کرنل موہن صاحب سے خود بات کر لو"۔ راٹھور نے کہا اور رسیور کرنل موہن کی طرف بڑھا دیا۔

"چیف آف بلیک فورس کرنل موہن سپیکنگ"۔ کرنل موہن نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"مارٹن ہوں جناب ۔کافرستان کے لئے تو میں خون کا آخری قطرہ بھی بہا سکتا ہوں "........ دوسری طرف سے مارٹن نے کہا۔

"ہمیں ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے ۔ سنو ۔کافرستان نے مشکبار میں ایک انتہائی اہم ترین مشن مکمل کرنا ہے اور عمران اپنے

ساتھیوں سمیت اس مشن کے خلاف کام کر رہا ہے ۔ کافرستان کا یہ مشن مشکبار کے تقریباً درمیان میں واقع بھواجا پہاڑیوں میں مکمل کیا جا رہا ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ عمران اور اس کے ساتھی کس طرح سے مشکبار میں داخل ہوں گے ۔ تم اس بارے میں حتمی معلومات فوری طور پر مہیا کر دو تو تمہیں اس کا بھرپور معاوضہ ملے گا اور تمہارے اس پلاٹ کا مقدمہ بھی حتمی طور پر تمہارے حق میں کرا دیا جائے گا ۔ میں اس سلسلے میں خصوصی طور پر صدر مملکت سے بات کر کے یہ کام کرا دوں گا ۔ یہ میرا وعدہ رہا" ...... کرنل موہن نے کہا ۔

" ٹھیک ہے سر ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان کے خلاف کام کر رہے ہیں تو یہ میرا فرض ہے کہ میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں ۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ میں ان معاملات میں چونکہ پہلے بھی کام کر چکا ہوں اس لئے میرے لئے یہ معلومات حاصل کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی چلے نہیں گئے تو میں ایک گھنٹے بعد آپ کو فون کر دوں گا" ۔ مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" گڈ ۔ مجھے ایسی ہی کارکردگی چاہئے" ...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔

" تمہاری بات درست ہے راٹھور" ...... اس مارٹن کا اعتماد بتا رہا ہے کہ یہ واقعی کام کرے گا" ۔ کرنل موہن نے راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" یس باس ۔ یہ ان معاملات میں تربیت یافتہ ہے" ...... راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل موہن نے رسیور اٹھا لیا ۔

" باس ۔ پاکیشیا سے مارٹن آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔ دوسری طرف سے کرنل موہن کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ بات کراؤ" ...... کرنل موہن نے کہا ۔

" ہیلو سر ۔ میں مارٹن بول رہا ہوں" ...... ایک لمحے کے وقفے کے بعد مارٹن کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ کرنل موہن سپیکنگ" ...... کرنل موہن نے باوقار لہجے میں کہا ۔

" سر ۔ میں نے حتمی معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے چار ممبرز پاکیشیائی مشکبار کے دارالحکومت روانہ ہو رہے ہیں ۔ عمران ان سے علیحدہ وہاں پہنچے گا ۔ وہاں کا ایک مشہور سمگلر گروپ کاٹھیا انہیں خفیہ طور پر کافرستانی مشکبار کے شہر کاچار پہنچائے گا جہاں باغ ہوٹل میں یہ قیام کریں گے ۔ عمران ان سے رابطہ وہیں کرے گا" ...... مارٹن نے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ یہ کاچار تو بھواجا پہاڑیوں کے بالکل قریب ہے ۔ لیکن تم نے اس قدر جلد اور حتمی معلومات کیسے حاصل کر لیں" ۔ کرنل موہن کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"میں پہلے بھی عمران کے خلاف کام کرتا رہا ہوں جناب اور کرنل فریدی نے خصوصی طور پر اس سلسلے میں مجھے تربیت دی تھی۔ کرنل فریدی صاحب کی مدد سے میں نے دارالحکومت میں ایک خاص جگہ ایسی خفیہ مشین نصب کی ہوئی ہے جس سے عمران کے ذاتی فلیٹ اس کے دوسرے اڈے رانا ہاؤس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل سے فون پر ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ کر لی جاتی ہے۔ یہ مشین خصوصی طور پر آن کی جاتی ہے۔ ہر وقت اسے آن نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسی صورت میں ٹریس بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کا فون ملنے پر میں نے جا کر اس مشین کو آن کیا تو اسے خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت ایک فون کال سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی طرف سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کو کی جا رہی تھی۔ اس کال کی مدد سے یہ معلومات حاصل کی گئی ہیں"....... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا یہ کال تم نے ریکارڈ کر لی ہے"....... کرنل موہن نے کہا۔

"یس سر"....... مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے مجھے سنوا سکتے ہو اس فون پر"....... کرنل موہن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔ ایسا سسٹم یہاں موجود ہے۔ میں پہلے بھی کرنل فریدی صاحب کو سنواتا رہا ہوں"....... دوسری طرف سے مارٹن نے کہا۔

"او۔ کے"....... کرنل موہن نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"ہیلو سر"....... چند لمحوں بعد مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"یس"....... کرنل موہن نے کہا۔

"ٹیپ سنیئے"....... دوسری طرف سے مارٹن نے کہا اور پھر چند لمحوں کے وقفے کے بعد ایک بھاری اور سرد آواز سنائی دینے لگی۔

"یہ انتہائی اہم ترین مشن ہے۔ اس لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان چاروں نے آزاد مشکبار کے دارالحکومت پہنچ کر ہوٹل فائیو سٹار میں رہائش رکھنی ہے۔ وہاں ان کے لئے کمرے بک ہو چکے ہیں۔ صفدر تمہارا لیڈر ہو گا۔ کاٹھیا گروپ وہاں کا ایک مشہور سمگلر گروپ ہے۔ اس کا آدمی تم سے خود ہی رابطہ کرے گا۔ کوڈ بلاسٹڈ اٹیک ہو گا۔ وہ آدمی تم چاروں کو مقبوضہ مشکبار کے شہر کاچار کے ہوٹل باغ میں پہنچا دے گا اور تمہارے لئے کاغذات بھی وہی تیار کرائے گا۔ عمران وہاں تم سے آ کر ملے گا اور پھر تمہیں لیڈ کرے گا۔ اگر عمران دو روز کے اندر اندر تم سے رابطہ نہ کرے تو اس باغ ہوٹل کے مینجر احسن کو تم فون کر کے عمران کے متعلق دریافت کر سکتے ہو۔ اس مشن میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کی جائے گی"....... گڈ بائی۔

"باس۔ کیا عمران کسی اور راستے سے وہاں پہنچے گا"....... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اس مشن کے سلسلے میں اس نے ضروری انتظامات کرنے

ہیں اس لئے وہ علیحدہ وہاں پہنچے گا اور کوئی بات "...... اسی بھاری آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نو باس "...... نسوانی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ آواز آنی بند ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ آپ نے ٹیپ سن لیا ہے "...... مارٹن کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ۔ کیا اس عورت کے بارے میں تم جانتے ہو "...... کرنل موہن نے کہا۔

"یس سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ایک عورت ہے ۔ جولیانا فٹز واٹر اس کا نام ہے ۔ سوئس نژاد ہے "...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او ۔ کے "...... تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ تمہیں اس کا انتہائی شاندار انعام ملے گا ۔ تم قطعی فکر نہ کرو ۔ اس مشن کے مکمل ہوتے ہی میں تمہارے مقدمے میں ذاتی دلچسپی لے کر اسے تمہارے حق میں کرا دوں گا "...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر "...... دوسری طرف سے مارٹن کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور کرنل موہن نے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت انگیز ۔ انتہائی حیرت انگیز ۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس قدر جلد اور اس قدر حتمی معلومات بھی مل سکتی ہیں ۔ اب تو میں اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ حشر کروں گا کہ دنیا دیکھے

گی "۔ کرنل موہن نے رسیور رکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ۔ یہ سارا سیٹ اپ کرنل فریدی کا ہے ورنہ مارٹن اپنے طور پر اس قدر بے داغ سیٹ اپ کیسے کر سکتا تھا اور پھر اتفاق سے کال بھی ہو رہی تھی لیکن ایک بات پھر بھی عرض کر دوں کہ آپ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایزی ٹیک نہ کریں ۔ یہ لوگ حد سے زیادہ خطرناک ہیں اگر انہیں ذرا بھی خطرہ محسوس ہوا تو چکنی مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جائیں گے "...... راٹھور نے کہا۔

"اب میں انہیں پھسلنے نہ دوں گا ۔ میرا نام کرنل موہن ہے تم ابھی مجھے اچھی طرح جانتے ہی نہیں ۔ او ۔ کے ۔ اب تم جا سکتے ہو ۔ میں نے اب ان لوگوں پر جال پھینکنے کی تیاریاں کرنی ہیں "...... کرنل موہن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ راٹھور بھی کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کافرستانی مشکبار کے شہر کاچار کے ہوٹل باغ کے ایک کمرے میں صفدر ۔ تنویر ۔ کیپٹن شکیل اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہ چاروں میک اپ میں تھے ۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف ایک گھنٹہ ہوا تھا ۔ کاغذات کے لحاظ سے وہ کاروباری افراد تھے اور نوادرات کا بزنس کرتے تھے ۔ کاچار میں ان کی آمد بھی اس بزنس کے سلسلے میں ہی تھی ۔

"اس بار چیف نے جولیا کو ساتھ کیوں نہیں بھیجا ہوگا" ۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"میرا خیال ہے کہ مشن انتہائی اہم اور انتہائی تیز رفتاری سے مکمل کیا جائے گا ۔ اس لئے چیف نے جولیا کو ساتھ بھیجنا مناسب نہ سمجھا ہوگا" ۔ صفدر نے جواب دیا ۔

"مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ اس بار چیف نے ہمیں اس مشن کے سلسلے میں جولیا کے ذریعے باقاعدہ بریف کیا ہے ورنہ تو سوائے

عمران کے اور کسی کو اصل مشن کا سرے سے علم ہی نہیں ہوتا تھا" ۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

"اب عمران کا نجانے کب تک انتظار کرنا پڑے" .... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا ۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا دروازے پر دستک ہوئی اور وہ چاروں چونک پڑے ۔

"کون ہے" .... تنویر نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔

"رقیب ۔ یہ میرے علاوہ اور کس کی جرأت ہے کہ دستک دے سکے" .... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی اور کمرے میں موجود سب افراد کے چہرے عمران کی آواز سن کر اس طرح چمک اٹھے جیسے صحرا میں بھٹکے ہوئے آدمی کو پانی نظر آ گیا ہو ۔ تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور عمران جو میک اپ میں تھا اندر داخل ہوا ۔

"شکریہ ۔ تم بھی واقعی جی دار رقیب ہو کہ دستک پر دروازہ کھول تو دیتے ہو" .... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"میں تمہیں رقیب سمجھتا ہی نہیں ۔ سمجھتا ہوتا تو اب تک تم پر قبر کے دروازے کب کے کھل چکے ہوتے" .... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا اور کمرے میں موجود باقی ساتھی تنویر کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے اور عمران بھی تنویر

کے اس خوبصورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" شکریہ۔ شکریہ۔ یہ تو واقعی میرے لئے خوشخبری ہے۔ میں خواہ مخواہ یہی سمجھتا رہا کہ تم میرے رقیب ہو اور تمہارے خوف کی وجہ سے اس گلی تک جانے کی ہمت نہ کر سکا۔ اب تو میں سینہ پھلائے اور گردن اکڑائے وہاں جاؤں گا۔ اب ڈر کا ہے کا"...... عمران نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تم جا کر تو دیکھو۔ نتیجہ خود ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا"۔ تنویر نے واپس آتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" بالکل بالکل۔ نتیجہ باقاعدہ اخبارات اور رسائل میں چھپے گا۔ اب تو رسائل نے باقاعدہ اس نتیجے کے رنگین صفحات شائع کرنے شروع کر دیئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اخبارات اور رسائل میں مرنے والوں کے فوٹو بھی شائع ہوتے رہتے ہیں"...... تنویر نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

" عمران صاحب۔ وہ نتیجہ تو بعد میں دیکھا جائے گا۔ پہلے آپ بتائیں کہ اس مشن کے سلسلے میں اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس بار تو چیف نے اس بارے میں انتہائی سخت ہدایات دے کر بھیجا ہے ہمیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید موضوع بدلنے کے لئے بات کی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر موضوع بدلا نہ گیا تو عمران باز نہیں آئے گا اور تنویر ابھی تو مسکرا ہی رہا تھا پھر لازماً اس کا پارہ چڑھ

جائے گا اور معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے۔

" کرنا کیا ہے۔ میرا اور تنویر کا کوہ نوردی کا مقابلہ ہو گا جو پہلے چوٹی پر پہنچ گیا وہ سوئمبر جیت جائے گا۔ تم تینوں منصف بنائے گئے ہو۔ تم چیف کو نتیجے کی اطلاع دو گے اور پھر چھوہارے بٹیں گے۔ بینڈ باجے بجیں گے۔ رسائل میں رنگین فوٹو اور مرنے والوں کے لئے مخصوص کالم میں ایک خبر بھی چھپ جائے گی کہ ایک صاحب بینڈ باجوں کی آواز سن کر ہی راہی ملک عدم ہو گئے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ وہ بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

" عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ یہ بھواجا پہاڑیاں تو جنگلات سے پر ہیں۔ یہاں تو لازماً سرکاری کنٹرول بھی ہو گا اور لکڑی کاٹنے والوں کے مخصوص پوائنٹ بھی۔ پھر ایسی پہاڑیوں پر اس قدر خفیہ سٹور کیسے بنایا جا سکتا ہے"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

" بھواجا پہاڑیوں پر واقعی گھنے جنگلات موجود ہیں لیکن یہ جنگلات عمارتی لکڑی کے نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پہاڑیاں انتہائی دشوار گزار بھی ہیں اور یہاں درندے بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہاں باقاعدہ آبادیاں نہیں ہیں البتہ شکاریوں کے لئے ہٹس وغیرہ بنے ہوئے ہیں لیکن حکومت کی اجازت کے بغیر شکار نہیں کھیلا جا سکتا"...... عمران

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو واقعی یہاں محفوظ سٹور بنایا جا سکتا ہے ۔ لیکن اب اسے تلاش کیسے کیا جائے "........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" میں تم لوگوں سے علیحدہ آیا ہی اس لئے تھا کہ پہلے بھوا جا پہاڑیوں کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کر لوں ۔ میں تم سے دو روز پہلے یہاں پہنچا ہوں "........ عمران نے کہا۔

" تو پھر کیا معلومات حاصل ہوئیں ۔ کوئی لائحہ عمل "........ صفدر نے کہا۔

" میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق صورت حال انتہائی پیچیدہ ہے ۔ ان پہاڑیوں پر گذشتہ ایک ہفتے سے باقاعدہ فوجی چوکیاں اور چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں ۔ پہاڑیوں کے اوپر باقاعدہ ایک اڈہ بنایا گیا ہے جس پر انتہائی جدید چیکنگ مشینری نصب ہے ۔ ملٹری انٹیلی جنس کے افراد بھی جگہ جگہ پہاڑیوں میں خفیہ طور موجود ہیں ۔ ان تمام راستوں پر جو ان پہاڑیوں میں دروں کی صورت میں جاتے ہیں چیک پوسٹس بنا دی گئی ہیں اور ان پہاڑیوں کے گرد جو چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں وہاں بھی فوجی موجود ہیں ۔ مختصر یہ کہ ان پہاڑیوں پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کا مکمل قبضہ ہے "........ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو واقعی صورت حال انتہائی پیچیدہ ہے "........ صفدر نے کہا۔

" نہیں صفدر ۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے لئے کام کرنا زیادہ آسان ہے ۔ ہم ان فوجیوں میں سے اپنے قد و قامت کے افراد کو ختم کر کے ان کا روپ دھار سکتے ہیں اور پھر اس سٹور تک پہنچنے میں ہمیں کوئی نہیں روکے گا "........ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہ سٹور خاص قسم کے ہتھیاروں کا ہے اور ان ہتھیاروں کو عام ہتھیاروں سے ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ اس کے لئے ایک مخصوص قسم کا ہتھیار استعمال کرنا پڑے گا جس میں ایسی گیس بھری ہوئی ہے جس کے فائر کے بعد ہر ہتھیار بے کار ہو جائے گا ۔ لیکن یہ گیس فائر کرنے والی گن مخصوص قسم کی ہے اور آسانی سے چیک ہو سکتی ہے "۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو واقعی مسئلہ ہے "........ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" آپ نے لازماً کوئی پلاننگ کی ہو گی "........ اس بار چوہان نے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کی تو ہے "........ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کیا "........ سب نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔

" بڑی سادہ سی پلاننگ ہے ۔ ایک مولوی دو گواہ ۔ ایک کلو چھوارے ۔ ایک منہ دکھائی کی انگوٹھی اور پلاننگ مکمل "........ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایک قبر کا بھی اضافہ کر لو اس پلاننگ میں "........ تنویر نے

عزاتے ہوئے کہا جبکہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

" بالکل کر لوں گا۔ اس پر سنگ مرمر کا کتبہ بھی لگاؤں گا جس پر لکھا ہو گا۔ حسرت اس غنچے پہ جو بن کھلے مرجھا گیا اور نیچے غنچے کی تفصیل ہو گی۔ لمبا قد بھاری جسم۔ چوڑا چہرہ۔ رنگ گورا۔ نام زنانہ۔ پیشہ رقابت "...... عمران کی زبان چل پڑی اور کمرہ بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ ظاہر ہے سب سمجھتے تھے کہ عمران تنویر کے متعلق بات کر رہا ہے۔

" یہ تو جب قبر بنے گی تو پتہ چلے گا کہ اس پر کس کا کتبہ لگتا ہے"۔ تنویر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ مشن کے آغاز میں ایسی باتیں بدشگونی کی ذیل میں آتی ہیں۔ آپ پلاننگ بتا رہے تھے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے ہاں۔ وہ پلاننگ تو واقعی درمیان میں ہی رہ گئی۔ پلاننگ واقعی بڑی سادہ سی ہے"...... شاگل اپنے گروپ سمیت انتظامات کا جائزہ لینے آئے گا اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں اور جائزہ لے کر چلا جائے گا

" بس پلاننگ مکمل"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ آپ شاگل کے میک اپ میں وہاں جائیں گے۔ لیکن عمران صاحب۔ یہ معاملہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" شاگل کو اگر اس مشن میں شامل نہیں کیا گیا تو پھر اسے وہاں

جانے بھی نہ دیا جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لیکن شاگل تو سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر استعمال کرتا ہے۔ وہ اب پیدل تو پہاڑیوں پر نہ چڑھے گا اور سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہی نہ ہو گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے۔ اس عمر میں اس قدر عقلمندی کی بات۔ ارے کہیں عمر سے پہلے تو عقل داڑھ نہیں نکل آئی تمہاری"...... عمران نے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" تم نے خود ہی احمقانہ پلاننگ بنائی ہے۔ اپنی عقل داڑھ تو سنبھالو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب اس کے اس انداز پر ہنس پڑے۔

" تنویر کی بات درست ہے عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں نے کب کہا ہے کہ غلط ہے اس لئے تو میں اس کی عقلمندی کی تعریف کر رہا ہوں۔ جہاں تک ہیلی کاپٹر کا تعلق ہے۔ وہ تو ظاہر ہے یہاں میسر نہیں ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر کافرستان جانا ہو گا۔ وہاں سے ہم شاگل اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں یہاں آئیں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شاگل کو علیحدہ رکھا گیا ہے تو یہی بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ اس مشن کی پلاننگ یقیناً کافرستان کے وزیراعظم نے کی ہو گی اور وہ شاگل کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن کافرستان کے صدر شاگل کی پشت پر ہیں اس لئے جب پریذیڈنٹ ہاؤس

سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو کال کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کافرستان سیکرٹ سروس سارے مشن کو سپروائز کرے گی تو پھر کوئی بھی شاگل کو سپروائز کرنے سے نہ روک سکے گا"...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"پلاننگ طویل تو ضرور ہے لیکن بہرحال قابل عمل ہے"۔ صفدر نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک سرر کی تیز آواز چھت کی طرف سے سنائی دی اور ان سب نے بے اختیار چونک کر اوپر کی طرف دیکھا ہی تھا کہ یکلخت انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں کو کسی سیاہ چادر نے ڈھانپ لیا ہو۔ یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوا کہ حقیقتاً وہ سنبھل ہی نہ سکے تھے اور ان کے حواس اندھیرے میں ڈوبتے چلے گئے۔

ایک چھوٹے سے کمرے میں کرنل موہن بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے انداز میں بے پناہ بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ وہ بار بار اپنے ہونٹ کاٹتا۔ مٹھیاں بھینچتا اور پھر کھول دیتا کمرے کے ایک کونے میں موجود میز پر ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور کرنل موہن بار بار اس ٹرانسمیٹر کو اس طرح دیکھ رہا تھا کہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کسی ٹرانسمیٹر کال کا انتہائی بے چینی سے انتظار ہے۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"یس کم ان"...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور راٹھور اندر داخل ہوا۔

"باس۔ آپ نے مجھے بلایا ہے"...... راٹھور نے اندر آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو جانتے ہو ۔ اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے تاکہ تم انہیں شناخت کر سکو "........ کرنل موہن نے کہا تو راٹھور چونک پڑا۔

" عمران اور اس کے ساتھی "........ راٹھور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ وہ جلد ہی یہاں ہمارے خفیہ اڈے پر پہنچ جائیں گے ۔ مجھے اس اطلاع کا شدت سے انتظار ہے "........ کرنل موہن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ باس ۔ تو کیا آپ انہیں اغوا کر رہے ہیں "........ راٹھور نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں "........ کرنل موہن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" مگر باس ۔ پہلے تو آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ انہیں اسی ہوٹل کے کمرے میں ہی بم مار کر ختم کر دیا جائے گا "........ راٹھور نے کہا۔

"ہاں .... پہلے میرا یہی خیال تھا لیکن پھر میں نے اپنا خیال بدل دیا ہے ۔ میں نے سوچا کہ بم کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے ۔ ٹکڑے نہ بھی اڑے تو بہرحال ان کے چہرے ضرور اس حد تک مسخ ہو جائیں گے کہ شاید انہیں پہچانا نہ جا سکے اور اس صورت میں کوئی بھی یقین نہ کرے گا کہ بلیک فورس نے یہ کارنامہ سرانجام دے دیا ہے ۔ اس لئے میں نے پروگرام بدل دیا ہے ۔ اب انہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا جائے گا ۔ ان کا میک اپ صاف

کیا جائے گا ۔ تم انہیں شناخت کرو گے ۔ پھر ان کا خاتمہ ہو گا ۔ اس کے بعد ان کی لاشوں کی نمائش کی جائے گی ۔ پھر تو سب کو یقین آ جائے گا "........ کرنل موہن نے مزے لے لے کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ باس .... یہ اقدام انتہائی خطرناک ہے ۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ۔ اگر انہیں ایک لمحہ بھی مل گیا تو یہ حیرت انگیز طور پر سچوئیشن بدل لیتے ہیں ۔ آپ وہی پہلے والے فیصلے پر ہی قائم رہیں "........ راٹھور نے کہا۔

" شٹ اپ ۔ میرا نام کرنل موہن ہے ۔ کرنل موہن ۔ سمجھے ۔ آئندہ میرے سامنے اس طرح کی بزدلی کی باتیں کیں تو میں سخت ایکشن لوں گا ۔ بے ہوش افراد کس طرح سچوئیشن بدل سکتے ہیں ۔ نانسنس "۔ کرنل موہن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راٹھور کچھ کہتا ۔ میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور کرنل موہن اس طرح ٹرانسمیٹر پر جھپٹا جیسے چیل گوشت کے ٹکڑے پر جھپٹتی ہے ۔ اس نے جلدی سے اس کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔ دھریندر سپیکنگ ۔ اوور "........ ایک آواز سنائی دی ۔

" یس کرنل موہن ۔ کیا رپورٹ ہے ۔ اوور "........ کرنل موہن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وکٹری باس ۔ ہم نے ان پانچوں کو بے ہوش کر کے ہوٹل سے نکال لیا ہے اور اب انہیں ویگن میں ڈال کر ٹاپ پوائنٹ پر لے آ رہے ہیں ۔ اوور "...... دھریندر نے کہا۔

"پوری رپورٹ دو تفصیل کے ساتھ۔ اوور"...... کرنل موہن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ پہلے ہوٹل میں چار افراد پہنچے۔ کاغذات کی رو سے وہ بزنس مین تھے اور نوادرات کے کاروبار سے ان کا تعلق تھا پلاننگ کے تحت ان کے کاغذات کی چیکنگ کے لئے کاؤنٹر پر روکے گئے اور پھر ان کی کاپیاں تیار کی گئیں اور کاغذات انہیں واپس کر دیئے گئے۔ ان کاپیوں کا انہیں علم نہ ہو سکا اور وہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ ہوٹل کے ہر کمرے میں جو خالی تھا بے ہوش کرنے والا خصوصی سسٹم پہلے ہی نصب کر دیا گیا تھا۔ ان کے کاغذات کی دارالحکومت سے فیکس کے ذریعے چیکنگ کی گئی تو کاغذات جعلی تھے۔ اس پر ہمیں یقین ہو گیا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں لیکن پانچواں آدمی نہ آ رہا تھا اسلئے اس کی آمد کا انتظار کیا جاتا رہا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ پانچواں آدمی بھی کمرے میں پہنچ گیا بوائے نے جب اس کی آمد کی اطلاع دی تو بوائے سے اس کے قدوقامت اور جسامت کی مکمل تفصیلات حاصل کی گئیں۔ جب یقین ہو گیا کہ یہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہے تو اس کمرے میں موجود بے ہوش کرنے والے سسٹم کو آن کیا گیا۔ لیکن سر جب سسٹم کو آن کیا گیا تو پتہ چلا کہ ہوٹل کی الیکٹرک رو کسی فنی نقص کی وجہ سے بند ہے۔ چنانچہ ہم انتظار میں رہے اور پھر جیسے ہی الیکٹرک رو بحال ہوئی۔ سسٹم چونکہ پہلے ہی آن تھا اس لئے اس نے فوری طور پر کام کر دیا اور نتیجہ یہ کہ یہ پانچوں فوری طور پر بے ہوش ہو گئے یہ سب ایک ہی

کمرے میں موجود تھے۔ ہم اس کمرے میں گئے تو وہ پانچوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ لیکن آپ کی چونکہ انتہائی سخت ہدایات تھیں اس لئے بے ہوشی کے باوجود ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر ایک خفیہ راستے سے ہوٹل سے باہر لایا گیا۔ ان کا سامان بھی ساتھ ہی لایا گیا اور پھر انہیں ایک ویگن میں ڈال کر وہاں سے پہلے تھری ایکس میں لایا گیا۔ یہاں سے دوسری ویگن میں انہیں شفٹ کیا گیا اور اب یہ ویگن ٹاپ پوائنٹ کی طرف آ رہی ہے۔ میں خود ویگن میں ساتھ آ رہا ہوں۔ اوور"...... دھریندر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے...... پوری احتیاط سے ٹاپ پوائنٹ پر پہنچو۔ ان لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ کہیں یہ لوگ راستے میں ہی ہوش میں نہ آ جائیں۔ اوور"...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس کرنل۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں پوری طرح محتاط ہوں۔ اوور"...... دھریندر نے جواب دیا۔

"میں ٹاپ پوائنٹ پر تمہارا منتظر ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل موہن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"آؤ راٹھور۔ اب میں تمہیں دکھاؤں کہ یہ لوگ کتنے چالاک اور خطرناک ہیں"...... کرنل موہن نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں

رانھور کی! مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا
رانھور نے بے اختیار کندھے اچکائے اور پھر اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کی دوسری طرف سے شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"........ شاگل کے لہجے میں سختی تھی۔

"آتما رام بول رہا ہوں باس۔ عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن کے آدمیوں کی قید میں چلے گئے ہیں"........ دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل بے اختیار اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس طرح۔ کہاں"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ کا خیال درست تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھواجا پہاڑیوں پر ریڈ کرنے کے لئے کاچار ہی پہنچے تھے اور میرے ساتھی کاچار میں ان کی تلاش میں موجود تھے۔ ہمیں چار آدمیوں کے ایک گروپ پر شک گزرا۔ لیکن چونکہ ان میں عمران کی قدوقامت کا آدمی نہ تھا اس

لئے ہم نے انہیں نظرانداز کر دیا۔ ہم نے ٹرانسمیٹر کال کیچ کرنے کے لئے خصوصی آلہ کاچار میں نصب کیا ہوا تھا ہمیں یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی لازماً ٹرانسمیٹر کال ایک دوسرے کو کریں گے اور اس کال کی مدد سے ہم ان کا سراغ لگالیں گے اور پھر ایک ٹرانسمیٹر کال ہم نے کیچ کر لی جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا ذکر تھا لیکن اس کال سے یہ بات سامنے آئی کہ جن چار افراد کو ہم نے نظرانداز کر دیا تھا اور جو ہوٹل باغ میں ٹھہرے تھے وہی دراصل عمران کے ساتھی تھے اور ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا اور عمران ان سے علیحدہ یہاں آیا تھا اور ان چاروں سے آملا۔ بلیک فورس کے آدمی ان کی تاک میں تھے۔ انہیں شاید پہلے سے اس سارے سیٹ اپ کا علم تھا اور انہوں نے اس کے لئے خصوصی انتظامات کر رکھے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان سب کو ہوٹل کے کمرے میں ہی بے ہوش کر دیا اور خفیہ راستے سے ہوٹل سے نکال کر لے گئے۔ کرنل موہن کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس نے پاخاری میں اپنا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ چنانچہ یہ کال کرنل موہن کے خاص آدمی دھریندر کی طرف سے کرنل موہن کو کی گئی تھی اور دھریندر نے پوری تفصیل کرنل موہن کو ٹرانسمیٹر پر بتا دی۔ یہ کال ایک ویگن سے کی جارہی تھی اور ویگن کاچار سے پاخاری کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہم اس وقت ایسی جگہ پر ہیں کہ ہم اس ویگن کو پاخاری پہنچنے سے پہلے روک سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم میں اس ویگن میں موجود ہیں۔ اب آپ جیسے

حکم دیں"...... آتما رام نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کرنل موہن اس کا کریڈٹ لینا چاہتا ہے۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ یہ کریڈٹ صرف اور صرف سیکرٹ سروس ہی لے سکتی ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس ویگن پر قبضہ کر لو اور کرنل موہن کے سب ساتھیوں کا خاتمہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے یہاں میرے پاس تساکانہ لے آؤ۔ پوری احتیاط سے کام لینا۔ کسی کو یہ علم نہ ہو سکے کہ کس نے اس ویگن پر حملہ کیا ہے۔ وزیراعظم صاحب کرنل موہن کی پشت پر ہیں۔ اگر انہیں یہ اطلاع مل گئی کہ سیکرٹ سروس نے اس ویگن پر حملہ کیا ہے تو پھر ہمارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔ سمجھ گئے ہو"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں صرف آپ کی طرف سے اجازت کی ضرورت تھی۔ ویسے اگر آپ کہیں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس بے ہوشی کے عالم میں خاتمہ کر دیا جائے اور پھر ان کی لاشیں آپ کے پاس لے آئی جائیں"...... آتما رام نے کہا۔

"کیا وہ اصل شکلوں میں ہیں"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ عمران کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ اس کے چاروں ساتھیوں نے مقامی میک اپ کیا ہوا ہے"...... آتما رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے میک اپ چیک کر لئے ہیں۔ کیا وہ واقعی عمران کے ساتھی ہیں"...... شاگل کے لہجے میں اس بار غصہ تھا۔

"نہیں جناب ابھی تو وہ ہمارے ہاتھ لگے ہی نہیں ہم کیسے میک اپ چیک کر سکتے ہیں"...... اس بار آتما رام نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو احمق آدمی۔ الو کی دم۔ جب تک چیکنگ نہ ہو جائے۔ ان لوگوں کا خاتمہ ہمیں کیا فائدہ دے گا"...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"...... آتما رام نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سمجھ گئے ہو تو اب مزید بک بک بند کرو اور انہیں کور کر کے میرے پاس پہنچا دو۔ لیکن خیال رکھنا۔ اگر تم نے کوئی غلطی کی تو تمہارے ساتھ تمہاری آتما کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ نانسنس"۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"نانسنس۔ عقل تو ان میں ہے ہی نہیں"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی وہ بڑبڑا ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"اب کیا ہو گیا ہے"...... شاگل نے رسیور اٹھا کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اس کا خیال تھا کہ آتما رام نے کوئی بات پوچھنے کے لئے

دوبارہ فون کیا ہے۔

"ریکھا بول رہی ہوں شاگل۔ خیریت ہے۔ کس پر اتنا غصہ آ رہا ہے تمہیں"...... دوسری طرف سے ریکھا کی ہنستی مسکراتی آواز سنائی دی۔ ریکھا کے ساتھ ایک کیس کے دوران اس کا زبردست جھگڑا ہو گیا تھا اور شاگل نے ریکھا پر ہاتھ بھی اٹھا دیا تھا۔ اس وقت ریکھا اور کاشی پاور ایجنسی کو ختم کر کے سیکرٹ سروس میں شامل تھیں۔ لیکن اس جھگڑے کے بعد صدر مملکت نے ان دونوں کے درمیان دوبارہ صلح کرا دی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پاور ایجنسی دوبارہ بحال کر دی گئی تھی اور ریکھا اب مستقل طور پر پاور ایجنسی کی ہی سربراہ تھی اور کاشی بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ چونکہ صدر مملکت نے اسے واضح طور پر تنبیہہ کر دی تھی کہ اگر آئندہ اس نے ریکھا سے بدتمیزی کی تو پھر اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ اس لئے شاگل تب سے ریکھا کے ساتھ سنبھل کر ہی بات کیا کرتا تھا جبکہ پاور ایجنسی کی چیف بننے اور شاگل سے صلح کے بعد ریکھا نے اسے ایک اور انداز میں ڈیل کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اس سے اس طرح ہنس کر اور طنزیہ لہجے میں بات کرتی جیسے اسے چڑا رہی ہو۔ اب بھی اس کا انداز تمسخرانہ تھا۔

"اوہ مادام ریکھا تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اگر اس کا بس چلتا تو اپنے دانت ریکھا کے نرم و نازک گلے پر ڈریکولا کی طرح گاڑ دیتا۔

"تم سے ایک اہم بات کرنی تھی۔ تم نے ٹاپ سیکرٹ میٹنگ میں ضرور محسوس کیا ہوگا کہ وزیراعظم اور صدر صاحب دونوں نے ہمیں اور ہماری ایجنسیوں کو دانستہ نظرانداز کیا ہے۔ کیا تم نے یہ محسوس کیا تھا"...... ریکھا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات میں نے محسوس نہیں کی۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ وہ دونوں یہ چاہتے تھے کہ اس بار عمران کا ٹکراؤ نئے لوگوں سے ہو۔ تاکہ ان کا آسانی سے خاتمہ کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ بلیک فورس اور ملٹری انٹیلی جنس کو آگے بڑھایا گیا ہے اور ہماری ایجنسیوں کو صرف چیکنگ پر مامور کر دیا گیا ہے"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ ساتھ ساتھ وہ اس طرح سر ہلا رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں کہ تمہارے سامنے اقرار کر لوں اور تم یہی بات وزیراعظم اور صدر تک پہنچا دو۔

"کمال ہے۔ آج تو تم بڑی عقلمندانہ گفتگو کر رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ کہیں سے عقل ادھار تو نہیں لے لی"...... ریکھا نے ہنستے ہوئے کہا اور شاگل نے اس طرح دانت پیسے کہ جیسے ریکھا کو کچا چبا جائے گا۔

"سوری ریکھا۔ اس وقت میں بے حد مصروف ہوں۔ اس لئے یہ گفتگو پھر کبھی سہی"...... شاگل نے قدرے تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ حرافہ نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہے۔ کسی روز میرا داؤ لگ

گیا تو ایک لمحے میں گردن مروڑ کر رکھ دوں گا۔ نانسنس"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"کیا مصیبت ہے"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس شاگل سپیکنگ"...... شاگل نے اس طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"کچھ مجھے بھی بتاؤ کیا مصروفیت ہے تمہیں کہ تم مجھ سے بات کرنا بھی گوارہ نہیں کر رہے۔ ایک بات بتا دوں۔ تمہیں شاید علم نہ ہو بلیک فورس کے کرنل موہن نے اس بار فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کو نیچا دکھا کر رہے گا۔ اس کی طرف سے ہوشیار رہنا۔ یہ بڑے ٹھنڈے مزاج کا اور انتہائی گہرا آدمی ہے"...... ریکھا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جلد ہی اسے معلوم ہو جائے گا کہ شاگل کیا حیثیت رکھتا ہے۔ جلد بہت جلد۔ وہ وزیراعظم صاحب کی وجہ سے اس اہم عہدے پر فائز ہو گیا ہے ورنہ وہ تو اس سروس کا ایک عام سا رکن بننے کے بھی لائق نہیں تھا"۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی کام دکھانے والے ہو۔ سنو شاگل۔ میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ وزیراعظم صاحب نے دونوں کو نظرانداز کر کے تمہاری اور میری توہین کی ہے۔ مجھے

معلوم ہے کہ تم انتہائی تجربہ کار اور گھاگ آدمی ہو۔ تمہارے مقابلے میں وہ کرنل موہن ہو یا ملٹری انٹیلی جنس کا نیا چیف کرنل داس ہو۔ دونوں ہی بچے ہیں۔ بس مسئلہ ہے تمہاری جذباتیت کا۔ جس کی وجہ سے تم اب تک ایک بار بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ تو کیوں نہ پاور ایجنسی اور سیکرٹ سروس مل کر کام کریں۔ میرا وعدہ کہ سب کریڈٹ تمہارے کھاتے میں ہی جائے گا"...... ریکھا نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن تم نجانے کیوں اپنی باتوں سے مجھے غصہ دلا دیتی ہو۔ حالانکہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ مجھے غصہ دلانا ایسے ہی ہے جیسے سوئے ہوئے شیر کو جگانا۔ ورنہ میں تو تمہاری قدر کرتا ہوں"...... شاگل نے اس بار بڑے خوشگوار انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ریکھا کی اس بات نے کہ کرنل موہن اور کرنل داس دونوں اس کے سامنے بچوں جیسی حیثیت رکھتے ہیں۔ شاگل کو خاصی تسکین پہنچائی تھی اور اس وجہ سے اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔

"اب مجھے تمہاری طبیعت کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے۔ اب میں ایسی کوئی بات نہ کروں گی"...... ریکھا نے لاڈ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ تم کہاں سے بول رہی ہو"...... شاگل نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ریکھا کوئی چھوٹی سی بچی ہو جسے وہ ا

سرپرستی میں لے کر اس پر احسان کر رہا ہو۔

"آناولی سے۔ کیوں"...... دوسری طرف سے ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو تم اس وقت بہت دور ہو۔ ورنہ میں چاہتا تھا کہ تم بھی اس جشن میں شریک ہو جاؤ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کی صورت میں یہاں میرے پاس تھوڑی دیر بعد منایا جانے والا ہے"۔ شاگل نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ۔ کیا واقعی وہ تمہارے قبضے میں آچکے ہیں"...... ریکھا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں اور اب وہ بے ہوشی کے عالم میں میرے پاس پہنچنے والے ہیں اس کے بعد ان کے جسموں پر میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں برساؤں گا اور پھر جشن مناؤں گا۔ پھر اس کرنل موہن کو معلوم ہو گا کہ شاگل کی کیا حیثیت ہے۔ پھر اسے معلوم ہو گا کہ شیر کے منہ سے نوالہ چھیننے کے کیا معنی ہوتے ہیں"...... شاگل نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ آخر کار تم ہی کامیاب رہو گے۔ میری طرف سے پیشگی مبارک باد قبول کرو۔ سمجھو کہ میں اس جشن میں یہاں بیٹھے بیٹھے شریک ہوں۔ لیکن یہ ہوا کس طرح۔ کیا تم مجھے تفصیل بتاؤ گے"...... ریکھا نے بڑے مسرت بھرے اور جذباتی لہجے میں کہا۔

"پہلے تو شاید نہ بتاتا لیکن اب تمہارے رویے کی وجہ سے بتا رہا ہوں"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاچار میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد۔ پھر کرنل موہن کے آدمیوں کی کارروائی اور اس کے اپنے آدمی آتما رام کی کال اور اسے دیئے ہوئے احکامات کی تمام تفصیل پورے جوش و خروش سے بتا دی۔

"اوہ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔ مبارکباد۔ میں تمہیں پھر فون کروں گی حقیقی مبارکباد کے لئے"۔ ریکھا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب آئی ہو ناں سیدھی راہ پر۔ اب پتہ چلا کہ شاگل کیا حیثیت رکھتا ہے"...... شاگل نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔ اسے یقین تھا کہ آتما رام کا فون ہو گا۔

"یس شاگل سپیکنگ"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل موہن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل موہن کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کرنل موہن۔ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے آدمی آتما رام نے میرے آدمیوں پر حملہ کیا ہے اور ہم سے ہمارا شکار چھیننے کی کوشش کی ہے لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ کرنل موہن ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ تمہارے باقی سارے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں اور آتما رام ہمارے قبضے میں ہے۔ اس نے سب کچھ بک دیا ہے اور اب میں اسے وزیراعظم کے سامنے پیش کروں گا اور سنو اگر آئندہ تم نے یا تمہارے آدمیوں نے میرے معاملات میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو تمام تر نتائج کی ذمہ داری تمہاری ہو گی"۔ دوسری طرف سے کرنل موہن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاگل رسیور ہاتھ میں پکڑے کسی بت کی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔ اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں تھا۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ اوہ"...... شاگل نے اچانک چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور اس نے لاشعوری طور پر کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا۔ اب اس وزیراعظم کا سارا غصہ مجھ پر ہی اترے گا اور ان حالات میں تو صدر مملکت بھی میری سائیڈ نہ لے سکیں گے۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ آتما رام کے کرنل موہن کے ہاتھ لگ جانے کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آتما رام سب کچھ اگل دے گا اور اسی کے بعد...... بس اس کے بعد کا سوچ کر ہی اسے چکر سے آ رہے تھے۔ لیکن اب وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

وہ مسلسل اس بارے میں سوچ رہا تھا۔ آخر کار اس نے فیصلہ کیا کہ
وہ صدر مملکت کو کال کر کے پہلے سے ہی بریف کر دے۔ اس فیصلے
کے ساتھ ہی اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی
گھنٹی بج اٹھی۔
"یس شاگل بول رہا ہوں"۔ شاگل کے لہجے میں پہلے والا کروفر
سرے سے ہی مفقود تھا۔ وہ مردہ سے لہجے میں بول رہا تھا۔
"ریکھا بول رہی ہوں شاگل۔ کیا ہوا تمہیں۔ تم تو ایسے بول رہے
ہو جیسے تمہارے جسم سے روح ہی نکل گئی ہو"...... ریکھا کی حیرت
بھری آواز سنائی دی۔
"کچھ نہیں۔ دراصل میں اس وقت بے حد پریشان ہوں۔ اس آتما
رام کی حماقت کی وجہ سے سارا پلان ہی خراب ہو گیا ہے۔ وہ کرنل
موہن کے ہاتھ لگ گیا ہے اور کرنل موہن نے ابھی مجھے فون کر کے
دھمکیاں دی ہیں۔ وہ وزیر اعظم کا خاص آدمی ہے اس لئے میں پریشان
ہوں"...... شاگل نے آخر کار اصل بات اگل دی۔
"ارے اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ ریکھا کی
موجودگی میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا آتما
رام واقعی کرنل موہن کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا تھا اور تمہارے
باقی آدمی بھی مارے گئے تھے۔ لیکن میری طرف سے خوشخبری سن لو۔
تمہارا آتما رام بھی زندہ نہیں ہے اور نہ ہی کرنل موہن کے آدمی اور
اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا کریڈٹ پاور ایجنسی کو

حاصل ہو گا"...... ریکھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کیا۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"...... شاگل نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔
"مطلب یہ کہ اب تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
تمہارے خلاف گواہ ختم ہو چکا ہے اور اب عمران اور اس کے
ساتھیوں کی موت کا کریڈٹ کرنل موہن نہ لے سکے گا۔ باقی رہی پاور
ایجنسی۔ تو بہرحال اس سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ میں رپورٹ میں
اس بات کا واضح طور پر ذکر کر دوں گی کہ شاگل کے تعاون کی وجہ سے
ہی ایسا ممکن ہوا ہے۔ اس طرح پاور ایجنسی کے ساتھ ساتھ سیکرٹ
سروس کو بھی کریڈٹ مل جائے گا"...... ریکھا نے ہنستے ہوئے کہا
"تم کیا کہہ رہی ہو۔ میں تمہاری بات سمجھ ہی نہیں سکا۔ کیا عمران
اور اس کے ساتھی تمہارے قبضے میں ہیں۔ لیکن کس طرح"۔ شاگل
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم سے جب میری بات ہوئی تو اس کے فوراً بعد مجھے میرے
آدمیوں نے رپورٹ دی کہ تمہارے آدمیوں نے ایک ویگن پر حملہ
کرنے کی کوشش کی ہے جس میں کرنل موہن کے آدمی تھے ویگن میں
پانچ مقامی آدمی بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ تمہارے آدمی
کامیاب ہو جاتے لیکن کرنل موہن بے حد ہوشیار آدمی ہے اس نے ان
کی حفاظت کا پہلے سے علیحدہ بندوبست کیا ہوا تھا اور ایک جیپ میں
اس کے مسلح آدمی ویگن کا تعاقب کر رہے تھے۔ اس لئے جیسے ہی

تمہارے آدمیوں نے ویگن پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ جیپ والوں نے تمہارے آدمیوں پر حملہ کر دیا اور تمہارے آدمی مارے گئے جبکہ آتما رام کو زندہ پکڑ لیا گیا۔ وہ شدید زخمی تھا اور اب آتما رام کو بھی اس ویگن میں ڈال کر لے جایا جا رہا ہے۔ اس رپورٹ کے ملتے ہی میں ساری بات سمجھ گئی۔ مجھے معلوم تھا کہ اب کرنل موہن آتما رام کو تمہارے خلاف استعمال کرے گا۔ چنانچہ میں نے تمہیں کسی پریشانی سے بچانے کے لئے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا کہ آتما رام سمیت کرنل موہن کے سب آدمیوں کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان بے ہوش افراد کو میرے اڈے پر پہنچا دیا جائے اور ابھی چند لمحے پہلے میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے بتا دوں کہ اب تمہیں آتما رام کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ سمجھ گئے ہو ناں گڈ بائی"...... ریکھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور شاگل نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بیک وقت متضاد کیفیات طاری تھیں۔ اسے اس بات سے بھی خوشی ہو رہی تھی کہ آتما رام کے مرنے کے بعد اب کرنل موہن وزیراعظم کے سامنے اس کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے اس بات پر بھی بے حد افسوس ہو رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا کریڈٹ یہ آفت کی پرکالہ ریکھا لے جائے گی۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ پاور ایجنسی کو یہ کریڈٹ نہیں مل سکتا۔ کبھی نہیں مل سکتا"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ایک خیال اس کے ذہن میں آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک مخصوص ساخت کے فکس فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا اور اسے لا کر میز پر رکھ دیا اور خود وہ میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... بٹن دبا کر اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس لچھمن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"لچھمن۔ اگر تم سیکرٹ سروس میں اعلیٰ عہدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوری طور پر ایک کام کرو۔ اوور"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"حکم باس۔ اوور"...... لچھمن نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے اسے ساری تفصیل بتا دی کہ کس طرح بلیک فورس کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کیا۔ پھر کس طرح آتما رام اور اس کے ساتھیوں نے اس ویگن پر حملہ کیا جو انہیں کاچار سے کرنل موہن کے پاس لے جا رہی تھی لیکن یہ حملہ ناکام رہا۔

پاور ایجنسی کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر کے بلیک فورس کے
آدمیوں کا خاتمہ کر دیا اور اب عمران اور اس کے ساتھیوں کو پاور
ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر آٹاولی لے جایا جا رہا ہے۔

" اوہ ۔ اوہ باس ۔ پھر میرے لئے کیا حکم ہے ۔ اوور "....... لچھمن نے
پرجوش لہجے میں کہا۔

" تمہارے آدمی پاور ایجنسی میں موجود ہیں ان سے رابطہ کر کے
معلوم کرو کہ انہیں کس چیز پر لایا جا رہا ہے اور پھر ان پر حملہ کر کے
عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے قبضے میں کر لو ۔ اس طرح کہ کسی
کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں ۔ اگر تم فوری طور پر
حرکت میں آ کر ایسا کر لو تو میرا وعدہ کہ تمہیں سیکرٹ سروس میں
تمہارے تصور سے بھی بڑا عہدہ دیا جائے گا ۔ اوور "...... شاگل نے تیز
لہجے میں کہا۔

" شکریہ سر ۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں ۔ میں اور میرے آدمی
آٹاولی میں ہی ہیں ۔ ہم یقیناً کامیاب رہیں گے ۔ لیکن عمران اور اس
کے ساتھیوں کا کرنا کیا ہے ۔ اوور "....... لچھمن نے جواب دیا۔

" انہیں کسی خفیہ جگہ پر بے ہوش رکھو اور پھر مجھے اطلاع دو تاکہ
میں خود وہاں آ کر ان کا خاتمہ کر سکوں ۔ اوور "....... شاگل نے تیز لہجے
میں کہا۔

" یس باس ۔ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا ۔ اوور "....... دوسری
طرف سے لچھمن نے کہا اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف

کر دیا ۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ سیکرٹ سروس کا ایک چھوٹا سا
گروپ آٹاولی میں موجود ہے اس نے اس گروپ کو خاص طور پر وہاں
رکھا ہوا تھا تاکہ پاور ایجنسی کی کارروائیوں کی اسے ساتھ ساتھ اطلاع
ہوتی رہے ۔ اسے یقین تھا کہ اگر لچھمن کامیاب رہا تو ایک بار پھر عمران
اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا سہرا سیکرٹ سروس کے سر ہی
بندھے گا اور باقی تمام ایجنسیاں منہ دیکھتی رہ جائیں گی ۔ اب اسے
لچھمن کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید
انتظار کے بعد آخر کار ٹرانسمیٹر کال آ ہی گئی اور شاگل نے جلدی سے
ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔ لچھمن کالنگ باس ۔ اوور "....... لچھمن کی آواز میں
موجود جوش کو محسوس کر کے ہی شاگل کا دل بلیوں اچھلنے لگا ۔ وہ سمجھ
گیا تھا کہ لچھمن کامیاب ہو گیا ہے۔

" یس شاگل اٹنڈنگ یو ۔ کیا رپورٹ ہے ۔ اوور "...... شاگل نے
انتہائی بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

" کامیابی باس ۔ عمران اور اس کے ساتھی اب ہمارے قبضے میں
ہیں ۔ اوور "....... لچھمن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا واقعی ۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو ۔ اوور "....... شاگل نے
مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔ اوور "....... لچھمن نے
جواب دیا۔

"پوری تفصیل سے رپورٹ دو چھمن ۔ پوری تفصیل سے اوور"۔ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔ آپ کے حکم کے بعد میں نے پاور ایجنسی میں موجود اپنے ایک خاص آدمی سے رابطہ کیا تو مجھے اطلاع مل گئی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو پاور ایجنسی والے دوبائی راستے سے ایک ویگن کے ذریعے آناولی لے آرہے ہیں ۔ میں نے فوری طور پر اس راستے پر پکٹنگ کی اور پھر وہ ویگن اور اس کے ساتھ موجود پاور ایجنسی کے مسلح آدمیوں کی دو جیپیں وہاں پہنچ گئیں ۔ وہ لوگ مسلح بھی تھے اور انتہائی چوکنا بھی لیکن میرے پاس مکمل انتظامات تھے ۔ میں نے میزائل گنوں کے فائر سے دونوں جیپوں کو ایک لمحے میں اڑا دیا اور اس کے ساتھ ہی ویگن کے ٹائروں پر بھی فائر کھول دیا گیا اور ویگن ٹائر برسٹ ہو جانے سے رک گئی ۔ ویگن میں صرف دو افراد تھے جو بوکھلائے ہوئے باہر نکلے اور یہ دونوں بھی اس بوکھلاہٹ کے نتیجے میں مارے گئے ۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ویگن میں بے ہوش پڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ویگن سے نکالا اور پھر ہم انہیں کاندھوں پر لاد کر وہاں سے قریبی جنگل میں داخل ہو گئے جہاں میرے آدمی انہیں اسی طرح اٹھا کر خفیہ راستے سے شمال مشرق کی طرف کافی دور ایک گاؤں ڈاجل لے گئے جہاں میرے ایک دوست کا خفیہ اڈہ ہے ۔ میں نے انہیں آناولی سے دور اس لئے بھجوایا ہے تاکہ اگر آپ وہاں آئیں تو آناولی میں موجود پاور ایجنسی کے آدمی آپ کے ہیلی کاپٹر کو مارک نہ کر سکیں ۔ اوور"...... چھمن نے

تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ ویری گڈ ۔ ویری گڈ ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ تمہیں انعام ملے گا اور عہدہ بھی ۔ تم اس اڈے پر پہنچو اور ان کا خیال رکھو ۔ انہیں کسی طرح بھی ہوش میں نہ آنا چاہئے ۔ میں جلد ہی وہاں پہنچ جاؤں گا ۔ اوور اینڈ آل"...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے اٹھایا اور واپس الماری میں رکھ کر وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس اڈے پر پہنچ جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں لیکن وہ فوراً ایسا نہ کرنا چاہتا تھا ۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل موہن کے آدمی ارد گرد موجود ہیں اور وہ اس کے ہیلی کاپٹر کو اس واردات کے فوراً بعد پرواز کرتے دیکھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کرنل موہن کے آدمی دوبارہ ان پر حملہ کر کے ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کرنا چاہیں جبکہ وہ اس وقت ادھر جانا چاہتا تھا جب اسے پوری طرح تسلی ہو جائے کہ کسی کو بھی علم نہیں ہو سکا کہ آخری واردات اس کے آدمیوں نے کی ہے ۔

ٹائیگر ، جوزف اور جوانا تینوں مقامی افراد کے میک اپ اور
لباسوں میں بھواجا پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستے پر واقع گاؤں
نور پور کے ایک مکان میں موجود تھے ۔ عمران نے ان تینوں کو اپنے
اور اپنے ساتھیوں سے علیحدہ نور پور پہنچنے کا حکم دیا تھا ۔ ان کے پاس
ایک بڑا سا تھیلا تھا جس میں بظاہر تو پہاڑی جڑی بوٹیاں تھیں لیکن
اس جڑی بوٹیوں کے ذخیرے کے اندر کا سموس گنوں کے پارٹس
علیحدہ علیحدہ کر کے چھپائے گئے تھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میگزین نما
چار نیلے رنگ کے ڈبے تھے جو بظاہر عام سے ڈبے لگتے تھے لیکن عمران
نے ٹائیگر کو بتا دیا تھا کہ ان چاروں ڈبوں میں وہ مخصوص گیسیں
موجود ہیں جن کے فائر سے سٹور کئے جانے والے "ڈبل سی" ہتھیاروں
کو ناکارہ بنایا جا سکتا ہے ۔ چونکہ ٹائیگر خود گیسوں کا ماہر تھا اس لئے
عمران نے اسے اس بارے میں پوری تفصیل بتا دی تھی ۔ اس بار

عمران نے دو طرفہ حملہ کرنے کی پلاننگ کی تھی ۔ اسے جب ٹائیگر نے
سرحدی شہر عالم پور سے واپسی پر ملٹری انٹیلی جنس کے بارے میں
تفصیلی رپورٹ دی تو عمران کو معلوم ہو گیا کہ کافرستانی حکام کو اس
بارے میں علم ہو چکا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سٹور
پر حملہ کرنے والی ہے اس سے ناٹران کی اس رپورٹ کے بارے میں
وضاحت ہو گئی تھی جو اس نے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہونے والی ٹاپ
سیکرٹ میٹنگ کے بارے میں دی تھی ۔ اس میٹنگ میں کافرستان کی
چار ایجنسیوں کے سربراہوں نے شرکت کی تھی اور اسے یقین تھا کہ
میٹنگ میں فیصلہ یہی ہوا ہو گا کہ چاروں ایجنسیاں بھواجا پہاڑیوں کے
گرد اطراف میں پھیل کر نگرانی کریں اور ٹائیگر کی رپورٹ کے مطابق
سرحدوں پر اس خاص بھواجا پہاڑیوں پر ملٹری انٹیلی جنس کو تعینات کیا
گیا تھا لیکن اصل مسئلہ بھواجا پہاڑیوں میں داخل ہونے کا تھا ۔ اس لئے
عمران نے ڈبل پلاننگ کی تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ چاروں ایجنسیوں کا
ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ہو گا اس لئے وہ لامحالہ
عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی چیک کرتے رہیں گے ۔ اس طرح
ان کی پوری توجہ ان کی طرف ہو جائے گی اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا
کے ساتھ بھواجا پہاڑیوں میں داخل ہو کر اس سٹور تک پہنچ سکتا ہے ۔
مقصد تو سٹور کو تباہ کرنا ہے اگر یہ کام ٹائیگر، جوزف اور جوانا کر لیں
تو بھی ایک ہی بات ہے اور اگر عمران اور اس کے ساتھی کر لیں تو
تب بھی ایک ہی بات ہے ۔ نور پور گاؤں بھواجا پہاڑیوں کی طرف

جانے والے راستے کا سب سے آخری گاؤں تھا اور یہاں مشکباری
مجاہدین کا ایک خفیہ اڈہ موجود تھا۔ عمران نے اس مشن کے لئے
مشکباری مجاہدین کے ایک منظم اور فعال گروپ سے بات چیت کر
لی تھی۔ اس گروپ کا انچارج فاروق سوتارگ تھا جسے عام طور پر
سوتارگ ہی کہا جاتا تھا۔ اس گروپ کا انچارج ٹائیگر تھا اور عمران نے
جوزف اور جوانا کو خاص طور پر ہدایات دی تھیں کہ وہ ٹائیگر کو کسی
شکایت کا موقع نہ دیں۔ ٹائیگر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سمگلروں کے
روپ میں یہاں نور پور پہنچا تھا اور اس وقت وہ سوتارگ کے انتظار
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ سوتارگ ایک ایسے آدمی کو لینے گیا تھا جو
بھواجا پہاڑیوں میں واقع ایک قدیم پہاڑی گاؤں کا رہنے والا تھا اور
بھواجا پہاڑیوں کے ایک ایک حصے سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کے
ساتھ ہی وہ کافرستان کی فوج میں حوالدار بھی رہ چکا تھا۔ اس لئے وہ
ٹائیگر اور اس کے گروپ کے لئے اچھا گائیڈ بن سکتا تھا اس کا نام علی
احمد تھا۔ وہ اب سوتارگ کے گروپ سے متعلق تھا اور سوتارگ نے
اس کی صلاحیتوں کی بے حد تعریف کی تھی اس لئے ٹائیگر اسے بطور
گائیڈ ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گیا تھا۔

"پہلے تو اس بات کا پتہ چلانا چاہئے کہ یہ سٹوران پہاڑیوں میں ہے
کہاں۔ ورنہ تو ہم ادھر ادھر بھٹکتے ہی پھریں گے"...... جوانا نے ٹائیگر
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوشش تو کی ہے لیکن ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا"۔ ٹائیگر

نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات
چیت ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا
نوجوان اندر داخل ہوا۔ جس کے چوڑے چہرے پر بھری ہوئی سیاہ
داڑھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے
قد اور چھریرے جسم کا نوجوان تھا جس نے خاکی رنگ کی یونیفارم نما
لباس پہنچا ہوا تھا۔ آنکھوں کی چمک کے لحاظ سے وہ ذہین اور جسمانی لحاظ
سے خاصا پھرتیلا دکھائی دے رہا تھا۔ داڑھی والا مشہور مشکباری مجاہد
فاروق سوتارگ تھا اور جب تعارف ہوا تو ٹائیگر کو معلوم ہو گیا کہ
اس کے ساتھ آنے والا علی احمد ہے۔

"جناب سوتارگ صاحب نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔
مشکباریوں کی تحریک آزادی کے لئے آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے
لئے ہم آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں اور آپ کے ساتھ کام کر کے مجھے
ساری عمر اپنے آپ پر فخر رہے گا"...... علی احمد نے بڑے پرخلوص لہجے
میں کہا۔

"شکریہ علی احمد"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ علی احمد سے باتیں کریں۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے
اور علی احمد نہ صرف آپ کے لئے بہترین گائیڈ ہو گا بلکہ یہ آپ کے لئے
ہر قسم کے انتظامات بھی کر سکتا ہے"...... سوتارگ نے مسکراتے
ہوئے کہا اور ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا۔ ٹائیگر نے میز پر
تہہ کر کے رکھے ہوئے نقشے کو کھول دیا۔ یہ اس علاقے کا تفصیلی نقشہ

تھا اور ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ یہ نقشہ سوتارگ نے انہیں مہیا کیا تھا۔

" آپ یہ نقشہ دیکھ رہے ہیں " .... ٹائیگر نے علی احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جناب۔ یہ نقشہ میرا ہی تیار کردہ ہے اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کا ماتحت ہوں اس لئے آپ مجھے آپ کی بجائے تم سے مخاطب کریں تو مجھے خوشی ہو گی " .... علی احمد نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" گڈ .... یہ تو واقعی خوشی کی بات ہے کہ یہ نقشہ تمہارا بنایا ہوا ہے۔ میں تمہیں یہ نقشہ اس لئے دکھانا چاہتا تھا کہ ہمارا ٹارگٹ بھواجا پہاڑیوں میں تعمیر کردہ ایک خفیہ سٹور ہے۔ اس سٹور میں انتہائی خوفناک کیمیائی ہتھیاروں جنہیں سائنسی زبان میں ڈبل سی ہتھیار کہا جاتا ہے ایسی آبادیوں میں استعمال کیا جانے والا ہے جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ ان ہتھیاروں کے اندر انتہائی خوفناک کیمیائی گیسیں موجود ہیں جو فضا میں پھیل کر ایسی پیچیدہ وبائی انداز کی بیماریاں پیدا کر دیتی ہیں کہ لاکھوں آدمی ان بیماریوں کا شکار ہو کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے اور انہیں بین الاقوامی طور پر بیماریاں ہی سمجھا جائے گا۔ اس طرح کافرستان بھی بدنام نہ ہو گا اور مشکبار سے لاکھوں مسلمانوں کا خاتمہ بھی کر دیا جائے گا اور اس طرح کافرستان کے خیال کے مطابق مشکبار کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ یہ ہتھیار کافرستان نے حاصل کر لئے ہیں اور انہیں بین الاقوامی چیکنگ سے بچانے کے لئے بھواجا پہاڑیوں کے اندر اس کا ایک خفیہ سٹور بنایا

گیا ہے جس میں آج کل ایک ایسی مشین نصب کی جا رہی ہے جو ان ہتھیاروں کو بین الاقوامی جاسوس سیاروں کی چیکنگ سے محفوظ کر دے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بھیانک سازش کا علم ہو گیا تو وہ اس سازش کے خاتمے کے لئے مشکباریوں کی مدد کے لئے میدان میں اتر آئی۔ کافرستان کو بھی اس کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے کافرستان کی چار انتہائی طاقتور ایجنسیوں، سیکرٹ سروس، پاور ایجنسی، بلیک فورس اور ملٹری انٹیلی جنس کو اس سٹور کی حفاظت اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے خاتمے کے لئے ان پہاڑیوں کے گرد پھیلا دیا گیا ہے۔ چنانچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے انچارج اور میرے استاد علی عمران صاحب نے اس سٹور کو تباہ کرنے کی ڈبل پلاننگ کی ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اپنے طور پر اس سٹور تک پہنچنے کی کوشش کریں گے جبکہ میں اور میرے ساتھی اپنے طور پر اس سٹور تک پہنچیں گے۔ مقصد اس سٹور کو تباہ کرنا ہے۔ کوئی ٹیم بھی کرے " .... ٹائیگر نے علی احمد کے سامنے مشن کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور علی احمد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک اور بھیانک سازش۔ ویری بیڈ۔ یہ تو مشکباریوں کا قتل عام ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ لوگ تو واقعی عظیم ہیں جو آپ صرف مشکباریوں کی مدد کے لئے اس بھیانک اور مکروہ سازش کے خاتمے کے لئے میدان میں اترے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور

خاص طور پر عمران صاحب کے بارے میں تو ہم نے بہت کچھ سن رکھا ہے۔ کیا آپ کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... علی احمد نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں ان کا شاگرد ہوں اور یہ جوزف اور جوانا دونوں عمران کے ساتھی ہیں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے بلکہ براہ راست عمران صاحب سے ہی ہے اور عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ میں نے تمہیں یہ ساری تفصیل صرف اس لئے بتائی ہے تاکہ تمہیں پوری طرح علم ہو سکے کہ ہم نے کیا کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ نے اچھا کیا جناب کہ مجھے یہ تفصیل بتا دی ہے۔ میں اس مشن کی خاطر اپنی جان تک لڑا دوں گا"۔ علی احمد نے کہا۔

"یہ نقشہ تمہارا تیار کردہ ہے اور سوتارگ کے مطابق بھواجا پہاڑیوں کا چپہ چپہ تمہارا دیکھا ہوا ہے۔ کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ ان کیمیائی ہتھیاروں کا سٹور کہاں بنایا گیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہ صرف اندازہ بلکہ میں آپ کو درست جگہ بتا سکتا ہوں"۔ علی احمد نے کہا تو ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں چونک پڑے۔

"وہ کیسے"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب۔ آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اسی سے مجھے پتہ چلا ہے کہ یہاں بھواجا پہاڑیوں پر کیا ہو رہا ہے۔ ورنہ پہلے میں یہی سمجھا تھا کہ

افرستانی فوج ان پہاڑیوں پر کوئی جنگی مشق کر رہی ہے۔ میں کافی عرصہ سے بھواجا پہاڑیوں کے تقریباً درمیان واقع ایک وادی ترنام میں مال بردار ہیلی کاپٹروں کو جاتے دیکھتا رہا ہوں۔ جنہوں نے بڑے بڑے کنٹینرز وہاں شفٹ کئے ہیں۔ اس لئے میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ سٹور وادی ترنام میں بنایا گیا ہے"...... علی احمد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب نقشے میں مجھے بتاؤ کہ یہ وادی کہاں ہے"۔ ٹائیگر نے کہا اور علی احمد نقشے پر جھک گیا اور پھر اس نے ایک جگہ پر اپنی انگلی رکھ دی۔

"یہ ہے جناب وادی ترنام"...... علی احمد نے کہا تو ٹائیگر نے اس جگہ دائرہ لگا دیا۔

"اب اس وادی تک پہنچنے کا کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ ہم کافرستانی فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کی نظروں سے بچ کر وہاں تک جا سکیں"۔ ٹائیگر نے کہا تو علی احمد نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھیں اس انداز میں سکڑ گئیں جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔

"نہیں جناب۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دراصل اس وادی کے چاروں طرف اونچے اور ناقابل عبور پہاڑ ہیں اور یہ پہاڑ اور وادی انتہائی گھنے جنگلات سے پر ہے۔ میں ایک ایسا خفیہ راستہ جانتا ہوں جس کا اختتام وادی کے شمال میں پہاڑی تسا کا تک جاتا ہے لیکن اس سے آگے بہرحال ہمیں اس پہاڑی کی چوٹی تک پہنچ کر اور پھر نیچے وادی تک جانا

ہو گا اور جس قسم کی نقل و حرکت میں نے وہاں دیکھی ہے اس لحاظ سے وادی ترنام کے چاروں طرف پہاڑیوں پر باقاعدہ چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری بھوا جا پہاڑیوں میں چپے چپے پر فوجی پھیلے ہوئے ہیں"...... علی احمد نے کہا۔

"ٹائیگر۔ کیا ہم کافرستانی فوجیوں کے روپ میں وہاں تک نہیں جا سکتے"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ ان لوگوں نے جگہ جگہ باقاعدہ چیکنگ سپاٹ بنائے ہوئے ہیں جہاں کمپیوٹر بھی نصب ہیں اور جدید ترین میک اپ واشر بھی۔ کمپیوٹر کاغذات چیکنگ کرتے ہیں۔ آوازیں چیک کرتے ہیں اور ان پہاڑیوں پر موجود ہر فوجی کو خصوصی کمپیوٹر کارڈ دیا گیا ہے جس کے ساتھ ہی اس کی آواز بھی کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔ اس طرح ہم کسی طرح بھی ان چیکنگ سپاٹس سے بچ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ ساری معلومات مجھے سوتارگ نے مہیا کی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے یہ غلط نہیں ہو سکتیں۔ اس بار ان لوگوں نے انتہائی سخت فول پروف انتظامات کئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ان چیکنگ سپاٹس کو تباہ کر کے تو آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ یہاں ہر طرف جنگل پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم آسانی سے وار کر کے چھپ بھی سکتے ہیں اور آگے بھی بڑھ سکتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"اگر واقعی یہ جنگل ہے تو پھر تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں وہاں تک لے جاؤں گا"...... جوزف نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ہمیں ہیلی کاپٹر مل جائے تو ہم آسانی سے براہ راست اس وادی نام تک پہنچ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہیلی کاپٹر اول تو مل نہیں سکتا۔ اگر مل بھی جائے اسے بغیر چیک کئے فضا میں ہی اڑا دیا جائے گا"...... اس بار علی احمد نے کہا۔

"لیکن ہم نے بہرحال وہاں جانا ہے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ یہ بات تو طے ہے۔ اگر سوچ بچار سے کوئی راستہ نہیں ملتا تو کوئی بات نہیں۔ ہم اندھا اقدام کریں گے۔ پھر جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا"۔ ٹائیگر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"پھر ایسا ہے جناب کہ آپ اس خفیہ راستے سے تساکا تک تو چلیں وہاں سے آگے جو حالات ہوں گے دیکھے جائیں گے"...... علی احمد نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں بہرحال کافرستانی فوجی یونیفارم بھی پہننی ہوں گی اور اسلحہ بھی ساتھ لینا ہو گا"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کریں۔ یہ سب کچھ ابھی مہیا ہو جائے گا"...... علی احمد نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بندوبست کرو تاکہ ہم جلد از جلد اس مشن پر روانہ ہو سکیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں انتظامات کرتا ہوں"...... علی احمد نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" باس نجانے کیا کر رہا ہوگا "....... اچانک جوزف نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" باس نے کیا کرنا ہے۔ وہ بھی اس ٹارگٹ کی طرف ہی روار دواں ہوں گے "....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" مجھے یقین ہے کہ ہم چاہے کچھ کر لیں۔ ماسٹر بہرحال ہم سے پہلے وہاں تک پہنچ جائے گا "....... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" موجودہ حالات میں مشکل ہے اس لئے کہ چاروں ایجنسیاں باس کے پیچھے لگی ہوئی ہیں اسی لئے تو باس نے اس بار یہ پلاننگ کی ہے "۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" کچھ بھی ہو۔ ماسٹر ان چار ایجنسیاں تو کیا چار ہزار ایجنسیوں کے بس کا روگ بھی نہیں ہے وہ بہرحال وہاں تک پہنچ جائے گا اور ہر حالت میں پہنچے گا۔ ویسے میں نے تو ماسٹر سے کہا تھا کہ ہمیں علیحدہ بھیجنے کی بجائے اپنے ساتھ رکھ لے لیکن اس نے انکار کر دیا "....... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس کے بغیر تو مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے ہم دلدل میں رینگنے والے حقیر کیڑے ہیں "....... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ لیکن باس نے تو مجھے کہا تھا کہ جوزف دی گریٹ جنگلوں کا پرنس ہے۔ اس کی پانچ کیا پانچ ہزار حسیں جنگل میں پہنچتے ہی بیدار ہو جاتی ہیں اور جوزف کی موجودگی میں یہ مشن ہم لوگ آسانی سے مکمل

کر لیں گے۔ لیکن تم تو کچھ اور ہی کہہ رہے ہو "....... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس نے کہا ہے ایسا "....... جوزف نے یکلخت چونک کر کہا۔

" ہاں۔ کیوں "....... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

" باس کبھی غلط بات نہیں کر سکتا۔ اگر باس نے کہا ہے تو پھر سو فیصد ٹھیک کہا ہے۔ اب میں حقیر کیڑا نہیں ہوں۔ جوزف دی گریٹ ہوں سمجھے۔ پرنس آف جنگل۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ مشن کس طرح مکمل نہیں ہوتا۔ یہ ہر صورت میں مکمل ہوگا "۔ جوزف نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی ایسا یقین آگیا تھا جیسے مردہ اچانک زندہ ہو گیا ہو۔

" گڈ۔ یہ بات ہوئی ناں "....... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بھی مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر نے جان بوجھ کر یہ جملے کہے تھے تاکہ جوزف پوری طرح جوش میں آجائے اور واقعی ان جملوں سے جوزف کے جسم میں بجلیاں سی بھر گئی تھیں۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت
میں رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ
ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طرح
گھوم گیا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل باغ کے
کمرے میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک چھت پر سرسراہٹ سی سنائی
دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا تھا
اس نے پوری طرح شعور میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ
ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ اس
وقت ایک بڑے سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں
ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کے
ساتھ ہی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے بے
حس و حرکت جسم دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ ابھی بے ہوش ہیں۔ کمرہ

خاصا بڑا تھا لیکن اس کی دیواریں کچی تھیں اور فرش اور چھت کا انداز
بھی بتا رہا تھا کہ یہ کمرہ کسی دیہاتی گھر کا کمرہ ہے۔ اس نے اپنی ٹانگیں
سمیٹیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ
تھا جو بند تھا۔ دروازہ کسی مضبوط لکڑی کا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار
میں بڑا سا روشندان تھا لیکن یہ اینٹوں سے اس طرح بنایا گیا تھا کہ
اینٹوں کے درمیان سوراخ رکھ دیئے گئے تھے۔ ان سوراخوں سے
سورج کی روشنی اندر آرہی تھی جس کی وجہ سے کمرہ روشن تھا۔ کمرے
میں کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ عمران نے اپنی کلائیوں پر ہاتھوں کی
انگلیاں موڑ کر اس چیز کا جائزہ لیا جس سے اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے
اور پھر یہ محسوس کر کے کہ اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی ہے وہ بے
اختیار مسکرا دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو مخصوص انداز
میں موڑ کر کلپ بٹن تک لے جانے کی کوشش شروع کر دی اور چند
لمحوں بعد ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی کلائیاں ہتھکڑیوں
سے آزاد ہو گئیں۔ عمران نے دونوں بازو آگے کئے اور پھر ایک جھٹکے
سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لباس کی جیبوں کی
تلاشی لینی شروع کی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ وہ قدم بڑھاتا
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھینچ کر چیک کیا
لیکن دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس کی باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔
عمران پیچھے مڑا اور پھر اس نے باری باری اپنے چاروں ساتھیوں کی
کلائیوں میں پڑی ہوئی کلپ ہتھکڑیاں کھول دیں۔ اتنی بات تو وہ سمجھ

گیا تھا کہ انہیں کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے اور وہ اپنی
مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی خود بخود ہوش میں
آ گیا ہے لیکن اب مسئلہ تھا دوسرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کا۔
اس کے پاس خنجر بھی نہ تھا کہ اس کی مدد سے وہ ان کے حرام مغز کا
معمولی آپریشن کر کے انہیں ہوش میں لے آتا اور بے ہوشی کی صورت
میں وہ اپنا بچاؤ نہ کر سکتے تھے۔ وہ کچھ دیر ہونٹ بھینچے کھڑا یہی سوچتا رہا
پھر اس نے آگے بڑھ کر صفدر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر
دیا۔ ایسا اس نے صرف اس خیال کے تحت کیا تھا کہ چونکہ وہ خود بخود
ہوش میں آ گیا ہے اس لئے لازماً گیس کے اثرات اب ان کے اعصاب
پر اس قدر شدید نہیں رہے انہیں بے ہوش ہوئے کافی وقت گزر چکا
ہے۔ اس لئے امکان تھا کہ شاید اس طرح یہ لوگ ہوش میں آ جائیں
ورنہ گیس کے اثرات شدید ہونے پر اگر وہ اس طرح سانس روک دیتا
تو ہوش میں آنے کی بجائے آدمی صریحاً موت کے منہ میں چلا جاتا۔
عمران کی نظریں صفدر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن چند لمحوں بعد
اس کے چہرے پر یہ دیکھ کر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ صفدر کے
چہرے پر زردی کی بجائے سرخی پھیلنے لگی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے
لئے دونوں ہاتھ ہٹا لئے۔ وہ وقفہ دے کر صفدر کا سانس روکنا چاہتا تھا
تاکہ گیس کے معمولی سے اثرات جو باقی رہ گئے ہوں وہ اعصابی
جھٹکوں کی وجہ سے ختم ہو جائیں۔ دوسری بار نتیجہ پہلے سے کہیں زیادہ
کامیاب رہا اور پھر تیسرے وقفے کے بعد جب اس نے صفدر کا سانس

روکا تو صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے اور
جب یہ آثار خاصے واضح ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور آگے بڑھ کر
اس نے کیپٹن شکیل کے ساتھ بھی یہی کارروائی دوہرانی شروع کر دی
ابھی وہ اس کارروائی میں مصروف تھا کہ صفدر نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں۔ لیکن ظاہر ہے گیس کے اثرات کی وجہ سے وہ فوری
طور پر ہوش میں نہ آ سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے اپنی کارروائی جاری
رکھی اور جب اس نے کیپٹن شکیل کے ہوش میں آنے کے آثار دیکھے
اور وہ پیچھے ہٹا تو صفدر پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا۔
"آپ۔ آپ۔ عمران صاحب۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... صفدر
نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے سامنے کھڑے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"پوری طرح ہوش میں آ جاؤ صفدر۔ اس وقت ہم دشمنوں کے
نرغے میں ہیں"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کیپٹن
شکیل کے ساتھ پڑے ہوئے تنویر پر جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا
ناک اور منہ بند کر دیا اور پھر جب وہ تنویر سے ہٹ کر آخر میں پڑے
ہوئے چوہان کی طرف بڑھا تو کیپٹن شکیل ہوش میں آ چکا تھا اور پھر
تھوڑی دیر بعد تنویر اور چوہان بھی ہوش میں آ گئے۔
"یہ ہم کہاں ہیں"...... صفدر نے کہا۔
"کوئی دیہاتی گھر لگتا ہے۔ بہرحال ہماری مکمل تلاشی لی گئی ہے
ویسے شکر ہے کہ ابھی چہروں پر میک اپ موجود ہے"...... عمران نے
کہا اور ایک بار پھر بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر

اپنا ایک جوتا پیر سے اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں کچے فرش پر مارنا شروع کر دیا۔ چونکہ فرش کچا تھا اس لئے دو تین ضربیں لگانا پڑیں تب جا کر بوٹ کی ٹو سے ایک تیز چھری باہر آ گئی۔ عمران نے بوٹ کو مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑا اور اس چھری کی مدد سے اس نے دروازے کی چوکھٹ کی سائیڈ کو تیزی سے چھری مار مار کر توڑنا شروع کر دیا چونکہ دیوار کچی تھی اس لئے ایک تو اس طرح کی کارروائی سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور دوسرا یہ کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ کی محنت کے بعد وہ چوکھٹ کی ایک سائیڈ کو اوپر سے اور نیچے سے دیوار میں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ دیہاتی انداز کے دروازے کی چوکھٹ اس طرح بنائی جاتی ہے کہ اس کے اوپر اور نیچے والے جوڑے دونوں حصے اصل چوکھٹ سے تھوڑے تھوڑے بڑے رکھے جاتے ہیں اور یہ بڑھے ہوئے حصے دیوار کے اندر چن دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے چوکھٹ جم جاتی ہے۔ کچی دیوار سے جیسے ہی اوپر اور نیچے کے دونوں بڑھے ہوئے ایک سائیڈ کے حصے دیوار سے باہر آئے چوکھٹ نے اس سائیڈ سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور عمران نے جب دونوں ہاتھ رکھ کر اسے زور سے دھکیلا تو ہلکی سی چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی چوکھٹ باہر کو نکلتی چلی گئی۔ اگر عمران چاہتا تو زور دار جھٹکے دے کر پوری چوکھٹ بھی دیوار سے نکال سکتا تھا۔ لیکن اسے باہر کے حالات کا علم نہ تھا اس لئے وہ احتیاط سے کام لے رہا تھا۔ جب چوکھٹ کا ایک حصہ اس قدر دیوار سے باہر نکل گیا کہ ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ بن گیا تو

عمران اس خلا سے باہر نکل آیا۔ یہ ایک اور کمرہ تھا جس میں چارپائیاں پڑی ہوئی تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ اس کمرے کا دروازہ بھی ایک ہی تھا جو بند تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان سا بکھر گیا کیونکہ وہ دروازہ صرف بھڑا ہوا تھا۔ اس کی باہر سے کنڈی نہ لگائی گئی تھی۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کے پٹ کھولے تو باہر ایک بڑا سا صحن تھا اور صحن کے دوسرے کنارے پر چار کمرے بنے ہوئے تھے جن میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جبکہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ احاطے کے گرد چار دیواری تھی اور بائیں طرف لکڑی کا ایک پھاٹک لگا ہوا تھا جو بند تھا۔ جس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ اس پھاٹک کے قریب تھا جبکہ جس دروازے میں سے عمران جھانک رہا تھا وہ ان کمروں کی سیدھ میں تھا جن کے دروازے بند تھے۔

"احتیاط سے باہر نکلو اور تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ ساتھ لگ کر میرے پیچھے آؤ۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کمرے میں لوگ موجود ہیں اور ہمارے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے"...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران بوٹ دوبارہ پہن چکا تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا تیزی سے دائیں طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی

بھی ایک ایک کر کے اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ جب عمران اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے اس کھلے دروازے کے اندر سے باہر آئے بغیر نہ دیکھا جا سکتا تھا تو وہ بڑے محتاط انداز میں پنجوں کے بل دوڑتا ہوا صحن کراس کر کے ان کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا جن کے دروازے بند تھے۔ اس کے ساتھی ظاہر ہے اس کی پیروی کر رہے تھے۔ عمران ان کمروں کے پاس پہنچ کر اب ان کی دیواروں کے ساتھ لگ کر اس کھلے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ابھی تک چھمن واپس نہیں آیا۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر میں آ جائے گا"...... کمرے کے اندر سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"آ جائے گا۔ کسی کام میں پھنس گیا ہو گا"...... دوسری آواز سنائی دی۔ وہ بھی مردانہ آواز تھی اور پھر حقہ گڑگڑانے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران سمجھ گیا کہ اندر دو آدمی موجود ہیں جو اطمینان سے بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر تیزی سے بڑھ کر وہ اچھل کر اس کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو"...... عمران نے چیخ کر کہا تو چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد بری طرح بوکھلا کر اٹھے کہ دوبارہ چارپائیوں پر گر گئے اور اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی اندر آ گئے اور پھر معمولی سی جدوجہد کے بعد ان دونوں کو آسانی سے بے ہوش کر دیا گیا۔ ویسے وہ دونوں عام سے دیہاتی دکھائی دے رہے تھے۔

"باقی کمروں کو چیک کرو ان میں کیا ہے۔ میں اس کمرے کو چیک کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھی باہر نکل گئے جبکہ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اسے دراصل فوری طور پر اسلحے کی تلاش تھی لیکن اس کمرے میں دیہاتیوں کے عام سے سامان کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا۔

"عمران صاحب۔ ایک کمرے میں الماری میں اسلحہ موجود ہے۔ باقی میں تو غیر ملکی شراب کی پیٹیاں پڑی ہیں"...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک مشین پسٹل عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ۔ تو یہ سمگلروں کا اڈہ ہے"...... عمران نے مشین پسٹل لے کر اس کا میگزین چیک کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ اسرار کیا ہے۔ ہم کن لوگوں کے ہاتھ لگ گئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ دونوں کسی چھمن کے آنے کی بات کر رہے تھے"...... عمران نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پھاٹک تک پہنچ گیا۔ پھاٹک اندر سے بند نہ تھا۔ عمران نے پھاٹک کو تھوڑا سا کھولا ہی تھا کہ اسے سائیڈ سے ایک جیپ کی آواز سنائی دی جو پھاٹک کی طرف ہی آتی سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھٹکا دے کر پھاٹک کو پوری طرح کھولا اور پھر ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کا

اشارہ سمجھ کر تیزی سے سائیڈوں میں ہوئے تو اسی لمحے ایک بڑی خاکی رنگ کی جیپ موڑ کاٹ کر اندر داخل ہوئی اور سیدھی اس کمرے کے قریب جا کر رک گئی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ اسی لمحے جیپ سے تین افراد جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اچھل کر نیچے اترے ہی تھے کہ عمران نے ان میں سے ایک پر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی باقی دو پر چھلانگیں لگائیں چونکہ آنے والے ایسی کسی سچوئیشن کے لئے ذہنی طور پر تیار ہی نہ تھے اس لئے وہ کسی قسم کا تحفظ ہی نہ کر سکے اور چند لمحوں میں بے ہوش ہو کر فرش پر ساکت پڑے نظر آ رہے تھے۔

"پھاٹک بند کر دو چوہان اور وہیں رکو"...... عمران نے مڑ کر چوہان سے کہا اور چوہان تیزی سے سر ہلاتا ہوا واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔

"ان تینوں کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔ ان میں سے ایک یقیناً لچھمن ہوگا"۔ عمران نے باقی ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں وہ دو دیہاتی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے جیپ میں آنے والے تینوں افراد کو اٹھا کر کمرے میں لا کر فرش پر لٹا دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک دیہاتی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی جب اس دیہاتی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران سیدھا

کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور عمران نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"کک۔ کک۔ کون۔ کون ہو تم۔ یہ۔ یہ"...... اس آدمی نے بری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"ان میں سے لچھمن کون ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ موچھوں والا۔ یہ۔ یہ"...... اس آدمی نے فوراً ہی فرش پر پڑے ہوئے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کی بڑی بڑی موچھیں تھیں۔

"یہ کس کا اڈہ ہے"...... عمران نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"سردار موہن سنگھ کا۔ ہم تو غریب ملازم ہیں جناب۔ صرف چوکیدار ہیں جناب"...... اسی دیہاتی آدمی نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس نے شاید یہ سمجھ لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی سرکاری آدمی ہیں جو اس اڈے پر چھاپہ مارنے آئے ہیں۔

"سامنے والے کمرے میں جو آدمی بے ہوش رکھے گئے ہیں انہیں کون لایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"لچھمن کے آدمی لائے تھے۔ لچھمن سردار موہن کا دوست ہے۔ ان آدمیوں نے کہا تھا کہ لچھمن ابھی یہاں پہنچ جائے گا۔ تب تک ہم خیال

رکھیں ۔ لیکن وہ بے ہوش تھے اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اس لئے ہم نے ان کا کیا خیال رکھنا تھا "...... اس دیہاتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے انہیں دیکھا ہے "........ عمران نے پوچھا۔

" جی ۔ جی نہیں ۔ وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں کاندھوں پر اٹھائے ہوئے لائے اور وہ انہیں سیدھے وہاں لے گئے اور پھر باہر آ کر دروازہ بند کر کے چلے گئے " ۔ دیہاتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سردار موہن سنگھ کہاں ہے " ۔ عمران نے پوچھا۔

" وہ ۔ وہ سونار گاؤں میں رہتے ہیں اپنی حویلی میں جناب " ۔ دیہاتی نے جواب دیا۔

" یہ جگہ کون سی ہے "........ عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے قریب ڈاجل گاؤں ہے ۔ یہ احاطہ وہاں سے کافی ہٹ کر ہے "...... اس دیہاتی نے جواب دیا۔

" کاچار یہاں سے کتنی دور ہے "........ عمران نے پوچھا۔

" کاچار جناب بہت دور ہے ۔ یہاں سے قریب تو آنا ولی شہر ہے جناب "........ دیہاتی نے جواب دیا ۔ اب وہ ذہنی طور پر کافی حد تک سنبھل گیا تھا ۔ اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دیہاتی کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب کھا کر چیختا ہوا چار پائی پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

" اس لچھمن کو اٹھا کر جیپ میں ڈالو اور سوائے ان دو بے گناہ

دیہاتیوں کے اس کے باقی ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دو "...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا ۔ چند لمحوں بعد کمرہ مشین پسٹل کی فائرنگ سے گونج اٹھا اور پھر صفدر لچھمن کو کاندھے پر لادے کمرے سے باہر آ گیا ۔ اس نے اسے جیپ کے عقبی حصے میں لٹایا اور اس کے بعد وہ سب جیپ پر سوار ہو گئے ۔ لچھمن کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں جو عمران کے ساتھیوں نے اٹھا لی تھیں ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا ۔ چند لمحوں بعد جیپ اس احاطے کے کھلے پھاٹک سے نکل کر تیزی سے اس طرف کو بڑھتی چلی گئی جدھر سے وہ آئی تھی ۔ یہ کچا پہاڑی راستہ تھا ۔ کافی دور آنے کے بعد انہیں ایک طرف پھیلا ہوا گھنا جنگل نظر آیا تو عمران نے جیپ کا رخ اس جنگل کی طرف موڑ دیا اور پھر جنگل کے کافی اندر پہنچ کر اس نے جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔

" اب اس لچھمن کو نیچے اتارو ۔ اب اس سے باقی حالات کا علم ہو گا" ۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد لچھمن کو جیپ سے نیچے اتار کر گھاس پر لٹا دیا گیا۔

" جیپ میں رسی موجود ہے اور ٹرانسمیٹر بھی ۔ کیوں نہ اس لچھمن کو کسی درخت سے باندھ دیا جائے ۔ اس طرح اس سے پوچھ گچھ میں آسانی ہو گی "....... صفدر نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو ٹھیک ہے ۔ رسی لے آؤ اور ٹرانسمیٹر بھی باہر لے آؤ ۔ ہو سکتا ہے اس پر اچانک کسی کی کال آ جائے "........ عمران نے کہا اور

پھر چند لمحوں بعد لچھمن کو رسی کی مدد سے ایک درخت کے تنے سے باندھ دیا گیا اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب لچھمن کے جسم میں حرکت کے آثار واضح ہونے لگے تو عمران پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کی نظریں لچھمن پر لگی ہوئی تھیں اور تھوڑی دیر بعد لچھمن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحوں تک تو خالی خالی نظروں سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ اوہ۔ تم عمران تو نہیں ہو"...... لچھمن کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"تم نے مجھے میک اپ میں کیسے پہچان لیا لچھمن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میں نے تمہیں ویگن سے نکلوا کر اپنے آدمیوں کے ہاتھ بھجوایا تھا اور اب تمہارے قدوقامت سے میں پہچان گیا ہوں کہ تم عمران ہو۔ لیکن۔ لیکن میں کہاں ہوں۔ تم کیسے آزاد ہو گئے اور یہ تو میری جیپ ہے۔ وہ میرے ساتھی"...... لچھمن نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سس۔ سیکرٹ سروس سے۔ لچھمن نے رک رک کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

"سیکرٹ سروس۔ مطلب ہے کہ تم شاگل کے ماتحت ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں سیکرٹ سروس کے ایک شعبے کا انچارج ہوں"۔ اس بار لچھمن نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ہوٹل سے ہمیں سیکرٹ سروس نے اغوا کیا تھا۔ لیکن کاچار تو یہاں سے بہت دور ہے۔ پھر ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ کیا شاگل نے اس کا حکم دیا تھا۔ مگر شاگل تو ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے دیتا۔ اس نے ہمیں کیوں زندہ رکھا"...... اس بار عمران کا اپنا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمہیں ساری بات بتا سکتا ہوں کیونکہ تم نجانے کتنی بار موت کے منہ سے نکل کر یہاں تک پہنچے ہو"...... لچھمن نے کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اس لئے تمہیں مار کر ہمیں کیا ملے گا۔ کیا تمہارے ہلاک کرنے سے سیکرٹ سروس ختم ہو جائے گی۔ اس لئے بے فکر رہو۔ کم از کم تم ہمارے ہاتھوں نہ مارے جاؤ گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ مجھے تمہاری بات پر اعتماد ہے"...... لچھمن نے جواب دیا اور پھر اس نے وہ ساری تفصیل بتانا شروع کر دی جو اسے شاگل نے ٹرانسمیٹر پر بتائی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔ انہیں یقین ہی نہ آرہا تھا کہ بے ہوشی کے

دوران وہ کس طرح بلیک فورس ۔ سیکرٹ سروس ۔ پاور ۶ ایجنسی اور پھر آخر میں سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھتے رہے ۔

" کیا تم درست کہہ رہے ہو یا صرف یہ ساری کہانی سنسنی خیزی کے طور پر سنائی ہے تم نے "....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے ۔ تمہیں پہلے بلیک فورس نے اغوا کیا۔ اس سے سیکرٹ سروس نے تمہیں چھیننے کی کوشش کی پھر پاور ۶ ایجنسی نے تمہیں چھین لیا۔ پاور ۶ ایجنسی سے پھر ہم نے یعنی سیکرٹ سروس نے تمہیں حاصل کر لیا "....... لچھمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" حیرت ہے ۔ ہم تو لوٹ کا مال بنے رہے ہیں "....... عمران نے کہا اور لچھمن بے اختیار ہنس دیا۔

" تمہاری اہمیت ہی اس قدر ہے کہ ہر ایجنسی تمہارے خاتمے کا کریڈٹ حاصل کرنا چاہتی ہے "....... لچھمن نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" اتنی اہمیت نہیں ہے جتنی کافرستان والوں نے بنا دی ہے ۔ بہرحال اب تم اس احاطے میں آئے تھے ۔ تمہارا کیا پروگرام تھا"۔ عمران نے کہا۔

" میں نے وہاں چیف شاگل کی آمد کا انتظار کرنا تھا اور بس ۔ لیکن تم کس طرح ہوش میں آگئے ۔ تمہیں تو گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اور ہمیں بھی نہیں معلوم تھا کہ تمہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا

ہے ۔ اس کے علاوہ تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی موجود تھیں اور وہاں موجود آدمیوں کو تمہاری نگرانی کا بھی حکم دیا گیا تھا"۔ لچھمن نے کہا۔

" شاگل ہیلی کاپٹر پر اڈے پر آئے گا یا جیپ پر "....... عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

" وہ تو ظاہر ہے اپنے ہیلی کاپٹر پر ہی آئیں گے "....... لچھمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ بھواجا پہاڑیوں پر تو ہیلی کاپٹر پر چیکنگ کے لئے جاتا رہتا ہوگا"۔ عمران نے کہا تو لچھمن بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ ۔ اوہ تو تم یہ سوچ رہے ہو کہ چیف کے ہیلی کاپٹر کی مدد سے بھواجا پہاڑیوں پر پہنچ جاؤ ۔ تو سنو عمران ۔ میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں ۔ ماننا یا ماننا تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے ۔ بھواجا پہاڑیوں کا مکمل کنٹرول ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے اور اس نے وہاں قدم قدم پر چیکنگ سپاٹس بنائے ہیں جن میں انتہائی جدید کمپیوٹر بھی موجود ہیں اور میک اپ واشر بھی ۔ ملٹری انٹیلی جنس کے وہ سب افراد اور ان کے ساتھی اور ان تمام فوجیوں کو جو بھواجا پہاڑیوں پر تعینات کئے گئے ہیں خصوصی طور پر تیار کردہ کمپیوٹر کارڈ دیئے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ ہر آدمی کی آواز کمپیوٹر میں فیڈ کی گئی ہے جس کا مخصوص نشان بھی کارڈ پر موجود ہوتا ہے ۔ اس طرح کوئی بھی آدمی اس کمپیوٹر کو دھوکہ نہیں دے سکتا ۔ نہ شکل تبدیل کر کے اور نہ آواز بدل کر ۔ اس کے ساتھ

ساتھ وہاں اونچی چوٹیوں پر چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں جن میں انتہائی جدید چیکنگ مشینیں نصب ہیں اور تا اطلاع ثانی ہر قسم کے جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کی پرواز بھواجا پہاڑیوں پر بند کر دی گئی ہے اور اگر کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر وہاں سے گزرے چاہے وہ صدر مملکت کا ہی کیوں نہ ہو تو اس بارے میں واضح حکم ہے کہ اسے چیک کئے بغیر فوری طور پر میزائل سے اڑا دیا جائے ۔ پاور ایجنسی ، بلیک فورس اور سیکرٹ سروس بھواجا پہاڑیوں کی حدود سے باہر مختلف سمتوں میں کام کر رہی ہیں ۔ ان کو صرف یہی کام سونپا گیا ہے کہ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کریں ۔ ان ایجنسیوں کا کوئی آدمی حتیٰ کہ ان کے چیفس بھی بھواجا پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتے ۔ ورنہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم ہے ۔ اس لئے اگر تم چیف کے ہیلی کاپٹر پر وہاں جانے کا سوچ رہے ہو تو پھر ایک لمحے میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے "...... لچھمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ لچھمن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے ۔

" اس کا مطلب ہے کہ اس بار انتہائی سخت اقدامات کئے گئے ہیں "۔ عمران نے کہا ۔

" ایسے کہ کوئی ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اس مشن کے لئے کافرستان کو ایک مختصر سا عرصہ درکار ہے "۔ لچھمن نے جواب دیا ۔

" تمہیں معلوم ہے کہ یہ مشن کیا ہے "...... عمران نے پوچھا ۔

" نہیں ۔ یہ ٹاپ سیکرٹ مشن ہے ۔ اس کا علم کسی کو بھی نہیں ہے "...... لچھمن نے جواب دیا ۔

" اوکے ۔ تم نے یہ سب کچھ بتا کر اپنے آپ کو زندہ رہنے کا ویسے بھی جواز پیدا کر دیا ہے اس لئے ہم تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں ۔ اب اگر کسی نے یہاں آکر تمہیں ان رسیوں سے آزاد کر دیا تو ٹھیک ۔ ورنہ تمہارا مقدر "...... عمران نے کہا اور واپس جیپ کی طرف مڑنے لگا ۔

" رک جاؤ ۔ رک جاؤ ۔ مجھے اس طرح مت چھوڑ کر جاؤ ۔ یہاں کوئی نہیں آئے گا اور میں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گا ۔ رک جاؤ "...... لچھمن نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔

" دیکھو لچھمن ۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہیں زندہ بھی رہنے دیں اور تمہیں ساتھ ساتھ بھی لادے پھریں یا یہاں سے تمہیں اکیلا بھیج دیں تاکہ تم شاگل کو ہمارے زندہ رہنے کی اطلاع دے دو اور ایک بار پھر ہمیں گھیر لیا جائے "...... عمران نے مڑ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" وہ تو اسے ویسے ہی پتہ چل جائے گا ۔ میں بتاؤں یا نہ بتاؤں ۔ تم مجھے آزاد کر دو ۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں "...... لچھمن نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا ۔

" ایک شرط پر ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ تم ہمیں بھواجا پہاڑیوں میں

داخل ہونے کا کوئی ایسا راستہ بتاؤ جس کا علم دوسروں کو نہ ہو"۔ عمران نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ مجھے نہیں معلوم ۔ میں کبھی بھواجا پہاڑیوں پر نہیں گیا۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا سچ کہہ رہا ہوں "...... لچھمن نے جواب دیا۔

" گڈ ۔ تم واقعی سچے آدمی ہو ۔ ورنہ تم اپنی آزادی کے لئے بھی جھوٹ بول سکتے تھے اور جھوٹ موٹ کا راستہ بتا دیتے ۔ سنو لچھمن ۔ کوئی ایسا آدمی ۔ ریفرنس یا ٹپ بتا دو جہاں سے ہم ان پہاڑیوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کر سکیں ۔ پھر تم آزاد ہو گے "۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ایسا آدمی ہے ۔ وہی سردار موہن سنگھ ۔ جس کے اڈے پر تمہیں رکھا گیا تھا۔ وہ میرا دوست ہے اور ان علاقوں میں شراب کا بہت بڑا سمگلر ہے ۔ اس کے اڈے بھواجا پہاڑیوں پر تھے جو فوج کے آنے کی وجہ سے اسے فوری طور پر ختم کرنا پڑے ۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کی وجہ سے اسے بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے "۔ لچھمن نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

" اس سردار موہن سنگھ سے کہاں ملا جا سکتا ہے "...... عمران نے کہا۔

" سونار گاؤں میں اس کی حویلی ہے۔ وہ وہاں رہتا ہے "...... لچھمن نے جواب دیا۔

" اوکے ...... صفدر اسے کھول دو اور اس کے صرف ہاتھ باندھ دو"۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا لچھمن کی طرف بڑھ گیا۔

" سنو لچھمن ۔ اگر تم ہمیں اس سردار موہن سنگھ سے ملوا دو تو ہم تمہیں وہاں چھوڑ دیں گے ۔ یہ ہمارا وعدہ "...... عمران نے کہا۔

" م ۔ م ۔ میں تیار ہوں "...... لچھمن نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چند لمحوں بعد لچھمن کی رسیاں کھول دی گئیں البتہ اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دیئے گئے اور پھر اس سے پہلے کہ لچھمن کو جیپ میں سوار کرایا جاتا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور وہ سب چونک پڑے ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ چیف کی کال ہو گی ۔ اس مخصوص فریکونسی سے صرف وہی واقف ہیں "...... لچھمن نے چونک کر کہا۔

" تو پھر سنو۔ تم شاگل سے بات کرو گے اور اسے بتاؤ گے کہ جب تم وہاں اس اڈے پر پہنچے تو ہم وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر کے فرار ہو چکے تھے اور اب تم ہمیں تلاش کر رہے ہو ۔ لیکن یہ دیکھ لو اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے کی کوشش کی تو اس اشارے سے اسے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا لیکن تمہاری گردن ایک لمحے میں ٹوٹ جائے گی "۔ عمران نے کہا۔

" م ۔ م ۔ میں کوئی اشارہ نہ دوں گا "...... لچھمن نے کہا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے لچھمن کے منہ کے قریب کر کے اس کا بٹن

آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ شاگل کالنگ اوور "........ شاگل کی چیختی ہوئی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

" یس سر ۔ لچھمن بول رہا ہوں ۔ اوور "....... لچھمن نے جواب دیا۔

" کال رسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے ۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کی جا رہی ہے ناں ۔ اوور "....... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر عمران اور اس کے ساتھی اس اڈے سے فرار ہو گئے ہیں ۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں ۔ اوور "....... لچھمن نے جواب دیا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا بک رہے ہو ۔ کیا تم ہوش میں ہو ۔ میں تمہیں گولی سے اڑا دوں گا ۔ اوور "........ شاگل نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" میں ٹھیک کہہ رہا ہوں سر ۔ وہ بے ہوش تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں لیکن جب میں اڈے پر پہنچا تو وہاں اڈے پر موجود سب افراد ہلاک ہو چکے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی غائب تھے ۔ نجانے وہ کیسے فرار ہوئے ہیں ۔ میری تو خود سمجھ میں نہیں آ رہا سر ۔ اوور "۔ لچھمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ ویری بیڈ ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ وہ ہیں ہی ایسے ۔ اوہ انہیں موقع مل گیا ۔ کاش میں تمہاری بات مان لیتا اور انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی بھون ڈالتا۔ بہر حال ٹھیک ہے ۔ تمہارا اس میں

کوئی قصور نہیں ہے ۔ یہ انسان تو ہیں ہی نہیں بد روحیں ہیں ۔ تم اب انہیں تلاش کراؤ ۔ تم نے ان کے حلیے دیکھے ہیں ۔ وہ زیادہ دور نہیں جا سکتے اور جیسے ہی وہ نظر آئیں ۔ ایک لمحہ توقف کئے بغیر انہیں گولیوں سے اڑا دو ۔ سمجھ گئے ہو ۔ اوور "........ اس بار شاگل نے انتہائی ڈھیلے سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" یس سر ۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں ۔ اوور "........ لچھمن نے جواب دیا۔

" جیسے ہی ان کے بارے میں معلوم ہو مجھے فوری رپورٹ دینا ۔ اوور اینڈ آل "........ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" گڈ..... آداب سردار موہن سنگھ کے پاس چلیں ۔ پھر تم آزاد ہو گے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے لچھمن کو سہارا دے کر جیپ میں سوار کرایا اور پھر خود بھی جیپ میں سوار ہو گئے ۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور پھر اس نے جیپ سٹارٹ کی اور اسے جنگل کے بیرونی حصے کی طرف موڑ کر آگے بڑھا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل موہن نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل موہن بول رہا ہوں"....... کرنل موہن نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر....... میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ وہ کس طرح۔ پوری رپورٹ دیا کرو"....... کرنل موہن نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ تحقیقات پر پتہ چلا تھا کہ ہماری ویگن پر پہلے حملہ سیکرٹ سروس کے آدمیوں نے کیا۔ لیکن وہ سب مارے گئے اور آتما رام پکڑا گیا۔ لیکن آگے جا کر پھر حملہ ہوا اور آتما رام اور ہمارے آدمی مارے گئے

وہاں ایک ایسے آدمی کی لاش بھی نظر آئی جس کا تعلق پاور ایجنسی سے ہے۔ اس لئے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہماری تحویل سے نکالنے والے پاور ایجنسی کے آدمی ہیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں موجود اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کیا تو ہمیں ایک نئی اطلاع ملی کہ ہم پر حملہ کرنے والے واقعی پاور ایجنسی کے ہی آدمی تھے لیکن پاور ایجنسی والے جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے تو ان پر ایک بار پھر حملہ ہوا اور ان کے سارے آدمی ہلاک ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھی ایک بار پھر غائب ہو گئے۔ ہمارے آدمیوں نے اس سپاٹ کو بھی چیک کیا۔ وہاں ایسے دو آدمیوں کی لاشیں ہمارے آدمیوں نے پہچان لیں جن کا تعلق سیکرٹ سروس سے تھا۔ چنانچہ ہم نے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے مخبروں سے رابطہ کیا تو وہاں سے اطلاع ملی کہ سیکرٹ سروس کے ایک گروپ نے یہ کام کیا ہے اور اس گروپ کا انچارج لچھمن ہے۔ اس نے سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو ٹرانسمیٹر کال پر اطلاع دی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر کال ہمارے مخبروں نے خفیہ طور پر ٹیپ کر لی تھی اور ٹیپ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس لچھمن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک گاؤں ڈاجل میں اپنے کسی دوست کے ڈیرے پر پہنچا دیا ہے اس پر ہم نے ایسے آدمیوں کو تلاش کیا جو لچھمن سے واقفیت رکھتے ہوں تاکہ اس کے دوست کو ٹریس کیا جائے اور پھر ہمیں اطلاع مل گئی کہ ڈاجل گاؤں کے قریب لچھمن کے ایک سمگلر دوست سردار موہن سنگھ کا ڈیرہ

ہے۔ چنانچہ ہمارے آدمیوں نے وہاں چھاپہ مارا۔ لیکن وہاں سے ایک اور اطلاع ملی کہ وہاں سے عمران اور اس کے ساتھی غائب ہو چکے ہیں اور لچھمن کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں سے ملی۔ البتہ دو آدمی بے ہوش تھے۔ انہیں جب ہوش میں لایا گیا تو ان سے ایک نے بتایا کہ پانچ نامعلوم افراد اچانک اندر آئے اور انہیں بے ہوش کر دیا۔ پھر اسے ہوش آیا تو اس نے فرش پر لچھمن اور دو دوسرے آدمیوں کو بے ہوش پڑے دیکھا۔ ایک آدمی نے اس سے پوچھ گچھ اس انداز میں کی کہ اسے نہ اس علاقے کا علم تھا اور نہ اس ڈیرے کے مالک لچھمن کا۔ اس کے بعد اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا۔ اس سے ہمارے آدمیوں نے اندازہ لگایا کہ یہ پوچھ گچھ کرنے والا یقیناً عمران ہی ہوگا۔ اس آدمی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لچھمن کی لاش وہاں موجود نہیں ہے چنانچہ اس لچھمن کی تلاش دوبارہ شروع کر دی اور پھر جناب۔ لچھمن کو ٹریس کر لیا گیا وہ ایک پہاڑی راستے پر پیدل چل کر اکیلا کہیں جا رہا تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اسے پکڑا اور پھر اس نے بے پناہ تشدد کے نتیجے میں سب کچھ بتا دیا۔ اس نے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہ اپنے دوست سردار موہن سنگھ کی حویلی میں چھوڑ آیا ہے اور وہ وہاں موجود ہیں۔ میں نے اپنے آدمی وہاں نگرانی کے لئے بھجوا دیئے ہیں۔ اب آپ جیسے حکم دیں"...... دوسری طرف سے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا گیا۔

"کرنا کیا ہے۔ فوراً ہیلی کاپٹر سولو ون میزائل گنیں اور آدمیوں کو

ساتھ لے کر یہاں میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور ہم اس حویلی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔ لیکن تمہارے علاوہ اور کسی کو اس ساری پلاننگ کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے جس طرح تمہارے مخبر باقی ایجنسیوں میں موجود ہیں اس طرح ان کے مخبر بھی ہمارے ادارے میں کام کر رہے ہوں"...... کرنل موہن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل موہن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو چند لمحوں بعد کمرے کا بند دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر آکر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"سنو۔ فیلڈ ہیڈ کوارٹر سے ارجن ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچے گا۔ جیسے ہی وہ آئے مجھے فوری اطلاع دینا"...... کرنل موہن نے اس نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہونہہ۔ تو سب ایجنسیاں ان لوگوں کی خاطر آپس میں لڑ رہی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ آخری فتح بہرحال بلیک فورس کو ہی ملے گی"۔ کرنل موہن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد اسے ارجن کی آمد کی اطلاع دی گئی تو وہ اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر آگیا

چند لمحوں بعد وہ اپنے اس دفتر نما احاطے سے باہر آیا تو وہاں ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا جس پر بلیک فورس کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ تین آدمی کھڑے تھے۔

" میزائل گنیں ساتھ لے لی ہیں ارجن "....... کرنل موہن نے سب سے آگے کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "....... ارجن نے جواب دیا۔

" او۔ کے آؤ "....... کرنل موہن نے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ارجن پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ باقی دو آدمی عقبی سیٹوں پر بیٹھے اور ارجن نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر کے اسے فضا میں بلند کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے مونار گاؤں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

" اس چھمن کا کیا ہوا۔ وہ سیکرٹ سروس کا آدمی جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سردار موہن سنگھ کی حویلی میں چھوڑ آیا تھا "۔ کرنل موہن نے ارجن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" سر۔ وہ تشدد سے ہلاک ہو گیا۔ انتہائی سخت جان آدمی تھا اس لئے خاصا تشدد کرنا پڑا تھا "....... ارجن نے جواب دیا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ارجن نے تقریباً نصف گھنٹے کی تیز پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے فضا میں ہی معلق کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ اے ون کالنگ۔ اوور "....... ارجن نے تیز لہجے میں

بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ زیڈ اے اٹنڈنگ اوور "۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

" کیا رپورٹ ہے زیڈ۔ اے۔ اوور "....... ارجن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" وہ سب اندر ہیں۔ کوئی باہر نہیں آیا۔ اوور "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹی۔ ایکس کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور "....... ارجن نے پوچھا۔

" وہ فیس چینج کر رہے ہیں۔ ایک ہی کمرے میں ہیں۔ اوور "۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او۔ کے۔ چیف میرے ساتھ ہیں۔ ہم سکائی ریڈ کرنے والے ہیں تم اپنے ساتھیوں کو کافی پیچھے ہٹا لو۔ اوور "....... ارجن نے کہا۔

" یس باس۔ اوور "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سکائی ریڈ کے دوران جو بھی باہر نکلے۔ اسے گولیوں سے اڑا دینا۔ سمجھ گئے۔ کوئی بچ کر نہ جائے۔ کوئی بھی۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور "۔ ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ اوور "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوور اینڈ آل "....... ارجن نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" وہ سب اندر ہیں باس "....... ارجن نے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ انتہائی مسرت بھری خبر ہے ارجن۔ اب اس حویلی پر اس طرح میزائل پھینکو کہ ایک آدمی بھی بچ کر نہ جا سکے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس انداز میں چاہئیں کہ انہیں بہرحال پہچانا جا سکے۔ ورنہ کوئی بھی ہماری اس بات پر یقین نہ کرے گا کہ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"آپ نے جب سولو ون میزائل گنیں لانے کا کہا تھا تو میں اسی وقت ہی آپ کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ لیکن سولو ون میزائل سے نکلنے والی بے پناہ حدت تمام لاشوں کو مکمل طور پر مسخ کر دیتی ہے۔ اس لئے میں اپنے طور پر سولو ون کی بجائے ارگاز میزائل ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ تباہی مچا دیں گے لیکن ان سے حدت بہرحال اتنی نہیں نکلتی کہ لاشیں مسخ ہو جائیں"...... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ چلو آپریشن شروع کرو"۔ کرنل موہن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تیار ہو جاؤ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے فائر کھول دینا ہے"۔ ارجن نے مڑ کر عقب میں بیٹھے ہوئے دو آدمیوں سے کہا۔

"یس باس۔ ہم تیار ہیں"...... ان دونوں نے کہا۔ وہ دونوں مخصوص ساخت کی ایک ایک گن لے کر سائیڈ کی کھڑکیوں پر جمے ہوئے تھے۔ پھر ارجن نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا دیا۔

"ہوشیار"...... ارجن نے کچھ آگے جانے کے بعد کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے غوطہ دیا۔ نیچے کھیتوں کے درمیان ایک کافی وسیع احاطہ نظر آ رہا تھا جس کی چاردیواری تو کچی تھی لیکن اس کے اندر کی عمارت پختہ بنی ہوئی تھی۔ یہ سردار موہن سنگھ کی حویلی تھی۔ پھر ہیلی کاپٹر غوطہ کھاتے ہوئے جیسے ہی اس حویلی کے اوپر سے گزرا۔ ان کے عقب میں ہلکے ہلکے دھماکے ہونے شروع ہو گئے اور سیاہ رنگ کے بڑے بڑے میزائل ایک دوسرے کے پیچھے ہیلی کاپٹر کی دونوں سائیڈوں سے نکل کر بجلی کی رفتار سے اس حویلی کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے حویلی کو کراس کیا نیچے انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ارجن نے ایک لمبا ٹرن لیا اور ایک بار پھر اس حویلی کی طرف بڑھنے لگا۔ جس سے گرد و غبار کا ایک طوفان سا آسمان کی طرف اٹھ رہا تھا اور ایک بار پھر حویلی پر میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی۔ ارجن نے بار بار چکر کاٹے اور جب تک حویلی کی اینٹ سے اینٹ نہ بج گئی اس وقت تک اس پر میزائلوں کی بارش ہوتی رہی۔

"بس اب مزید کوئی ضرورت نہیں۔ اب ہیلی کاپٹر نیچے اتار دو"۔ کرنل موہن نے کہا اور ارجن نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتی ہوئی حویلی سے کچھ دور کھیتوں میں اتار دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر سے نیچے آ گئے۔ ان کے نیچے آتے ہی ادھر ادھر چھپے ہوئے تقریباً دس آدمی نمودار ہوئے اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ حویلی واقعی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ اس

کا نام ونشان مٹ گیا تھا۔ابھی گرد وغبار اسی طرح فضا میں اڑ رہا تھا۔

" باس۔حویلی مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے اور کسی کو بھی باہر آنے کا موقع نہیں ملا"........ آنے والوں میں سے ایک نے قریب آکر سلام کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ہم بھی یہی چاہتے تھے"........ ارجن نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے"........ ارجن کے ساتھ کھڑے ہوئے کرنل موہن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" مادھو جناب"........ اس آدمی نے جواب دیا۔

" تو سنو مادھو۔اپنے تمام آدمیوں کو کہہ دو کہ وہ سب اس حویلی کے ملبہ سے لاشیں باہر نکالیں اور چونکہ تم نے ٹی۔ایکس پر انہیں میک اپ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے ان کی لاشیں خود ہی علیحدہ کر لینا"........ کرنل موہن نے مادھو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس چیف"........ مادھو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے اپنے آدمیوں کی طرف بڑھ گیا۔

" مجھے خیال نہیں رہا۔ہمیں میک اپ واشر ساتھ لے کر آنا چاہئے تھا تاکہ ان کا میک اپ صاف کیا جا سکتا"........ کرنل موہن نے ارجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہیلی کاپٹر میں موجود ہے باس"........ ارجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ گڈ۔تم تو واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو۔ویری گڈ۔تمہاری ملاحیتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے"........ کرنل موہن نے سرت بھرے لہجے میں کہا تو ارجن کے چہرے پر بھی مسرت کے ثرات ابھر آئے۔

" شکریہ سر۔دراصل ہماری شروع سے ہی ایسی ٹریننگ کی گئی ہے ۔ہمیں ہر طرح کا خیال رکھنا آ گیا ہے"........ ارجن نے مسکراتے دئے کہا۔

" تمہارا اشارہ کرنل فریدی کی طرف ہے۔اس نے یہ ٹریننگ دی ہے"۔کرنل موہن نے کہا۔

" یس چیف۔کرنل فریدی صاحب نے پوری فورس کو ایسی ہی ینگ دی ہوئی ہے"........ ارجن نے جواب دیا اور کرنل موہن نے بات میں سرہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد دھوان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

" چیف۔عمران اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں الگ کر لی گئی ں۔یہ سب لاشیں ایک ہی جگہ سے دستیاب ہوئی ہیں۔کئی پھٹی شیں ہیں لیکن بہرحال چہرے کسی حد تک پہچانے جا سکتے ہیں"۔ دھو نے قریب آکر کہا۔

" اوہ۔کہاں ہیں یہ لوگ جنہوں نے مافوق الفطرت حیثیت اختیار لی تھی"........ کرنل موہن نے کہا۔

" ارجن۔ہیلی کاپٹر سے میک اپ واشر نکال لو۔پہلے تصدیق ہو

جائے کہ یہ واقعی وہی لوگ ہیں "......... کرنل موہن نے کہا۔

" یس چیف "........ ارجن نے کہا اور کرنل موہن مادھو کے ساتھ
چلتا ہوا تباہ شدہ حویلی کے ملبے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک طرف
واقعی پانچ کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور پھر ارجن نے ان لاشوں
کے چہروں پر سے پہلے مٹی اور خون وغیرہ اپنے آدمیوں سے صاف کرا
اور پھر بیٹری سے چلنے والے میک اپ واشر کی مدد سے اس نے ایک
ایک کر کے پانچوں لاشوں کے چہروں سے میک اپ صاف کر دیا۔

" یہ۔ یہ جناب وہ عمران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین آدمی۔ یہی
میں اسے پہچانتا ہوں "........ ارجن نے ایک لاش کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی۔ میں نے بھی اس کی تصویریں دیکھی ہوئی ہیں۔ ویسے
سب کے چہروں سے میک اپ صاف ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے
کہ یہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ ویری گڈ۔ آخر کار اس کارنامے کا کریڈٹ
بلیک فورس کے حصے میں ہی آیا۔ ویری گڈ "........ کرنل موہن نے
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ارجن اور مادھو نے بھی اثبات
میں سر ہلا دیئے ان کے چہروں پر بھی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" ان لاشوں کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم انہیں ہیلی کاپٹر میں ساتھ لے
جائیں گے "........ کرنل موہن نے کہا اور مڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی
طرف بڑھ گیا۔ وہ یوں چل رہا تھا جیسے چلنے کی بجائے ہوا میں اڑ رہا ہو۔
ارجن بھی اس کے پیچھے تھا۔ کرنل موہن اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا

اور پھر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر ایک
فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے
بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف بلیک فورس کرنل موہن کالنگ۔
اوور "۔ کرنل موہن بار بار کال دے رہا تھا۔

" یس۔ پی ایم سپیشل سٹاف۔ اوور "......... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر
سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" میں کرنل موہن بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب کے لئے
ایک عظیم خوشخبری ہے میرے پاس۔ فوراً رابطہ کراؤ۔ فوراً۔ اوور "۔
کرنل موہن نے چیختے ہوئے کہا۔

" سپیشل لنک کوڈ دوہرائیں۔ اوور "........ دوسری طرف سے کہا
گیا۔

" سپیشل لنک کوڈ۔ بی ایف ون۔ آپریشن ڈبل ونڈو۔ اوور "۔
کرنل موہن نے کہا۔

" یس سر۔ اوور "......... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں
کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ پی۔ ایم اٹنڈنگ۔ اوور "........ بولنے والے کا لہجہ بے حد
باوقار تھا۔ یہ کافرستان کے وزیر اعظم خود تھے۔

" کرنل موہن بول رہا ہوں جناب۔ اوور "...... کرنل موہن نے
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس ۔ کیا بات ہے ۔ کیوں سپیشل کال دی ہے ۔ اوور "۔ دوسری طرف سے وزیراعظم نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

" سر ۔ کافرستان کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے میرے پاس عمران اور اس کے چار ساتھیوں کو بلیک فورس نے ہلاک کر دیا ہے ۔ ان کی لاشیں اس وقت میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں ۔ میں آناولی کے قریب ایک گاؤں سے بول رہا ہوں ۔ اوور "...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو کرنل موہن ۔ کیا واقعی ایسا ہے ۔ اوور "۔ پرائم منسٹر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ یقین نہ آنے والی کیفیت واضح طور پر موجود تھی ۔

" میں درست کہہ رہا ہوں جناب ۔ پوری ذمہ داری کے ساتھ ۔ میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے جناب ۔ اوور "...... کرنل موہن نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو اتنی بڑی بات ہے کہ حقیقتاً مجھے باوجود اس بات کے کہ آپ انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں ۔ یقین نہیں آرہا ۔ لاشیں کہاں ہیں ۔ اوور "...... وزیراعظم نے کے لہجے میں بوکھلاہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔

" جی میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں ۔ میں نے میک اپ واشر سے ان کا میک اپ صاف کرایا ہے ۔ اس لئے میں سو فیصد درست بات کر رہا ہوں ۔ اوور "...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ پوری تفصیل بتائیں ۔ اوور "...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وزیراعظم نے کہا ۔ وہ شاید اس بہت بڑی خبر کو سننے کے بعد اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے خاموش ہو گئے تھے کیونکہ پہلے کی نسبت اس بار اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا اور جواب میں کرنل موہن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہوٹل سے اغوا کرنے سے لے کر مونار گاؤں میں سردار موہن سنگھ کی حویلی پر کئے جانے والے میزائل ریڈ تک پوری تفصیل بتا دی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اس تفصیل سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ واقعی کافرستان کی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو کرنل موہن یقین کریں آپ کو کافرستان کا بہادری کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا ۔ سب سے بڑا اعزاز اوور "...... وزیراعظم نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو کرنل موہن کے چہرے پر مسرت کا آبشار سا بہنے لگا اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ وزیراعظم کی نظروں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی اہمیت اس قدر ہے ۔

" آپ کی مہربانی ہے سر ۔ اوور "...... کرنل موہن نے مسرت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کرنل موہن ۔ آپ لاشیں لے کر اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں ۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور پاور ایجنسی کی چیف مادام ریکھا کو سپیشل کال کے ذریعے آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا حکم دے رہا ہوں ۔ یہ

دونوں کئی بار عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا چکے ہیں۔ اس لئے یہ بھی لاشوں کو چیک کریں گے اور پھر ان کی رپورٹ بھی یہی ہوئی تو میں صدر صاحب کے ساتھ خود آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... وزیراعظم نے کہا۔

"کون سے ہیڈ کوارٹر جناب۔ یہاں مشکبار میں یا کافرستان میں۔ اوور"...... کرنل موہن نے پوچھا۔

"آپ کے مشکبار ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں۔ جب تک ان کی موت کی حتمی طور پر تصدیق نہ ہو جائے اس وقت تک آپ میں سے کسی کا بھی مشکبار چھوڑنا غلط ہو گا۔ اوور"...... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن ایک عرض ہے۔ اوور"...... کرنل موہن نے قدرے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیا بات ہے۔ بتائیں۔ اوور"...... وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"جناب جیسا کہ میں نے آپ کو پوری تفصیل بتائی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو میری سروس نے ہوٹل سے اغوا کرایا۔ لیکن سیکرٹ سروس نے غیر قانونی طور پر میرے آدمیوں پر حملہ کر کے ان لوگوں کو چھیننے کی کوشش کی۔ ناکامی کے بعد پاور ایجنسی نے حملہ کر دیا اور وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ میرے آدمی بھی مارے گئے۔ اس کے بعد ان پر سیکرٹ سروس نے حملہ کر دیا اور پھر سیکرٹ سروس کے

ہاتھوں سے ہم نے انہیں حاصل کیا۔ ایسی صورت میں شاگل اور مادام ریکھا دونوں یہ کیسے برداشت کریں گے کہ کریڈٹ کرنل موہن لے جائے۔ وہ لازماً ایسی باتیں کریں گے جن سے شکوک پیدا ہوں۔ اوور"۔ کرنل موہن نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں کرنل موہن۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں انہیں خصوصی طور پر بریف کروں گا کہ وہ کوئی غلط بات نہ کریں اوور"...... وزیراعظم نے جواب دیا۔

"یس سر۔ اوور"...... کرنل موہن نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ وہاں پہنچیں۔ شاگل اور مادام ریکھا بھی جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔ اوور اینڈ آل"...... وزیراعظم نے کہا اور کرنل موہن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ارجن، مادھو اور ان کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے باہر کھڑے تھے۔

"ارجن۔ لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھواؤ۔ جلدی کرو۔ ہمیں واپس اپنے ہیڈ کوارٹر جانا ہے اور مادھو اور اس کے سیکشن کو واپس بھجوا دو۔ جلدی کرو"...... کرنل موہن نے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے تیز لہجے میں ارجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ارجن نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی پھٹی لاشیں ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں رکھ دی گئیں۔ ارجن نے دوبارہ پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور اس کے دو ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر ارجن نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا

اور اس کا رخ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف موڑ دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی تیز پرواز کے بعد وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ کرنل موہن ہیلی کاپٹر سے اتر کر اس طرح اپنے دفتر کی طرف بڑھا جیسے کوئی بہت بڑا فاتح کسی سلطنت کو فتح کرنے کے بعد واپس اپنے ملک آتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بڑے ہال کمرے میں لا کر رکھ دی گئیں۔

"شاگل اور مادام ریکھا آ رہی ہیں۔ ان کا استقبال کرو اور انہیں یہاں لے آؤ"...... کرنل موہن نے ارجن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں آ رہے ہیں"...... ارجن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں"...... کرنل موہن نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے وزیراعظم سے ہونے والی بات چیت بھی دوہرا دی۔

"مبارک ہو سر۔ آپ کو "ویر چکر" ملنا ہم سب کا اعزاز ہے"...... ارجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ارجن۔ اور سنو ویر چکر تو مجھے بعد میں ملے گا لیکن تم آج سے بلکہ اسی وقت سے بلیک فورس کے نمبر ٹو ہو گئے ہو۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو"...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ارجن کے کاندھے کو تھپکی دی۔

"شکریہ سر"...... ارجن نے بھی مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کر دیا۔

"تم اس کے حقدار بھی ہو ارجن"...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارجن ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے ہال سے

باہر نکل گیا۔

"اب معلوم ہو گا اس شاگل اور مادام ریکھا کو کہ کرنل موہن کیا ہے۔ جو کام وہ اتنے سالوں سے نہیں کر سکے وہ میں نے پہلے ہی وار میں کر دیا ہے"...... کرنل موہن نے ہال میں ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ بار بار ہال کے فرش پر پڑی ہوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی پھٹی لاشوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی شکاری فخریہ انداز میں اپنے کئے گئے شکار کو دیکھتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان نے شاگل اور مادام ریکھا کی اطلاع دی تو کرنل موہن تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے آیئے۔ میں آپ دونوں کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں خوش آمدید کہتا ہوں"...... کرنل موہن نے اپنے دفتر کے دروازے پر شاگل اور مادام ریکھا دونوں کا مشترکہ طور پر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ شاگل نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"کیا یہ بات واقعی درست ہے کہ آپ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے"...... مادام ریکھا نے فوراً ہی کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"جی ہاں۔ یہ اعزاز قدرت نے میرے لئے مخصوص کر رکھا تھا"۔ کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ہمیں ان کی لاشیں دکھائیں گے"...... شاگل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دکھا دیں گے ۔ اب اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے ۔ لاشیں کہاں جا سکتی ہیں ۔ پہلے آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو کافرستان کی سب سے اعلیٰ شراب پیش کرتا ہوں "...... کرنل موہن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ شاگل اور ریکھا دونوں کی کیفیات سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا ہو ۔

"آپ پہلے ہمیں وہ لاشیں دکھائیں جنہیں آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں کہہ رہے ہیں "...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کا یہ مخصوص انداز کا جملہ سن کر کرنل موہن کے چہرے پر بے اختیار غصے کا رنگ چڑھ گیا ۔

"آیئے میرے ساتھ ۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ یہ حقیقتاً عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں یا نہیں ۔ آیئے "...... کرنل موہن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ شاگل اور ریکھا کو ساتھ لے کر اس ہال میں آ گیا جہاں فرش پر پانچ کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ۔ شاگل اور ریکھا دونوں غور سے ان لاشوں کو دیکھ رہے تھے ۔ ان کے چہروں پر غیر یقینی کی کیفیت طاری تھی ۔ پھر شاگل نے جھک کر عمران کی لاش کو ہلا کر دیکھا ۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں ٹانگیں آدھی سے زیادہ اڑ گئی تھیں ۔ پیٹ میں ایک بڑا سا شگاف تھا جس سے آنتیں باہر کو نکلی ہوئی نظر آ رہی تھیں ۔ گردن پر زخم تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا آدھے سے قدرے کم چہرہ بھی بری طرح بگڑا ہوا تھا ۔ لیکن دوسرا آدھا چہرہ واقعی عمران کا تھا ۔ البتہ اس کی دونوں آنکھیں محفوظ تھیں اور ان

میں شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مرتے وقت اپنی موت سے بے حد خوف زدہ ہو ۔

"یہ عمران کی لاش نہیں ہے "...... اچانک شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل موہن بے اختیار ہنس پڑا ۔

"مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ آپ نے یہی کہنا ہے ۔ آپ میری کامیابی برداشت نہیں کر سکتے "...... کرنل موہن نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا ۔

"وزیر اعظم صاحب فرما رہے تھے کہ یہ میک اپ میں تھے اور آپ نے ان کے میک اپ صاف کرائے ہیں "...... مادام ریکھا نے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"بالکل ۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے "...... کرنل موہن نے جواب دیا ۔

"ہو سکتا ہے ان لوگوں نے اپنی ڈمیوں پر ڈبل میک اپ کر رکھا ہو "...... مادام ریکھا نے کہا اور کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا ۔

"ڈبل میک اپ ۔ کیا مطلب "...... کرنل موہن نے حیران ہو کر کہا ۔

"یہ لوگ حد سے زیادہ ذہین اور خطرناک لوگ ہیں ۔ یہ بعض اوقات ڈبل میک اپ بھی کر لیتے ہیں ۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ میک اپ صاف کرنے والے ایک ہی میک اپ واش کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں "...... مادام ریکھا نے کہا ۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ایسی بات تو کوئی بچہ بھی نہیں سوچ سکتا کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میک اپ واشر کیسے کام کرتا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔وہ تو اس طرح کام کرتا ہے کہ اصل کھال پر جو کچھ بھی ہو اسے صاف کر دے۔اب اصل کھال پر میک اپ کی ایک تہہ ہو یا دو یا دس تہیں ہوں۔ظاہر ہے سب ایک ہی بار صاف ہو جائیں گی"۔ کرنل موہن نے کہا تو مادام ریکھا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں اب آپ سے کیا کہوں کرنل موہن۔میک اپ کا فن اب بے حد ترقی کر چکا ہے۔اب ایسے عناصر دریافت کر لئے گئے ہیں جو ایک بار واشنگ سے صاف نہیں ہوتے۔انہیں ڈبل واش کرنا پڑتا ہے۔اس لئے یہ لوگ پہلے ایسے عناصر کا میک اپ کرتے ہیں جسے ایک بار واش کرنے کے بعد وقفہ دے کر دوبارہ واش کرنا پڑتا ہے پھر واش ہوتے ہیں۔اس کے اوپر یہ عام میک اپ کر دیتے ہیں جو ایک ہی بار واش ہو جاتا ہے۔اس لئے جب آپ میک اپ واشر استعمال کرتے ہیں تو عام میک اپ صاف ہو جاتا ہے اور ڈبل واش ہونے والا میک اپ رہ جاتا ہے اور اگر دوبارہ اسے واش کیا جاتے تب وہ واش ہوتا ہے"۔ریکھا نے اس طرح کرنل موہن کو سمجھایا جیسے استاد کسی بچے کو سمجھاتا ہے۔

"لیکن اگر ایسی بات ہو تو پھر دو بار کیوں۔دس بار کیوں نہیں۔ مطلب ہے کہ دو کی بجائے دس تہوں والا میک اپ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ہم ایک بار واش کریں تو ایک میک اپ واش ہو۔دوسری بار

واش کریں تو دوسرا میک اپ واش ہو۔لیکن نیچے تیسرا میک اپ ابھی موجود ہو اور اس کے نیچے چوتھا اور اس کے نیچے پانچواں"۔ کرنل موہن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مادام ریکھا بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"کرنل موہن۔معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ آپ کو میک اپ کے بارے میں ابتدائی معلومات بھی حاصل نہیں ہیں۔اگر آپ کو ابتدائی معلومات بھی ہوتیں تب بھی آپ یہ بات نہ کرتے۔دو تہوں کے میک اپ کے بعد تیسری تہہ جمائی ہی نہیں جا سکتی۔دو تہوں کے بعد چہرے کی ساری ساخت ہی بدل جاتی ہے۔اس پر تاثرات ابھر ہی نہیں سکتے اور دور سے ہی پتہ لگ جاتا ہے کہ چہرے پر کوئی ٹھوس تہہ موجود ہے۔ڈبل میک اپ بھی اس فن کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔ عام میک اپ کرنے والا بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ورنہ میک اپ فوراً ظاہر ہو جاتا ہے۔جبکہ اناڑی یا معمولی سا ماہر تو عام میک اپ بھی کرے تو دیکھنے والے اس کے مصنوعی پن کو فوراً سمجھ جاتے ہیں کیونکہ تاثرات کسی صورت بھی چہرے کی جلد پر ظاہر نہیں ہوتے"۔ مادام ریکھا نے ہنستے ہوئے کہا تو کرنل موہن کے چہرے پر گہری شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔میں سمجھ گیا۔آئی۔ایم سوری۔واقعی اس بارے میں میری معلومات کچھ زیادہ نہیں ہیں لیکن اب میں بہر حال اس بارے میں مزید معلومات حاصل کروں گا"...... کرنل موہن نے

قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر وہ پیچھے کھڑے ہوئے ارجن سے مخاطب ہوا۔

"ارجن۔ میک اپ واشر لے آؤ اور ان سب کو ایک بار پھر چیک کرو"...... کرنل موہن نے کہا۔

"ٹھہرو میرے ہیلی کاپٹر میں میک اپ واشر موجود ہے۔ وہ لے آؤ۔ میں اسی لئے سب سے جدید اور طاقتور میک اپ واشر ساتھ لے آیا تھا"۔ شاگل نے کہا اور ارجن سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"آپ نے کس بنا پر بغیر میک اپ چیک کرائے یہ حتمی فیصلہ دے دیا تھا کہ یہ عمران نہیں ہے۔ کیا عمران کوئی مافوق الفطرت چیز ہے جسے ہلاک نہیں کیا جا سکتا یا اس نے آب حیات پی رکھا ہے"۔ کرنل موہن نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں اب بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ عمران کی لاش نہیں ہے"۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے جسمانی لحاظ سے یہ لگتا تو عمران ہی ہے"...... ریکھا نے کہا۔

"یہ عمران ہے۔ اصل عمران"...... کرنل موہن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی۔ ارجن جدید میک اپ واشر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"اس عمران کو ہی پہلے چیک کرو"...... کرنل موہن نے کہا اور ارجن میک اپ واشر اٹھائے عمران کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔ اس

نے لاش کے سر اور چہرے پر کنٹوپ چڑھایا اور پھر واشر کا بٹن آن کر دیا یہ بیٹری سے چلنے والا گیس واشر تھا۔ اس میں واشنگ کے لئے ایسی گیس استعمال کی جاتی تھی جو ہر قسم کے میک اپ کو لازماً صاف کر دیتی تھی۔ واشر کا بٹن آن ہوتے ہی شفاف کنٹوپ میں دودھیا رنگ کی گیس بھرتی چلی گئی اور عمران کی لاش کا مسخ شدہ اور بگڑا ہوا چہرہ اس گیس میں چھپ گیا۔ واشر کچھ دیر تک آن رہا پھر کٹک کی آواز کے ساتھ ہی خود بخود بند ہو گیا اور پھر کنٹوپ دوبارہ شفاف ہوتا چلا گیا۔ جب ارجن نے کنٹوپ ہٹایا تو کرنل موہن کا چہرہ فرط مسرت سے گلاب کے پھول طرح کھل اٹھا۔ کیونکہ عمران کا چہرہ ویسے ہی نظر آ رہا تھا جیسے پہلے تھا جبکہ شاگل کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔

"یہ واقعی عمران ہے۔ مبارک ہو کرنل موہن۔ آپ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... مادام ریکھا نے کرنل موہن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ اب آپ فرمائیں شاگل صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اب آپ کہیں گے کہ خنجر سے اس کی کھال اتاری جائے"۔ کرنل موہن نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں"...... شاگل نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار کا پتلا سا خنجر نکالا اور واقعی عمران کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔

"شاگل صاحب ۔ یہ واقعی عمران ہے" .... ریکھا نے کہا۔

" چیک کر لینے دیں " .... کرنل موہن نے کہا اور شاگل نے عمران کی لاش کے قریب اکڑوں بیٹھ کر چند لمحوں تک اسے غور سے دیکھا اور پھر اس نے خنجر کی دھار سے لاش کی پیشانی کو چھیلنا شروع کر دیا ۔ جب پہلے ہی وار سے کھال چھلنا شروع ہو گئی تو شاگل ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" اب بتایئے مسٹر شاگل ۔ کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ یہ عمران نہیں ہے " .... کرنل نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ یہ عمران نہیں ہے ۔ یہ کوئی اور ہے " .... شاگل نے چند لمحے خاموش رہ کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اب آپ کا دماغ ...... اب میں کیا کہوں " ۔ کرنل موہن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" آخر آپ اس بات پر کیوں بضد ہیں کہ یہ عمران نہیں ہے جبکہ آپ نے اپنے لائے ہوئے گیس میک اپ واشر سے چیکنگ کر لی ہے اور خنجر سے کھال بھی چھیل کر دیکھ لی ہے " .... ریکھا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" دیکھو ریکھا ۔ کرنل موہن اس عمران کو نہیں جانتے ۔ جبکہ تم سے بھی اس کا صرف چند بار ٹکراؤ ہوا ہے لیکن میرے ساتھ اس کا ٹکراؤ طویل عرصے سے ہوتا چلا آرہا ہے ۔ میں اس شخص کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوں ۔ یہ درست ہے کہ میک اپ واشر نے بھی اسے

اصل قرار دے دیا ہے اور میں نے خنجر سے اس کے چہرے کی کھال چھیل کر بھی دیکھ لی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ اصل عمران ہو ۔ یہ شخص جادوگر ہے ۔ یہ ایسے ایسے حربے استعمال کرتا ہے کہ بڑے بڑے سائنسدان بھی احمق بن جاتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے میک اپ کا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کر لیا ہو کہ جسے گیس میک اپ واشر بھی صاف نہ کر سکتا ہو اور جو کھال میں اس طرح جذب ہو جاتا ہو کہ کھال چھیل بھی لی جائے لیکن میک اپ صاف نہ ہو " .... شاگل نے کہا۔

" نہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ آپ ذہنی طور پر اس شخص سے بے حد مرعوب ہیں اور بس " .... کرنل موہن نے کہا۔

" میں اس سے مرعوب نہیں ہوں ۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ جتنا میں اس کے بارے میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ایک وقت آئے گا کہ تمہیں میری بات کا یقین آجائے گا لیکن ایک بات میں اور بھی بتا سکتا ہوں جس کی وجہ سے میں نے آتے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ عمران نہیں ہو سکتا " .... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کونسی بات " .... کرنل موہن اور مادام ریکھا دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" اس لاش کی آنکھوں میں مرتے وقت جس شدید خوف کا تاثر منجمد ہے ایسا خوف عمران کی آنکھوں میں نہیں ہو سکتا ۔ کبھی نہیں ہو سکتا

وہ موت سے ڈرنے والا آدمی ہے ہی نہیں "...... شاگل نے کہا تو ریکھا بے اختیار چونک پڑی۔

" اوہ ہاں ۔ یہ بات واقعی غور طلب ہے ۔ گڈ پوائنٹ "...... ریکھا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

" موت ہے ہی ایسی چیز کہ اسے سامنے دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں "...... کرنل موہن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

" باس ۔ وزیراعظم صاحب کی کال ہے "...... اس آدمی نے فون پیس کرنل موہن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ کرنل موہن بول رہا ہوں "...... کرنل موہن نے فون پیس اس آدمی سے لے کر اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

" کیا شاگل اور مادام ریکھا تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں ۔ کیا انہوں نے لاشیں چیک کر لی ہیں "...... دوسری طرف سے وزیراعظم نے پوچھا۔

" یس سر۔ شاگل صاحب اپنے ساتھ خصوصی میک اپ واشر لے آئے تھے ۔ انہوں نے اس سے چیک کیا ہے ۔ لیکن کوئی میک اپ ثابت نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد شاگل صاحب نے باقاعدہ خنجر کی مدد سے اس کی کھال چھیل کر دیکھی ہے لیکن اس کے باوجود انہیں یقین نہیں آ رہا کہ عمران مر بھی سکتا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ لاش کی آنکھوں میں

خوف کا تاثر موجود ہے اس لئے یہ عمران نہیں ہو سکتا "...... کرنل موہن نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" میری شاگل سے بات کراؤ "...... وزیراعظم نے کہا تو کرنل موہن نے فون پیس شاگل کی طرف بڑھا دیا۔

" یس سر ۔ میں شاگل بول رہا ہوں "...... شاگل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ کو کیوں یقین نہیں آ رہا ۔ کوئی ٹھوس وجہ "...... وزیراعظم نے کہا۔

" جناب ٹھوس وجہ تو نہیں ہے ۔ بس میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ عمران کی لاش نہیں ہو سکتی ۔ اس لاش کی آنکھوں میں مرتے وقت خوف کا جو تاثر منجمد ہوا ہے عمران اس طرح موت سے خوفزدہ نہیں ہو سکتا "...... شاگل نے کہا۔

" اور کچھ اور کوئی وجہ "...... وزیراعظم کا لہجہ قدرے تلخ ہو گیا تھا۔

" نو سر ۔ فی الحال اور تو کوئی وجہ نہیں ہے "...... شاگل نے جواب دیا۔

" تو سنو ۔ کرنل موہن کو مبارکباد دو ۔ حکومت اسے کافرستان کا سب سے بڑا بہادری کا اعزاز " ویر چکر " دینے کا فیصلہ کر چکی ہے "...... وزیراعظم کا لہجہ اور زیادہ تلخ ہو گیا۔

" یس سر "...... شاگل نے جواب دیا۔

" مادام ریکھا سے بات کراؤ "...... وزیراعظم نے کہا اور شاگل نے

فون پیس ریکھا کی طرف بڑھا دیا۔

"کرنل موہن میری طرف سے اس عظیم کارنامے پر مبارک باد قبول فرمائیں"...... شاگل نے اونچی آواز میں کہا تاکہ وزیراعظم کے کانوں تک اس کی آواز پہنچ جائے۔ لیکن اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے مبارکباد دینے کی بجائے کرنل موہن کو موت کی خبر سنا رہا ہو۔

"شکریہ"...... کرنل موہن نے بھی طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"ریکھا بول رہی ہوں جناب"...... ریکھا نے فون پیس لیتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی کیا رائے ہے مادام ریکھا۔ کیا یہ لاشیں واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"یس سر۔ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ اب اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہا"...... ریکھا نے بڑے پراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل موہن نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ فون کرنل موہن کو دیں"...... وزیراعظم نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ریکھا نے فون پیس کرنل موہن کی طرف بڑھا دیا۔

"کرنل موہن۔ میری اور جناب صدر کی طرف سے مبارکباد قبول کیجئے۔ اب چونکہ عمران اور اس کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ اب بھواجا پہاڑیوں پر اس قدر انتظامات کی ضرورت نہیں

رہی۔ اس لئے میرا آرڈر نوٹ کر لیں کہ آپ، مادام ریکھا اور شاگل اور تینوں ایجنسیاں مشکبار میں اپنے ہیڈ کوارٹر ختم کر کے فوری طور پر کافرستان واپس آجائیں۔ اب صرف ملٹری انٹیلی جنس وہیں رہے گی۔ مادام ریکھا اور شاگل کو بھی میرے حکم کی اطلاع دے دیں۔ گڈ بائی"۔ وزیراعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے فون آف کیا اور پھر شاگل اور مادام ریکھا کو وزیراعظم کے نئے حکم کی اطلاع دے دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب واقعی ہماری یہاں ضرورت نہیں رہی"۔ مادام ریکھا نے سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کیا کہتے ہیں شاگل صاحب"...... کرنل موہن نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میری سروس براہ راست صدر صاحب کے کنٹرول میں ہے اس لئے قانون کے مطابق وزیراعظم صاحب کا حکم مجھے صدر صاحب تک پہنچانا پڑے گا۔ ویسے تو ظاہر ہے وہ اسے کنفرم ہی کریں گے اس لئے مجھے بھی واپس جانا ہو گا لیکن میں ایک بات بہرحال صدر صاحب کے گوش گذار ضرور کروں گا کہ ہم سب عمران اور اس کے ساتھیوں کی کسی گہری سازش کا شکار ہو رہے ہیں"...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"حد ہوتی ہے ذہنی مرعوبیت کی"...... کرنل موہن نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل موہن ۔ تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو اور میں نے اب تک تمہاری ان گھٹیا باتوں کو نجانے کس طرح برداشت کیا ہے ۔ تم اس فیلڈ میں ایک بچے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ تم کرنل فریدی جیسے مدبر آدمی کے جانشین بننے کے بھی لائق نہیں ہو ۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی تمہارے یہ فاتحانہ قہقہے ہذیانی چیخوں میں بدل جائیں گے ۔ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ رکھا ہے اور مجھ پر بار بار مرعوبیت کا الزام لگا رہے ہو ۔ جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت کیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر اب تم نے میرے متعلق کوئی بکواس کی تو زبان گدی سے باہر کھینچ لوں گا "...... شاگل نے دروازے پر مڑ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ کرنل موہن کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"غصے کی ضرورت نہیں ہے کرنل موہن ۔ یہ شخص ہے ہی ایسا ۔ یہ ناقابل علاج ہے ۔ جب آپ کو ویر چکر ملے گا تو اسے خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس کی آپ کے سامنے کیا حیثیت ہے "........ ریکھا نے کرنل موہن کو دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مادام ریکھا ۔ بہر حال اس شخص کو اس بکواس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا ۔ یہ میرا فیصلہ ہے "......... کرنل موہن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور مادام ریکھا نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ کرنل موہن کی بات سے سو فیصد متفق ہو۔

ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں زمین پر لیٹا ہوا سامنے موجود پہاڑی اور اس پر پھیلے ہوئے جنگل کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اس کی آنکھوں سے ایک طاقتور دوربین لگی ہوئی تھی اس کے جسم پر کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی اور کاندھوں پر لگے ہوئے سٹار کے مطابق وہ کیپٹن تھا ۔ اس کی نگاہیں ایک خالی جگہ پر لگی ہوئی تھیں جہاں لکڑیاں چن کر باقاعدہ ایک ہٹ بنایا گیا تھا اور اس ہٹ کے سامنے دو مسلح فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے ۔ اس ہٹ سے لے کر پہاڑی کے دامن تک جگہ جگہ فوجیوں کی نقل و حرکت مسلسل نظر آ رہی تھیں ۔ یہ ہٹ پہاڑی کی چوٹی کے قریب تھا اور اس ہٹ کو کراس کئے بغیر وہ پہاڑی کی دوسری طرف وادی ترنام تک نہ پہنچ سکتے تھے جہاں وہ خفیہ سٹور بنایا گیا تھا جس کا خاتمہ ان کا مشن تھا۔ علی احمد نے اسے بتایا تھا کہ ترنام

وادی کے گرد باقاعدہ ایئر چیک پوسٹس بھی قائم ہیں۔ یہ ایئر چیک پوسٹس یہاں سے نظر نہ آ رہی تھیں۔ لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ اگر کسی طرح وہ اس ہٹ سے بچ کر نکل جائیں تو پھر شاید ایئر چیک پوسٹ والے انہیں چیک نہ کریں۔ لیکن اس ہٹ میں کمپیوٹر مشینری اور میک اپ واشر موجود تھے اور اگر وہاں کوئی ہنگامہ ہوتا ہے تو لازماً ارد گرد پھیلے ہوئے فوجی چونک پڑیں گے اور نتیجہ یہ کہ وہ واقعی چاروں طرف سے اس طرح گھیر لئے جائیں گے کہ ان کے لئے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ علی احمد ایک خفیہ راستے سے انہیں یہاں تک تو لے آیا تھا لیکن یہاں سے آگے جانے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور اس کے نقطہ نظر سے اگر وہ خود ہلاک ہو جاتا ہے تو اسے اس کی اتنی زیادہ پرواہ نہ تھی لیکن جوزف اور جوانا کی ہلاکت وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ مسلسل کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے ان کا مشن بھی کامیاب رہے اور وہ بھی بچ جائیں۔ باقی ساتھی ابھی تک اس خفیہ راستے کے اندر موجود تھے۔ ٹائیگر انہیں وہاں چھوڑ کر حالات کا جائزہ لینے جھاڑیوں میں چھپتا ہوا یہاں تک اکیلا پہنچا تھا۔ لیکن یہاں سے جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ اس کے نقطہ نظر سے انتہائی بدترین حالات تھے لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں مایوسی کا کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔ وہ عمران کا شاگرد تھا اور عمران نے اسے سب سے پہلا سبق بھی یہی دیا تھا کہ کسی قسم کے بھی حالات ہوں۔ مایوس ہونا موت کے مترادف ہے۔ عمران کے مطابق جب تمام راستے بظاہر بند نظر آئیں

تب بھی کوئی نہ کوئی ایک راستہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ جو کامیابی کی طرف جاتا ہے اور اگر انسان مایوس ہو جائے تو پھر یہ راستہ کبھی دریافت نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ انتہائی مایوس کن حالات کے باوجود ٹائیگر مسلسل کوئی راستہ سوچ رہا تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں سمیت بحفاظت وادی ترنام تک پہنچ سکے لیکن بظاہر اسے کوئی ایسا حل نظر نہ آ رہا تھا۔ کچھ دیر تک ذہن پر زور دینے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور پھر واپس مڑ کر اسی طرح جھاڑیوں میں رینگتا ہوا واپس اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر اس کے ساتھی موجود تھے۔

"کیا ہوا ٹائیگر۔ کیا حالات ہیں"...... جوانا نے پوچھا۔

"حالات بظاہر تو مایوس کن ہیں۔ وہاں تو چپے چپے پر فوجی پھیلے ہوئے ہیں لیکن میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ اگر ہم آگے بڑھیں تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہمیں پہلے وہ اس چیکنگ سپاٹ پر لے جائیں گے اس سے پہلے تو کچھ نہیں کریں گے۔ وہاں پہنچ کر اگر ہم اس چیکنگ سپاٹ پر قبضہ کر لیں تو پھر ہم آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں وہاں موجود آدمیوں کے میک اپ میں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن جناب۔ ہمارے پاس وہ کمپیوٹر کارڈ تو ہیں ہی نہیں اور ایسے لوگوں کو جن کے پاس یہ کارڈ نہ ہوں انہیں تو وہ دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم ایک ایک آدمی کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں پھر ان کے میک اپ کر لیں اور ان کے کارڈ اپنے

پاس رکھ لیں۔اس طرح ہم اس چیکنگ سپاٹ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے"...... علی احمد نے کہا۔

"نہیں۔یہاں کوئی اکیلا نہیں ہے۔چار چار پانچ پانچ کے گروہ اکٹھے نقل وحرکت کر رہے ہیں۔اس لئے ایک آدمی کے اغوا سے صورت حال بدل سکتی ہے۔تم سب چلو۔اپنے سائلنسر لگے ہتھیار تیار رکھنا۔میں صورت حال دیکھ کر کوئی نہ کوئی بہانہ کر لوں گا۔ہمیں بہرحال آگے بڑھنا ہے۔یہاں بیٹھے سوچتے رہنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ایکشن خود بخود اپنا راستہ بنا لیا کرتا ہے"۔جوانا نے کہا اور جوزف نے بھی تائید میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ان کے چہروں پر ایک عزم تھا۔حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ بظاہر صریحاً موت کے دہانے میں قدم رکھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے چہروں پر کسی قسم کی مایوسی کے آثار نہ تھے۔وہ پہلے کی طرح مطمئن اور پرسکون تھے البتہ علی احمد کے چہرے کے عضلات قدرے کھنچے ہوئے تھے جیسے وہ ذہنی طور پر کھنچاؤ کا شکار ہو رہا ہو لیکن بہرحال اس کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کا کوئی تاثر موجود نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر اس غار نما راستے کے دھانے سے باہر نکلے اور اس طرح اطمینان سے آگے بڑھنے لگے جیسے ان کا تعلق بھی یہاں بکھری ہوئی فوج سے ہی ہو لیکن تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک چٹان کی اوٹ سے نکلے۔اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہالٹ۔جہاں ہو وہیں رک جاؤ"...... بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا اور ٹائیگر اور اس کے ساتھی ٹھٹھک کر رک گئے۔چند لمحوں بعد چھ مسلح فوجیوں کا ایک گروپ ادھر ادھر بکھری ہوئی چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھ آیا۔

"شناخت کراؤ۔کون ہو تم"...... ایک لمبے قد اور دبلے بدن کے فوجی نے جس کے کاندھے پر بھی کیپٹن کے سٹار موجود تھے ان کے قریب آتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔وہ بڑے غور سے ان چاروں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم اندھے ہو کیپٹن۔تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ ہم کون ہیں"۔ٹائیگر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔تمہارے چہرے میرے لئے اجنبی ہیں۔اس لئے شناخت کراؤ۔ورنہ میں فائر کھول دینے کا حکم دے دوں گا"...... اس کیپٹن نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیسی شناخت چاہتے ہو تم"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہاں کس قسم کی شناخت طلب کی جاتی ہے"...... اس کیپٹن نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"سنو کیپٹن"...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر آگے فقرہ روک دیا تھا تاکہ وہ اپنا نام بتا سکے۔

"کیپٹن ٹھاکر"...... اس کیپٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اپنا نام

بتایا۔

"تو کیپٹن ٹھاکر کیا تمہیں سپیشل فورس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ جو تم ہم سے وہ کمپیوٹر کارڈ شناخت کے لئے طلب کر رہے ہو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سپیشل فورس کو سپیشل کوڈ شناخت کے لئے دیئے گئے ہیں اور وہ یہی کوڈ ہیں جو میں نے دوہرائے ہیں"........ ٹائیگر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون سے کوڈ"...... کیپٹن ٹھاکر نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ کیا شناخت چاہتے ہو"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی شناخت نہیں ہے۔ او۔ کے"...... کیپٹن ٹھاکر نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ میں موجود مشین گن کو ان کی طرف سیدھا کر لیا تھا۔

"احمق مت بنو کیپٹن ٹھاکر۔ اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو اپنے کرنل انچارج سے معلوم کر لو"........ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن تم کوئی غلط حرکت نہیں کرنا۔ ورنہ میرے ساتھی فوراً فائر کھول دیں گے"........ کیپٹن ٹھاکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جیب میں ہاتھ ڈالا۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو معنی خیز نظروں سے

دیکھا اور دوسرے لمحے جس طرح روبوٹ حرکت میں آتے ہیں اس طرح ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیبوں سے باہر آئے اور پھر سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ کیپٹن ٹھاکر اور اس کے ساتھی پہلے ہی تیز حملے میں زمین بوس ہو چکے تھے۔ ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلیاں نہ ہٹائیں جب تک کہ وہ سب کے سب ختم نہ ہو گئے تھے۔

"ان سب کو اٹھا کر واپس اس دہانے میں لے چلو۔ ہم نے اب وہاں ان کا میک اپ کرنا ہے۔ جلدی کرو"........ ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ سب تیزی سے ان کی لاشوں کی طرف جھپٹ پڑے جوانا نے دو آدمیوں کو اٹھا کر کاندھے پر لادا جبکہ باقی سب نے ایک ایک کو اٹھایا اور پھر وہ سب ممکنہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے واپس اس طرف کو بڑھ گئے۔ گو ان کے جسم زخموں کی وجہ سے خون آلود تھے اور ان کی وجہ سے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کی یونیفارم بھی خون آلود ہو گئی تھیں لیکن ٹائیگر کو اس کی فکر نہ تھی کیونکہ یونیفارم اس رنگ کی تھی کہ خون کے دھبے سوکھنے کے بعد تقریباً اسی رنگ کے ہو جاتے تھے۔ اسی لئے اسے اس بارے میں کوئی فکر نہ تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس غار نما راستے کے بند حصے میں پہنچ گئے۔

"صرف میں کیپٹن ٹھاکر کا میک اپ کروں گا تم صرف ان سپاہیوں کی جیبوں سے کارڈ نکال لو۔ تمہیں میک اپ کی ضرورت

نہیں ہے کیونکہ یہاں تمہارے سائز کا ایک بھی آدمی موجود نہ ہوگا۔ .... ٹائیگر نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں مسکرا دیئے۔

" میں میک اپ کر لوں "........ علی احمد نے کہا۔

" نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی "........ ٹائیگر نے کہا اور جوانا نے اپنی یونیفارم کے اندر بیلٹ سے بندھے ہوئے ایک تھیلے سے ایک چپٹا سا میک اپ باکس نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹائیگر کیپٹن ٹھاکر بن چکا تھا ٹائیگر نے کیپٹن ٹھاکر کی جیبوں کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے اسے ایک فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ اس کے علاوہ صرف اس کا شناختی کارڈ تھا اور کچھ نہ تھا۔ ٹائیگر نے دونوں چیزیں اپنی جیب میں ڈال لیں۔

" پتھروں سے ان سب کے چہروں کو اس حد تک مسخ کر دو کہ پہچانے نہ جا سکیں "........ ٹائیگر نے کہا اور جوزف اور جوانا دونوں حرکت میں آ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اس جگہ سے نکلے اور دوبارہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

" ہیلو کیپٹن ٹھاکر۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ یہ تو اجنبی لوگ ہیں "........ اچانک ایک درخت کی آڑ سے ایک اور کیپٹن نے باہر آتے ہوئے سب سے آگے چلنے والے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ان کا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ اس لئے میں فائنل چیکنگ کے لئے لے جا رہا ہوں انہیں "........ ٹائیگر نے ٹھاکر کا لہجہ بناتے

ہوئے کہا۔

" ارے کیا ہوا۔ تمہاری آواز کو کیا ہوا۔ کچھ بھاری سی لگ رہی ہے "۔ اس کیپٹن نے چونک کر کہا۔

" نزلہ ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ڈیوٹی از ڈیوٹی "۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ کیپٹن چند لمحے کھڑا رہا۔ پھر کاندھے اچکاتا ہوا واپس اسی درخت کی طرف بڑھ گیا جس کے عقب سے وہ اچانک برآمد ہوا تھا۔ وہ مسلسل اور چڑھتے چلے گئے۔ راستے میں انہیں اور کہیں کچھ نہ کہا گیا اور تھوڑی دیر بعد صحیح سلامت اس ہٹ تک پہنچ گئے جہاں چیکنگ مشین نصب تھیں۔ جیسے ہی وہ اس ہٹ کے سامنے پہنچے۔ ہٹ کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کیپٹن باہر آ گیا۔

" اوہ کیپٹن ٹھاکر تم۔ یہ کون لوگ ہیں "........ اس کیپٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سپیشل فورس۔ سپیشل چیکنگ کرنے لایا ہوں انہیں "۔ ٹائیگر نے اس بار لہجے کو حتی الوسع ٹھاکر کے لہجے کی طرح بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اندر چلے جاؤ۔ حوالدار ذیل سنگھ موجود ہے اندر۔ وہ سپیشل چیکنگ کرے گا "........ اس کیپٹن نے کہا اور آگے بڑھ گیا ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دوبارہ ہٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

" جب تک میں اشارہ نہ کروں تم لوگوں نے حرکت میں نہیں آنا "۔ ٹائیگر نے سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہٹ کے دروازے پر کھڑے ہوئے
دونوں فوجیوں نے انہیں روکنے کی بجائے باقاعدہ فوجی انداز میں
انہیں سیلوٹ کیا اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول
دیا۔ ٹائیگر ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ کر ہٹ میں
داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہٹ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ دو
مشینیں نصب تھیں۔ ایک بڑا سا کمپیوٹر تھا جبکہ دوسرا جدید ترین
میک اپ واشر۔ لیکن اس وقت اندر کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ ٹائیگر کے
پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آگئے تھے۔

"یہاں تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ حوالدار کہاں گیا"...... ٹائیگر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا
کوئی جواب دیتا۔ اچانک کھلے دروازے سے کوئی کیپسول اندر پھینکا
گیا اور ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ ٹائیگر
کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے انتہائی تیزی سے گھومتے ہوئے
کسی لٹو پر بٹھا دیا ہو۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس
کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور پھر جس طرح گھپ اندھیرے
میں روشنی کی کرن چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی
تاریکی میں بھی روشنی کی ایک کرن چمکی اور پھر یہ روشنی تیزی سے
پھیلتی چلی گئی جب اس کا شعور جاگا تو ایک لمحے کے لئے تو بے ہوش
ہونے سے پہلے کا سین اس کی نظروں کے سامنے کسی فلم کے منظر کی
طرح ابھرا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ادھر ادھر چونک کر دیکھا اور

دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ مضبوط
زنجیروں کی مدد سے ایک پتھریلی دیوار کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ یہ
ایک کمرہ تھا اور اس کی ساخت بتا رہی تھی کہ اسے باقاعدہ انسانی
ہاتھوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

"یہ کیا ہو گیا ہے"...... اسی لمحے جوانا کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر
کے چہرے پر ایک ہلکا سا تبسم پھیل گیا۔

"وہی جو ایسی سچویشن میں ہوا کرتا ہے"....... ٹائیگر نے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جوانا اس کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑا کھڑا
تھا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اسے اب خیال
آیا تھا کہ جوانا اپنی اصل شکل میں تھا۔ پہلے اس نے خیال نہ کیا تھا اور
نہ صرف جوانا بلکہ جوزف کا میک اپ بھی صاف ہو چکا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں اپنی اصل شکل میں ہوں"....... ٹائیگر
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں"....... جوانا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے
درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا فولادی بند دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا فوجی جس کے کاندھے پر کرنل کے
ستار تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک فوجی تھا جس کے ہاتھ میں
مشین گن تھی۔

"تو تمہیں ہوش آگیا پاکیشیائیو۔ اب تم بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق
کس تنظیم سے ہے"........... کرنل نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہٹ کے دروازے پر کھڑے ہوئے
دونوں فوجیوں نے انہیں روکنے کی بجائے باقاعدہ فوجی انداز میں
انہیں سلیوٹ کیا اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول
دیا۔ ٹائیگر ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ کر ہٹ میں
داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہٹ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ دو
مشینیں نصب تھیں۔ ایک بڑا سا کمپیوٹر تھا جبکہ دوسرا جدید ترین
میک اپ واشر۔ لیکن اس وقت اندر کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ ٹائیگر کے
پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے تھے۔

"یہاں تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ حوالدار کہاں گیا"...... ٹائیگر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا
کوئی جواب دیتا۔ اچانک کھلے دروازے سے کوئی کیپسول اندر پھینکا
گیا اور ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ ٹائیگر
کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے انتہائی تیزی سے گھومتے ہوئے
کسی لٹو پر بٹھا دیا ہو۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس
کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور پھر جس طرح گھپ اندھیرے
میں روشنی کی کرن چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی
تاریکی میں بھی روشنی کی ایک کرن چمکی اور پھر یہ روشنی تیزی سے
پھیلتی چلی گئی جب اس کا شعور جاگا تو ایک لمحے کے لئے تو بے ہوش
ہونے سے پہلے کا سین اس کی نظروں کے سامنے کسی فلم کے منظر کی
طرح ابھرا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ادھر ادھر چونک کر دیکھا اور

دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ مضبوط
زنجیروں کی مدد سے ایک پتھریلی دیوار کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ یہ
ایک کمرہ تھا اور اس کی ساخت بتا رہی تھی کہ اسے باقاعدہ انسانی
ہاتھوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

"یہ کیا ہو گیا ہے"...... اسی لمحے جوانا کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر
کے چہرے پر ایک ہلکا سا تبسم پھیل گیا۔

"وہی جو ایسی سچوئیشن میں ہوا کرتا ہے"...... ٹائیگر نے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جوانا اس کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑا کھڑا
تھا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اسے اب خیال
آیا تھا کہ جوانا اپنی اصل شکل میں تھا۔ پہلے اس نے خیال نہ کیا تھا اور
نہ صرف جوانا بلکہ جوزف کا میک اپ بھی صاف ہو چکا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں اپنی اصل شکل میں ہوں"...... ٹائیگر
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... جوانا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے
درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا فولادی بند دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا فوجی جس کے کاندھے پر کرنل کے
سٹار تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک فوجی تھا جس کے ہاتھ میں
مشین گن تھی۔

"تو تمہیں ہوش آ گیا پاکیشیائیو۔ اب تم بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق
کس تنظیم سے ہے"......... کرنل نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"کون پاکیشیائی ہے"........ ٹائیگر نے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ میرا نام کرنل پردیپ ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں۔ تمہارے میک اپ صاف کر دیئے گئے ہیں۔ یہ دونوں ایکریمین نیگرو کے بارے میں تو ہمیں ہیڈ کوارٹر سے معلومات حاصل ہو چکی ہیں کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے اس علی عمران سے ہے جو بلیک فورس کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے۔ لیکن تم باقی دونوں کے بارے میں ہمارے پاس معلومات موجود نہیں ہیں کہ تم کون ہو۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم دونوں اپنے متعلق سچ سچ بتا دو۔ اس طرح تم ٹوٹ پھوٹ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اس کے بعد تمہیں کافرستان شفٹ کر دیا جائے گا"........ کرنل پردیپ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں۔ کیا وادی ترنام میں ہیں"........ ٹائیگر نے عمران کی ہلاکت کا سننے کے باوجود مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تمہیں وادی ترنام کے بارے میں بھی علم ہے۔ اوہ پھر تو تم خطرناک آدمی ہو"........ کرنل پردیپ نے چونک کر کہا۔

"کرنل پردیپ۔ وادی ترنام کے بارے میں تو مشکبار کا ہر رہنے والا جانتا ہے۔ یہ کونسی ایسی بات ہے جس پر تم اس طرح حیرت کا اظہار کر رہے ہو"........ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا اس کے بارے میں جاننے کا مطلب دوسرا ہے۔

بہرحال تم وادی ترنام میں نہیں ہو۔ ہمارے ایک اور خفیہ اڈے میں ہو"........ کرنل پردیپ نے کہا۔

"تم نے ابھی کیا بکواس کی ہے کرنل کہ تم نے ماسٹر عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب اگر تم نے دوبارہ یہ الفاظ کہے تو تمہاری روح بھی صدیوں تک ویرانوں میں چیختی پھرے گی"........ اچانک جوانا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ ابھی گولی سے اڑا دوں گا"........ کرنل پردیپ نے اچھل کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم چوہے۔ دلدلی کیڑے۔ تم ہمیں دھمکیاں دے رہے ہو ہمیں"۔ یکلخت جوزف نے چیختے ہوئے کہا۔

"گولی مار دو۔ انہیں گولی مار دو"........ کرنل پردیپ نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے پیچھے کھڑے مسلح فوجی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ساتھ ساتھ کھڑے جوزف اور جوانا کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ"........ یکلخت ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ایک جھٹکے سے حرکت دی تو اس کے پیر کے سامنے پڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر اس کے بوٹ کی ٹھوکر کھا کر سامنے کھڑے ہوئے کرنل پردیپ سے کسی گولی کی طرح ٹکرایا اور کرنل پردیپ چیخ مار کر دوہرا ہو گیا۔ اس کے اس طرح چیخ مارنے کی وجہ سے فوجی بوکھلا کر اس کی طرف مڑا اور اس کے ہاتھوں سے مشین

گن نیچے گر گئی تھی۔

"کیا ہوا۔ کرنل کیا ہوا۔ اس فوجی نے جلدی سے آگے کی طرف دوہرے ہوتے ہوئے کرنل کو سنبھالتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ایک زوردار کڑاکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرنل پردیپ اور اس کے ساتھی فوجی کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ دونوں زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ اسی لمحے جوانا اچھل کر آگے بڑھا اور دوسرے لمحے فرش پر پڑا تڑپتا ہوا کرنل اور اس کا ساتھی ہوا میں اٹھتے چلے گئے۔ جوانا نے ان دونوں کی گردنیں علیحدہ علیحدہ ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھیں اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے بھنچی بھنچی سی آوازیں نکلیں اور ان دونوں کے جسم یکلخت ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ جوانا نے واقعی حیرت انگیز طاقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ انہیں زنجیروں سے اس طرح جکڑا گیا تھا کہ زمین کے ساتھ دیوار میں نصب مضبوط آہنی کنڈے سے موٹی زنجیر نکل کر ان کے جسموں کے گرد لپیٹ کر ان کے سروں کے اوپر دیوار میں نصب کنڈے میں جا کر ختم ہو جاتی تھی۔ اس طرح ان کے بازو بھی ان کے جسموں کے ساتھ ہی جکڑے ہوئے تھے اور ایسی حالت میں وہ صرف پیروں کو تھوڑی سی حرکت دے سکتے تھے۔ لیکن جوانا نے اپنی بے پناہ طاقت کے بل بوتے پر اپنے جسم کو جب آگے کی طرف پوری قوت سے جھٹکا دیا تو اس کے جسم کے گرد جکڑی ہوئی زنجیر خود بخود کھل کر اس کے قدموں میں جا گری تھی۔ یہ عین وہی وقت تھا جب ٹائیگر نے پیر کی مدد سے پتھر اڑا

کر کرنل پردیپ کی پنڈلی پر مارا تھا۔ جیسے ہی زنجیر نیچے گری۔ جوانا نے انتہائی عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ایک حصہ پکڑا اور زنجیر کو گھما کر ان دونوں پر پوری قوت سے کسی کوڑے کی طرح مار دیا اور یہ اس زنجیر کی زوردار اور خوفناک ضرب تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے تھے اور اس دوران جوانا نے اپنی پنڈلیوں کے گرد ابھی تک لپٹی ہوئی زنجیر کو کھول کر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا اور پھر ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر فضا میں اٹھا لیا تھا۔

"ہونہہ...... حقیر کیڑے۔ ماسٹر کی موت کی بات کر رہے تھے۔ نانسنس"...... جوانا نے غصیلے لہجے میں ان دونوں کے ساکت جسموں کو نیچے فرش پر پھینکتے ہوئے کہا اور واپس مڑ کر اس نے پہلے ٹائیگر کے سر کے اوپر موجود کڑے پر موجود بٹن دبا کر کھولا تو کڑ کڑ کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد بندھی ہوئی زنجیر نیچے اس کے قدموں میں جا گری اور جوانا اب جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سب آزاد ہو چکے تھے۔

"جوانا صاحب۔ آپ کے جسم میں آخر کتنی طاقت ہے کہ آپ نے اس طرح کنڈا اس پتھریلی دیوار سے نکال لیا ہے"...... علی احمد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس احمق نے ماسٹر کی موت کی بات کر کے مجھے غصہ دلا دیا تھا اور جب مجھے غصہ آ جائے تو یہ کنڈا تو کیا پوری دیوار ہی نیچے آ سکتی تھی"۔

جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ بے ہوش ہیں یا مر چکے ہیں "...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس فوجی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن اٹھاتے ہوئے جوانا سے پوچھا۔

" فی الحال تو بے ہوش ہیں "۔جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" او ۔ کے ۔ اب باہر کی صورت حال دیکھ لیں "...... ٹائیگر نے کہا اور مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے باہر ایک بند گیلری تھی جس کے ایک سائیڈ پر ایک اور دروازہ تھا۔ وہ بھی لوہے کا تھا۔ جب ٹائیگر اس دروازے کے قریب پہنچا تو اسے باتوں کی آواز سنائی دی۔

" چیخوں کی آوازیں تو آئی ہیں ۔ پھر خاموشی چھا گئی ہے "...... ایک آدمی نے کہا۔

" کرنل صاحب پوچھ گچھ کر رہے ہوں گے "...... دوسرے نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ٹائیگر کے ساتھی بھی اس کے پیچھے موجود تھے ۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور اچھل کر سامنے موجود کمرے میں پہنچ گیا ۔ وہاں دو فوجی فرش پر بچھے ہوئے کپڑے پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہ دونوں ٹائیگر کو دیکھ کر بوکھلا کر اٹھے ہی تھے کہ ٹائیگر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں ہی بری طرح چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپ کر ختم ہو گئے ۔ اس کمرے کی ایک سائیڈ پر ایک اور دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس کے بعد ایک کھلی سرنگ نما

راہداری اوپر کو جا رہی تھی ۔ ٹائیگر اس کھلے دروازے سے نکل کر اس سرنگ سے گزرتا ہوا جب اوپر پہنچا تو اس سرنگ کا اختتام ایک قدرتی چوڑی غار میں ہوا جو خالی پڑی ہوئی تھی ۔ یہ دروازہ بھی چٹان سے بنایا گیا تھا جو کسی دروازے کی طرح بند اور کھل سکتا تھا ۔ ٹائیگر نے غار کے دہانے پر جا کر باہر جھانکا تو باہر پہاڑی ڈھلوان تھی اور ہر طرف جنگل سا پھیلا ہوا تھا ۔ ٹائیگر واپس مڑ آیا ۔

" یہ ان کا کوئی خاص خفیہ اڈہ ہے ۔ اب یہ کرنل بتائے گا کہ یہ کونسی جگہ ہے "...... ٹائیگر نے مڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

" جوزف ۔ تم یہیں رکو تاکہ کرنل کا کوئی ساتھی اچانک نہ آجائے یہ مشین گن تم رکھ لو ۔ ہم اس کرنل سے پوچھ گچھ کر کے ابھی واپس آتے ہیں "...... ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور مشین گن جوزف کی طرف بڑھا دی ۔

" آپ لوگ پوچھ گچھ کریں ۔ میں باہر جا کر علاقے کو چیک کرتا ہوں "...... علی احمد نے کہا ۔

" خیال رکھنا ۔ یہ اڈہ ہمارے لئے چوہے دان بھی ثابت ہو سکتا ہے "۔ ٹائیگر نے کہا ۔

" آپ فکر نہ کریں جناب "...... علی احمد نے کہا اور ٹائیگر ، جوانا کو ساتھ لئے واپس اس سرنگ میں سے ہوتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ دو آدمی ہلاک ہوئے تھے ۔

"یہاں ہمارا سامان بھی ہوگا۔ جوانا۔ تم اس کرنل سے جا کر پوچھ گچھ کرو۔ میں اس دوران یہاں کی تلاشی لے لوں۔ بس خیال رکھنا کہ اسے مرنا نہیں چاہئے۔ اس سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے اس کمرے میں پہنچ کر کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جس طرف وہ کرنل اور اس کا ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن وہاں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ لیکن جلد ہی ٹائیگر نے ایک اور خفیہ راستہ تلاش کر لیا اور پھر جب اس راستے سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں ایک بہت بڑا ہال تھا جو اسلحے کی پیٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک بڑی میز اور اس کے پیچھے کرسی بھی موجود تھی اور ان کا تمام سامان اس میز پر پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو خاص طور پر اس تھیلے کی تلاش تھی جس میں جڑی بوٹیاں اور کاسموس گن کے پارٹس اور میگزین تھا اور یہ تھیلا اسی طرح بند کا بند پڑا تھا۔ شاید اسے ایسے ہی دبا کر دیکھا گیا تھا اور یہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس میں جڑی بوٹیاں ہیں ٹائیگر نے اس تھیلے کو اٹھایا اور پھر باقی سامان بھی اس نے وہاں موجود ایک تھیلے میں ڈالا اور وہاں سے نکل کر جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس کمرے میں پہنچا تو اس نے کرنل کو دیوار کے ساتھ زنجیر سے جکڑے ہوئے کھڑا دیکھا۔ کرنل کی حالت کافی خستہ ہو رہی تھی۔ اس کے دونوں گال پھٹے ہوئے تھے۔ ناک اور منہ سے خون رس رہا تھا۔

"ابھی تو میں نے ہاتھ کافی ہلکا رکھا ہے تاکہ یہ مر نہ جائے لیکن اب

تک اس نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق یہ اسلحے کا خفیہ سٹور ہے اور یہ کسی ڈاگرام پہاڑی پر واقع ہے۔ اس کے مطابق وادی ترنام یہاں سے بہت دور ہے"...... جوانا نے ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنل پردیپ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اس چیکنگ سپاٹ پر ہمیں بے ہوش کرنے کے بعد کیوں لایا گیا تھا"...... ٹائیگر نے کرنل پردیپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ اڈہ اس کام کے لئے مخصوص ہے۔ ہر مشکوک آدمی کو یہاں لایا جاتا ہے۔ تم لوگ بھی مشکوک تھے۔ کیپٹن سروش نے چیکنگ سپاٹ پر اطلاع دی تھی کہ کیپٹن ٹھاکر تین اجنبی فوجیوں کے ساتھ آ رہا ہے اور کیپٹن ٹھاکر کی آواز بدلی ہوئی ہے۔ وہ مشکوک ہے۔ اس لئے کیپٹن ٹھاکر کو بھی ساتھ ہی چیک کیا جائے۔ میں وہیں موجود تھا۔ اس چیکنگ سپاٹ کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ میں وہاں تھا۔ ہمیں یہ حکم تھا کہ ہر مشکوک آدمی کو کوئی فوری خطرہ نہ ہونے کی صورت میں گرفتار کیا جائے پھر اس کی چیکنگ کی جائے اور پھر اسے گولی مار دی جائے۔ چنانچہ تم لوگوں کو وہاں ٹریپ کر کے بے ہوش کیا گیا اور پھر وہاں موجود میک اپ واشر سے جب تمہارے چہرے واش کئے گئے تو وہاں موجود ایک کیپٹن نے ان دونوں ایکریمین نیگروں کو پہچان لیا۔ اس نے بتایا کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا کے علی عمران سے ہے جبکہ باقی تم دونوں کو وہ نہ پہچانتا تھا۔ عمران کے متعلق ہمیں سرکاری طور

پر اطلاع مل چکی تھی کہ اسے بلیک فورس کے چیف کرنل موہن نے ایک زبردست ایکشن کے ذریعے اس کے چار ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشوں کی باقاعدہ سرکاری طور پر تصدیق بھی ہو چکی ہے۔ چنانچہ جب کیپٹن سروش نے بتایا کہ تم میں سے دو کا تعلق عمران سے ہے اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ وہ چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کے فیلڈ گروپ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اسے ان کی موت کا یقین نہیں ہے تو میں نے سوچا کہ تمہیں یہاں لا کر تم سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی جائے اور پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ کرنل موہن کی طرح عمران کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ مجھے مل سکے۔ اس لئے میں تمہیں وہاں سے خفیہ طور پر یہاں لے آیا تھا"...... کرنل پردیپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو کرنل۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس خفیہ سٹور تک یہاں سے کوئی ایسا راستہ بتا دو جو خفیہ ہو۔ یا پھر کوئی ایسا کو ڈ بتاؤ کہ ہم سٹور تک پہنچ جائیں لیکن ہمیں راستے میں چیک نہ کیا جائے"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل کوئی جواب دیتا۔ علی احمد کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ اڈہ ڈاگرام پہاڑی کے عقب میں ہے۔ وادی ترنام تک جانے کے لئے ہمیں ایک بار پھر پہلے کی طرح اس پہاڑی کی چوٹی پر جانا ہو گا"۔ علی احمد نے کہا۔

"ہاں تو کرنل بولو کیا جواب ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے علی احمد

کی بات سن کر دوبارہ کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ سٹور کہاں ہے اور نہ ہی وادی ترنام میں کسی کو جانے کی اجازت ہے۔ وہاں کوئی خرگوش بھی حرکت کرے تو اسے دور سے فائر کر کے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ وہاں سے درخت صاف کر دیئے گئے ہیں اب وہاں جنگل کی بجائے کھلا میدان ہے اور چاروں طرف پہاڑیوں پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کے مورچے موجود ہیں۔ اس لئے کوئی بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا کسی طرح بھی۔ اور نہ ہی کوئی خفیہ راستہ موجود ہے"...... کرنل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔ پھر تم چھٹی کرو"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"...... کرنل نے کہا۔

"جوانا۔ اب یہ ہمارے لئے بے کار ہے۔ اس لئے اس کو آف کر دو"۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر اس کرنل کے سر اور گردن پر ہاتھ رکھے۔ کرنل ہذیانی انداز میں چیخنے لگا لیکن دوسرے لمحے کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا زنجیر میں جکڑا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"اس دوسرے کا بھی خاتمہ کر دو"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ علی احمد خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا اور ب وہ دونوں اس کمرے میں پہنچے جہاں کرنل کے دو ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں تو جوانا بھی ان تک پہنچ گیا۔

"علی احمد۔یہاں ایک خفیہ تہہ خانہ ہے جس میں انتہائی خوفناک اسلحے کی پیٹیاں بھری ہوئی ہیں اور تمہارے کہنے کے مطابق یہ ڈاگرام پہاڑی ہے۔اب تم سوچ کر بتاؤ کہ اگر ہم اس اسلحے کو تباہ کر دیں تو کیا اس خوفناک دھماکے سے یہاں سے دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ بن جائے گا یا اوپر چوٹی پر موجود ایئر چیکنگ پوسٹ اور چیکنگ سپاٹ پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں "........ ٹائیگر نے علی احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ اڈہ چوٹی سے کافی نیچے ہے اور پہاڑی بہت بڑی ہے۔اس لئے دونوں ہی کام نہیں ہوں گے "......... علی احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" ٹھیک ہے۔کوشش تو کی جا سکتی ہے "........ ٹائیگر نے کہا۔

" مسٹر ٹائیگر آپ "........ جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہنا شروع کیا تو ٹائیگر نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

" جوانا۔یہ ٹھیک ہے کہ باس نے مجھے اس ٹیم کا لیڈر مقرر کیا ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ تم مجھے مسٹر اور آپ کہہ کر پکارو۔جوزف، تمہاری اور میری ایک ہی حیثیت ہے بلکہ میرے نقطہ نظر سے میری حیثیت تم دونوں سے کم ہے اس لئے کہ میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں جبکہ آپ ان کے ساتھی۔اس لئے ایک تو تم مجھے مسٹر اور آپ کہنا بند کرو اور دوسری بات یہ کہ باس نے ہم تینوں پر اعتماد کیا ہے۔اس نے خود کافرستانی خفیہ ایجنسیوں کو الجھانے کا مشن اس لئے لیا ہے تاکہ ہم

اصل مشن مکمل کر سکیں۔ورنہ وہ ان ایجنسیوں کو الجھانے کا کام ہماری ٹیم کے ذمے بھی لگا سکتے تھے اور خود اصل مشن پر کام کرتے۔ لیکن اس قدر اہم مشن ہمارے ذمہ لگانے کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے اور اب ہم نے ان کے اس اعتماد پر ہر صورت پر پورا اترنا ہے اس لئے ہمارے سامنے صرف مشن ہے اور بس۔میں نے تم سب کے مشوروں سے آگے بڑھنا ہے "........ ٹائیگر نے بڑے جذباتی انداز میں کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

" ایسی بات نہیں ہے مسٹر ٹائیگر۔ماسٹر نے اگر آپ کو لیڈر بنایا ہے تو آپ واقعی اس کے حقدار بھی ہے۔ماسٹر کا فیصلہ ہر لحاظ سے درست ہوتا ہے اور لیڈر کو تم کہنا میرے نقطہ نظر سے ماسٹر کے حکم کی خلاف ورزی ہے اور میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔اس لئے میں آپ بھی کہوں گا اور مسٹر ٹائیگر بھی کہوں گا۔میرے نقطہ نظر سے ماسٹر کے حکم کی تعمیل اسی طرح ہو سکتی ہے۔کیوں جوزف "........ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شاگرد استاد کی جگہ سنبھالتا ہے اور ٹائیگر اگر باس کا شاگرد ہے تو پھر اس وقت باس کی جگہ ہے۔اس لئے یہ باس ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ باس جو کچھ افریقہ کے بارے میں جانتا ہے وہ ٹائیگر نہیں جان سکتا "........ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر اور جوانا دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

" اب آپ کا پروگرام کیا ہے مسٹر ٹائیگر "........ جوانا نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک پلاننگ آئی ہے کہ یہاں موجود انتہائی طاقتور اسلحے کے سٹور کو اگر بلاسٹ کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف وادی ترنام جانے تک کا راستہ پیدا ہو جائے یا پھر اوپر چوٹی پر موجود چیکنگ ایئر پوسٹ تباہ ہو جائے لیکن علی احمد صاحب نے یہ دونوں خیال مسترد کر دیئے ہیں۔ کیونکہ پہاڑی کی چوڑائی بہت زیادہ ہے اس لئے راستہ نہیں بن سکتا اور یہ سٹور چونکہ چوٹی سے خاصا نشیب میں ہے اس لئے چوٹی پر موجود ایئر چیکنگ پوسٹ بھی تباہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب کچھ اور سوچنا پڑے گا"......... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ اس سٹور کو تباہ کر دیں۔ یقیناً اس تباہی سے اردگرد موجود افراد کی توجہ اس طرف ہو جائے گی اور ہم آسانی سے وادی ترنام پہنچ جائیں گے"......... جوانا نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ مجھے یہ مخصوص اسلحہ دے دو اور خود یہیں میرا انتظار کرو۔ پھر دیکھو کہ میں کیسے جا کر اس سٹور کو تباہ کرتا ہوں"۔ جوزف نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"تم کیسے کرو گے۔ باہر تو قدم قدم پر فوجی موجود ہیں اور چیکنگ مشینیں کام کر رہی ہیں اور کرنل پردیپ کے مطابق نیچے وادی میں معمولی سے معمولی نقل و حرکت کو بھی چیک کیا جا رہا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ جنگل ہے ٹائیگر۔ یہاں مجھے کون روک سکتا ہے۔ انسان تو ایک طرف درندے بھی مجھے نہیں دیکھ سکتے"......... جوزف نے

جواب دیا۔

"سوری جوزف۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ بحیثیت ٹیم لیڈر میں اپنے ساتھیوں کی جانوں کی حفاظت بھی کرتا رہوں"......... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سوچنا کس بات کا۔ یہاں سے نکلیں اور اوپر چلیں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"......... جوانا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک منٹ تم سب یہیں ٹھہرو۔ میں اس اسلحے کے سٹور کا چکر لگا کر آ رہا ہوں"......... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھ گیا جس طرف اسلحے کا وہ خفیہ سٹور موجود تھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک خونریز اور جان لیوا ایڈونچر

بلائنڈ اٹیک (حصہ دوم)

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- کافرستان کی چار ایجنسیوں کے مقابلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی دیوانہ وار جدوجہد اپنے عروج پر پہنچ گئی ۔
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ خون میں ڈوب گیا تھا ۔
- وہ لمحہ جب ٹائیگر، جوزف اور جوانا پر گولیوں کی بارش کر دی گئی اور نجانے کتنی گولیاں ان کے جسموں میں اتر گئیں ___ کیا وہ تینوں ہلاک ہو گئے ۔
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشن کی تکمیل کیلئے مجبوراً بلائنڈ اٹیک کرنا پڑا۔ ایسا بلائنڈ اٹیک جس کا انجام یقینی موت کے سوا اور کچھ نہ تھا ۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کا بلائنڈ اٹیک اپنا مقصد پورا بھی کر سکا ___ یا وہ سب موت کے گھاٹ اتر گئے ۔
- کیا کافرستان کا ہولناک مشن پورا ہو گیا اور لاکھوں مشکباری ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو گئے ۔

مسلسل اور بے پناہ ایکشن ۔ لمحہ بہ لمحہ اعصاب کو جھٹکا دینے والا سسپنس ۔

ایک یادگار اور بھرپور ناول ___ شائع ہو گیا ہے ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران، پرمود سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

اوپن کلوز

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- علی عمران کے ملک پاکیشیا اور میجر پرمود کے ملک بلگارنیہ کی انتہائی قیمتی سائنسی اور معدنیاتی دولت انتہائی منظم طور پر چوری ہونے لگی تو دونوں حکومتیں پریشان ہو گئیں ۔
- میجر پرمود نے علی عمران سے زیادہ برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا مشن مکمل کر لیا ___ کیا واقعی ___ ؟
- علی عمران ___ جس نے اس اہم ترین مشن کو سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ دی۔ کیوں ؟
- میجر پرمود ___ جسے اس کے چیف کرنل ڈی نے علی عمران کا شاگرد بننے کا مشورہ دیا ___ کیوں ___ ؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن ۔
- وہ لمحہ ___ جب میجر پرمود عمران کے فلیٹ پر اس کا شاگرد بننے کیلئے آیا ___ ایک دلچسپ سچویشن ۔
- راسکو اور بلیک گولڈ ___ دو بین الاقوامی مجرم تنظیمیں ___ جو معدنیات کی چوری میں ملوث تھیں لیکن جب عمران اور میجر پرمود ان کے خلاف میدان میں اترے تو انہیں فوری طور پر کلوز کر دیا گیا ___ کیوں ___ ؟

عمران سیریز
بلائنڈ اٹیک
مظہر کلیم ایم اے
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint
www.paksociety.com

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ " بلاسٹڈ اٹیک " کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ پہلا حصہ پڑھنے کے بعد آپ اسے پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے ۔ کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد اب اپنے عروج کی طرف گامزن ہے لیکن اس سے پہلے اگر آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں تو اس حصے کا لطف دوبالا ہو جائے گا ۔

سیت پور سے خواجہ غلام قنبر صاحب لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناولوں کا پرانا قاری ہوں ۔ ابھی میں نے میٹرک کا امتحان نہیں دیا تھا کہ آپ کے ناول پڑھنے شروع کئے اور اب میں خود استاد ہوں اس کے باوجود آپ کے ناولوں کا مطالعہ جاری ہے ۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آپ کے ناول ہر لحاظ سے معیاری ہوتے ہیں گذشتہ دنوں آپ کا ناول " سنیک سرکل " پڑھا ۔ واقعی لاجواب شاندار بلکہ شاہکار ناول تھا ۔ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی بھیانک سازشوں کو آپ جس طرح آشکار کرتے ہیں اس سے حقیقتاً آپ نے ہم مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں ۔ میری آپ سے ایک گذارش بھی ہے کہ آپ مذہبی تعصب کے خلاف بھی ضرور کوئی ناول لکھیں کیونکہ یہ بھی یہودیوں کی ہی سازش ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک درخواست بھی ہے کہ آپ تنویر کو منع کر

دیں کہ وہ عمران کا رقیب نہ بنے۔ اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ عمران کا رقیب بننے کی کوشش کرے"۔

محترم خواجہ غلام قنبر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے یہودی سازشوں کے بارے میں جس تشویش کا اظہار کیا ہے یہ آپ کے دل میں موجود اسلامی تڑپ کی دلیل ہے۔ جہاں تک تنویر کے عمران کے رقیب بننے کی بات ہے تو میں خط پڑھتے ہوئے یہی سمجھا تھا کہ آپ اسے بھی یقیناً یہودی سازش ہی قرار دیں گے لیکن شاید تنویر کی کوئی نیکی اس کے کام آ گئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ تنویر کو عمران کا رقیب بننا زیب نہیں دیتا تو محترم یہی بات تنویر بھی کہتا ہے کہ عمران کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کا رقیب بنے۔ لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ جس کی خاطر یہ دونوں ایک دوسرے کے رقیب بنے ہوئے ہیں وہ انہیں سرے سے ایک دوسرے کا رقیب ہی نہیں سمجھتی۔ امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے۔

چک نمبر N59/p خان پور سے محترم غلام فرید صاحب لکھتے ہیں "آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں۔ یوں تو آپ کا ہر ناول اپنی جگہ شاہکار کا درجہ رکھتا ہے لیکن مجھے ناول "واٹر پاور" بے حد پسند آیا ہے۔ اس ناول میں آپ کے قلم کی عظمت اپنے پورے عروج پر ہے۔ ایسے ناول لکھ کر آپ واقعی جاسوسی ناول لکھنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ البتہ ایک شکایت آپ سے ضرور ہے کہ کیا عمران کے لئے اب صرف مجرم تنظیمیں ہی رہ گئی ہیں۔ دوسرے ملکوں کے ایجنٹ یا سرکاری تنظیمیں عمران کے ملک کا رخ کیوں نہیں کرتیں۔ کیا سب ملکوں نے پاکیشیا سے دوستی کر لی ہے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے"۔

محترم غلام فرید صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔ مجرم تنظیموں کے ساتھ ساتھ دوسرے ملکوں کی سرکاری تنظیمیں اور ایجنٹ بھی عمران سے ٹکراتے رہتے ہیں۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ مجرم تنظیموں کی تعداد ان کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اصل میں اس کی وجہ بین الاقوامی پیچیدہ حالات ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں ہر ملک دوسرے ملک کے ساتھ کسی نہ کسی انداز میں بہرحال وابستہ رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ کسی بھی ملک کے خلاف کام کرتے ہوئے بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ وہ براہ راست سامنے آنے کی بجائے کسی طاقتور مجرم تنظیم کو سامنے لا کر اپنا مقصد حاصل کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر مجرم تنظیمیں ہی سامنے آتی ہیں۔ لیکن درپردہ وہ کسی نہ کسی ملک کے لئے ہی کام کر رہی ہوتی ہیں۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی۔

سرائے نورنگ بنوں سے محترمہ اجالا حیات صاحبہ لکھتی ہیں۔ "گذشتہ کئی سالوں سے آپ کے ناولوں کا مطالعہ کر رہی ہوں۔ میں نے کئی بار سوچا کہ آپ کو خط لکھوں۔ لیکن چونکہ وضاحت طلب کوئی بات نہ ملتی تھی اس لئے خط نہ لکھ سکی۔ اس بار "ہاٹ فائٹ" پڑھتے

ہوئے ایک بات وضاحت طلب آ گئی ہے ۔اس ناول میں جوزف نے افریقہ کے پراسرار علوم کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیشے کی طرف پشت کر کے شیشہ توڑ دیا۔ لیکن کیسے اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ۔امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے "۔

محترمہ اجالا حیات صاحبہ ۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جوزف نے پراسرار علوم کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیشہ کس طرح توڑا اور اس کی وضاحت کہیں درج نہیں کی گئی تو محترمہ پراسرار کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کی وضاحت نہیں کی جا سکتی اور ہو سکتا ہے کہ خود جوزف کو بھی یہ علم نہ ہو کہ ایسا کس طرح ہوتا ہے ۔البتہ اگر جوانا عمران سے وضاحت پوچھ لیتا تو اس پراسراریت کی کوئی نہ کوئی توجیہہ سامنے آ جاتی ۔ کیونکہ عمران بہر حال جوزف سے بھی زیادہ افریقہ کے پراسرار علوم سے واقف ہے ۔اس لئے تب تک آپ کو بہر حال انتظار کرنا ہو گا جب تک یہ بات جوانا عمران سے نہیں پوچھ لیتا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

" اوہ لچھمن تم ۔آؤ ۔آؤ "...... بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے لمبے قد اور بھاری جسم کے سردار موہن سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ لچھمن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی تھے ۔حویلی کے قریب پہنچ کر عمران نے لچھمن کے ہاتھ بھی آزاد کر دیئے تھے اور عمران نے لچھمن سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کوئی شرارت نہ کرے تو اسے واقعی آزاد کر دیا جائے گا۔

" سردار موہن ۔ یہ میرے دوست ہیں اور میں انہیں ایک خاص کام کے لئے تمہارے پاس لے آیا ہوں "........ لچھمن نے سردار موہن سے مصافحہ کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔اوہ ۔ تمہارے دوست ہیں تو ہمارے بھی دوست ہوئے "۔ سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی طرف مصافحے

کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے اپنا نام آصف اور دوسرے ساتھیوں کے بھی تبدیل شدہ نام بتائے۔

"اوہ۔ تم مسلمان ہو۔ پھر تو تم شراب نہیں پیو گے۔ تمہارے لئے کافی منگواتا ہوں"...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف کھڑے ملازم کو بلا کر اسے سب کے لئے کافی لانے کے لئے کہا۔

"سردار موہن سنگھ۔ میرے ان دوستوں کو بھواجا پہاڑیوں کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ میں اس لئے انہیں تمہارے پاس لے آیا ہوں"...... چھمن نے کہا۔

"بھواجا پہاڑیوں کے بارے میں۔ کیسی معلومات۔ وہاں تو اس وقت فوج کا قبضہ ہے"...... سردار موہن نے چونک کر کہا۔

"اسی لئے تو ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمارا تعلق معدنیات کے شعبے سے ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ بھواجا پہاڑیوں میں انتہائی قیمتی معدنیات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور یہ ذخیرہ بالکل وہیں ہے جہاں فوج نے کوئی اڈہ بنا رکھا ہے۔ فوج میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مخبر بھی ہوتے ہیں اور ایجنٹ بھی۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایسے راستے سے اس جگہ پہنچ جائیں جہاں یہ ذخیرہ ہے اور ایک چھوٹے سے آلے سے اس کی فائنل چیکنگ کر کے خاموشی سے واپس آ جائیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو اس سلسلے میں میرا کیا کردار ہے۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا

ہوں"...... سردار موہن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا...... اسی لمحے ملازم ٹرے میں کافی کے بڑے بڑے کپ رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک ایک کپ سب کے ہاتھ میں دیا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"چھمن نے بتایا ہے کہ آپ ان بھواجا پہاڑیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے آپ کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ فوج کی موجودگی میں میں ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ گو مجھے معلوم ہے کہ چھمن بھی سرکاری آدمی ہے لیکن فوج کی موجودگی میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ فوج مجھے گولی سے اڑا سکتی ہے۔ اس لئے میں مجبور ہوں"...... سردار موہن سنگھ نے صاف اور دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ ایسے راستے سے بہرحال واقف ہیں"۔ عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ فوج نے اپنا خفیہ اڈہ وادی ترنام میں بنایا ہوا ہے۔ میرا سارا کاروبار چونکہ فوج کی ان پہاڑیوں میں آمد کی وجہ سے بند پڑا ہوا ہے اور مجھے روزانہ لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے اس لئے میں نے بھاگ دوڑ کر کے فوج کے ایک باخبر آدمی سے رابطہ کیا اور اس نے مجھے بتایا کہ فوج ابھی تین ہفتوں تک پہاڑیوں میں رہے گی اور خاص طور پر وادی ترنام میں۔ کیونکہ وادی ترنام میں

ہی میرا سب سے بڑا سٹور ہے اب بھی لاکھوں روپے کی شراب وہاں موجود ہے اور وہاں تک جانے کا ایک خفیہ راستہ بھی ہے لیکن اس راستے کے آغاز سے پہلے ہی فوج موجود ہے ۔اس لئے میں مجبور ہوں ۔ وہاں تک نہیں جا سکتا اور نہ آپ کو لے جا سکتا ہوں "...... سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

" او کے ۔ ٹھیک ہے ۔اگر تین ہفتوں کی بات ہے تو پھر تین ہفتے تو انتظار کیا جا سکتا ہے ۔ہمارا خیال تھا کہ فوج شاید طویل عرصے تک یہاں رہے "...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں جناب ۔یہ حتمی خبر ہے "...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اب کیا پروگرام ہے "...... لچھمن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر سردار صاحب کو اعتراض نہ ہو تو ہم کچھ دن یہاں ان کے مہمان بن کر رہ جائیں ۔یہ سارا علاقہ بے حد خوبصورت ہے "۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔آپ مہمان ہیں ۔ آپ جب تک چاہیں یہاں رہ سکتے ہیں ۔آپ کے لئے کمرے بھی یہاں ، موجود ہیں اور ملازم بھی "...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

" بہت شکریہ سردار صاحب ۔آپ واقعی سچے اور کھرے آدمی ہیں ۔ لیکن فوج کے اس آدمی سے آپ نے رابطہ کیسے کیا تھا ۔آپ وہاں گئے

تھے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں کوئی چھوٹا موٹا دھندہ نہیں کرتا ۔مشکبار میں میرے مقابل میں کوئی آدمی بھی نہیں ہے ۔ میرے پاس انتہائی جدید ٹرانسمیٹرز موجود ہیں اور میرے آدمی بھی پوری طرح تربیت یافتہ ہیں "۔سردار موہن سنگھ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میرے لئے کیا حکم ہے ۔میں نے تو انتہائی ضروری کام سے واپس جانا ہے "۔لچھمن نے امید بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ چاہیں تو جا سکتے ہیں ۔باقی آپ خود سمجھدار ہیں "...... عمران نے کہا۔

" آپ فکر نہ کریں اور مجھ پر یقین رکھیں کہ آپ کی یہاں موجودگی کا فوج کو علم نہ ہو گا "...... لچھمن نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر لچھمن اٹھ کھڑا ہوا۔

" ارے ابھی سے ۔کیا مطلب ۔دو چار روز تو رہو "...... سردار موہن سنگھ نے لچھمن کو اس طرح اٹھتے دیکھ کر کہا۔

" شکریہ ۔لیکن انتہائی ضروری سرکاری کام ہے اس لئے مجھے فوری طور جانا ہے ۔میں پھر آؤں گا "...... لچھمن نے کہا اور پھر وہ سردار موہن سنگھ، عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ایک منٹ ۔میں تمہیں باہر تک چھوڑ آؤں "...... عمران نے

اٹھ کر کہا اور پھر وہ لچھمن کو ساتھ لئے کمرے سے باہر آ گیا۔

" جیپ کی ہمیں ضرورت رہے گی۔ اس لئے تم اگر چاہو تو سردار موہن سنگھ سے کوئی سواری لے سکتے ہو اور ہاں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے وعدے کا خیال رکھنا۔ اگر تم نے ہمارے متعلق کسی کو بتایا تو ہمارے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا لیکن تمہارے ساتھ ہم سے بھی زیادہ ہو جائے گا "۔ عمران نے بیرونی دروازے پر پہنچ کر لچھمن سے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ میں آخری سانس تک وعدہ نبھاؤں گا اور میں سردار کی جیپ بھی نہیں لے جانا چاہتا۔ یہاں اس کی جیپ کو سب پہچانتے ہیں۔ اس طرح آپ کی یہاں موجودگی کا بھی کسی کو شک پڑ سکتا ہے۔ میں پیدل ہی یہاں سے جاؤں گا "....... لچھمن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور لچھمن نے مسکراتے ہوئے عمران سے مصافحہ کیا اور تیزی سے چلتا ہوا حویلی کے بڑے پھاٹک سے باہر چلا گیا۔ عمران واپس اس کمرے میں آیا جہاں اس کے ساتھی اور سردار موہن سنگھ موجود تھا۔

" لچھمن چلا گیا ہے "....... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تو پھر میرے ساتھ آیئے۔ میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں "۔ سردار موہن سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آپ بھی آ جائیں "....... سردار موہن سنگھ نے عمران کے

ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک علیحدہ کمرے میں آ گیا۔

" آپ اصل میں کون ہیں۔ مجھے کھل کر بتایئے "۔ سردار موہن سنگھ نے دروازہ بند کر کے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اصل کا کیا مطلب "....... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اگر آپ کا تعلق مشکبار کی تحریک آزادی سے ہے تو آپ مجھے کھل کر بتایئے۔ میں آپ کی بھرپور امداد کروں گا کیونکہ مشکبار میں سکھوں کی ایک تنظیم بھی مشکباری مجاہدین کی حمایت میں کام کر رہی ہے۔ اس تنظیم کا خفیہ نام سنگھام ہے اور میں اس تنظیم کا اس علاقے کا انچارج ہوں "۔ سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" سنگھام۔ اوہ۔ اس کا انچارج شیر سنگھ تو نہیں ہے "....... عمران نے کہا تو سردار موہن سنگھ حیرت سے اچھل پڑا۔

" آپ سردار شیر سنگھ کو جانتے ہیں "....... سردار موہن سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا سردار شیر سنگھ سے میری بات ہو سکتی ہے۔ تم اسے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دے سکتے ہو "....... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ آپ لوگ واقعی مشکباری مجاہدین ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں "۔ سردار موہن سنگھ نے کہا اور اٹھ کر اس نے کمرے میں موجود ایک الماری کھولی اور اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک جدید

ساخت کا فکسڈ فریکونسی کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور الماری بند کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھ دیا۔

" تم نے اندازہ کیسے لگایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

" چھمن کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ اس کا تعلق کافرستان کی کسی خفیہ ایجنسی سے ہے۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ چھمن نے چند مشکباری مجاہدین کو میرے ڈیرے پر چھپایا تھا لیکن وہ لوگ وہاں سے نکل گئے اور چھمن کو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ پھر جب اچانک چھمن آپ لوگوں کے ساتھ یہاں آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ آپ لوگوں سے خوفزدہ تھا۔ پھر آپ نے بھواجا پہاڑیوں کی بات کر دی تو میں سمجھ گیا کہ آپ وہی مشکباری مجاہدین ہیں اور آپ نے کسی طرح چھمن کو یہاں آنے اور مجھ سے تعارف کرانے پر مجبور کر دیا ہے۔ پھر چھمن نے جب اجازت لی تو آپ نے اس سے خاص قسم کی بات کی۔ جس سے میرا شک یقین میں بدل گیا۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے چھمن کو زندہ کیوں جانے دیا ہے۔ وہ تو فوری طور پر آپ لوگوں کی یہاں موجودگی کی اطلاع دے دے گا"...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

" ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ تم سے ہماری ملاقات کرا دے تو ہم اسے زندہ جانے دیں گے اور وعدہ توڑنے کے لئے نہیں ہوتا باقی جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سردار موہن سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے مخصوص سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ایم۔ ایس۔ ہیلو ہیلو۔ ایم۔ ایس۔ اوور"۔ سردار موہن سنگھ نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

" یس۔ ایس۔ ایس اٹنڈنگ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" باس۔ کیا آپ کسی پرنس آف ڈھمپ کو جانتے ہیں۔ اوور"۔ سردار موہن سنگھ نے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا نام لیا ہے تم نے۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو سردار موہن سنگھ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" پرنس آف ڈھمپ باس۔ اوور"...... سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تمہیں یہ نام کس نے بتایا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے انتہائی تیز لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو ایس۔ ایس صاحب۔ اگر تم ایس۔ ایس کے ساتھ پی لگا لیتے تو دو چار تھانوں کے انچارج تو رعب میں آجاتے اور اگر ایس۔ او۔ ایس ہوتا تو تب بھی شاید کوئی خطرے کی یہ کال سن کر ہماری مدد کو آ جاتا۔ لیکن خالی ایس۔ ایس تو کسی صابن کا ہی نام ہو سکتا ہے۔ مطلب ہے صاف ستھری دھلائی کرنے والا۔ اوور"...... عمران نے سردار موہن سنگھ کو ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے منع کرتے ہوئے

خود ہی بات شروع کر دی ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تم ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تم یہاں ۔ اوہ ۔ کیا مطلب ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ عمران بھی اس سے بات کر سکتا ہے ۔

"یہ ایم ۔ ایس صاحب تو بڑے عقلمند ہیں ۔ ان کی عقلمندی دیکھ کر تو مجھے یقین نہیں آرہا کہ یہ واقعی وہی سردار ہیں جن کی عقلمندی کے لطیفے دنیا میں مشہور ہیں ۔ اوور" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ایم ۔ ایس ۔ تھری تھری ون پر کال کرو ۔ تھری تھری ون پر ۔ فوراً ۔ اوور اینڈ آل" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور سردار موہن سنگھ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ لیکن اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ۔

"آپ چیف سے اس انداز میں بات کر سکتے ہیں ۔ اوہ ۔ آپ تو میرے تصور سے بھی بڑے آدمی ہیں ۔ آیئے میرے ساتھ ۔ تھری تھری ون تو نیچے تہہ خانے میں ہے ۔ آیئے" .... سردار موہن سنگھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے جلدی سے اسے واپس الماری میں رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں انہیں لے آیا تو عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں تو مکمل آپریشن روم بنا ہوا تھا ۔ انتہائی جدید ترین مشینری وہاں نصب تھی ۔ سردار موہن سنگھ ایک مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس مشین کو آن کر کے اس پر موجود

مختلف نابیں گھما کر ڈائل پر سوئیاں ایڈجسٹ کیں اور پھر بٹن دبا کر مشین آن کر دی ۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین رینو ویز ٹرانسمیٹر ہے جس کی کال کو کیچ نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ ایسی مشین تھی جو شاید ابھی تک ترقی پذیر ملکوں کی حکومتوں کو بھی حاصل نہ ہو سکی ہو گی جبکہ یہ یہاں دیہات میں موجود تھی ۔

"ہیلو ۔ سردار موہن سنگھ بول رہا ہوں چیف" .... سردار موہن سنگھ نے اس بار واضح الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ سے بات کراؤ" .... مشین سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی ۔

"یس ۔ پرنس بول رہا ہوں شیر سنگھ ۔ میں تو اب تک تمہیں قالین کا ہی شیر سمجھتا رہا تھا لیکن یہاں اس اڈے میں اس قدر جدید ترین اور قیمتی مشینری دیکھ کر تو مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم قالین کے نہیں بلکہ سچ مچ کے شیر ہو" .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ سنگھام کافرستان میں سکھ ریاست کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہے ۔ اس لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے ۔ سردار موہن سنگھ مشکبار کا انچارج ہے ۔ بظاہر تو یہ سمگلر ہے لیکن یہ ہمارا خاص آدمی ہے ۔ مگر آپ یہاں اس کے اڈے پر کیسے پہنچ گئے" .... مشین سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی ۔

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ مجھے اتنا تو معلوم تھا کہ تمہارا تعلق اس ریاست کے لئے جدوجہد کرنے والوں سے ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا

کہ تم اس قدر اہم آدمی ہو۔ بہرحال آج پتہ چل گیا اور اب تو تم غراؤ گے بھی سہی تو میں ڈر جاؤں گا۔ جبکہ پہلے تمہاری دھاڑ سن کر بھی میں کان جھٹک دیا کرتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے شیر سنگھ کا قہقہہ سنائی دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ نے میری درخواست پر غور نہیں کیا۔ اگر آپ ہماری مدد کر دیں تو ہم کافرستان کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں"۔ شیر سنگھ نے کہا۔

"فی الحال تو کافرستان مشکبار کے سلسلے میں ہمیں ناکوں کیا کانوں چنے چبوا رہا ہے۔ بہرحال میرا وعدہ کہ جب بھی موقع ملا اور مجھ سے جو کچھ بھی ہو سکا میں تمہارے لئے ضرور کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ بے حد شکریہ۔ آپ کے اس وعدے نے ہمیں بے حد حوصلہ دیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ سردار موہن سنگھ کے ہاں کیسے پہنچے اگر کوئی مسئلہ ہے تو کھل کر بات کریں۔ سردار موہن سنگھ تو کیا ہماری پوری تنظیم آپ کے لئے ہر ممکن کام کرے گی"...... شیر سنگھ نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ تفصیل بتانے کا وقت نہیں ہے۔ اگر تم سردار موہن سنگھ کو بریف کر دو تو اس سے تفصیلی بات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"سردار موہن سنگھ"...... شیر سنگھ نے کہا۔

"یس چیف"...... اس بار سردار موہن سنگھ نے جواب دیا۔

"سردار موہن۔ پرنس آف ڈھمپ علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیا کے عظیم ترین آدمی ہیں یہ یقیناً تمہارے پاس مشکباری مجاہدین کی مدد کے سلسلے میں پہنچے ہوں گے۔ تم نے ان کی اس طرح مدد کرنی ہے کہ سنگھام کو اس مدد پر فخر ہو"...... شیر سنگھ نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں"...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو شاید جلدی ہے۔ جب آپ فارغ ہو جائیں تو پھر مجھ سے ضرور بات کر لیں۔ میں آپ کی کال کا منتظر رہوں گا"۔ شیر سنگھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا۔

"او۔ کے۔ گڈ بائی"...... شیر سنگھ نے کہا اور سردار موہن سنگھ نے آگے بڑھ کر مشین آف کر دی۔

"آپ تو عظیم ترین آدمی ہیں جناب۔ اب آپ فرمائیں کہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں"...... سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ انہیں آپریشن روم سے ملحقہ ایک کمرے میں لے آیا جہاں کرسیاں موجود تھیں۔

"اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ بھواجا پہاڑیوں پر ہونے والے اس فوجی آپریشن کے سلسلے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جہاں تک میری معلومات ہیں کافرستان نے

وادی ترنام میں کوئی خفیہ سٹور بنایا ہے جس میں انتہائی خوفناک اسلحہ سٹور کیا جا رہا ہے اور اس کی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے"۔ سردار موہن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیکنگ کی تفصیلات بتا دیں۔

"تو تمہارے اس خفیہ راستے سے بھی وہاں نہیں پہنچا جا سکتا"...... عمران نے پوری تفصیل سنتے ہوئے کہا۔

"مجبوری یہ ہے عمران صاحب کہ جس عمارت سے اس خفیہ راستے کا دھانہ ہے اس عمارت پر کافرستان کی ایک خفیہ ایجنسی جسے پاور ایجنسی کہا جاتا ہے نے ہیڈ کوارٹر بنا لیا ہے اور اس پورے علاقے میں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں"...... سردار موہن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس میک اپ کا سامان تو ہو گا"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں۔ انتہائی جدید قسم کا سامان ہے۔ ہماری تنظیم کے ہر کارکن کو گریٹ لینڈ کے میک اپ کے ماہرین سے تربیت دلائی گئی ہے۔ ابھی ہماری تنظیم ابتدائی تیاریوں میں معروف ہے۔ جب تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو ہم کافرستان حکومت کے خلاف پوری قوت سے کام شروع کر دیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ حکومت کافرستان کو ہمارے مقابلے میں گھٹنے ٹیکنے ہی پڑیں گے اور سکھ ریاست وجود میں آ جائے گی"...... سردار موہن سنگھ نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ تم وہ سامان بھی لاؤ اور اپنے آدمیوں میں سے ہمارے ڈیل ڈول اور ہمارے قد و قامت کے آدمی بھی تلاش کر کے یہاں بلوا لو ہم ان کے میک اپ میں اس خفیہ راستے کی طرف جائیں گے۔ وہ مقامی آدمی ہوں گے اس لئے ہم پر فوری طور پر کوئی شک نہ کر سکے گا اور ہم ان پر اپنا میک اپ کر دیں گے۔ تم انہیں بعد میں کسی ایسے راستے سے پاکیشیا بھجوا دینا کہ خفیہ ایجنسیاں انہیں پکڑ نہ سکیں اور انہیں یہ اطلاع بھی مل جائے کہ ہم واپس چلے گئے ہیں۔ اس طرح ان کی سرگرمیاں اس قدر زور شور سے جاری نہ رہ سکیں گی اور ہم کامیابی کی طرف بڑھ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے جناب۔ یہ درست ہے اس طرح واقعی ان خفیہ ایجنسیوں کو آسانی سے ڈاج دیا جا سکتا ہے۔ آپ اوپر والے کمرے میں آ جائیں۔ میں انہیں وہیں لے آتا ہوں۔ میک اپ کا سامان بھی وہیں پہنچ جائے گا"...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ حویلی کے اوپر والے حصے کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ سردار موہن سنگھ باہر چلا گیا اور پھر اس کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی تو اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور حیرت انگیز طور پر ان سب کے قد و قامت عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملتے تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک بڑا سا باکس اٹھایا ہوا تھا۔

"یہ ہمارے خاص کارکن ہیں جناب۔ آپ بے فکر ہو کر اپنی

کارروائی کریں۔ یہ آپ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کریں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ ان سب نے میک اپ کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہوئی ہے"...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"اب تم ان کا تفصیلی تعارف بھی کرا دو تاکہ ہم ان کا روپ دھار سکیں"۔ عمران نے کہا اور سردار موہن سنگھ نے سب کا تفصیلی تعارف کرا دیا۔ عمران نے ان سب سے باری باری مختلف سوالات کئے اور جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تو اس نے اس باکس کو کھولا جس میں میک اپ کا انتہائی جدید سامان موجود تھا اور پھر اس نے سب سے پہلے اپنے چہرے پر اور پھر باری باری اپنے ساتھیوں کے چہروں پر ان کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

"آپ تو ماہر ہیں جناب۔ ہمارے گریٹ لینڈ کے استاد سے بھی زیادہ ماہر"...... ایک آدمی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"آؤ بیٹھو۔ اب میں تم پر میک اپ کر دوں۔ مجھے ڈبل میک اپ کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"ڈبل کیوں"...... سردار موہن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے ان پر میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا اصل میک اپ کر دوں گا۔ ایسا میک اپ جو کسی جدید سے جدید میک اپ واشر سے بھی صاف نہیں ہو سکتا۔ یہ میک اپ کھال کے مساموں میں اس طرح جذب

ہو جاتا ہے کہ کھال تو چھل سکتی ہے لیکن میک اپ صاف نہیں ہو سکتا تاکہ اگر یہ لوگ ایجنسیوں کے ہاتھ لگ بھی جائیں تو وہ انہیں اصل سمجھیں۔ پھر ان پر اپنا وہ میک اپ کروں گا جس حلیے میں ہم ایجنسیوں کے ہاتھ لگے تھے۔ یہ عارضی میک اپ ہوگا جو آسانی سے صاف ہو سکے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ اگر یہ لوگ پکڑے بھی جائیں تب بھی ان کا میک اپ صاف نہ ہو سکے اور ایجنسی والے انہیں اصل ہی سمجھتے رہیں"...... سردار موہن نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میں احتیاطاً کر رہا ہوں۔ ورنہ مجھے یقین ہے کہ تمہارے تربیت یافتہ کارکن آسانی سے ہاتھ نہ آسکیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ اگر یہ ہاتھ آ بھی گئے تو انہیں چھڑا لیا جائے گا۔ میرے آدمی مسلسل ان پر نظر رکھیں گے۔ آپ اپنا فائدہ دیکھیں"...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی محنت کے بعد عمران نے سردار موہن سنگھ کے آدمیوں پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مستقل میک اپ کر دیا۔ یہ سب اب اس کمرے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی اصل شکلوں میں کھڑے نظر آرہے تھے۔

"آپ واقعی ماہر فن ہیں جناب۔ اس قدر کامیاب اور مکمل میک اپ کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو بتائیں کہ آپ نے کہا ہے کہ اس میک اپ کو کسی صورت بھی صاف نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ کیسے

صاف ہو گا "...... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" بڑی آسانی سے صاف ہو جائے گا۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پانی میں نمک ڈال کر اسے اتنا گرم کرو کہ اس میں سے بھاپ نکلنے لگے۔صرف وہی بھاپ اس میک اپ کو صاف کر سکتی ہے۔ورنہ یہ کسی صورت بھی صاف نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔انتہائی حیرت انگیز۔پھر تو آپ اس کا نسخہ مجھے بھی بتا دیں۔ بہرحال آپ نے کیا تو اسی میک اپ باکس سے ہی ہے"...... سردار موہن سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بتا دوں گا مگر واپسی پر۔بس صرف مختلف ٹیوبوں کو ایک مخصوص تناسب سے مکس کرنا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا اور سردار موہن سنگھ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

" اب تم لباس اتارو تاکہ ہم آپس میں لباس بدل لیں۔اس کے بعد میں عارضی میک اپ کروں گا"...... عمران نے کہا پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے لباس تبدیل کر لئے۔اب عمران اور اس کے ساتھی مقامی لگ رہے تھے۔

" اب تم بیٹھو تاکہ اب میں تمہارے چہروں پر عارضی میک اپ کر دوں"...... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ارے نہیں صاحب۔اس کے لئے آپ تکلیف نہ کریں۔یہ خود کر لیں گے۔انہیں بھی کرنا آتا ہے میک اپ۔آپ میرے ساتھ آئیں

تاکہ آپ کو کھانا وغیرہ کھلایا جا سکے"...... سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کی بات مان لی اور پھر عمران اور اس کے ساتھی سردار موہن سنگھ کے ساتھ اس کمرے سے نکلے۔

" کھانے کا انتظام میں نے اپنے گھر میں کیا ہے۔یہ تو میری حویلی ہے۔گھر سونار گاؤں میں ہے"...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سردار موہن سنگھ کی جیپ میں بیٹھ کر اس کی حویلی سے نکلے اور گاؤں کی طرف بڑھ گئے۔حویلی کے گرد چاروں طرف دور دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے کیونکہ یہ جگہ پہاڑی نہ تھی بلکہ ایک زرخیز وادی میں واقع تھی۔گاؤں میں سردار موہن سنگھ کا مکان سب سے الگ اور نمایاں تھا۔سردار موہن سنگھ نے کھانے کا واقعی بڑے باتکلف انداز میں اہتمام کیا تھا اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے ان سب نے ہی کھانا ڈٹ کر کھایا۔کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔

" بہت بہت شکریہ سردار موہن سنگھ۔تمہاری مہمان نوازی ہمیں یاد رہے گی۔پھر انشاء اللہ ملاقات ہو گی۔اب ہمیں اجازت دو"۔ عمران نے کہا۔

" آپ بے شک جیپ لے جائیں۔جہاں جی چاہئے اسے چھوڑ دیں۔میرے آدمی لے آئیں گے"...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

" اوہ گڈ۔پھر تو مسئلہ کافی حل ہو جائے گا۔البتہ تم اپنے آدمیوں کو کہہ دینا کہ وہ حتی الوسع کوشش یہی کریں کہ وہ کسی کے ہاتھ نہ

آئیں ۔پوری طرح محتاط رہیں "........ عمران نے باہر نکل کر جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں جناب ۔سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا" ۔سردار موہن سنگھ نے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھی سردار موہن سنگھ سے مصافحہ کر کے اور اس کا شکریہ ادا کر کے جیپ میں سوار ہوگئے ۔ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا اس نے جیپ سٹارٹ کی اور اسے لے کر گھر سے باہر آگیا۔

" کمال ہے .... قدرت بعض اوقات ایسے امداد کرتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے ۔لیکن عمران صاحب ۔آپ نے اپنے ساتھ اسلحہ تو لیا نہیں "....... جیپ کے گاؤں سے باہر آتے ہی صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

" شکر ہے تم بولے تو سہی ۔ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم سب نے شاید گونگے کا گڑ کھالیا ہے "......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" گونگے کا گڑ ۔وہ کیا ہوتا ہے "....... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

" یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم ۔بہرحال اس محاورے کا مطلب ہے گونگوں کی طرح خاموش رہنا "....... عمران نے جواب دیا تو صفدر ہنس پڑا۔

" آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو بات کرنے کی گنجائش ہی کہاں ملتی ہے ۔ویسے یہ شیر سنگھ کون ہے ۔پہلے تو اس کا ذکر نہیں سنا جبکہ آپ سے ہونے والی اس کی بات چیت سے تو یہی معلوم ہوتا تھا

کہ وہ آپ کا انتہائی گہرا دوست ہے "....... صفدر نے کہا۔

" میں جانتا ہوں اسے عمران صاحب اور میری اس سے گریٹ لینڈ کے ایک کلب میں ملاقات ہوئی تھی ".......... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" گریٹ لینڈ ۔اس قدر طویل فاصلے پر کال ہو رہی تھی "........ صفدر نے چونک کر کہا۔

" نہیں .... وہ کافرستان میں ہے ۔گریٹ لینڈ میں میرے دوست لارڈ ٹوتھی سے اس کی دوستی تھی ۔لارڈ ٹوتھی کے ہاں ایک دعوت میں اس سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی اور لارڈ ٹوتھی نے ہی اس سے تفصیلی تعارف کرایا تھا ۔پھر گریٹ لینڈ میں اکثر ملاقاتیں ہوتی رہیں ۔مجھے یہ تو معلوم تھا کہ وہ کسی ایسی تنظیم سے منسلک ہے جو کافرستان میں سکھ ریاست کے لئے جدوجہد کر رہی ہے ۔لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہی اس تنظیم کا چیف ہے اور یہ تنظیم اس قدر منظم اور جدید وسائل کی حامل ہے "....... عمران نے جواب دیا۔

" آپ نے اسلحے کے بارے میں سوال کا جواب نہیں دیا عمران صاحب "....... صفدر نے کہا۔

" اسلحہ کسی بھی وقت چیک ہو سکتا ہے ۔اس لئے احتیاطاً میں نے ساتھ نہیں لیا "......... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔اچانک ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر ان کی جیپ کے اوپر سے گزرا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

" اوہ ۔اوہ ۔اس ہیلی کاپٹر پر تو کرنل فریدی کے بلیک فورس کا

مخصوص نشان موجود ہے اور اس کا رخ بھی سونار گاؤں کی طرف ہی ہے "...... عمران نے چونک کر کہا تو سب ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کرنل فریدی کی بلیک فورس "۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اب اس کا انچارج کرنل موہن ہے۔ وہی کرنل موہن جس نے ہمیں ہوٹل سے اغوا کرایا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہیں حویلی میں ہماری موجودگی کی اطلاع مل گئی ہے۔ یہ وہاں ریڈ کرنے جا رہے ہیں "...... عمران نے کہا اور جیپ کو اس نے موڑ کر سائیڈ پر بنے ہوئے درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دیا۔

"کیا مطلب۔ آپ نے جیپ کیوں روک دی "...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے چیک کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ابھی سردار موہن سنگھ کے آدمی جن پر ہمارا میک اپ ہے حویلی میں ہی ہوں گے۔ اگر وہ یہیں پکڑے جاتے ہیں تو پھر ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا "...... عمران نے کہا اور جیپ سے اتر کر وہ ایک درخت کی طرف بڑھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کسی پھرتیلے بندر کی طرح اس درخت پر چڑھتا ہوا اس درخت کی چوٹی کی طرف بڑھنے لگا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور ایک ایک درخت پر وہ بھی چڑھنے لگے۔ شاید انہیں بھی خیال آ گیا تھا کہ درخت کی چوٹی سے وہ حویلی کو باآسانی چیک کر سکیں گے۔ عمران کافی بلندی پر پہنچ کر رک گیا۔ یہاں سے واقعی دور کھیتوں میں موجود

حویلی صاف دکھائی دے رہی تھی اور ابھی وہ پوری طرح ایڈجسٹ بھی نہ ہو سکا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کو حویلی پر غوطہ لگاتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو میزائل فائر کر رہے ہیں "...... عمران نے ہیلی کاپٹر سے میزائل نکل کر حویلی پر گرتے دیکھ کر کہا۔

اور پھر انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں ان کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ ہیلی کاپٹر مسلسل حویلی پر چکر کاٹ کر میزائل فائر کر رہا تھا۔ ان خوفناک میزائلوں کی وجہ سے حویلی مکمل طور پر تباہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہ کیا ہو رہا ہے "...... ساتھ والے درخت سے صفدر نے چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمیں ہلاک کیا جا رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے "...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو وحشیانہ کارروائی ہے "...... اس بار تنویر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ نجانے حویلی میں کتنے افراد ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ سنگھام کی اس قدر قیمتی مشینری بھی ساتھ ہی تباہ ہو جائے گی اور یہ سب کچھ ہماری وجہ سے ہو رہا ہے "...... عمران نے جواب دیا اور پھر درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے آ گئے۔

"ہمیں سردار موہن سنگھ کے پاس واپس جانا ہو گا۔ کیونکہ تباہ شدہ مشینری جیسے ہی سامنے آئے گی حکومت سردار موہن سنگھ کو لازماً پکڑ

لے گی اور اگر اس نے زبان کھول دی تو پھر نہ صرف شیر سنگھ بلکہ اس کی تمام تنظیم سنگھام کا خاتمہ کر دیا جائے گا "....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ سردار موہن سنگھ کو ختم کر دیا جائے "۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

" میں نے اس تہہ خانے کی جو ساخت سرسری طور پر دیکھی تھی اس کے مطابق تو وہ عمارت بم پروف تھی لیکن حتمی بات سردار موہن سنگھ سے ہی معلوم ہو سکے گی ۔ آؤ بیٹھو "....... عمران نے کہا اور اچھل کر دوبارہ جیپ پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی جیپ میں سوار ہوئے اور عمران نے جیپ تیزی سے واپس اسی راستے پر دوڑانی شروع کر دی جہاں سے وہ آئے تھے ۔ میزائلوں کے دھماکے اب سنائی دینے بند ہو گئے تھے اور ہیلی کاپٹر بھی فضا میں نظر نہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ سردار موہن سنگھ کی حویلی کے سامنے پہنچ گئی ۔ جیپ کی آواز سنتے ہی مکان کے دروازے پر ایک نوجوان تیزی سے باہر آ گیا۔

" سردار صاحب کہاں ہیں ۔ ان سے فوری طور پر میں نے ان کے فائدے کی بات کرنی ہے "....... عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ ۔ وہ حویلی پر میزائل فائر ہوئے ہیں ۔ سردار صاحب خفیہ اڈے پر چلے گئے ہیں "....... نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے وہ خفیہ اڈہ "...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" آیئے میرے ساتھ ۔ جیپ کو یہیں رہنے دیں ۔ میرے ساتھ آیئے "۔ نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے ساتھ چل پڑے ۔ گاؤں کی مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ حویلی کی مخالف سمت میں کھیتوں کے درمیان پہنچ گئے ایک جگہ درختوں کا جھنڈ تھا ۔ نوجوان تیزی سے ایک درخت کے اوپر چڑھنے لگا۔

" یہ تم کیا کر رہے ہو "....... عمران نے اسے درخت پر چڑھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں راستہ کھول رہا ہوں "....... نوجوان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ویسے یہ اچھا سلسلہ ہے ۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکتا" ۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں "....... عمران نے جواب دیا ۔ اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور درختوں کے ساتھ ایک قدرے ویران سی جگہ سے زمین کا ایک ٹکڑا صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد نوجوان درخت سے نیچے اتر آیا۔

" آیئے میرے ساتھ "....... نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس خلا سے ڈھلوانی صورت میں جاتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر ایک کمرے میں پہنچ گئے ۔

" آپ یہاں بیٹھیں ۔ میں سردار صاحب کو اطلاع کرتا ہوں "۔ نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کونے میں بنے ہوئے

ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے سنگھام کو بچانے کے لئے ہمیں مجبوراً سردار موہن سنگھ کو رائٹ آف کرنا پڑے تو ایسی صورت میں یہاں موجود افراد سے نمٹنا پڑے گا"...... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور سردار موہن سنگھ اندر داخل ہوا...... اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"آپ واپس آگئے۔ خیریت"...... سردار موہن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا،

"ہم نے تمہاری حویلی پر بلیک فورس کے ہیلی کاپٹر سے ہونے والی میزائل شیلنگ چیک کی ہے۔ ہم اس لئے واپس آئے ہیں تاکہ تم سے معذرت کر سکیں کہ یہ سب کچھ یقیناً ہماری وجہ سے ہوا ہے۔ وہاں نہ صرف تمہارے آدمی مرے ہوں گے بلکہ انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو گئی ہے۔ ہمیں اس پر بے حد افسوس ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ آپ کے اس خلوص کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آدمیوں کا تعلق ہے مجھے ان کی موت پر واقعی دلی افسوس ہے لیکن ہمارے کام میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ باقی جہاں تک مشینری کا تعلق ہے اس بارے میں آپ بے فکر رہیں۔ وہ حصہ قطعی علیحدہ بھی ہے اور بم پروف بھی ہے۔ یہ چند میزائل تو کیا ایک کروڑ میزائل بھی فائر کر

دیئے جائیں تب بھی اسے کچھ نہ ہوگا"...... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اب یہ لوگ لازماً تمہیں تلاش کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"میرے ساتھ آیئے۔ اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہیں بات ہوگی"۔ سردار موہن سنگھ نے کہا اور پھر وہ انہیں ایک راہداری سے گزار کر ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔ یہاں بھی انتہائی قیمتی مشینری نصب تھی اور ایک مشین آن تھی جس کے درمیان بڑی سی سکرین روشن تھی اور اس پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا۔ تباہ شدہ حویلی بھی نظر آ رہی تھی جہاں دس بارہ افراد بھی موجود تھے۔ مشین کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔

"کمال ہے۔ سنگھام تو مجھے قدم قدم پر حیرت زدہ کرتی چلی جا رہی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس قدر باوسائل اور منظم جماعت ہے یہ"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سردار موہن سنگھ مسکرا دیا۔

"پوری دنیا کے سکھ اس تنظیم کی پشت پر ہیں عمران صاحب۔ بیٹھئے"۔ سردار موہن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف پڑی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ مشین تو لانگ رینج سے آواز بھی کیچ کر سکتی ہے۔ آواز کیوں نہیں آ رہی"...... عمران نے کرسیوں کی طرف جانے کی بجائے مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آواز والا سسٹم کام نہیں کر رہا۔ میرے آدمی اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گی"........ سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ۔ یہ تو لاشوں کا میک اپ صاف کر رہے ہیں"........ عمران نے غور سے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سکرین پر صرف لاشوں کا ہیولا سا نظر آرہا تھا کیونکہ کیمرہ بہت دور سے اسے فوکس کر رہا تھا۔ اس لئے لاشیں بھی واضح نہ تھیں اور وہاں کھڑے افراد بھی واضح طور پر نظر نہ آرہے تھے۔

اچانک مشین سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو مشین کے سامنے کھڑا آپریٹر چونک پڑا۔

"آواز ٹھیک ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا اور آپریٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"یہ۔ یہ جناب۔ وہ عمران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین آدمی۔ یہی ہے۔ میں اسے پہچانتا ہوں"........ ایک آواز واضح طور پر سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"ہاں واقعی میں نے بھی اس کی تصویریں دیکھی ہوئی ہیں۔ ویسے سب کے چہروں سے میک اپ صاف ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب ختم ہو گئے۔ ویری گڈ۔ آخر کار اس کارنامے کا کریڈٹ بلیک فورس کے حصے میں ہی آیا۔ ویری گڈ"....... ایک آواز سنائی دی لہجہ مسرت سے بھرپور تھا۔

"یہ یقیناً کرنل موہن ہی ہو گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ان لاشوں کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم انہیں ہیلی کاپٹر میں ساتھ لے جائیں گے"...... کرنل موہن کی آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی مڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ ہیلی کاپٹر کے قریب آتا جا رہا تھا سکرین پر اس کا چہرہ واضح ہوتا جا رہا تھا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ اب سکرین پر وہ نظر نہ آرہا تھا لیکن پھر ٹرانسمیٹر پر کال کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ کرنل موہن وزیراعظم کافرستان کو کال کر رہا تھا۔ پھر جب کرنل موہن نے وزیراعظم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو پہلے تو وزیراعظم نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب کرنل موہن نے انہیں پوری تفصیل بتائی تو وزیراعظم نے کرنل موہن کو لاشیں لے کر اس کے مشکبار والے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا کہا اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ شاگل اور مادام ریکھا کو بھی وہاں بھجوا رہے ہیں تاکہ وہ بھی ان لاشوں کی چیکنگ کر لیں اور پھر پانچ کٹی پھٹی لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھی گئیں اور تین مزید افراد بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے اور ہیلی کاپٹر وہاں سے پرواز کر گیا جبکہ باقی لوگ بھی ایک طرف کو بڑھ گئے۔

"بال بال بچ گئے ہیں عمران صاحب۔ شاید ان لوگوں کے یہاں پہنچنے سے ہم چند لمحے پہلے ہی نکلے ہیں ورنہ انہوں نے تو باقاعدہ اندر ٹیلی ویو کیمرے سے چیکنگ کی تھی"........ صفدر نے کہا۔

"لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اس قدر خوفناک میزائل یہاں فائر کئے گئے کہ حویلی کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ لیکن نہ ہی یہاں آگ لگی ہے اور نہ ہی لاشیں مسخ ہوئی ہیں بلکہ ان کے چہرے تو تقریباً محفوظ ہی تھے"...... چوہان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کرنل موہن نے یہاں خصوصی قسم کے میزائل فائر کرائے ہیں تاکہ ہماری لاشیں مسخ نہ ہو جائیں۔ اب بھی وزیراعظم اس کی بات پر یقین نہیں کر رہے۔ پھر تو بالکل ہی نہ کرتے۔ بہرحال مجھے سردار موہن سنگھ کے آدمیوں کی ہلاکت پر تو دلی افسوس ہے لیکن اس ریڈ سے دو فائدے ہوئے ہیں۔ ایک ہمیں اور دوسرا سردار موہن سنگھ اور اس کی تنظیم کو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے فائدے"...... سردار موہن سنگھ نے چونک کر کہا۔

"تمہارا فائدہ یہ ہے کہ تمہاری مشینری اور تمہاری تنظیم بچ گئی۔ اب یہ لوگ مزید کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ انہیں جو چاہیے تھا وہ انہیں مل گیا اور ہمیں فائدہ یہ ہوا ہے کہ اب ہماری لاشیں ملنے کے بعد بھواجا پہاڑیوں کے گرد اور وہاں موجود تمام انتظامات ختم کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے ٹارگٹ پر پہنچ سکیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر یہ لوگ لازماً لاشوں کو دوبارہ چیک کریں گے اور خاص طور پر شاگل اور مادام ریکھا۔ کیونکہ یہ کریڈٹ انہیں نہیں مل سکا۔ اس لئے وہ کوشش کریں گے کہ

حیثیت سامنے آ جائے تاکہ کریڈٹ کرنل موہن کو بھی نہ مل سکے"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ لاشیں بری طرح کٹی پھٹی ہیں اس لئے جسم پر ان کی توجہ نہیں جائے گی۔ ان کی تمام تر توجہ چہروں پر ہی رہے گی اور جو میک اپ میں نے ان کے چہروں پر کیا ہے یہ اسے کسی طرح بھی صاف نہیں کر سکتے۔ چاہے کسی بھی میک اپ واشر سے چیک کر لیں اور چاہے خنجر سے سارے چہرے کی کھال ہی کیوں نہ چھیل دیں اور نمک ملے پانی کی بھاپ دینے کا تو ظاہر ہے نسخہ انہیں معلوم ہی نہیں۔ اس لئے یہ تو طے سمجھو کہ ہماری موت کا مکمل طور پر اعلان کر دیا جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی عمران صاحب۔ یہ تو واقعی اچھا کام ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے خفیہ سٹور کے دھانے سے یہ لوگ چلے جائیں تو پھر آپ آسانی سے وادی ترنام پہنچ جائیں گے"...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"بس اب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ بلیک فورس کے مشکباری ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی کارروائی ہمیں معلوم نہ ہو سکے گی۔ اوہ۔ اوہ ایک منٹ۔ یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر تو ہو گا"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"جی ہاں ہے"...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"تو وہ لے آؤ۔ میں اس کا بھی بندوبست کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور سردار موہن سنگھ نے مشین آپریٹر کو لانگ رینج کا ٹرانسمیٹر

لانے کا کہہ دیا۔ مشین آف کر دی گئی تھی اس لئے آپریٹر فارغ کھڑا تھا
تھوڑی دیر بعد ایک لانگ رینج مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر عمران کو
دے دیا گیا۔ عمران ٹرانسمیٹر لے کر ایک طرف پڑی ہوئی کرسیوں کی
طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ساتھی اور سردار موہن سنگھ بھی وہاں آ گئے
عمران نے ٹرانسمیٹر درمیانی میز پر رکھا اور پھر اس کے سامنے کرسی پر
بیٹھ کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"اس کی کال کیچ تو نہ ہو جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ آپ بے فکر ہو کر کال کریں۔ یہ مونو ٹائپ ٹرانسمیٹر ہے
کال کیچ بھی ہو جائے تب بھی الفاظ سمجھ ہی نہ آئیں گے"...... سردار
موہن سنگھ نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران
نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ وہ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف
رہا تھا۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر پر سرخ
رنگ کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے اپنے اصل لہجے
میں اور اصل نام لے کر کال دینی شروع کر دی۔

"یس۔ ناٹران اٹنڈنگ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کافرستان میں
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ناٹران۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ ہم لوگ مشکبار میں ایک
مشن میں مصروف ہیں۔ یہاں ہم نے چند افراد پر اپنا خصوصی
میک اپ کیا تھا۔ بلیک فورس نے وہاں ریڈ کر کے انہیں ہلاک کر دیا

اب وہ ان لاشوں کو میری اور میرے ساتھیوں کی لاشیں سمجھ رہے ہیں
بلیک فورس کے کرنل موہن کی ٹرانسمیٹر پر وزیراعظم کافرستان سے
بات ہوئی ہے۔ اسے ہماری موت کا یقین نہ آ رہا تھا اس لئے اس نے
ہماری لاشوں کی چیکنگ کے لئے یہاں مشکبار میں موجود سیکرٹ
سروس کے چیف شاگل اور پاور ایجنسی کی چیف مادام ریکھا کو کرنل
موہن کے مشکباری ہیڈ کوارٹر بھیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری
لاشوں کی اصلیت نہ جان سکیں گے۔ اس طرح وہ سب اس بات پر
متفق ہو جائیں گے کہ یہ واقعی ہماری لاشیں ہیں اور اس کی اطلاع
وزیراعظم کو دی جائے گی۔ اس کے بعد بظاہر تو وزیراعظم کو یہی حکم
دینا چاہئے کہ مشکبار میں موجود بلیک فورس، سیکرٹ سروس، پاور
ایجنسی اور ملٹری انٹیلی جنس سب واپس کافرستان آ جائیں۔ اگر ایسا ہو
جائے تو ہم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے یا دوسری صورت میں
بھی ہمیں اطلاع ملنی چاہئے کہ انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے
تمہیں اس لئے کال کیا ہے اور ساری تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ تم
فوراً وزیراعظم کے آفس میں اپنے آدمیوں کو اسی بات پر تعینات کر دو
کہ لاشوں کی تصدیق کے بعد وزیراعظم جو حکم دیں وہ تم تک پہنچ جائے
اور تم اس حکم کی اطلاع مجھے دے دو۔ اوور"...... عمران نے پوری
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی بندوبست کرتا ہوں عمران صاحب۔ آپ کو کس فریکونسی
پر اطلاع دینی ہو گی۔ اوور"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور

عمران نے اس ٹرانسمیٹر پر درج فریکونسی پڑھ کر ناٹران کو بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔آپ بے فکر رہیں۔میں یہ اطلاع یقینی طور پر حاصل کر لوں گا۔میرے ذرائع ایسے ہیں۔اوور"...... دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا

"اب ہمیں ناٹران کی طرف سے کال کا انتظار کرنا پڑے گا"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔اب مجھے اجازت دیں تاکہ میں اپنے معاملات کو سنبھال لوں"........ سردار موہن سنگھ نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر اور اس کے ساتھی اس خفیہ چیکنگ سنٹر سے نکل کر درختوں کی اوٹ میں ہوتے ہوئے اوپر پہاڑی کی چوٹی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ان سب کے ہاتھوں میں مخصوص میزائل گنیں تھیں یہ اسلحہ ٹائیگر نے اس سٹور سے حاصل کیا تھا۔وہ تھیلا جس میں کاسموس ہتھیار تھے ٹائیگر کی بیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ابھی وہ تھوڑی دور ہی اوپر گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے وہ چیکنگ ہٹ نظر آنے لگ گیا۔جس کے گرد چار مسلح آدمی موجود تھے۔لیکن اس طرح اکٹھے فوجی نہ تھے جیسے پہلی پہاڑی پر تھے۔شاید اس طرف سے انہیں کسی کے آنے کا خطرہ نہ تھا کیونکہ اس طرف نیچے پوری فوج پھیلی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب بکھر کر انتہائی محتاط انداز میں درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس طرف اوپر چڑھتے گئے جس طرف اس چیکنگ سپاٹ ہٹ کی عقبی سمت تھی اور پھر

کافی اوپر چڑھنے کے بعد انہیں دور سے چوٹی پر بنی ہوئی ایئر چیکنگ پوسٹ بھی نظر آنے لگ گئی۔ یہ مچان نما تھی اور لکڑیوں سے بنائی گئی تھی اور کافی بلند تھی۔

"ہم نے اس چیکنگ سپاٹ پر پہلے قبضہ کرنا ہے پھر اوپر جانا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر یہاں فائرنگ نہیں ہونی چاہیئے ورنہ طوفان سا آجائے گا"۔ جوانا نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان کی تعداد کافی ہے اور بغیر فائرنگ کے یہ ہلاک نہیں ہو سکتے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آپ اور علی احمد یہاں رکیں۔ میں اور جوانا اوپر جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں انہیں کور کر لیں گے"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ ہم یہ شکار آسانی سے کھیل لیں گے"...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے انہیں اوپر جانے کی اجازت دے دی اور خود وہ علی احمد کے ساتھ وہیں جھاڑیوں کی اوٹ میں رک گیا۔ جوزف اور جوانا اوپر چڑھنے لگے اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"یہ کہیں پھنس نہ جائیں"...... علی احمد نے سرگوشی کرتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں علی احمد۔ ان میں سے ایک بھی سینکڑوں پر بھاری ہے اور پھر جوزف تو واقعی جنگلوں کا شہزادہ ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور علی احمد نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

کچھ دیر بعد انہیں اوپر سے ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ پھر ہلکی ہلکی کئی چیخیں بھی سنائی دیں اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ ٹائیگر کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جوانا جھاڑیوں کی اوٹ سے انہیں نظر آیا۔ وہ انہیں اوپر بلا رہا تھا۔

"آؤ علی احمد"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ وہاں چھ لاشیں موجود تھیں جن کی گردنیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ایک کا سر پھٹا ہوا تھا۔

"دو اندر تھے اور چار باہر تھے اور یہاں کوئی نہیں ہے"...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ پھر اوپر چلیں۔ ہم نے اس ایئر چیک پوسٹ پر قبضہ کرنا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن باقی چوٹیوں پر بھی تو ایئر چیک پوسٹس ہیں اور ان کا ٹارگٹ بھی یہی وادی ہی ہو گی"...... علی احمد نے کہا۔

"اس کو تو ختم کریں۔ یہ جلدی ہمیں چیک کر لیں گے۔ باقی کو بعد میں دیکھ لیں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ ایئر چیک پوسٹ پر بھی چار افراد کی موجودگی ظاہر ہو رہی تھی اور اس بار بھی جوزف اور جوانا ہی مچان کی ان لکڑیوں کے کراس کو پکڑ کر اوپر چڑھنے لگے جبکہ ٹائیگر اور علی احمد دونوں نیچے رہ کر انہیں کور دے

رہے تھے۔چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی اور اوپر موجود افراد چونکہ اپنے بالکل نیچے نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے جوزف اور جوانا اطمینان سے اوپر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔اوپر تک جانے یا نیچے آنے کے لئے کوئی سیڑھی نہ بنائی گئی تھی۔شاید حفاظت کی غرض سے۔ضرورت پڑنے پر اوپر سے رسی کی سیڑھی نیچے پھینکی جاتی ہو گی۔ٹائیگر ایک جھاڑی کی اوٹ سے مسلسل اوپر دیکھ رہا تھا۔اسے صرف خطرہ یہ تھا کہ اوپر چڑھتے ہوئے یہ دونوں نیچے کہیں موجود فوجیوں کی نظروں میں نہ آ جائیں کیونکہ پھر نیچے سے ہونے والی فائرنگ سے وہ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے۔لیکن تھوڑی دیر بعد جب وہ دونوں اوپر پہنچ کر کسی بندر کی طرح لکڑی کے پلیٹ فارم کا کونہ پکڑ کر قلابازی کھاتے ہوئے اوپر چڑھ گئے تو ٹائیگر نے اطمینان کا سانس لیا۔تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا اوپر سے نیچے اترتے دکھائی دیئے تو ٹائیگر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں اوپر موجود سب افراد کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

"تین آدمی تھے۔ایک نے ذرا جدوجہد کی لیکن بہرحال وہ بھی ختم ہو گیا"...... جوانا نے نیچے پہنچ کر کہا۔

"گڈ۔اب ہمیں نیچے جانا ہے۔آؤ"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ سب پہاڑی کی دوسری طرف سے نیچے اترنے لگے۔وادی کافی گہرائی میں تھی لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نیچے تک کہیں بھی کوئی فوجی نظر نہ آ رہا تھا اور تقریباً درمیان تک درخت موجود تھے۔اس کے

بعد نیچے وادی تک اور وادی کے اندر تمام درخت کاٹ دیئے گئے تھے۔حتیٰ کہ جھاڑیاں تک موجود نہ تھیں۔بالکل صاف علاقہ تھا اور پھر جہاں تک درخت اور جھاڑیاں تھیں وہاں تک پہنچ کر وہ رک گئے۔اب اصل مرحلہ ان کے سامنے تھا۔وادی کی دوسری سمتوں میں پہاڑی چوٹیوں پر ایئر چیکنگ پوسٹس نظر آ رہی تھیں اور ان میں موجود گنوں کا رخ بھی وادی کی طرف ہی تھا۔فاصلہ بہرحال اتنا تھا کہ وہ یہاں سے ان تمام چیک پوسٹوں پر میزائل بھی فائر نہ کر سکتے تھے۔

"یہ سٹور کہاں ہو سکتا ہے۔پہلے سٹور کی جگہ کا تو تعین ہو جائے"۔ ٹائیگر نے بغور وادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھئے۔وہ زرد رنگ کا ایک جھنڈا چٹان میں گڑا ہوا نظر آ رہا ہے۔شاید یہ کوئی نشانی ہو"...... علی احمد نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ٹھیک ہے۔اب پتہ چل گیا کہ سٹور کہاں ہے"۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیسے پتہ چل گیا۔مجھے تو نظر نہیں آ رہا"...... جوانا نے حیران ہو کر کہا۔

"زرد رنگ کا جھنڈا ملٹری انٹیلی جنس کے کوڈ میں ایک خاص سمت کی نشاندہی کرتا ہے۔یہاں اس زرد رنگ کا جھنڈا لگانے کا مطلب ہے کہ سٹور اس کے مقابل پہاڑی کے دامن میں ہو گا اور وہ دیکھو۔سامنے گہرائی میں ایک چٹان پر سرخ رنگ کا دائرہ موجود ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔واقعی غور سے دیکھنے سے ہی پتہ چلتا ہے"........ جوانا نے کہا۔

"یہ اس سٹور کا دروازہ ہے ۔سرخ رنگ کے دائرے کا مطلب ہے راستہ ۔اب ہم نے وہاں جانا ہے ۔اس کا مطلب ہے کہ پوری وادی کراس کر کے وہاں تک جانا پڑے گا"........ ٹائیگر نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ نیچے وادی تک پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں ہٹ کر دیا جائے گا۔وادی کو پار کرنا تو ایک طرف"........ علی احمد نے کہا۔

"بہرحال رسک تو لینا پڑے گا۔اب ہم یہاں تک پہنچ کر واپس تو نہیں جاسکتے"........ ٹائیگر نے کہا۔

"ایک صورت ہے مسٹر ٹائیگر کہ ہم تینوں مختلف سمتوں پر جا کر ان ایئر چیک پوسٹوں کو تباہ کر دیں ۔اس کے بغیر نیچے جانا تو خود کشی کرنے کے برابر ہے"........ جوانا نے کہا۔

"نہیں ۔اس طرح تو کئی دن لگ جائیں گے اور یہاں ہم بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں ایسا ہے کہ آپ لوگ یہاں رکیں ،میں نیچے جاتا ہوں ۔اگر مجھے ہٹ کر دیا جائے تو پھر تم ایک ایک کر کے ٹرائی کرنا ۔کوئی نہ کوئی تو بہرحال کامیاب ہو ہی جائے گا"........ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا احمقانہ بات ہے ۔ٹھہرو مجھے سوچنے دو"........ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک طریقہ ہو سکتا ہے"........ اچانک جوزف نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"وہ کیا"........ سب نے بیک آواز میں کہا۔

"یہاں ایسی بیلیں موجود ہیں جن سے مضبوط اور طویل رسہ بنایا جا سکتا ہے ۔اگر ہم رسہ بنالیں تو اسے یہاں کسی بھی درخت کے تنے سے باندھ کر اسے پکڑ کر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اتر سکتے ہیں"۔ جوزف نے کہا۔

"نہیں ۔اس طرح ہم آسانی سے ہٹ کر لئے جائیں گے ۔البتہ ایک اور صورت ہو سکتی ہے کہ رسے کے ایک سرے کو کسی درخت کی چوٹی سے باندھ دیا جائے اور اس کے دوسرے سرے کو اپنی کمر سے باندھ کر میں اس چوٹی سے نیچے وادی میں چھلانگ لگا دوں اس طرح میں پلک جھپکنے میں وادی میں بھی پہنچ جاؤں گا اور رسے کے کھنچاؤ کی وجہ سے مجھے چوٹ بھی نہ آئے گی ۔وہاں سے میں زگ زیگ انداز میں دوڑ کر اس سٹور تک پہنچ سکتا ہوں"........ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نو ۔اس طرح بھی غلط ہے ۔رسہ ٹوٹ بھی سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ نیچے پہنچ کر تمہیں اس قدر زوردار جھٹکا لگے گا کہ تم کسی صورت بھی نہ سنبھل سکو گے اور تیسری بات یہ کہ رسے کو کمر سے کھولنے تک تم ہٹ کر لئے جاؤ گے"........ جوانا نے کہا ۔وہ اب روانی سے بات کرتے ہوئے آپ کی بجائے تم پر آگیا تھا۔

"تو پھر میں رسے کو صرف پکڑ لیتا ہوں"........ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ۔اس طرح صورت حال بگڑ جائے گی ایک اور حل ہے ہمارے پاس ۔ہم سب ایک دوسرے سے فاصلہ رکھ کر تیزی سے نیچے

اترنا شروع کر دیں تو وہ لوگ جب تک سنبھلیں گے ہم نیچے پہنچ جائیں گے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... جوانا نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب واقعی مجھے اپنے دماغ کا علاج کرانا پڑے گا۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں اس کرنل پروپ والے اڈے پر چلتے ہوئے کیا پلان بنا کر آیا تھا"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کونسا پلان"...... سب نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے وہاں موجود اسلحے کے سٹور میں وائرلیس چارجر فٹ کر دیا تھا اور اس کا ڈی چارجر میری جیب میں ہے۔ میری پلاننگ یہ تھی کہ اس سٹور کو میں یہاں پہنچ کر اڑا دوں گا۔ اس طرح اچانک جو دھماکے ہوں گے اس سے سب کی توجہ اس طرف ہو جائے گی اور ہم نیچے پہنچ جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول آلہ نکال لیا۔

"لیکن...... چلو ٹھیک ہے۔ جب اور کوئی صورت نہیں ہے تو یہی سہی۔ بہرحال مشن تو مکمل کرنا ہی ہے"...... جوانا نے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"خطرہ تو بہرحال موجود ہے لیکن کام بن بھی سکتا ہے۔ البتہ اب ایک اور کام کرنا ہوگا۔ تم وہ سٹور تباہ کرنے والا ہتھیار تیار کر لو اور اس کے ساتھ ہی ریز میزائل گن بھی۔ تم نے ادھر ادھر نہیں دیکھنا اور نہ ہماری طرف توجہ کرنی ہے۔ تمہاری توجہ سٹور کی طرف ہونی چاہئے تم نے پہلے اس سٹور کا دروازہ میزائل گن سے اڑانا ہے اور پھر اس

ہتھیار سے سٹور تباہ کرنا ہے۔ میں اور جوزف تمہیں کور دیں گے۔ اگر کوئی فائر ہوا تو ہم اسے اپنے اوپر لے لیں گے۔ تم نے اپنا کام کرنا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ تم سب یہاں رہو۔ میں اکیلا جاؤں گا۔ میں اپنے علاوہ اور کسی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مسٹر ٹائیگر۔ یہ صرف آپ کا مشن نہیں ہے۔ ہم سب کا ہے۔ ماسٹر نے یہ مشن مکمل کرنے کا حکم دیا ہے اور ہم نے بہرحال ماسٹر کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں اگر ہم ہلاک ہو سکتے ہیں تو ہو جائیں۔ ماسٹر کا حکم نہیں ٹالا جا سکتا۔ اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی ہوگا۔ چلو تیاری کرو"...... جوانا کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"ٹھیک ہے"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیلٹ سے بندھے ہوئے تھیلے کو کھول کر اس میں سے ہتھیار کے پارٹس نکالے اور انہیں جوڑنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک چوڑی نال والا پسٹول نما آلہ تیار ہو گیا۔ اس کے اندر میگزین ڈال کر ٹائیگر نے اسے پوری طرح تیار کر لیا اور پھر اسے بیلٹ کے ساتھ اس طرح ہک کر دیا کہ ضرورت پڑنے پر وہ ایک لمحے میں اسے وہاں سے نکال سکے۔

"چلو اب اسلحہ کے سٹور کو اڑا دو اور دوڑ لگا دو"...... جوانا نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف رکھا ہوا ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھا لیا۔

"علی احمد تم یہیں رکو گے" .... ٹائیگر نے علی احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے جناب۔ آپ مشکبار کے لاکھوں بے گناہ افراد کی جانیں بچ جانے کے لئے خود اپنی جانوں پر کھیل جائیں اور میں مشکباری ہو کر یہاں بیٹھا تماشہ دیکھتا رہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا" .... علی احمد نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"او۔ کے .... پھر تیار ہو جاؤ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا" .... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آلے پر موجود ایک بٹن دبایا تو آلے پر سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ایک لمحہ رک کر ٹائیگر نے دوسرا بٹن دبا دیا تو بلب ایک لمحے کے لئے سرخ ہوا پھر بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دور سے انتہائی خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پہاڑیاں یوں لرزنے لگیں جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو۔

"دوڑو" .... ٹائیگر نے آلہ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور میزائل گن اٹھائے اس نے نیچے وادی کی طرف دوڑ لگا دی اس کے پیچھے جوانا، جوزف اور علی احمد بھی دوڑنے لگے۔ چونکہ نیچے انتہائی ڈھلوان تھی اس لئے وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔ انتہائی ڈھلوان کی وجہ سے وہ کسی بھی لمحے گر بھی سکتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اگر ان کے پیر اکھڑ گئے تو پھر نیچے تک پہنچتے پہنچتے ان کے جسم کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے گی۔ اس لئے وہ تیز

سے بھاگنے کے ساتھ ساتھ پوری طرح سنبھلے ہوئے بھی تھے۔ ویسے بھی درختوں اور جھاڑیوں کی کثائی کی وجہ سے وہاں رکاوٹیں موجود تھیں اس لئے ان کے قدم جم جم رہے تھے۔ دھماکے مسلسل جاری تھے ور زمین بھی لرز رہی تھی۔ ایک طرف سے آگ اور دھواں بھی آسمان ی طرف اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سب پہاڑی خرگوشوں کی طرح بھاگتے ہوئے آخر کار نیچے وادی میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور بھی تک کسی طرف سے بھی ان پر ایک فائر بھی نہ ہوا تھا۔ وادی میں نچ کر ان کی رفتار بے حد تیز ہو گئی۔ لیکن ابھی وہ وادی کے درمیان یں ہی تھے کہ اچانک وادی کے ایک طرف سے چار مشین گنوں سے سلح افراد باہر نکلے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ان پر فائر کھل گیا۔ ں کے ساتھ ہی جوزف، جوانا اور علی احمد کے حلق سے چیخیں نکلیں یکن دوسرے لمحے میزائلوں کے دھماکے ہوئے اور ان پر فائر کرنے الوں کے پرخچے اڑ گئے۔ ٹائیگر کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ اچھل ر نیچے گرا تھا لیکن دوسرے لمحے جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک ھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"بھاگو ٹائیگر۔ مشن مکمل کرو" .... جوانا نے چیختے ہوئے کہا اور ئیگر ایک بار پھر اندھا دھند بھاگنے لگا۔ جوزف اور جوانا اسے آڑ میں لئے ہوئے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے جبکہ علی احمد گولیاں کھا کر گرا پھر اٹھ نہ سکا تھا۔ اچانک آسمان سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور ر تو جیسے تین سمتوں سے ان پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

"بھاگو۔ ماسٹر کا مشن مکمل کرو۔ بھاگو" ...... جوانا کی چیختی ہو
آواز سنائی دی۔ جوانا مسلسل ٹائیگر کے اوپر جھکا بھاگ رہا تھا۔ گولیا
ٹائیگر کے سائیڈوں سے نکل رہی تھیں۔ اس کی ٹانگ زخمی تھی لیک
اس کے باوجود وہ ہاتھ میں میزائل گن اٹھائے سٹور کے دروازے
طرف بھاگا چلا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی دروازہ رینج میں آیا ٹائیگر نے اس
میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ یہ فائرنگ وہ بھاگتے ہوئے کر رہا
گولیاں ان پر بھی برس رہی تھیں۔ وہ زگ زیگ کے انداز میں بھاگ
رہے تھے۔ اچانک ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم
سائیڈوں سے آگ کی سلاخیں گھستی جا رہی ہوں۔ ٹائیگر اچھل کر
گرا۔

"بھاگو" ...... جوانا نے ایک بار پھر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا
ہوئے کہا۔

"فائر کرو۔ سٹور تباہ کر دو۔ ماسٹر کے حکم کی تعمیل کرو" ...... جو
کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ سٹور کے دروازے کے میزائلوں ۔
پرخچے اڑا دیئے تھے اور اب وہاں ایک بڑا سا خلا نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر
ذہن دھماکوں کی زد میں تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس
ذہن کے اندر بم پھٹ رہے ہوں۔ اس کی آنکھوں کے آگے دھند
چھا گئی تھی لیکن وہ بھاگ رہا تھا۔

"ماسٹر کے حکم کی تعمیل کرو۔ تعمیل کرو" ...... جوانا کی آ
ٹائیگر کے کانوں میں پڑتی اور اس آواز سے اس کا دھند میں ڈوبتا

ہن ایک جھٹکے سے بیدار ہو جاتا۔ میزائل گن ٹائیگر کے ہاتھوں سے
ر چکی تھی لیکن اس نے بھاگنے کے دوران وہ چپٹا مگر بھدا سا کاسموس
پستول ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا تھا اور پھر سٹور کے دروازے کا خلا
ن کے سامنے آگیا اور دوسرے لمحے اس نے لاشعوری طور پر پسٹول کا
خ اس خلا کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ پسٹول سے تیز سرخ رنگ کی
یس کی دھار سی نکل کر خلا کے اندر گئی۔ ٹائیگر نے مسلسل ٹریگر
بایا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ وہ دوڑ رہا تھا۔ گیس کی دھار اس خلا کے
در مسلسل پڑ رہی تھی اور پھر عین اس وقت یہ دھار ختم ہو گئی جب
ئیگر اس خلا کے تقریباً درمیان میں جا گرا۔ اس کا مطلب تھا کہ
سموس پسٹول کے اندر موجود مخصوص گیس مکمل طور پر سٹور کے
در فائر ہو چکی تھی اور ٹائیگر جانتا تھا کہ اس کا مطلب ہے کہ کافرستان
مشن ختم ہو گیا ہے۔ ڈبل سی ہتھیار بے کار ہو گئے ہیں۔

"ہرے۔ وکٹری۔ ہم نے باس کا مشن مکمل کر دیا" ...... ٹائیگر
نے یکلخت اچھل کر چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ مڑا تو سامنے جوانا کو
ڑے جھومتے دیکھا۔ اس کے جسم کے سامنے کا حصہ بچا ہوا تھا۔

"ماسٹر کا مشن مکمل ہو گیا۔ اوہ تھینک گاڈ" ...... جوانا نے ٹائیگر
بات سن کر چیختے ہوئے کہا اور وہیں منہ کے بل گر کر ساکت ہو گیا
ئیگر نے دھندلی آنکھوں سے اس کی پشت اور ٹانگوں کے عقبی حصے
زخموں سے پر اور خون میں ڈوبا ہوا دیکھا۔ جوزف اس سے دو فٹ
ر گرا ہوا تھا۔ ٹائیگر کی ذہنی حالت اب انتہائی مخدوش ہو چکی تھی۔

اس کے ذہن پر تاریکی مسلسل جھپٹ رہی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ موت کی تاریکی ہے۔

"باس۔ باس۔ ہم تمہارے اعتماد پر پورا اترے ہیں"۔ ٹائیگر کے منہ سے لاشعوری انداز میں بڑبڑاہٹ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن موت کے اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب گیا۔

ٹرانسمیٹر سے اچانک سیٹی کی آواز سنتے ہی عمران نے چونک کر سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کو دیکھا۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے تھے۔ ان سب کو ناٹران کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور یہ انتظار کرتے کرتے انہیں تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ناٹران کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور"......... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میں نے تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ آپ کی لاشیں معاف کیجئے میرا مطلب ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں لاشیں کرنل موہن اپنے مشکباری ہیڈ کوارٹر میں لے

گیا۔ وہاں بادام ریکھا اور شاگل بھی وزیراعظم کے حکم پر پہنچ گئے شاگل
اپنے ساتھ کیس میک اپ واشر لے گیا تھا۔ اس سے آپ کا چہرہ چیک
کیا گیا اور پھر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شاگل نے خنجر سے چہرے کی کھال
چھیل کر دیکھی۔ لیکن میک اپ چیک نہ ہو سکا۔ لیکن شاگل نے اس
کے باوجود اسے آپ کی لاش تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وزیراعظم
صاحب کو جو تفصیلی رپورٹ دی گئی ہے اس کے مطابق شاگل کا کہنا
ہے کہ لاش کی آنکھوں میں مرنے سے پہلے بے پناہ خوف کے جو تاثرات
منجمد ہوئے ہیں یہ تاثرات عمران کے نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اس نے
کہا ہے کہ چاہے میک اپ صاف ہو رہا ہے یا نہیں۔ بہرحال یہ عمران
کی لاش نہیں ہے۔ لیکن اس کی اس بات کا کسی نے یقین نہیں کیا۔
ریکھا نے کرنل موہن کا ساتھ دیا اور کرنل موہن کو کافرستان کا سب
سے بڑا اعزاز "ویر چکر" دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وزیراعظم
صاحب نے صرف ملٹری انٹیلی جنس کو بھواجا پہاڑیوں میں رہنے کا حکم
دیا ہے اور باقی سب ایجنسیوں کو فوری واپسی کا حکم دے دیا ہے اور
اس پر فوری عملدرآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔ اوور"...... ناٹران نے
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ
رینگ گئی۔

"شاگل سے مجھے ایسی ذہانت کی امید نہ تھی کہ وہ اس طرح آنکھوں
میں منجمد خوف کے تاثرات کی بنا پر اتنا بڑا فیصلہ کر دے گا۔ بہرحال
ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

"واقعی شاگل نے کمال ذہانت کا ثبوت دیا ہے"...... صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ہمیں سردار موہن سنگھ کے اس اڈے کی طرف روانہ ہو جانا
چاہئے۔ ہمارے پہنچنے تک وہ خالی ہو چکا ہو گا اور ہم اطمینان سے وادی
ترنام تک پہنچ جائیں گے اور اگر وہ سٹور ابھی تک موجود ہے تو پھر اسے
تباہ کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے گی"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"موجود ہے۔ کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا تو
عمران مسکرا دیا۔

"ایک اور ٹیم بھی اس مشن پر کام کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ہم
سے پہلے وہاں تک پہنچ جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے وہاں موجود ایک آدمی کو سردار موہن
سنگھ کو بلانے کا کہہ دیا۔

"دوسری ٹیم۔ کیا مطلب"...... اس بار چوہان اور تنویر نے بھی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک پرائیویٹ ٹیم ہے۔ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس
سے نہیں ہے۔ اس کا لیڈر ٹائیگر ہے جبکہ باقی ممبرز جوانا اور جوزف
ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور سارے ساتھی عمران کو دیکھنے
لگے۔

"اوہ ۔اس کا مطلب ہے کہ آپ نے خود یہ ٹیم بنائی ہے لیکن اس کا فائدہ ۔جب ہم کام کر رہے ہیں "...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ کافرستان کی چار پانچ ایجنسیاں ہمارے خلاف کام کر رہی ہیں اور انہوں نے بھواجا پہاڑیوں کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہو گا اور اپنی تمام توانائیاں ہمارے خلاف استعمال کر رہی ہوں گی ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مشن کے لئے وقت بالکل کم تھا۔اگر یہ وقت گزر جاتا ہے تو کافرستان کا مشن مکمل ہو جائے گا...... ناکامی ہمارے حصے میں اور لاکھوں مشکباریوں کے حصے میں موت آئے گی اس لئے میں نے یہ ٹیم علیحدہ وہاں بھیجی ہے تاکہ ان ایجنسیوں کی تمام تر توجہ ہماری طرف رہے اور یہ ٹیم مشن مکمل کر لے مقصد تو لاکھوں مشکباریوں کو اس وحشت ناک موت سے بچانا ہے ۔مقصد پورا ہونا چاہئے "...... عمران نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے ۔

"آپ نے واقعی بہت دور اندیشی سے کام لیا ہے ۔ لیکن عمران صاحب ۔اس طرح آپ نے ٹائیگر ۔جوزف اور جوانا کو کیا صریحاً موت کے منہ میں نہیں دھکیل دیا۔یہ کوئی آسان مشن نہیں ہے ۔انہیں بھی بھارتی ایجنسیوں سے ٹکرا کر ہی بھواجا پہاڑیوں پر پہنچنا ہو گا اور پھر وہاں موجود فوجیوں سے ٹکرانا ہو گا اور وہ بہرحال آپ کی طرح ذہین تو نہیں ہیں "...... چوہان نے کہا۔

"مشکبار میں ایک تحریک آزادی کے لئے کام کرنے والے گروپ

کی ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو حمایت حاصل ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ ان کی مدد سے بھواجا پہاڑیوں میں آسانی سے داخل ہو جائیں گے کیونکہ ایجنسیوں کی توجہ ان کی طرف نہ ہو گی ۔اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ ٹائیگر ، جوزف اور جوانا پر میں نے جو اعتماد کیا ہے وہ اس اعتماد پر پورا اتریں گے مجھے ان کی صلاحیتوں کا علم ہے اور اس کے باوجود بھی اگر وہ اس مشن میں ہلاک ہو جاتے ہیں تو میری نظر میں وہ شہید ہوں گے اور شہادت کی موت کا تو ایک مسلمان ہمیشہ خواب دیکھتا رہتا ہے کیونکہ موت تو بہرحال آنی ہی ہے اور شہادت کی موت سب سے ارفع موت ہے"۔ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سرہلا دیئے ۔

"لیکن عمران صاحب ۔ان ہتھیاروں کو تباہ کرنے کے لئے بھی تو مخصوص ہتھیار استعمال ہوں گے اور ہمارے پاس تو ایسے ہتھیار نہیں ہیں ۔اگر ہم وہاں پہنچ بھی گئے تو پھر اسے تباہ کیسے کریں گے "...... صفدر نے کہا۔

"ٹائیگر کو تو میں نے ایک مخصوص ہتھیار ساتھ دے دیا تھا جسے عام طور پر کاسموس گن کہا جاتا ہے لیکن میرے لئے وہ ضروری نہیں ہے میں انہیں بغیر کاسموس گن کے بھی تباہ کر سکتا ہوں "...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی ۔سردار موہن سنگھ کمرے میں داخل ہوا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہو گئے ۔

"ہمیں اطلاع مل گئی ہے کہ ہماری لاشوں کو اصل قرار دے دیا گیا ہے اور تمام ۶ ایجنسیوں کو فوراً واپس کافرستان جانے کے احکامات مل چکے ہیں اس لئے اب تمہارا وہ اڈہ خالی ہو چکا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں"...... سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"نہیں۔ تم یہاں کے کام سنبھالو۔ حویلی کی تباہی کے بعد تمہارے لئے یہاں فوری مسائل پیدا ہو گئے ہیں تم ان سے نمٹو۔ ہمارے ساتھ اپنا کوئی خاص آدمی بھجوا دو۔ ہمیں صرف رہنمائی چاہئے اور تھوڑا سا اسلحہ بھی"...... عمران نے کہا۔

"اسلحہ تو آپ کو وہاں سے جتنا چاہیں مل جائے گا۔ شراب کے سٹور کے علاوہ وہاں اسلحے کا سٹور بھی موجود ہے۔ آدمی بہرحال میں ساتھ بھیج دیتا ہوں"...... سردار موہن سنگھ نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اس خفیہ اڈے سے باہر آگیا اپنی رہائش گاہ میں موجود جیپ اس نے دوبارہ ان کے حوالے کر دی اور ساتھ ہی ایک نوجوان دھیرج سنگھ کو بھی ان کے ساتھ کر دیا اور پھر عمران اور اس کے ساتھی تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد اس عمارت تک پہنچ گئے جہاں سے اس خفیہ اڈے کا راستہ جاتا تھا۔ یہ عمارت جس کے متعلق سردار موہن سنگھ نے بتایا تھا کہ وہاں پاور ۶ ایجنسی کا قبضہ تھا اب خالی پڑی ہوئی تھی۔ پاور ۶ ایجنسی کے افراد وہاں سے جا چکے تھے۔

"آیئے جناب۔ میں آپ کو اس سٹور تک لے چلوں۔ مجھے سردار صاحب نے پوری ہدایات دے دی ہیں"...... اس عمارت میں پہنچتے ہی دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ایک مخصوص راستے سے ایک پہاڑی کریک میں داخل ہوئے۔ یہ قدرتی طور پر ایک راہداری کی صورت میں تھی۔

"یہ کریک بے حد طویل ہے جناب۔ اس لئے ہمیں کافی پیدل چلنا پڑے گا"...... دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا اور واقعی انہیں تین گھنٹے پیدل چلنا پڑا۔ یہ کریک شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا تھا۔ راستے میں بے شمار جگہ موڑ آئے۔ لیکن یہ قدرتی کریک بہرحال موجود رہا اور پھر وہ ایک بہت بڑے کشادہ غار نما حصے میں پہنچ گئے۔ یہاں باقاعدہ انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ ایک ہال اور چار چھوٹے بڑے کمرے موجود تھے۔ بڑے ہال میں غیر ملکی شراب کی پیٹیاں بھری ہوئی تھیں جبکہ ایک کمرے میں ہر قسم کا اسلحہ سٹور کیا گیا تھا۔ دو کمرے سٹنگ روم کے انداز میں سجائے گئے تھے۔

"یہ تو اچھا خاصا جدید اڈہ ہے لیکن وادی ترنام کی طرف جانے کے لئے راستہ کدھر ہے"...... عمران نے سارے اڈے کا سرسری جائزہ لینے کے بعد کہا۔

"اوپر ہے۔ آیئے"...... دھیرج سنگھ نے کہا اور دو کمروں کے درمیان ایک تنگ سی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے

ساتھی اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ راہداری کو آگے جا کر ایک پہاڑی چٹان نے بند کر دیا تھا۔ دھیرج سنگھ نے ایک طرف لگے ہوئے ایک ہک کو زور سے کھینچا تو چٹان کسی دروازے کی طرح خود بخود کھل گئی دوسری طرف بھی ایک کریک سا تھا اور وہ سب اس راہداری سے نکل کر اس کریک میں آ گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ دور سے میزائل چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ جلدی کرو۔ یہاں کچھ ہو رہا ہے"...... عمران نے بے چین ہوتے ہوئے کہا اور دھیرج سنگھ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ کچھ فاصلے پر جانے کے بعد کریک ختم ہو گیا اور دھیرج سنگھ نے یہاں بھی ایک طرف لگے ہوئے ایک ہک کو کھینچا تو چٹان کسی دروازے کی طرف ہٹ گئی دوسری طرف ایک تنگ سا غار تھا جس کا دہانہ دوسری طرف وادی میں کھلتا تھا اور جیسے ہی وہ غار میں پہنچے انہیں احساس ہوا کہ باہر بے تحاشا فائرنگ ہو رہی ہے اور گولیاں اوپر سے نیچے کے رخ پر چلائی جا رہی ہیں۔ عمران تیزی سے دہانے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر جیسے ہی عمران نے غار کے دہانے سے باہر سر نکالا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے قریب ہی تین افراد کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔

"یہ تو ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا ہیں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور تیزی سے باہر نکلنے لگا ہی تھا کہ صفدر نے یکلخت بازو سے پکڑ کر اسے کھینچ لیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ۔ باہر فائرنگ ہو رہی ہے"...... صفدر نے کہا لیکن عمران نے جھٹکے سے اس سے بازو چھڑایا اور اچھل کر دہانے سے باہر نکل گیا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح تپ گیا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکلتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے باہر نکلتے ہی اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور پھر وہ پہاڑی چٹانوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی لیکن گولیاں تقریباً دس بارہ گز کے فاصلے پر ہی پڑ رہی تھیں۔ شاید ان کی رینج ہی اتنی تھی۔ تقریباً سو گز کے فاصلے پر کسی غار کا بڑا سا دہانہ تھا اس دہانے کے قریب جوزف، جوانا لہولہان ہوئے گرے ہوئے تھے جبکہ غار کے اندر ٹائیگر گرا ہوا تھا۔

"اٹھاؤ۔ انہیں وہیں لے چلو۔ یہ ابھی زندہ ہیں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر ٹائیگر کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ جوانا کو صفدر اور تنویر نے مل کر اٹھایا جبکہ چوہان اور کیپٹن شکیل نے جوزف کو اٹھایا اور ایک بار پھر وہ اس طرح پہاڑی چٹانوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے اپنے والے غار کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ غار کے دہانے میں داخل ہو گئے۔ دھیرج سنگھ وہاں موجود تھا۔ وہ باہر نہ نکلا تھا۔

"دھیرج سنگھ۔ دہانے کو بند کر دو۔ ورنہ فوج اندر آ جائے گی"۔ عمران نے اندر کی طرف دوڑتے ہوئے دھیرج سنگھ سے کہا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں

عمران نے ایک کونے میں بڑا سا میڈیکل باکس پڑا ہوا دیکھا تھا۔ ٹائیگر جوزف اور جوانا کو وہیں فرش پر لٹا دیا گیا اور عمران اس بڑے صندوق نما میڈیکل باکس کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ اسے وہیں کھولنے کی بجائے گھسیٹتا ہوا زخمیوں کے قریب لے آیا اور پھر جب اس کا ڈھکن کھولا گیا تو اندر پانی کی بھی کافی بوتلیں موجود تھیں اور ہر قسم کا سامان بھی تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اندر سے ضروری سامان ادویات اور پانی کو بوتلیں باہر نکالنا شروع کر دیں۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی جبکہ صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر شدید ترین تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہ تینوں اس قدر زخمی تھے کہ ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس نہ تھا اور نجانے وہ اب تک زندہ کیسے تھے۔ جوزف اور جوانا کی پشت اور ٹانگوں کا عقبی حصہ گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا جبکہ ٹائیگر کی دونوں سائیڈوں پر گولیوں کے زخم تھے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو تو پانی کی مدد سے ان تینوں کے زخم صاف کرنے پر لگا دیا اور خود اس نے باری باری ان تینوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ جوزف اور جوانا شدید زخمی تھے جبکہ ٹائیگر ان کی نسبت کم زخمی تھا لیکن ٹائیگر کی حالت ان دونوں سے زیادہ خراب لگ رہی تھی۔ عمران نے نجانے بدل بدل کر کتنے انجکشن ان تینوں کو لگائے۔

"کاش یہاں نزدیک کوئی ہسپتال ہوتا۔ انہیں خون کی فوری ضرورت ہے۔ بے تحاشہ خون نکلا ہے ان کا"...... عمران نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہاں خون کا انتظام کیسے ہو سکتا ہے"...... صفدر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہاں تو واقعی نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہی بھروسہ ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے کیپٹن شکیل کی مدد سے سب سے پہلے ٹائیگر کے جسم میں موجود گولیاں آپریشن کر کے باہر نکالیں اور صفدر کو ان کی بینڈیج پر مامور کر دیا۔ اس کے بعد جوانا کے آپریشن شروع ہوئے اور سب سے آخر میں جوزف کی باری آئی۔ وہ سب مسلسل کام میں مصروف تھے۔ انہیں ارد گرد کا ہوش ہی نہ تھا۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ اب تک وادی میں فوج پہنچ گئی ہو گی اور وہ یہاں تک بھی آ سکتی ہے لیکن ان تینوں کی حالت ہی ایسی تھی کہ ان سے کسی کو بھی سوائے ان تینوں کے اور کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا۔ عمران کے ہاتھ واقعی انتہائی مہارت اور تیزی سے مسلسل چل رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی اس کام میں گزری ہو اور پھر تقریباً تین گھنٹوں کے مسلسل کام کے بعد عمران کے ہاتھ رکے۔ ان تینوں کے جسموں پر بینڈیج ہو چکی تھی اور عمران باری باری ان کی نبضیں چیک کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر ان تینوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ انجکشن کے دو راؤنڈز کے کافی دیر بعد عمران کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے ہلکے سے تاثرات ابھرے تھے۔

"دس فیصد خطرہ کم ہوا ہے۔ بہرحال حالات بہتری کی طرف جا رہے ہیں"........ عمران نے اپنے ساتھیوں کی سوالیہ نظروں کو بھانپتے ہوئے پہلی بار زبان کھولی اور سب ساتھیوں کے چہروں پر موجود شدید ترین تشویش میں عمران کی اس بات سے خاصی کمی آگئی عمران مسلسل چیکنگ میں مصروف تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں ان تینوں کے خطرے سے باہر آجانے کا اعلان کر دیا۔

"یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے عمران صاحب۔ اس قدر خون نکل جانے اور اس قدر خوفناک فائرنگ کے باوجود بچ جانا بظاہر تو ناممکن ہی لگتا تھا۔ مجھے تو ان کے بچ جانے کی ایک فیصد بھی توقع نہ تھی"........ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ان کی جو حالت تھی وہ واقعی مایوس کن تھی۔ مجھے بھی ان کے بچ جانے کی توقع تو نہ تھی لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید تھی کیونکہ یہ تینوں ایک نیک اور ارفع مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اور قدرت نے خود ہی یہ اتفاق پیدا کر دیا تھا کہ ہم بھی اسی وقت یہاں پہنچے ہیں جس وقت ان پر فائرنگ ہوئی ہے۔ اس اتفاق سے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اتفاق بھی قدرت کی طرف سے ہی پیدا کیا جاتا ہے۔ ہم دو تین گھنٹے بعد بھی تو آ سکتے تھے۔ پھر یہاں اس قدر مکمل میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلوں کی موجودگی بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہی تھا۔ اس کے علاوہ جوزف اور جوانا

دونوں کے اندر قدرتی طور پر بے پناہ قوت مدافعت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر زخمی ہونے۔ گولیاں کھانے اور خون بہہ جانے کے باوجود ان کی حالت اس قدر خستہ نہ تھی جتنی نسبتاً کم زخمی ہونے کے باوجود ٹائیگر کی تھی۔ اگر ٹائیگر اس قدر زخمی ہوتا تو شاید وہ ہمارے پہنچنے تک بھی زندہ نہ رہتا۔ بہرحال یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے"........ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"انہیں اٹھا کر دور نہیں لے جایا جا سکتا۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ لازماً پوری فوج وادی میں پھیل چکی ہوگی اور انہوں نے وہ غار چیک کر لیا ہوگا جہاں ہم داخل ہوئے ہیں اور راستے کی چٹانیں تو بموں سے اڑائی جا سکتی ہیں"........ چوہان نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو اب تک فوجی یہاں پہنچ بھی چکے ہوتے"........ دھیرج سنگھ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"ارے ہاں۔ واقعی مجھے تو خیال ہی نہ آیا تھا کہ اتنے گھنٹے گزر چکے ہیں اور ابھی تک فوجی یہاں تک نہیں پہنچ سکے"........ عمران نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ یہ ہمارا خاص اڈہ ہے۔ یہاں مکمل ترین انتظامات ہیں۔ میں نے واپسی پر اس غار کا دہانہ باہر سے بند کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی نیچے تہہ خانے میں جا کر یہاں سے کچھ دور ایک اور غار کا دہانہ کھول

دیا تھا۔اب فوجی وہاں ٹکریں مار رہے ہوں گے "........ دھیرج سنگھ نے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔یہاں تہہ خانے بھی ہیں "........ عمران نے اور سب ساتھیوں نے کہا۔

"جی ہاں۔نیچے دو بڑے تہہ خانے ہیں جن میں ٹرانسمیٹر بھی نصب ہیں اور دوسری مشینری بھی ہے جن سے غاروں کے دہانے بلاک کئے جا سکتے ہیں "........ دھیرج سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب ہم اس غار میں داخل ہوئے تھے تو اس کا وادی کی طرف کا دہانہ تو کھلا ہوا تھا "........ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔وہ عام طور پر کھلا رہتا ہے لیکن ایمرجنسی کی صورت میں بلاک کیا جا سکتا ہے اور ایک اور غار کا دہانہ اس مشینری کی مدد سے کھولا جا سکتا ہے۔جو صرف غار ہے اور کچھ نہیں۔ہمارے بڑے سردار شیر سنگھ نے خاص طور پر اس اڈے کی پلاننگ کی تھی "....... دھیرج سنگھ نے فخریہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی یہاں وادی ترنام میں موجودگی سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ یہ سٹور کو تباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچے تھے اور جس غار کے دہانے سے انہیں اٹھایا گیا ہے اس میں اسلحے کی پیٹیاں تو موجود تھیں۔لیکن وہاں کوئی مشین وغیرہ نہ تھی اور نہ ہی وہاں ایسا سٹور تھا جیسا آپ بتا رہے تھے "........ صفدر نے کہا۔

"ویسے اسے اچھی طرح چیک کرنے کا تو اس وقت ہوش نہ تھا لیکن

میں نے ٹائیگر کو اٹھاتے ہوئے وہاں مخصوص گیس کی موجودگی محسوس کی تھی جو کاسموس گن کے فائر کی وجہ سے ہی ہو سکتی تھی۔اس کے علاوہ ٹائیگر کے پاس کاسموس گن بھی نہ تھی اور جس پوزیشن میں یہ زخمی ہوئے ہیں اس سے یہی لگتا ہے کہ ٹائیگر کاسموس گن لے کر اس غار کے دہانے کی طرف دوڑا تھا جبکہ جوزف اور جوانا اپنی پشت پر گولیاں کھا کر اسے کور دے رہے تھے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہی غار ہی اصل سٹور تھا۔بہرحال اب یہ ہوش میں آئیں گے تو اصل صورت حال کا علم ہو گا "........ عمران نے کہا۔

"ویسے عمران صاحب۔ان تینوں نے جس انداز میں کام کیا ہے میں تو اس سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔یہ تو دلیری، جرأت اور جذبے کی انتہا ہے "........ صفدر نے کہا۔

"ہاں واقعی صفدر۔مجھے تو توقع ہی نہ تھی کہ یہ لوگ مشن کی خاطر اس طرح صریحاً موت کے دہانے میں چھلانگیں لگا دیں گے۔انہیں تو معلوم نہ تھا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں اور ہم انہیں وہاں سے اٹھا لیں گے اور ان کا علاج بھی ہو جائے گا۔اس لئے انہوں نے جو کچھ کیا ہے واقعی اپنی جانوں پر کھیل کر ہی کیا ہے "........ تنویر نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران ایک بار پھر ان تینوں کی چیکنگ میں مصروف ہو گیا اور پھر اس نے ایک ایک انجکشن باری باری ان تینوں کو مزید لگا دیا۔

"جوزف اور جوانا تو شاید جلد ہی ہوش میں آ جائیں البتہ ٹائیگر کو

ابھی ہوش میں آنے میں دیر ہے"۔ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جوزف کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔

"بب۔ بب۔ باس کو۔ گگ۔ گگ۔ گریٹ باس کو شانگا دیوتا مم۔ مم۔ میرا سلام دے دینا۔ شش شانگا دیوتا۔ بب۔ باس کو کہہ دینا کہ تمہارا غلام تمہارے حکم کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اسے معاف کر دینا۔ بب۔ باس کو کہنا کہ اپنے غلام کو معاف کر دینا۔ وہ۔ وہ۔ بب باس گریٹ ہے۔ وہ معاف کر دے گا"...... جوزف ہلکی آواز میں رک رک کر بول رہا تھا۔

"یہ ابھی پوری طرح ہوش میں نہیں آیا۔ نیم شعوری کیفیت میں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ ماسٹر۔ ماسٹر۔ میں نے۔ تم۔ تمہارے حکم کی تت۔ تت۔ تعمیل کر دی۔ ہے مم۔ ماسٹر۔ تم نے جو حکم دیا تھا وہ۔ وہ پورا کر دیا ہے ماسٹر"...... اسی لمحے جوانا کے منہ سے بھی ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکلنے لگے اور عمران کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"بب۔ بب۔ باس اپنے غلام کو معاف کر دو۔ باس۔ باس اپنے غلام کو معاف کر دو۔ تمہارا غلام جوزف گر رہا ہے۔ جوزف تمہارے اعتماد پر پورا نہیں اتر سکا۔ وہ۔ وہ۔ معاف کر دو باس۔ بب۔ باس

معاف کر دو"...... جوزف کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ لیکن اب پہلے کی نسبت اس کی آواز زیادہ بلند اور واضح تھی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا اس نے نہ کوئی جواب دیا تھا اور نہ ہی انہیں جھنجوڑا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کیفیت میں انہیں چھیڑنے سے ہمیشہ کے لئے ان کے ذہنوں پر اثر پڑ سکتا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن عمران اب بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں"...... جوزف کے منہ سے حیرت بھرے لہجے میں نکلا۔ وہ بار بار پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"یہ پیغام شانگا دیوتا کے ذریعے بھجوانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا تمہارا خیال تھا کہ شانگا دیوتا تمہیں معافی دلا دے گا"...... عمران نے اچانک سخت لہجے میں کہا تو جوزف کے جسم کو جھٹکا سا لگا اور اس نے بے اختیار اٹھنے کے لئے جسم کو سمیٹنا چاہا۔

"نہیں۔ اسی طرح لیٹے رہو۔ فی الحال تمہاری یہی سزا ہے"۔ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی سخت تھا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ تم۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ سب۔ یہ۔ اوہ۔ کیا میں مرا نہیں ہوں۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو مر گیا تھا۔ مجھے گولیاں لگ رہی تھیں اور میں گر رہا تھا۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے"۔ جوزف نے گردن گھماتے ہوئے عمران اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ تمہارے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ اب مجھے کوئی پرواہ

نہیں ہے"........ جوانا نے اس بار واضح انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ۔یہ ۔یہ کیا ۔یہ تو جوانا بھی یہاں ہے ۔یہ کون سی جگہ ہے ۔کیا مرنے کے بعد مجھے دوبارہ تمہارے پاس بھیج دیا گیا ہے ۔اوہ ۔ تو شانگا دیوتا نے مہربانی کر دی ہے ۔اس نے میرا پیغام تم تک پہنچانے کی بجائے بذات خود مجھے بھیج دیا ہے"........ جوزف نے اس بار پوری طرح شعور میں آتے ہوئے کہا۔

"تمہارے شانگا دیوتا نے کوئی مہربانی نہیں کی ۔وہ تو تمہیں واپس ہی نہیں بھیج رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے تم نے مشن مکمل نہیں کیا تھا اور راستے میں ہی گر گئے تھے ۔میں تمہیں کیسے اس حکم عدولی کی سزا دیئے بغیر چھوڑ دیتا۔ اس لئے میں نے تمہیں تمہارے شانگا دیوتا سمیت یہاں کھینچ لیا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شش ۔شش ۔شانگا دیوتا ۔یہاں آ گیا ۔یہاں ۔اوہ ۔اوہ ۔ آسمانوں پر روحوں کے پیغام دنیا میں پہنچانے والا شانگا دیوتا یہاں آ گیا یہاں ۔اوہ ۔اوہ ۔پھر تو بیچاری روحیں پیغامات ہی نہ بھیج سکیں گی"۔ جوزف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ دیکھو ۔یہ ہے تمہارا شانگا دیوتا ۔یہ میڈیکل باکس"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر ۔ماسٹر ۔آپ ۔اوہ ۔اوہ ۔ماسٹر ۔تو کیا میں اس قدر ہولناک فائرنگ کے باوجود زندہ بچ گیا ۔اوہ گڈ گاڈ ۔یہ کیسے ممکن ہو گیا"۔ اس بار جوزف نے حیرت بھرے لیکن واضح لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا جسم صرف معمولی سی حرکت ہی کر سکتا تھا اور اس کے بعد اس نے حرکت کرنے کی کوشش ترک کر دی۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے ۔جب تم لوگ گرے تو ہم اس وادی میں پہنچ گئے اور پھر فوری طور پر تمہیں اٹھا کر یہاں لایا گیا ۔یہاں یہ مکمل میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلیں موجود تھیں ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور تم حالانکہ موت کی دلدل میں گلے گلے تک پھنس چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے تم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آئے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس ۔مجھ پر تو اس طرح گولیاں برس رہی تھیں کہ میرا خیال ہے کہ میرے سارے جسم میں گولیاں ہی گولیاں ہوں گی ۔پھر میں کیسے بچ گیا۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا۔ لیکن آپ کے اور باقی ساتھیوں کی موجودگی تو یہی بتا رہی ہے کہ ایسا ہو چکا ہے"۔ جوانا نے کہا۔

"ایسی باتیں ہم انسان نہیں سمجھ سکتے ۔مشیت ایزدی جو چاہے کر سکتی ہے ۔تم یہ بتاؤ کہ جوزف تو کہہ رہا ہے کہ مشن مکمل نہیں ہو سکا جبکہ تم نیم غشی کی حالت میں کہہ رہے تھے کہ مشن مکمل ہو چکا ہے ۔ ٹائیگر ابھی تک بے ہوش ہے ۔اس کے اندر تم دونوں جتنی قوت مدافعت بہرحال نہیں ہے ۔اس لئے اسے ہوش میں آنے کے لئے ابھی کافی دیر لگے گی"........ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جوزف شاید راستے میں گر گیا تھا۔ اس لئے اس کے ذہن میں یہی خیال رہا ہو گا کہ میں اور ٹائیگر بھی ہٹ ہو گئے ہوں گے لیکن دراصل ایسا نہیں ہوا۔ ٹائیگر نے اسلحہ کا ایک سٹور وائرلیس ڈی چارجر کی مدد سے تباہ کیا۔ اس کے خوفناک دھماکے ہوئے اور تین اطراف پر موجود ایئر چیکنگ پوسٹس کی توجہ ان دھماکوں کی طرف ہوئی تو ہم تینوں نیچے کی طرف دوڑ پڑے ہم جہاں تھے وہاں سے اتر کر اور وادی کو پار کر کے ہم نے مخالف پہاڑی پر واقع سٹور تک پہنچنا تھا۔ ٹائیگر کے پاس مخصوص ہتھیار تھا اور میزائل گن بھی اس کے پاس تھی۔ ہم وادی تک بلکہ آدھے سے زیادہ راستہ کسی رکاوٹ کے بغیر پار کر گئے لیکن جب اس سٹور کے بند دروازے پر ٹائیگر نے میزائل فائر کئے تو اچانک ایک سائیڈ سے ہم پر مشین گنوں سے فائرنگ ہوئی۔ ہمارے ساتھ ایک مقامی گائیڈ تھا وہ سب سے پیچھے تھا۔ وہ اس فائرنگ سے ہٹ ہو گیا مگر جوزف اور میں نے مڑ کر میزائل فائر کئے تو یہ گروپ جن کی تعداد چار تھی ہٹ ہو گئے اور ہم ایک بار پھر ٹائیگر کے پیچھے دوڑ پڑے۔ سٹور کا دروازہ میزائل لگنے سے تباہ ہو گیا اور اس کا دھانہ کھل گیا تھا اور میں اور جوانا دونوں ٹائیگر کے تقریباً اوپر چڑھ کر دوڑ رہے تھے تاکہ فائرنگ ہم پر ہو اور ٹائیگر بچ جائے اور مشن مکمل ہو جائے۔ پھر ہم پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن ہمارے ذہن میں مشن کی تکمیل کا عزم موجود تھا۔ اس لئے بے پناہ فائرنگ کے باوجود ہم بالکل روبوٹوں کی طرح ٹائیگر کو بچاتے ہوئے دوڑتے رہے۔ پھر جوزف گر گیا اور اس کے

گرتے ہی گولیاں ٹائیگر کے پہلو پر پڑنے لگیں لیکن ٹائیگر نے بھی ہمت نہ ہاری اور دوڑتا رہا۔ پھر اس نے سٹور کے اندر گیس فائر کرنا شروع کر دی اور جب ہم اس دھانے پر پہنچے تو پھر مجھ میں ہمت نہ رہی اور میں گر گیا لیکن میرے ذہن میں بہرحال یہ بات موجود تھی کہ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اور ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے"...... جوانا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس سٹور کی نشاندہی کس نے کی تھی۔ کیا اس مقامی گائیڈ نے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ٹائیگر نے از خود اس کا سراغ لگایا تھا۔ نیچے وادی میں ایک جگہ زرد رنگ کا ایک چھوٹا سا جھنڈا گڑا ہوا تھا اور پھر مقابل کی ایک پہاڑی کی چٹان پر سرخ رنگ کا دائرہ لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے کہا کہ یہ سٹور کا مخصوص نشان ہے۔ اس طرح ہم نے اسے ٹارگٹ بنایا"۔ جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ تو نے اپنی رحمت سے کافرستانیوں کا یہ بھیانک منصوبہ ناکام بنا کر لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو ہلاکت سے بچا لیا ہے اور مجھے سب سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے ٹائیگر، جوانا اور جوزف پر جو اعتماد کیا تھا ان لوگوں نے حقیقتاً اپنی جانوں پر کھیل کر اس اعتماد کو بحال رکھا ہے"...... عمران کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

"تو کیا مشن مکمل ہو گیا"...... صفدر نے چونک کر کہا۔
"ہاں ۔ دونوں نشانات درست ہیں ۔ اس لئے لازماً یہ وہی سٹور تھ
اور اس کے اندر کاسموس گیس کے پھیل جانے کے بعد اب ڈبل ٹ
ہتھیار مکمل طور پر ناکارہ ہو چکے ہوں گے اور اب کافرستانی حکام بیٹھ
ہاتھ مل رہے ہوں گے"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہ
وہ واقعی دلی طور پر بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

بڑے ہال کمرے میں فرش پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی
سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ۔ ان سے ہٹ کر کرسیاں رکھی ہوئی تھیں
ن میں سے تین کرسیوں پر شاگل ، مادام ریکھا اور کرنل موہن بیٹھے
وئے تھے اب جبکہ لاشوں کی دوسری طرف دو اونچی پشت کی خصوصی
رسیاں اور ان کے سامنے ایک چھوٹی سی میز رکھی ہوئی تھی ۔ یہ دونوں
رسیاں خالی تھیں ۔ یہ کمرہ وزیر اعظم سیکرٹریٹ کا ایک خاص کمرہ تھا۔
شوں کے جسموں اور چہروں پر سفید رنگ کا جیلی نما مادہ لگا ہوا تھا لیکن
س کے باوجود چہرے صاف پہچانے جا سکتے تھے ۔ شاگل سر جھکائے اور
ونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ ریکھا کے چہرے پر اطمینان تھا مگر
رنل موہن اس طرح اکڑا بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ کسی سلطنت کا فاتح ہو
یہ سارا ڈرامہ اس لئے رچایا جا رہا تھا تا کہ صدر مملکت بھی اپنی آنکھوں
سے ان لاشوں کو دیکھ لیں اور اس کے بعد عالمی پریس کے نمائندوں ۔

فوٹو گرافروں اور ٹیلی ویژن یونٹس کو یہ لاشیں دکھا کر تفصیلات بتائی جائیں تاکہ پوری دنیا کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ پاکیشیا سرکاری طور پر مشکبار میں باقاعدہ مداخلت کر رہا ہے اور اس کی سیکرٹ سروس تحریک آزادی کے لئے کام کرنے والوں کی مدد کر رہی ہے۔ کافرستان حکومت شروع سے یہ الزامات لگاتی چلی آ رہی تھی لیکن آج تک اس کے ہاتھ میں کوئی ایسا ثبوت نہ آیا تھا جس سے وہ دنیا کو قائل کر سکے اب جبکہ یہ ثبوت ان کے ہاتھ آ گیا تھا وہ اسے پریس کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اسی لمحے ہال کے کونے کا دروازہ کھلا اور کافرستان کے صدر اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وزیراعظم تھے اور وزیراعظم کے پیچھے صدر مملکت کا پی اے تھا جس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا وائرلیس فون تھا۔ صدر مملکت اور وزیراعظم کے اندر آتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تینوں افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کرنل موہن نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا جبکہ مادام ریکھا اور شاگل نے مؤدبانہ انداز میں سلام کئے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر مملکت نے کہا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور وزیراعظم ان کے ساتھ والی کرسی پر جب بیٹھ گئے تو شاگل ریکھا اور کرنل موہن بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پی اے نے سرخ رنگ کا فون پیس صدر اور وزیراعظم کی کرسیوں کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"آپ جائیں۔ جب ضرورت ہو گی آپ کو کال کر لیا جائے گا۔ پھر

آپ پریس کو لے آئیں گے"...... صدر مملکت نے پی اے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... پی اے نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے صدر مملکت اور وزیراعظم کے ساتھ وہ ہال میں داخل ہوا تھا۔

"ہونہہ تو یہ ہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں"۔ صدر مملکت نے غور سے درمیان میں فرش پر پڑی ہوئی ان لاشوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کرنل موہن نے کھڑے ہو کر کہا۔

"بیٹھ جائیں کرنل موہن"...... صدر مملکت نے کہا اور کرنل موہن واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے وزیراعظم صاحب نے مکمل تفصیلات بتا دی ہیں۔ جس انداز میں انہیں چیک کیا گیا ہے۔ ان سے تو واقعی یہ عمران کی لاش ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو اس سے اختلاف ہے۔ حالانکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ مسٹر شاگل نے کسی خصوصی میک اپ واشر سے بھی اس عمران کے چہرے کو چیک کیا ہے۔ بلکہ یہاں تک مجھے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے خنجر سے اس کے چہرے کی کھال بھی کاٹ کر دیکھی ہے۔ اس کے باوجود ان کا اصرار ہے کہ یہ علی عمران نہیں ہے اور مزید پوچھنے پر انہوں نے آنکھوں میں منجمد خوف کے تاثرات کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اسے تو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا۔

اس لئے میں مسٹر شاگل سے پوچھوں گا کہ کیا اس کے علاوہ ان کے ذہن میں کوئی اور ٹھوس وجہ بھی ہے"....... صدر نے کہا۔

" جناب ۔ بس میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ عمران کی لاش نہیں ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کرنل موہن نے جو کچھ بتایا ہے اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ عمران جو اس سے بھی کہیں زیادہ انتہائی خطرناک سچوئشنز میں پھنس جانے کے باوجود ہلاک نہیں ہو سکا ۔ اس عام سی سچوئیشن میں آسانی سے نہیں مارا جا سکتا ۔ عمران انسان نہیں ہے ۔ وہ عفریت ہے ۔ ہزار آنکھیں رکھنے والا عفریت ۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ باہر نگرانی ہو رہی ہو بلکہ نگرانی کرنے والے ٹیلی ویو آلہ اندر پہنچا چکے ہوں اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت پھر بھی اندر موجود رہے ۔ دوسری بات یہ کہ بقول کرنل موہن صاحب ۔ میری سروس کا آدمی لچھمن اسے اس سردار کی حویلی میں چھوڑ آیا تھا اور ان کی سروس کے آدمیوں نے اسے پکڑ کر اس پر تشدد کر کے اس سے حویلی کا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کا پتہ چلایا ۔ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ لچھمن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سردار کے ڈیرے پر قید کیا ہوا تھا ۔ جہاں سے یہ فرار ہو گئے اور وہاں موجود افراد اور لچھمن کے ساتھیوں کو انہوں نے ہلاک کر دیا تھا اور لچھمن کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گئے تھے ۔ اس طرح لچھمن ان کا دشمن تھا دوست نہ تھا ۔ اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ لچھمن نے اپنی جان بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے

دوست سردار کی حویلی میں پہنچا دیا تھا تو پھر یہ بات قطعی ممکن ہی نہیں ہو سکتی کہ عمران اسے اس طرح زندہ باہر آنے دیتا تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی اطلاع دے سکے"....... شاگل نے پوری تقریر کر ڈالی۔

" مسٹر شاگل صرف اس لئے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں جناب کہ یہ کارنامہ کرنل موہن نے سرانجام دیا ہے" ۔ وزیر اعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جناب پرائم منسٹر ۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے ۔ فرض کیا کہ ہم عالمی پریس کو بتا دیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں بھی پریس کے سامنے رکھ دیں اور بعد میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ عمران ہلاک نہیں ہوا اور یہ لاشیں نقلی ہیں تو پھر آپ سوچ سکتے ہیں کہ کافرستان کی کس قدر بدنامی ہو گی اور نہ صرف بدنامی ہی ہو گی بلکہ آئندہ کے لئے بھی یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ہم مشکبار میں پاکیشیا کی مداخلت کے غلط الزامات عائد کرتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں جھوٹے اور جعلی ثبوت پیش کرتے ہیں"...... صدر نے قدرے خشمگیں سے لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔ لیکن اگر یہ جھوٹی ہوں تو ۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ اصلی لاشیں ہیں"....... وزیر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او ۔ کے ۔ اگر ایسا ہے تو آپ اپنی ذمہ داری پر پریس کانفرنس کر دیں اور ان لاشوں کو عالمی پریس کے سامنے رکھ دیں ۔ ویسے ایک

بات بتادوں کہ پریس رپورٹرز نے سب سے پہلے یہی بات پوچھنی ہے کہ مشکبار میں انہیں کہاں ہلاک کیا گیا ہے اور یہ وہاں کیا کر رہے تھے۔

"جناب ۔ ہم کہہ دیں گے کہ یہ وہاں مشکباری حریت پسندوں کی امداد کر رہے تھے "...... وزیراعظم نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ ان کو کہاں مارا گیا ۔ کس طرح مارا گیا اور وہاں ان کی لاشیں کیوں نہ دکھائی گئیں ۔ آپ نے لاشوں کو گلنے سڑنے سے بچانے کے لئے ان پر یہ سفید رنگ کا مادہ لگا رکھا ہے یہ مادہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ان لوگوں کو ہلاک ہوئے کافی وقت گزر چکا ہے "...... صدر نے کہا۔

"تو آپ اس بات کے خلاف ہیں کہ انہیں پریس کے سامنے پیش کیا جائے "...... وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔ یہ بات نہیں ۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ہر بات کو واضح طور پر پہلے طے کر لیا جائے ۔ ابھی معاملات ہمارے ہاتھ میں ہیں پھر معاملات ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے ۔ اس عمران کو صرف کافرستان والے ہی نہیں جانتے ۔ آدھی سے زیادہ دنیا کے حکمران اور سیکرٹ ایجنسیاں جانتی ہیں "...... صدر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور یہ آواز سن کر صدر اور وزیراعظم دونوں چونک پڑے ۔

"اوہ اس وقت کال "...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون پیس اٹھا لیا اور اس کا

یب بٹن پریس کر دیا۔

"یس "...... صدر نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"جناب ۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل داس کی پرائم منسٹر حب کے لئے ایمرجنسی کال ہے "...... دوسری طرف سے ان کے پی ے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں بتایا نہیں گیا کہ ہم انتہائی اہم میٹنگ میں مصروف ہیں "۔ در کا لہجہ خاصا ناخوشگوار تھا۔

"جناب ۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے پرائم منسٹر صاحب سے نتہائی اہم اور فوری بات کرنی ہے "...... دوسری طرف سے پی ۔ اے نے کہا۔

"ٹھیک ہے "...... صدر نے کہا اور پھر فون پیس میں لگے ہوئے ؤڈر کا بٹن آن کر کے انہوں نے فون پیس وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔

"کرنل داس آپ سے کوئی اہم اور فوری بات کرنا چاہتے ہیں "۔ در نے کہا تو وزیراعظم کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھے ہوئے کرنل وہن ، مادام ریکھا اور کرنل شاگل بھی چونک پڑے کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ ان بھواجا پہاڑیوں پر اب صرف ملٹری انٹیلی جنس باقی رہ ئی ہے اور کرنل داس بھی وہیں ہے ۔ اہم اور فوری بات کا مطلب یہی و سکتا ہے کہ اس اطلاع کا تعلق بھواجا پہاڑیوں سے ہی ہو سکتا ہے۔

"ہیلو "...... پرائم منسٹر صاحب نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں کرنل داس بول رہا ہوں جناب "...... دوسری طرف سے

کرنل داس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور لاؤڈر آن ہونے کی وجہ
اس کی آواز ہال میں موجود ہر آدمی واضح طور پر سن رہا تھا۔

"یس ۔ کیا بات ہے ۔ کیا ایمرجنسی ہے "...... وزیر اعظم
قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"جناب ۔ ایک خوشخبری ہے ۔ بلاسٹڈ اٹیک مشن کے بارے میں
چار افراد کی ایک ٹیم نے وادی ترنام میں سپیشل سٹور پر خاصا خوفناک
حملہ کیا اور اپنے طور پر وہ سٹور میں موجود ڈبل سی ہتھیاروں کو تباہ
لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن جناب ۔ ہماری پلاننگ کے مطابق
انہوں نے یہ ساری کارروائی نمبر ٹو سٹور پر کی ہے جبکہ اصل سٹور محفو
ہے "...... کرنل داس نے بتایا تو ہال میں موجود سب افراد حیرت
سے اچھل پڑے ۔ شاگل کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ چار افراد کی ٹیم نے ۔ کیا مطلب ۔ کون
لوگ ہیں یہ ۔ جبکہ عمران اور اس کے ساتھی جو اس سٹور کے خلاف کا
کر رہے ہیں وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں "...... وزیر اعظم نے وقار کا خیال
کئے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جناب ۔ یہ دوسری ٹیم ہے اور مجھے میرے ایک آدمی نے بتایا ہے
کہ اس ٹیم میں شامل دو افراد عمران کے ساتھی ایکریمین نیگرو ہیں جن
میں سے ایک کا نام جوزف ہے اور دوسرے کا نام جوانا ۔ باقی دو افراد
کو نہیں پہچانا جا سکا "...... کرنل داس نے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ اس عمران نے ڈبل گیم کھیلی تھی ۔

بھی کام کر رہا تھا اور اپنے ساتھیوں کی علیحدہ ٹیم بھی اس نے بھیجی
۔ لیکن یہ لوگ وادی میں کیسے پہنچ گئے ۔ کہاں سے پہنچ گئے "۔
اعظم نے کہا۔

جناب ۔ جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں ان کے مطابق یہ لوگ
رام پہاڑی کی طرف سے بھواجا پہاڑیوں کے علاقے میں داخل
ے اور انہیں گرفتار کر لیا گیا لیکن چیکنگ انچارج کرنل پردیپ
یں ساتھ لے کر دوسری پہاڑی پر ایک خفیہ اڈے پر لے گیا ۔ جہاں
ے کا بھی سٹور تھا ۔ یہ لوگ وہاں سے نکل بھاگے پھر انہوں نے اس
اڑی پر موجود چیکنگ سپاٹ پر موجود فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور اس
ے بعد چوٹی پر موجود ایئر چیک پوسٹ پر موجود افراد کو بھی ہلاک کر دیا
۔ پھر یہ وادی میں پہنچ گئے ۔ وہاں سے شاید انہوں نے وائرلیس ڈی
رجر کے ذریعے کرنل پردیپ والے خفیہ اڈے پر موجود اسلحے کے
ور کو تباہ کیا ۔ ان اچانک دھماکوں کی وجہ سے باقی ایئر چیک
سٹس پر موجود عملہ اس طرف متوجہ ہو گیا اور یہ لوگ وادی میں
خل ہو گئے اور نمبر ٹو سٹور کی طرف دوڑنے لگے ۔ نیچے موجود ایک
فاظتی دستے نے ان پر فائر کیا تو ان کا ایک آدمی ہٹ ہو گیا مگر انہوں
نے میزائل فائر کر کے ان کا خاتمہ کر دیا ۔ اس میزائل فائر پر ایئر چیک
سٹس چونکیں لیکن یہ لوگ اس وقت تک ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جو
رف ایک چیک پوسٹ کی فائرنگ رینج تھی چنانچہ ان پر فائر کھول دیا
یا لیکن یہ گولیوں کی بارش میں بھی دوڑتے رہے ۔ نمبر ٹو سٹور پر

میزائل فائر کر کے اس کا دروازہ اڑا دیا گیا اور پھر اندر انہوں نے کاسموس گیس فائر کر دی اور پھر تینوں ہٹ ہو کر گر گئے "...... کرنل داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہاری خاص نشانات والی پلاننگ کامیاب رہی ہے ۔ اصل سٹور بچ گیا ہے اور دونوں ٹیمیں بھی ختم ہو گئیں ۔ ویری گڈ ۔ ان چاروں کی لاشیں بھی فوراً کافرستان بھجوا دو"۔ وزیراعظم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ان کی لاشیں غائب ہو گئی ہیں سر اور باوجود سر توڑ کوشش کے دریافت نہیں ہو سکیں "...... کرنل داس نے جواب دیا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو لاشیں غائب ہو گئی ہیں ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات "...... وزیراعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور نہ صرف وزیراعظم بلکہ ہال میں موجود صدر مملکت سمیت سب افراد بھی کرنل داس کی بات سن کر چونک پڑے تھے۔

" سر ۔ اس فائرنگ کے بعد میں خود وہاں پہنچا ۔ وہاں وادی میں چلی ہوئی گولیاں موجود تھیں ۔ نمبر نو سٹور کے سامنے اور اندر خون کے دھبے بھی موجود تھے لیکن لاشیں غائب تھیں ۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ جب یہ فائرنگ ہو رہی تھی تو چند افراد کو پہاڑی چٹان کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے اس نمبر نو سٹور کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا اور اس کے بعد انہیں واپس ایک غار میں داخل ہوتے دیکھا تھا لیکن غار خالی تھا ۔ اس میں قدموں کے نشانات اور خون کے دھبے کچھ بھی نہ تھے

غار کی دیواروں کو انتہائی جدید مشینری سے چیک کیا گیا لیکن وہ عام سا غار تھا ۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہاں اس قدر گرد موجود تھی کہ صاف نظر آ رہا تھا کہ اس غار میں انسان تو انسان کوئی جانور تک داخل نہیں ہوا ۔ اس کے بعد میں نے سٹور کے ارد گرد پوری پہاڑی چٹانوں کو مشینری سے چیک کرایا لیکن کوئی خفیہ راستہ وغیرہ دستیاب نہیں ہو سکا ۔ اس کے باوجود لاشیں غائب ہو چکی ہیں ۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ وہ اصل انسان نہ تھے "...... کرنل داس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ وہ مافوق الفطرت مخلوق تھی "۔ وزیراعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جس طرح اچانک وہ غائب ہو گئے ہیں اس سے تو یہی لگتا ہے "۔ کرنل داس نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرنل داس ۔ مجھے آپ کی اس بات پر شدید حیرت ہو رہی ہے ۔ آپ جیسے عملی آدمی سے اس قسم کی بات کی توقع ہی نہیں کی جا سکتی ۔ اگر وہ مافوق الفطرت مخلوق تھی تو انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہ اسلحے کا سٹور اڑاتے ۔ میزائل فائر کرتے ۔ کاسموس گیس استعمال کرتے اور دوڑ کر وادی پار کرتے ۔ گولیاں کھاتے اور ان کے جسموں سے خون نکلتا اور پھر وہ نمبر نو سٹور تباہ کرتے ۔ وہ عمران کے ساتھی تھے ۔ انہوں نے بہرحال اپنے طور پر مشن مکمل کر لیا ہے ۔ ہمارے بے پناہ حفاظتی اقدامات کے باوجود ۔ مجھے معلوم ہے کہ بھواجا پہاڑیوں کے ایک ایک

انچ پر فوج اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد موجود ہیں ۔ ایئر چیک پوسٹس بنائی گئی ہیں لیکن نتیجہ کیا نکلا کہ چار افراد اس قدر دیدہ دلیری سے وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے سٹور کو اڑا دیا اور اس کے بعد غائب ہو گئے اور آپ مجھے بچوں کی کہانیاں سنا رہے ہیں "۔ وزیر اعظم کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

" سوری سر۔ میں نے تو ویسے ہی بات کی تھی "...... کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرنل داس ۔ مجھے ہر صورت میں زندہ یا مردہ وہ افراد چاہئیں ۔ مجھے آپ اور دوسری بات بھی سن لیں کہ اب اصل سٹور کی بھی حفاظت کی جائے "...... وزیر اعظم کا لہجہ مزید سرد پڑ گیا۔

" یس سر۔ وہ تو ہم کر رہے ہیں "...... کرنل داس نے جواب دیا اور وزیر اعظم نے غصیلے انداز میں فون پیس کا بٹن آف کیا اور اسے ایک جھٹکے سے میز پر رکھ دیا۔

" نانسنس ۔ حماقت کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے "۔ وزیر اعظم کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے ۔

" یہ اہم اطلاع ہے جناب ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ لمبا کھیل کھیلا جا رہا ہے "...... اچانک شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" کون سا کھیل "...... وزیر اعظم اور صدر مملکت دونوں نے بیک وقت پوچھا۔ دونوں کے لہجوں میں حیرت تھی ۔

" مجھے عمران کے خلاف کام کرنے کا تجربہ یہاں موجود دیگر ایجنسیوں کے سربراہوں سے کہیں زیادہ ہے اور جہاں تک کرنل داس اور کرنل موہن کا تعلق ہے تو یہ پہلی بار اس ٹیم سے ٹکرائے ہیں ۔ کرنل داس کی اس اطلاع کے بعد میرے ذہن میں جو خاکہ ابھرتا ہے وہ اس طرح ہے کہ عمران نے دو ٹیمیں تشکیل دیں ۔ ایک اپنے آدمیوں کی علیحدہ اور دوسری میں وہ خود شامل تھا ۔ چونکہ تمام ایجنسیاں اس کی تاک میں تھیں اس لئے ہم سب اس کے پیچھے لگ گئے جبکہ دوسری ٹیم اپنا کام کرتی رہی ۔ اب دوسری صورت یہ ہو گی کہ اس وادی تک پہنچنے کا یقیناً کوئی خفیہ راستہ ہو گا لیکن سرحدی راستے سے وادی میں اس صورت میں پہنچا جا سکتا تھا جب بھوا جا پہاڑیوں کے گرد موجود ایجنسیوں کو واپس بھجوا دیا جائے چنانچہ ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت کھیل کھیلا گیا ۔ ایک ٹریپ تیار کیا گیا اور کرنل موہن اس ٹریپ میں آ گئے ۔ میرے اندازے کے مطابق عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں سے ملتے جلتے افراد پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کیا جسے کسی صورت بھی واش نہ کیا جا سکتا تھا ۔ وہ ایسی ایجادات کا ماہر ہے اور ایسی ایجادات ہی اس کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتی رہتی ہیں ۔ بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کی بجائے یہ افراد ہلاک ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی تمام ایجنسیوں کو یہ کہہ کر واپس بلا لیا گیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے بعد ہمارا مشن مکمل ہو گیا ۔ اس طرح اسے وہ راستہ خالی مل گیا اور وہ اس وقت وہاں پہنچا جب اس

کی دوسری ٹیم اس سٹور کو تباہ کرنے میں مصروف تھی۔ شاید یہ پہلے
سے ان کے درمیان طے کر لیا گیا ہوگا۔ چنانچہ جیسے ہی اس دوسری ٹیم
نے سٹور تباہ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس خفیہ راستے سے نکل کر
وہاں پہنچے اور اپنے ساتھیوں کو لے گئے۔ اب یہ اور بات ہے کہ وہ
لاشیں تھیں یا زخمی۔ ویسے خون وغیرہ کے نہ ملنے سے تو یہ سب ڈرامہ
سا لگتا ہے اور کرنل داس صاحب اس خفیہ راستے کو تلاش کرنے میں
کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے وہ ان لوگوں کو مافوق الفطرت قرار
دے رہے ہیں"...... شاگل نے کہا۔

"گڈ مسٹر شاگل۔ آپ کی ذہانت کا جواب نہیں۔ میرے تصور میں
بھی نہ تھا کہ آپ اس قدر ذہانت سے صورت حال کا تجزیہ کریں گے
لیکن آپ کے اس سارے اندازے میں کمزور پوائنٹ صرف ایک ہے
اور وہ یہ ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں موجود
لاشوں کا میک اپ واش نہ ہوتا اگر یہ واقعی نقلی ہیں تو پھر کوئی میک
اپ ممکن ہی نہیں ہے کہ جسے کسی نہ کسی صورت میں واش نہ کیا جا
سکتا ہو اور اگر کسی طرح یہ میک اپ واش ہو جاتا ہے تو پھر آپ کا
اندازہ سو فیصد درست بھی ہے اور پھر ہمارا سپیشل سٹور بہرحال شدید
خطرے میں ہے"...... کسی اور کے بولنے سے پہلے ہی صدر مملکت
نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ کافرستان میں ایک آدمی ایسا ہے جو میک اپ کے فن
میں مہارت کا درجہ رکھتا ہے اس نے اس فن پر کافی کتابیں بھی لکھی

ہیں اور عملی طور پر بھی وہ اس فیلڈ سے اٹیچ ہے۔ اس کے علاوہ کرنل
فریدی صاحب بھی اس فن میں اگر عمران سے زیادہ نہیں تو ا سے کم
بھی نہیں ہیں۔ اگر کرنل فریدی صاحب یہاں نہ آسکیں تو ان سے
فون پر بات ہو سکتی ہے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا جا سکتا ہے۔
لیکن میری گذارش ہے کہ اگر ان سے پوچھا جائے تو پھر ان کے سامنے
عمران کا نام نہ لیا جائے"...... شاگل نے کہا۔

"گڈ۔ کرنل فریدی والی ٹپ شاندار ہے۔ میں ابھی ان سے بات
کرتا ہوں"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز پر
موجود فون پیس اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پی۔ اے کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

"اسلامک سیکورٹی آفس میں کرنل فریدی سے رابطہ قائم کرو اور
میری ان سے فون پر بات کراؤ"...... صدر نے کہا اور بٹن آف کر کے
رسیور رکھ دیا۔

"فون پر وہ کیسے بتائیں گے کہ یہ کس قسم کا میک اپ ہے۔ جب
تک وہ اسے دیکھیں ناں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"بات تو کر دیکھیں۔ ہو سکتا ہے کہ بات بن جائے"۔ صدر نے کہا
اور تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد جب فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو
صدر مملکت نے جلدی سے فون پیس اٹھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس"...... صدر مملکت نے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب سے بات کریں جناب۔ وہ اپنے آفس میں ہی مل گئے ہیں"۔ دوسری طرف سے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی

"کراؤ بات"...... صدر مملکت نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی۔ ایک انتہائی اہم معاملے میں آپ کے مشورے کی ضرورت پیش آگئی ہے"...... صدر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"فرمایئے سر۔ میں حاضر ہوں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس نے ایک آدمی کو گرفتار کرتے ہوئے ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن پھر یہ اطلاع ملی ہے کہ یہ اصل آدمی نہیں ہے بلکہ اس کے میک اپ میں ہے لیکن ہر قسم کے جدید سے جدید میک اپ واشر سے اس لاش کے چہرے کو چیک کیا گیا ہے حتیٰ کہ خنجر سے اس کے چہرے کی کھال بھی چھیل کر دیکھی گئی ہے۔ لیکن میک اپ صاف نہیں ہو سکا جبکہ دوسری طرف سے یہی اصرار ہے کہ یہ لاش میک اپ میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے میک اپ ایجاد ہو چکے ہیں جو انتہائی مستقل نوعیت کے ہوتے ہیں۔ لیکن بہرحال کوئی نہ کوئی طریقہ تو ایسا ہو گا جس سے یہ صاف ہو سکتے ہوں گے۔ یہ بات ہمارے لئے لاینحل بن گئی تو میں نے سوچا کہ آپ سے اس بارے میں مشورہ کیا جائے"...... صدر نے کہا۔

"یہ کس آدمی کی لاش ہے جناب"...... دوسری طرف سے کرنل

فریدی نے پوچھا۔

"آپ سے چھپانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ کافرستان کے ہی بہی خواہ ہیں۔ یہ پاکیشیا کے علی عمران کا کوئی ساتھی ہے۔ مطلب ہے اس کا کوئی پرائیویٹ ساتھی"...... صدر نے جواب دیا۔

"دوسری جانب سے آپ کا مطلب علی عمران سے ہے"۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں"...... صدر نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر عمران کا اصرار درست ہو گا۔ لیکن ایسی صورت میں وہ خود ہی اس کا واشنگ فارمولا بھی بتا دیتا تاکہ آپ کو یقین آجائے لیکن بہرحال نہ جانے کیا حالات ہوں تو اس سلسلے میں آپ تین چیزیں استعمال کر دیکھیں۔ ایک تو عام سادہ پانی۔ دوسرا برف ملا انتہائی یخ پانی اور تیسرا نمک ملے ہوئے پانی کی بھاپ۔ اگر اس کے باوجود بھی یہ صاف نہ ہو سکے تو پھر مجھے خود آکر اس لاش کو چیک کرنا پڑے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے ان چیزوں سے چیک کر لیتے ہیں۔ شکریہ"۔ صدر نے کہا اور فون پیس آف کر کے اسے وزیراعظم کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ اپنے سیکرٹری سے کسی کو بلا لیں تاکہ ان فارمولوں کے ساتھ چیکنگ کی جا سکے"...... صدر نے کہا اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ہال کمرے کا دروازہ کھلا اور تین باوردی افراد اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں پلاسٹک کی تین بڑی بڑی بوتلیں اور سخت قسم کے اسفنج موجود تھے ۔ان میں سے ایک بوتل میں بھاپ بھری ہوئی تھی جبکہ باقی دو بوتلوں میں پانی تھا۔

"اس لاش کا چہرہ باری باری ان تینوں سے چیک کرو" ۔وزیراعظم نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... ان میں سے ایک نے کہا اور پھر اس نے پہلے ایک اسفنج کی مدد سے عمران کی لاش کے چہرے پر موجود سفید رنگ کے جھلی نما مادے کو اچھی طرح صاف کیا اور پھر اس نے ایک پانی سے بھری ہوئی بوتل کو کھولا اور اس پانی کو عمران کے چہرے پر ڈال کر دوسرے اسفنج سے رگڑنا شروع کر دیا۔پانی کی بوتل ختم ہو گئی لیکن چہرہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔

"یہ گرم پانی تھا یا ٹھنڈا"...... صدر نے پوچھا۔

"جی یخ پانی تھا"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو اب گرم پانی استعمال کرو"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر دوسری بوتل اٹھا کر اس نے اس پانی سے عمران کی لاش کا چہرہ صاف کرنا شروع کر دیا۔لیکن یہ کاوش بھی بے کار گئی۔

"اب یہ تیسری بوتل میں موجود بھاپ استعمال کرو"...... صدر نے کہا لیکن ان کے لہجے سے مایوسی کا عنصر نمایاں تھا لیکن پھر جیسے ہی

بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اسے دبایا گیا اور بوتل کے منہ میں موجود باریک سے سوراخ سے بھاپ کی پھوار سی نکل کر لاش کے چہرے سے ٹکرائی تو، چہرے کا رنگ بدلنے لگا اور ہال میں موجود سب افراد بے اختیار چونک پڑے ۔شاگل کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ کرنل موہن کا چہرہ تاریک پڑتا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد نتیجہ ظاہر ہو گیا۔میک اپ صاف ہو چکا تھا اور عمران کے چہرے کی بجائے ایک اور چہرہ سامنے موجود تھا" ۔میک اپ مکمل طور پر صاف ہو چکا تھا۔

"آپ لوگ جا سکتے ہیں"...... صدر نے میک اپ صاف کرنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ اپنا سامان اٹھائے خاموشی سے ہال سے باہر چلے گئے۔

"دیکھا آپ نے جناب ۔شاگل کی بات بہرحال درست نکلی ۔اگر ہم ان لاشوں کو پریس کے سامنے پیش کر دیتے اور پھر یہ میک اپ صاف ہو جاتا تو کیا ہوتا"...... صدر نے وزیراعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ۔آپ درست فرماتے ہیں ۔واقعی ہم سے بھیانک غلطی وقوع پذیر ہو رہی تھی"...... وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کرنل موہن ۔اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے ۔آپ نے ابھی نیا نیا بلیک فورس کا چارج سنبھالا ہے اور آپ کا پہلی بار اس عفریت سے ٹکراؤ ہوا ہے جبکہ شاگل صاحب بے شمار بار اس سے ٹکرا چکے ہیں"...... صدر نے

کرنل موہن کے چہرے پر ابھر آنے والی بے پناہ مایوسی اور پریشانی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا میک اپ بھی ہو سکتا ہے"۔ کرنل موہن نے جواب دیا۔

"مسٹر شاگل۔ آپ کی وجہ سے کافرستان ایک بھیانک غلطی سے بچ گیا ہے۔ حکومت اس کے لئے آپ کی شکر گزار ہے"...... صدر نے شاگل کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میرا تو صرف اندازہ تھا۔ مگر جناب آپ نے اس خاص پوائنٹ کی طرف اشارہ کر کے اصل مسئلہ حل کرایا ہے"...... شاگل نے کھڑے ہو کر جواب دیا اور صدر صاحب کے چہرے پر بھی اس کی تعریف کی وجہ سے مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

"مسٹر پرائم منسٹر ...... اب یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ اس لئے اب ان لاشوں کو مزید محفوظ کرنے یا پریس کے سامنے لانے کی ضرورت نہیں رہی۔ آپ برائے کرم پہلے ان لاشوں کو یہاں سے اٹھوا دیں تاکہ اہم باتوں پر مزید غور کیا جا سکے"...... صدر نے وزیراعظم نے کہا اور وزیراعظم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون پیس اٹھایا اور اس پر ہدایات دینا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد لاشیں وہاں سے ہٹالی گئیں۔

"اب اہم بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنے طور پر سپیشل سٹور کو تباہ کر دیا ہے۔ کیا وہ مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں

گے"...... صدر نے ہی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ عمران اتنی آسانی سے مطمئن ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اگر وقتی طور پر مطمئن بھی ہو گیا ہے تو پھر بھی وہ لازماً اسے کنفرم کرنے کی کوشش کرے گا اور وزیراعظم صاحب اور آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں کہ صدارتی سیکرٹریٹ اور پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں یقیناً اس عمران کے مخبر ہوں گے۔ اس لئے اگر موجودہ بات چیت کا ٹیپ آپ اپنی تحویل میں رکھیں تو پھر اسے معلوم نہ ہو سکے گا"...... شاگل نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ کنفرمیشن یہاں سے کرے گا اور کوئی طریقہ نہیں ہے اس کے پاس"...... وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"اور بھی بے شمار طریقے ہو سکتے ہیں جناب۔ میں نے تو ایک امکان کی بات کی ہے"...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بات میرے ذہن میں آ رہی ہے جناب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں"...... مادام ریکھا نے اچانک کہا۔ وہ اب تک خاموش بیٹھی رہی تھی۔

"فرمایئے"...... صدر نے کہا۔

"جناب اگر سٹور تباہ ہو جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ بھواجا پہاڑیوں میں فوج اور انٹیلی جنس کی موجودگی کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔ اگر فوج اور انٹیلی جنس ویسے ہی وہاں رہی تو عمران لامحالہ سمجھ جائے گا کہ

اس سے نقلی سٹور تباہ ہوا ہے "...... ریکھا نے کہا۔

" اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ وہاں سے فوج اور انٹیلی جنس فوری طور پر ہٹالی جائے۔ نہیں مادام ریکھا۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح تو ہم اسے کھلی چھٹی دے دیں گے۔ اس قدر اہم پراجیکٹ کو کسی صورت میں خالی نہیں چھوڑا جا سکتا "...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جناب۔ اس مشن کو مکمل ہونے میں صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں۔ اس کے بعد ویسے ہی یہ مشن ختم ہو جائے گا "...... وزیراعظم نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ بلکہ میرے خیال میں اب اس سپیشل سٹور کو زیادہ سخت نگرانی کی ضرورت ہے اور خاص طور پر اس خفیہ راستے کو تلاش کرنے کی اور میری رائے کے مطابق اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کو وہاں اس راستے کی تلاش میں بھیج دیا جائے "...... صدر نے کہا۔

" میں تیار ہوں جناب اور مجھے یقین ہے کہ میں نہ صرف اس راستے کو تلاش کر لوں گا بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بھی کر دوں گا "۔ شاگل نے فوراً مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ آپ کی رائے بہتر ہے بلکہ اب تو میرا خیال ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کو بھی سیکرٹ سروس کے تابع کر دیا جائے "۔ وزیراعظم نے کہا۔

" جناب۔ اگر عمران کو اصل سٹور کا علم ہو بھی جائے تو وہ پہلے تو

اس راستے سے آنے کی کوشش کرے گا اور اگر یہ راستہ تلاش کر لیا گیا تو وہ دوسرے راستے استعمال کرے گا۔ کیونکہ بہرحال وہ مشن مکمل کئے بغیر پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے اس لئے میری تجویز ہے جناب کہ اس وادی کے چاروں طرف کی پہاڑیاں چاروں ایجنسیوں کے حوالے کر دی جائیں۔ تا کہ حتمی طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا جا سکے "...... مادام ریکھا نے کہا۔

" یہ اور بھی مناسب تجویز ہے۔ اس طرح جس ایجنسی سے بھی غلطی ہو گی وہ ذمہ دار بھی رہے گی "...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔ تو پھر میں اس معاملے کو طے کر دیتا ہوں۔ شمالی پہاڑی جس میں سٹور ہے اور وہ راستہ بھی یقیناً وہیں ہو گا اسے سیکرٹ سروس کی تحویل میں دے دیا جائے تاکہ سیکرٹ سروس دونوں کام کر سکے۔ جنوبی پہاڑی کو پاور ایجنسی۔ مشرقی پہاڑی کو بلیک فورس اور مغربی پہاڑی کو ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل میں دے دیا جائے "۔ وزیراعظم نے کہا اور صدر نے فوراً ان کی تجویز کو منظور کر لیا اور اس کے بعد یہ اہم ترین میٹنگ ختم کر دی گئی۔

" عمران صاحب ۔ جوزف کو دیکھئے اسے کیا ہو رہا ہے "۔ اچانک صفدر نے کہا تو عمران چونک کر جوزف کی طرف مڑا اور اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ اس کی حالت بگڑ رہی ہے ۔ گولیوں کا زہر پھیل رہا ہے ۔ اب انہیں فوری طور پر کسی ہسپتال شفٹ کرنا ہو گا ۔ ورنہ ...... " عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر میڈیکل باکس سے اس نے ایک اور انجکشن تلاش کر کے جوزف کو لگا دیا ۔

" یہاں سٹریچر تو نہیں ہیں ۔ پھر کس طرح انہیں لے جایا جا سکتا ہے "...... صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا ۔

" ان کے زخموں کی حالت ایسی ہے کہ انہیں اٹھا کر نہیں لے جایا جا سکتا "...... عمران نے کہا ۔

" جناب اگر آپ حکم دیں تو میں واپس جا کر سٹریچر وغیرہ کا

بندوبست کروں "...... دھیرج سنگھ نے کہا ۔

" نہیں ۔ اتنا وقت نہیں ہے ہمارے پاس ۔ اس لئے اب مجبوری کے عالم میں رسک لینا پڑے گا ۔ انہیں اٹھا کر لے جانا پڑے گا ۔ چلو اٹھو "...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دو دو آدمیوں نے مل کر ایک ایک کو اٹھایا اور تیزی سے واپس چل پڑے ۔ جوانا بھی دوبارہ نیم غشی کی حالت میں چلا گیا تھا جبکہ ٹائیگر کو ابھی تک ہوش نہ آیا تھا احتیاط کی وجہ سے وہ زیادہ تیز بھی نہ چل سکتے تھے ۔ لیکن اس کے باوجود جس حد تک ممکن تھا وہ تیزی سے قدم اٹھا رہے تھے ۔

" عمران صاحب ۔ فاصلہ تو کافی زیادہ ہے اور اس قدر فاصلہ اس حالت میں طے نہیں کیا جا سکتا ۔ کافی وقت لگ جائے گا "...... صفدر نے کہا ۔

" تو پھر کیا کریں ۔ دوسری بھی تو کوئی صورت نہیں ہے "۔ عمران نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا ۔ ظاہر ہے وہ کیا کہہ سکتا تھا ۔ راستے میں کئی جگہ انہیں سانس لینے کے لئے رکنا پڑا لیکن صورت حال تیزی سے خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی ۔ ان تینوں کی حالت کافی بگڑ گئی تھی اور ابھی ایک چوتھائی فاصلہ بھی طے نہ ہو سکا تھا ۔

" لٹا دو انہیں یہاں ۔ اب مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا "...... اچانک عمران نے کہا اور ان تینوں زخمیوں کو زمین پر احتیاط سے لٹا دیا گیا ۔ اس وقت وہ قدرتی کریک میں موجود تھے ۔

"یہاں سے کوئی راستہ باہر جاتا ہو کسی پہاڑی پر۔ اب ہم اس وادی سے باہر آگئے ہیں۔ اس لئے باہر درختوں کی لکڑیوں کی مدد سے سٹریچر بنائے جا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ ایک راستہ ہے۔ وہاں سے ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسلحہ وغیرہ اندر لے آسکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔ وہ ذرا آگے ہے"۔ دھیرج سنگھ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہیلی کاپٹر مل جائے۔ کیا سردار موہن سنگھ اس کا فوری بندوبست کر سکتا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں"...... آپ سردار صاحب سے بات کر لیں۔ ان کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ وہ ضرور بندوبست کر لیں گے"...... دھیرج سنگھ نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پر وہ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا جو اس ٹرانسمیٹر کی تھی جو سردار موہن سنگھ کے اس خفیہ اڈے پر موجود تھا۔ یہ چھوٹا سا ٹرانسمیٹر بھی عمران نے اس اڈے سے ہی لیا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ سردار موہن سنگھ۔ اوور"۔ عمران نے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس۔ موہن سنگھ اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے سردار موہن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم سے براہ راست بات ہو گئی۔ گڈ۔ اوور"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ایک کام کے سلسلے میں یہاں اڈے پر ہی موجود تھا۔ فرمایئے"۔ دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے لیکن ہمارے تین ساتھی شدید ترین زخمی ہیں۔ میں نے تمہارے خاص اڈے پر موجود میڈیکل باکس کی مدد سے ان کے جسموں سے گولیاں تو نکال دی ہیں لیکن شاید کوئی گولی ابھی اندر ہے یا پھر ان کا زہر ان کے خون میں شامل ہو گیا ہے اس لئے ان کی حالت تیزی سے بگڑتی جا رہی ہے اور اس عمارت تک کا راستہ بھی بے حد طویل ہے اور پھر انہیں فوری طور پر کسی ایسے ہسپتال بھی پہنچانا ہے جہاں ان کا فوری علاج ہو سکے۔ دھیرج سنگھ نے بتایا ہے کہ یہاں قریب ہی کوئی ایسا راستہ ہے جہاں سے ہیلی کاپٹر کی مدد سے اسلحہ وغیرہ اس اڈے میں لایا جا سکتا ہے۔ کیا تم فوری طور پر کسی بڑے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتے ہو۔ جو اس راستے پر پہنچ سکے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"بالکل ہو سکتا ہے بلکہ ہسپتال کا بھی بندوبست ہو سکتا ہے۔ آپ دھیرج سنگھ سے میری بات کرائیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"یس باس۔ میں دھیرج سنگھ بول رہا ہوں۔ اوور"...... دھیرج سنگھ نے ٹرانسمیٹر عمران کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"کس پوائنٹ کی بات کر رہے ہو۔ اوور"...... سردار موہن سنگھ نے پوچھا۔

"پوائنٹ تھری کی جناب۔اوور"........ دھیرج سنگھ نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔اس پوائنٹ پر زخمیوں کو لے آؤ۔میں زور سنگھ کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔وہ پوائنٹ تھری پر فوراً ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ جائے گا اور تم نے ان زخمیوں کے ساتھ جانا ہے اور انہیں سردار پرتاپ سنگھ کے خفیہ ہسپتال میں پہنچانا تمہارا کام ہے۔میں سردار پرتاپ سنگھ کو بھی کہہ دیتا ہوں کہ وہ زخمیوں کے فوری علاج کی تیاری کر لیں۔اوور اینڈ آل"........ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔دھیرج سنگھ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران کو واپس کر دیا۔

"آیئے جناب۔ہمیں ابھی تھوڑا آگے جانا ہو گا"........ دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر واپس جیب میں رکھ لیا اور پھر ایک بار پھر زخمیوں کو پہلے کی طرح اٹھایا گیا اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"ہیلی کاپٹر کیسے یہاں تک آئے گا۔یہاں پہاڑیوں پر تو اسے ہٹ نہ کر دیا جائے گا"........ اچانک عمران نے ایک خیال آتے ہی چونک کر دھیرج سنگھ سے کہا۔اپنے ساتھیوں کی لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر حقیقتاً عمران بھی ذہنی طور پر اپ سیٹ سا ہو رہا تھا۔

"جناب۔فکر مت کریں۔یہاں ملٹری کے تحت ایک ایمرجنسی ہسپتال قائم ہے۔اس میں ایمبولینس ہیلی کاپٹر بھی ہیں اور زور سنگھ اس ایمبولینس ہیلی کاپٹر کا ہی پائلٹ ہے۔وہ ہمارا آدمی ہے"۔دھیرج

سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر تو زخمیوں کو اس ہسپتال میں لے جانا ہو گا اور تم جانتے ہو کہ ان کی گمشدگی کے بعد باہر کی کیا صورت حال ہو گی"۔عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں جناب۔سردار موہن سنگھ ہر بات کو سمجھتے ہیں وہ زور سنگھ کو سمجھا دیں گے اسلئے انہوں نے خفیہ ہسپتال کا نام لیا ہے یہ ہسپتال باواڑی میں ہے اور یہاں صرف کیمپ ہے۔کسی شدید زخمی کو یہاں کیمپ میں نہیں لے جایا جاتا بلکہ فوجی ہسپتال میں لے جایا جاتا ہے۔زور سنگھ زخمیوں کو فوجی ہسپتال لے جانے کی بجائے انہیں خفیہ ہسپتال پہنچا دے گا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا"۔دھیرج سنگھ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی ویسا ہی ہوا جیسے دھیرج سنگھ نے بتایا تھا۔ٹائیگر، جوزف اور جوانا بغیر کسی رکاوٹ کے بڑے ایمبولینس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر بھواجا پہاڑیوں سے تقریباً ساٹھ ستر کلو میٹر دور ایک بڑے شہر باواڑی میں بنے ہوئے سنگھام تنظیم کے ایک خفیہ خصوصی ہسپتال میں پہنچ گئے۔عمران اور اس کے ساتھی بھی دھیرج سنگھ کے ساتھ اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے تھے۔گو انہیں سارے راستے کھڑے ہونا پڑا کیونکہ بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ہسپتال خاصا بڑا تھا جو ایک عام سے ہسپتال کے نیچے تہہ خانے میں بنایا گیا تھا۔جب عمران اور اسکے ساتھی زخمیوں کو لے کر وہاں پہنچے تو ادھیڑ عمر ڈاکٹر پرتاپ سنگھ انکے استقبال کے لئے پہلے سے تیار

تھا اور پھر تینوں زخمیوں کو بڑے آپریشن روم میں لے جایا گیا اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے چار جونیئر ڈاکٹروں کی مدد سے انہیں سنبھال لیا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں اور دھیرج سنگھ کے ساتھ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ کے آفس میں بیٹھ گیا۔ عمران اور اسکے ساتھیوں کے چہرے پریشانی کی وجہ سے سکڑ سے گئے تھے کیونکہ یہاں تک پہنچتے پہنچتے ان تینوں کی حالت پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی اور ڈاکٹر پرتاپ بھی زخمیوں کی حالت دیکھ کر خاصا پریشان سا لگ رہا تھا۔

"ڈاکٹر پرتاپ سنگھ بے حد قابل آدمی ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں"...... دھیرج سنگھ نے عمران کے چہرے پر بے پناہ پریشانی کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم پر مکمل یقین ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر اور دوسرے ساتھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگے۔ عمران کی جو حالت اس وقت ہو رہی تھی اسے دیکھ کر تو کسی کو یقین ہی نہ آرہا تھا کہ یہ وہی عمران ہے جس کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں سے شرارت کی پھلجھڑیاں ہر وقت چھوٹتی رہتی تھیں۔

ڈاکٹر پرتاپ کی واپسی تقریباً تین گھنٹوں کے بعد ہوئی تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

"کیا ہوا ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے بڑے بے چین سے لہجے

میں پوچھا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔ آپ کے ساتھی اب ہر قسم کے خطرے سے باہر ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی پہلے انہیں کسی ہسپتال میں لے جایا گیا تھا"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کسی ہسپتال میں لے جایا جا سکتا تو اتنی پریشانی کس بات کی تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ عمران صاحب نے سپیشل پوائنٹ پر موجود میڈیکل باکس کی مدد سے ان زخمیوں کا خود علاج کیا تھا"۔ دھیرج سنگھ نے کہا۔

"عمران صاحب نے"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ چونک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگے۔

"میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر پرتاپ سنگھ بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ۔ آپ۔ سر رحمن کے صاحبزادے تو نہیں ہیں۔ وہ پاکیشیا کے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل"...... ڈاکٹر پرتاب سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر رحمان نہیں بلکہ سر عبدالرحمن۔ جی ہاں۔ مجھے ان کا اکلوتا مگر ناخلف بیٹا ہونے کا شرف حاصل ہے"...... عمران نے اس بار خاصے شگفتہ لہجے میں کہا۔ اپنے ساتھیوں کی حالت کا خطرہ سے باہر ہونے کا

سن کر اس کے چہرے پر اطمینان اور لہجے میں آہستہ آہستہ وہ پہلی سی شگفتگی آتی چلی جا رہی تھی۔

" اوہ ۔ پھر تو تم میرے بھتیجے ہوئے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تو تم ہو وہ علی عمران جس کے کارنامے سن سن کر میرے کان پک چکے ہیں ۔ اوہ ۔ اوہ "۔ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے اس قدر پرخلوص اور محبت بھرے لہجے میں کہا اور اس قدر اشتیاق آمیز انداز میں عمران کی طرف لپکے کہ عمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے اسے انتہائی محبت اور خلوص کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر بھینچ لیا۔

" مم ۔ مم ۔ مگر ڈیڈی تو اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے ۔ مم ۔ مم ۔ میرا مطلب ہے کہ ہم نے تو ایسا ہی سنا ہے "...... عمران نے جان بوجھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ بے اختیار قہقہہ مارتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو گئے۔

" شیطان ۔ تمہارے دادا سر جہانداد خان اور میرے والد سر رستم سنگھ گہرے دوست بھی تھے اور ہماری آبائی زمینداریاں بھی اکٹھی ہی تھیں ۔ تمہارے والد سر عبدالرحمن اور میں نہ صرف یہاں اکٹھے پڑھتے رہے ہیں بلکہ بیرون ملک بھی ہم کلاس فیلو بلکہ ہوسٹل میں روم فیلو بھی رہے ہیں ۔ تمہاری پیدائش پر انہوں نے بہت بڑا جشن منایا تھا ۔ جس میں ہم سب خصوصی طور پر شریک ہوئے تھے ۔ اس کے بعد حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے کہ دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی ۔ لیکن کبھی کبھار فون پر بات چیت ہوتی رہتی ہے ۔ ویسے میرا زیادہ وقت گریٹ لینڈ

میں ہی گزرا ہے ۔ مجھے یہاں آئے ہوئے صرف دو سال ہوئے ہیں اور گریٹ لینڈ میں جس سرکاری ہسپتال سے متعلق میں رہا ہوں وہاں گریٹ لینڈ کی خفیہ ایجنسیوں سے متعلق افراد کا ہی علاج ہوتا تھا اور وہاں ہی میں نے پہلی بار تمہارا نام سنا تھا اور پھر یہ نام اس کثرت سے سننے میں آیا کہ مجھے اشتیاق ہوا اور جب میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ تم سر رحمان اور سوری سر عبدالرحمن کے صاحبزادے ہو تو یقیناً مجھے ایسے مسرت ہوئی جیسے تم میرے ہی بیٹے ہو ۔ لیکن چونکہ میں ایسے ہسپتال سے متعلق تھا کہ میں کسی سرکاری آدمی سے رابطہ بھی نہ رکھ سکتا تھا ۔ اس لئے میں خاموش رہا ۔ لیکن پھر بھی تمہارے متعلق میں معلومات حاصل کرتا رہا ۔ لیکن تم سے ملاقات پہلی بار ہو رہی ہے ۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تم نے سرجری کی تعلیم تو حاصل نہیں کی تھی ۔ تم تو سائنس کے ڈاکٹر ہو ۔ پھر تم نے اپنے ان تینوں زخمی ساتھیوں کے اس قدر پیچیدہ آپریشن وہاں اڈے پر کیسے کر لئے "...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

" آپ گریٹ لینڈ میں رہے ہیں اس لئے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ہمارے جیسے ترقی پذیر ملکوں میں ڈاکٹر کا لقب رکھنے والے کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے ۔ یہاں تو ادب کے ڈاکٹر کو گھر میں پالتو جانوروں کا بھی علاج کرنا پڑتا ہے ورنہ کوئی اسے ڈاکٹر ہی نہیں مانتا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس

پڑے۔

"تم نے حیرت انگیز انداز میں ان کا ابتدائی علاج کیا ہے۔ ایسا علاج کہ جو شاید کسی بڑے اسپتال میں بھی آسانی سے نہ کیا جا سکتا۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسا ممکن بھی ہے اگر ان حالات میں مجھے اس قدر پیچیدہ آپریشن کرنے پڑتے تو یقیناً میں انکار کر دیتا اور اسی وجہ سے یہ لوگ بچ گئے ہیں البتہ کافی اندر چند گولیاں رہ گئی تھیں جنہیں میجر آپریشن کے بغیر نکالا بھی نہ جا سکتا تھا اس لئے خون میں زہر پھیل گیا تھا لیکن اگر باقی گولیاں نہ نکالی جاتیں اور ان کی اس ماہرانہ انداز میں ڈریسنگ نہ کی جاتی تو اب تک یہ تینوں یقیناً ختم ہو جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے تمہارے ان ساتھیوں کی قوت برداشت پر بھی حیرت ہو رہی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ اس زمین کے انسان نہ ہوں بلکہ کسی سیارے کی مخلوق ہوں۔ اس قدر حیرت انگیز قوت مدافعت کا تو تصور بھی عام انسانوں میں نہیں کیا جا سکتا"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اس میں انسانی قوت مدافعت کا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور آپ جیسے قابل ڈاکٹر انہیں میسر آ گئے ہیں"۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے قدرے محتاط لہجے میں کہا۔

"سردار موہن سنگھ بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ عمران اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں"...... دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں جناب اور ان کے زخمیوں کی حالت اب خطرے سے مکمل طور پر باہر ہو چکی ہے"۔ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے جواب دیا۔

"عمران صاحب سے میری بات کرائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر پرتاپ نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"...... عمران نے اپنا نام بتانے کی بجائے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے بتایا ہے کہ آپ کے ساتھیوں کی حالت اب مکمل طور پر خطرے سے باہر ہو چکی ہے۔ میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں"...... سردار موہن سنگھ نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ سردار موہن سنگھ۔ تمہاری مدد کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں اس کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ ہمارا مشن بھی مکمل ہو گیا ہے اور ہمارے ساتھی بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بچ گئے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ یہ تو ہمارا فرض تھا۔ ویسے

ایک بات اور آپ کو بتانا تھی کہ پاور ایجنسی نے دوبارہ اس عمارت پر قبضہ کر لیا ہے جس سے اس اڈے کو راستہ جاتا ہے۔ مگر اس بار ان کی تعداد پہلے کی نسبت کم ہے لیکن وہ دوبارہ آگئے ہیں اور مجھے یہ معلومات بھی ملی ہیں کہ بھواجلا پہاڑیوں پر کافرستان کی کئی ایجنسیاں مل کر کام کر رہی ہیں۔ جب آپ کا مشن مکمل ہو گیا ہے تو پھر ان کی اس نقل و حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... سردار موہن سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ لوگ دوبارہ آگئے ہیں۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں"...... عمران کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ پاور ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں میرا ایک مخبر موجود ہے اور وہ مادام ریکھا کی ساتھی مس کاشی کے کافی قریب ہے"۔ سردار موہن سنگھ نے کہا۔

"بالکل اب تو اس سلسلے میں اصل معلومات حاصل کرنا ہی پڑیں گی"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ میں آپ کو ابھی فون کروں گا"...... دوسری طرف سے سردار موہن سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"کیا بات ہے بیٹے۔ تم پریشان ہو گئے ہو۔ خیریت تو ہے"۔ ڈاکٹر

پرتاپ سنگھ نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے مشن کے سلسلے میں اطلاع ملی تھی۔ کیا یہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں ہم کچھ دیر آرام کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آؤ میرے ساتھ"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آپ یہاں بیٹھ کر اطمینان سے بات چیت کریں۔ میں آپ کے لئے چائے بھجواتا ہوں"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ نے واپس جاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ سردار موہن سنگھ نے کیا اطلاع دی ہے جو آپ اس قدر پریشان ہو گئے ہیں"...... ڈاکٹر پرتاپ سنگھ کے واپس جاتے ہی صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر قدرے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے سردار موہن سنگھ سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ اس سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ٹائیگر وغیرہ سٹور تباہ نہیں کر سکے۔ ورنہ تو وہاں سے یہ سب لوگ واپس چلے جاتے"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹائیگر نے صرف اشاروں کی بنیاد پر سٹور کو تلاش کر کے تباہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ اشارے غلط ہوں یا صرف ڈاج دینے کے لئے بنائے گئے ہوں"...... تنویر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ....... تمہاری بات درست بھی ہو سکتی ہے۔ واقعی ڈاج دینے کے لئے نقلی سٹور بھی بنایا جا سکتا ہے اور اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ خاص طور پر یہ اشارے وہاں کیوں بنائے گئے اس نشان کی کیا ضرورت تھی"....... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ایک بات اور بھی سوچنے کی ہے کہ وادی ترنام تو بے حد وسیع و عریض ہے۔ وہاں کسی سٹور کو آخر تلاش بھی کیسے کیا جا سکتا ہے"۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"تمہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل۔ ہم نے اس اہم پوائنٹ پر تو غور ہی نہیں کیا۔ ہم نے کسی ظاہری چیز کو تو تباہ نہیں کرنا تھا۔ فرض کیا کہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی وہاں تک نہ پہنچ سکتے اور ہم وہاں پہلے پہنچ جاتے تو ہم اس سٹور کو کیسے تلاش کرتے"....... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"واقعی....... یہ اہم ترین پہلو ہے اور ہماری نظروں سے اوجھل رہا ہے۔ ویسے میرا خیال تھا کہ وہاں سٹور میں حفاظتی مشینری نصب کی جا رہی ہو گی اس لئے اس کی نشاندہی آسانی سے ہو سکے گی لیکن وہاں تو صرف حفاظتی انتظامات کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آیا"....... عمران نے کہا۔

"اب فرض کیا یہ اطلاع مل جاتی ہے کہ سٹور تباہ نہیں ہوا تو پھر"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی۔ ر تباہ کرنا پڑے گا اور کیا"....... عمران نے چند لمحے خاموش یں تھا۔ ے بعد کہا۔

"لیکن کی کا۔ ہم اسے کیسے تلاش کریں گے"....... صفدر نے جرح کے انداز میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"کوئی کام تم بھی کر لیا کرو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور دوسرے ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہمارے لیڈر تم ہو۔ اس لئے یہ کام تم نے کرنا ہے"....... تنویر نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو میں اپنی طرف سے تمہیں لیڈر بنا دیتا ہوں۔ اب بتاؤ کیسے تلاش کرو گے"....... عمران نے کہا۔

"تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں اس پورے پہاڑی سلسلے پر بموں کی بارش کر دوں گا۔ جہاں بھی ہو گا سٹور خود ہی تباہ ہو جائے گا"....... تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق فوراً ہی جواب دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی اس کی اس بے ساختہ بات کو سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔ ان سب کے ہنسنے پر تنویر خود بھی ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ کے ذہن میں ضرور کوئی نہ کوئی آئیڈیا ہو گا"....... صفدر نے کہا۔

"ایک آئیڈیا ہے تو سہی۔ لیکن پہلے پتہ تو چلے کہ کیا واقعی ٹائیگر اور اس کی ٹیم نے غلط ٹارگٹ ہٹ کیا ہے یا نہیں"....... عمران نے کہا۔

"ان سب بجنسیوں کی دوبارہ وہاں موجودگی تو یہی ظاہر کرتی ہے" ۔ صفدر نے کہا۔

"جس طرح تم عقلمند آدمی ہو۔ اس طرح کافرستان میں بھی لازماً اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی تم جیسا عقلمند پیدا کیا ہوگا تاکہ توازن قائم رہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی طرح ہماری لاشوں کا میک اپ صاف کر لیا ہو۔ اس لئے اب انہوں نے یہ ڈرامہ کھیلنے کی کوشش کی ہو کہ اس طرح ہم یہ سمجھ کر کہ اصل سٹور تباہ نہیں ہوا۔ اسے دوبارہ تباہ کرنے وہاں آئیں تاکہ وہ توازن بگاڑ سکیں" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"توازن بگاڑ سکیں...... کیا مطلب" ...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے کہ پاکیشیائی عقلمند کو خدانخواستہ ہلاک کیا جا سکے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا وہ اب عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

"عمران صاحب کا یہ پوائنٹ واقعی قابل غور ہے۔ یہ ہماری واپسی کے لئے ٹریپ بھی ہو سکتا ہے" ۔ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اصل میں یہ بلائنڈ مشن ہے۔ صرف ایک اطلاع کی بنیاد پر ہم مشن کے لئے چل پڑے ہیں" ...... چوہان نے کہا۔

اور پھر کافی دیر تک ان کے درمیان اسی طرح کی باتیں ہوتی رہیں باتوں کے درمیان انہوں نے ڈاکٹر پرتاپ سنگھ کی بھیجی ہوئی چائے پی

لی تھی۔ اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

"آپ کی کال ہے جناب" ...... ملازم نے کہا اور عمران نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لے کر اسے واپس جانے کا اشارہ کر دیا اور جب وہ ملازم باہر چلا گیا تو عمران نے فون پیس کا بٹن دبا کر اسے آن کر دیا۔

"یس...... عمران بول رہا ہوں" ...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"موہن سنگھ بول رہا ہوں عمران صاحب۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ خاصی تفصیلی معلومات ہیں۔ ان کے مطابق آپ کے میک اپ اور آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں میرے آدمیوں کی لاشیں کافرستان لے جائی گئیں وہاں فوری طور پر پرائم منسٹر ہاؤس میں اعلیٰ سطحی میٹنگ ہوئی جس میں صدر نے بھی شرکت کی۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ عالمی اور مقامی پریس رپورٹروں کے سامنے یہ لاشیں پیش کر کے پاکیشیا کے خلاف مشکبار میں سرکاری مداخلت کا ثبوت مہیا کیا جائے گا۔ مگر مسٹر شاگل اپنی بات پر اڑا رہا کہ یہ آپ کی لاش نہیں ہے۔ اس پر صدر صاحب نے فون پر کرنل فریدی صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آپ کے کسی ساتھی کی لاش ہے لیکن شاگل کا اصرار ہے کہ یہ میک اپ میں ہے مگر ان کا میک اپ صاف نہیں ہو رہا ہے۔ اس پر کرنل فریدی نے مخصوص اور مستقل میک اپ صاف کرنے کے تین فارمولے بتائے۔ ایک تیز پانی۔

ایک انتہائی گرم پانی اور تیسرا ٹنک ملے پانی کی بھاپ اور پھر جب یہ
بھاپ استعمال کی گئی تو میک اپ صاف ہو گیا ۔ ملٹری انٹیلی جنس
کے چیف کرنل داس نے اس میٹنگ کے دوران ہی اطلاع دی کہ چار
افراد کی ٹیم نے وادی ترنام میں سٹور نمبر ٹو پر حملہ کیا لیکن انہیں وہیں
ہٹ کر دیا گیا مگر نامعلوم افراد نے ان کی لاشیں غائب کر دیں اور ان
میں سے دو افراد کو پہچان لیا گیا کہ وہ آپ کے ساتھی جوزف اور جوانا
ہیں ۔ بہرحال اصل بات یہ بتائی گئی کہ کرنل داس کی پلاننگ کے
مطابق وہاں ایک جعلی سٹور بنایا گیا تھا جسے نمبر ٹو سٹور کہا گیا اور اس پر
ٹریپ کرنے کے لئے باقاعدہ نشانات لگائے گئے تھے اور پھر اس
میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ کافرستان کا مشن مکمل ہونے میں
صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں اس لئے بھواجا پہاڑیوں پر کافرستان کی
تمام ایجنسیاں اس پر مشن کی انتہائی کڑی نگرانی کریں گی اور وادی کے
چاروں طرف پہاڑیوں کو ٦ ایجنسیوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے
البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ سٹور شمالی پہاڑی میں ہے اور چونکہ پہلے حملہ آور
بھی وہیں سے غائب ہوئے ہیں اس لئے کافرستان سیکرٹ سروس کو
اس پہاڑی کا چارج دیا گیا ہے اور ساتھ ہی وہ خفیہ راستہ ڈھونڈے گی
جس سے زخمی افراد غائب ہو گئے ہیں "...... سردار موہن سنگھ نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" اس قدر تفصیل سے یہ اہم رپورٹ کیسے مل گئی ہے " ۔ عمران
نے کہا ۔

" میں نے جب
اسسٹنٹ مس کاشی ہے ہی یہ سب کچھ کہتے رہتے ہو ۔ کبھی تم نے مجھے
میں نے اس رپورٹ نے نہیں کی "...... مانیکا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
حاصل کی ہے ۔ کاشی کو یہ سار
جو اس میٹنگ میں شامل تھی "...... صرف پروپوزہی نہیں کروں گا بلکہ
دیتے ہوئے کہا ۔ موہن نے کہا تو مانیکا کے

" جس پہاڑی پر وہ تمہارا پوائنٹ تھری ٹائمے ۔
زخمیوں کو ہیلی کاپٹر لے کر باہر نکلے تھے ۔ کیا وہاں تک ہوئے کہا ۔
کاپٹر آسانی سے جا سکتا ہے "...... عمران نے کہا ۔

" جی نہیں ۔ آپ کے ساتھی خوش قسمت تھے کہ چند لمحے پہلے نکل
آئے تھے ۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کے آنے کے تھوڑی دیر بعد پاور ٦ ایجنسی کے
آدمیوں نے یہ سارا علاقہ سنبھال لیا ہے اب وہاں یہ لوگ پھیلے ہوئے
ہیں بلکہ اس خفیہ راستے تک پہنچانے والی عمارت پر بھی مادام ریکھا
نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے کیونکہ بظاہر یہ ایک عام سا ڈیرہ ہے اور مادام
ریکھا کے مطابق یہ بہترین محل وقوع پر ہے ۔ اس لئے دوسری بار بھی
اس نے اس عمارت میں ہی ہیڈ کوارٹر بنایا ہے "...... سردار موہن
سنگھ نے جواب دیا ۔

" لیکن ابھی رپورٹ میں تم نے بتایا ہے کہ اس سمت کو سیکرٹ
سروس کی تحویل میں دیا گیا ہے ۔ پھر پاور ٦ ایجنسی وہاں کیسے پہنچ گئی " ۔
عمران نے کہا ۔

آپ کے لئے ؛

ہے "۔ دوسری طرف سے ہی یہ سب کچھ کہتے رہتے ہو۔ کبھی تم نے مجھے
شکریہ ادا کر کے فون ادا نہیں کی "........ مانیکا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے

کہ صرف پروپوز ہی نہیں کروں گا بلکہ
" موہن نے کہا تو مانیکا کے
اٹھے۔
نستے ہوئے کہا۔
کے

ایک انتہائی گرم پانی اور تیسرا نمک ملے پانی کی بھاپ۔ سیکرٹ سروس
بھاپ استعمال کی گئی تو میک اپ صاف ہو گیا زیاں پاور ایجنسی کی
کے چیف کرنل داس نے اس میٹنگ کے دو۔ نے جواب دیتے ہوئے
افراد کی ٹیم نے وادی ترنام میں سٹور بنا
ہٹ کر دیا گیا مگر نامعلوم افراد۔ " شکریہ "........ عمران نے کہا۔
میں سے دو افراد کو پہچان لیا آپ دوبارہ وادی ترنام جائیں گے "۔ سردار
ہیں ۔ بہرحال اصل
مطابق وہاں ایک ۔ ہم اپنا مشن ادھورا کیسے چھوڑ سکتے ہیں ۔ یہ تو اچھا ہوا
یہ اصل حالات کا علم ہو گیا۔ ورنہ حقیقتاً اس بار ہم ڈاج کھا گئے تھے "۔
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے پہلے ہی یقین تھا عمران صاحب ۔ لیکن آپ وہاں کس طرح
جائیں گے ۔ یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر آپ اپنا تجویز کردہ لائحہ
عمل بتا دیں تو ہو سکتا ہے کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد کر
سکوں "........ سردار موہن سنگھ نے کہا۔

" فی الحال تو میرے ذہن میں کوئی واضح لائحہ عمل نہیں ہے پہلے تو
ہمیں اس ہسپتال سے واپس بھواجلہ پہاڑیوں تک پہنچنا ہے پھر وہاں سے
آگے جیسے ہی حالات ہوں گے ویسے ہی لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا "۔
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو اس سلسلے میں آپ کی میں اتنی مدد تو ضرور کروں گا کہ آپ کو
بھواجلہ پہاڑیوں تک پہنچا دوں ۔ میں دھیرج سنگھ سے کہہ دیتا ہوں ۔ وہ

ایک انتہائی گرم پانی اور تیسرا نمک ملے پانی کی بھا
بھاپ استعمال کی گئی تو میک اپ صاف ہو گیا
کے چیف کرنل داس نے اس میٹنگ کے دو
افراد کی ٹیم نے وادی ترنام میں سٹور
ہٹ کر دیا گیا مگر نامعلوم افراد
میں سے دو افراد کو پہچان لیا
ہیں۔ بہرحال اصل
مطابق وہاں ایک

کرنل موہن لکڑی کے بنے ہوئے ایک ہٹ میں کرسی پر بیٹھا بڑے اضطراب بھرے انداز میں پہلو بدل رہا تھا۔ وہ بار بار ہونٹ کو دانتوں سے چباتا۔ بار بار مٹھیاں بند کرتا اور کھولتا۔ اس کے سامنے میز پر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ ہٹ کا دروازہ بند تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل موہن چونک کر دروازے کی طرف مڑا۔ دروازے میں سے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی جس کے جسم پر چست فوجی یونیفارم تھی۔ اس نے سر پر پی کیپ پہن رکھی تھی۔ اس نے اندر آکر باقاعدہ کرنل موہن کو فوجی انداز میں سلیوٹ کیا۔

"تمہاری اسی ادا پر تو میں مرمٹا ہوں کیپٹن مانیکا۔ آؤ بیٹھو"........ کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے سلیوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا اور آنے والی نوجوان لڑکی بڑی ادا سے مسکراتی ہوئی سامنے رکھی کرسی پر

بیٹھ گئی۔

"بس تم زبان سے ہی یہ سب کچھ کہتے رہتے ہو۔ کبھی تم نے مجھے پروپوز کرنے کی تو ہمت نہیں کی"........ مانیکا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کے بعد وعدہ رہا کہ صرف پروپوز ہی نہیں کروں گا بلکہ فوراً شادی بھی کر لوں گا"........ کرنل موہن نے کہا تو مانیکا کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے گلاب سے کھل اٹھے۔

"چلو یہ وعدہ بھی دیکھ لوں گی"........ مانیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے اس مشن کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں جس کے لئے میں نے تمہیں سپیشل طور پر کافرستان سے بلایا ہے"........ کرنل موہن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے یہاں کسی خاص اسلحے کا سٹور بنایا جا رہا ہے اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے اسے خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے حفاظت کی غرض سے یہاں زبردست انتظامات کئے گئے ہیں۔ مجھے تمہارے اسسٹنٹ شیام نے یہ سب بتا دیا ہے"........ مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس نے تمہیں تفصیل نہیں بتائی۔ اس مشن کے دوران میری سخت بے عزتی ہوئی ہے اور میں اس بے عزتی کو دوبارہ عزت میں بدلنا چاہتا ہوں"........ کرنل موہن نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بے عزتی۔ کس نے کی ہے۔ کیسے۔ کیوں"........ مانیکا

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم تفصیل سن لو۔ پھر باتیں ہوں گی"........ کرنل موہن نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہوٹل سے اغوا سے لے کر صدر اور وزیراعظم سمیت اعلیٰ سطحی میٹنگ تک کی ساری کارروائی تفصیل سے دوہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ویسے ڈیئر۔ تم سے سخت غلطی ہوئی تھی۔ تم اس عمران کو اچھی طرح نہیں جانتے جبکہ سابقہ ملٹری انٹیلی جنس چیف کی اسسٹنٹ ہونے کی وجہ سے مجھے اس بارے میں معلومات حاصل ہیں۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا عیار اور سب سے بڑا چالاک آدمی ہے۔ حالانکہ میرے خیال میں شاگل اتنا عقلمند نہیں ہے جتنی عقلمندی کا اس نے اس معاملے میں ثبوت دیا ہے لیکن پھر بھی وہ عمران کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور میں نے سنا ہے کہ عمران نے کئی بار اسے خود موت کے منہ بچایا ہے شاید اس لئے کہ شاگل بنیادی طور پر احمق آدمی ہے اور کسی احمق آدمی کا سیکرٹ سروس کا سربراہ بنے رہنا عمران کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے"........ مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اسی لئے یہاں بلوایا ہے اور تمہیں ساری تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ مجھے شیام نے بتایا تھا کہ تم عمران کے بارے میں کافی جانتی ہو۔ اب میری بات غور سے سنو۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بہرحال میرے ہاتھوں ہی ہو۔ تم بے حد

ذہین ہو۔ مجھے اس بارے میں کوئی ترکیب بتاؤ"........ کرنل موہن نے کہا تو مانیکا نے ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی خوبصورت پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں اور آنکھیں بھی سوچنے کے انداز میں سکڑ گئی تھیں۔

"ایک ترکیب ہے"........ تھوڑی دیر بعد مانیکا نے کہا تو کرنل موہن بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کون سی ترکیب"........ کرنل موہن نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کو ٹریپ کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرنا ہو گی"........ مانیکا نے کہا۔

"وہی ترکیب تو پوچھ رہا ہوں"........ کرنل موہن نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سپیشل سٹور کا اصل محل وقوع معلوم نہیں ہے۔ جیسا کہ تم نے تفصیل میں بتایا ہے کہ اس کے ساتھیوں نے انتہائی جرأت۔ بہادری اور بے خوفی سے گولیوں کی بارش میں وہ نقلی سٹور تباہ کر دیا تھا۔ اگر انہیں اصل سٹور کا علم ہوتا تو وہ کبھی نقلی سٹور کی طرف توجہ نہ کرتے اور اگر اب اس عمران کو علم ہو گیا کہ اس نے غلط سٹور تباہ کرایا ہے تو پھر وہ لازماً اصل سٹور کا محل وقوع تلاش کرائے گا اور اگر عمران کو ایک بار پھر کسی نقلی سٹور کی طرف متوجہ کر دیا جائے تو وہ لازماً اس پر حملہ کرے

گا اور وہاں اس کے خلاف ٹریپ بنایا جا سکتا ہے"......... مانیکا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اصل بات تو یہی ہے کہ اس سے رابطے کیسے ہو"......... کرنل موہن نے کہا۔

"عمران کے ساتھی جنہیں وہ اٹھا کر پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے شدید زخمی تھے اس لئے وہ انہیں لے کر زیادہ دور تو نہ جا سکا ہو گا۔ اس لئے اگر جنرل فریکونسی پر کسی لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر بات کی جائے تو لازماً یہ کال عمران تک پہنچ جائے گی لیکن عمران بے حد ذہین اور عیار آدمی ہے۔ اس لئے یہ کال اس طرح ہونی چاہئے کہ اسے کسی طرح بھی شک نہ پڑ سکے۔ پھر وہ لازماً ٹریپ میں آ جائے گا"......... مانیکا نے کہا تو کرنل موہن کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ۔ مانیکا۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو۔ ویری گڈ۔ یہ ترکیب واقعی شاندار ہے۔ اب تم خود ہی باقی کام بھی کر دو۔ کوئی ایسی فول پروف منصوبہ بندی کرو کہ وہ پھنس جائے۔ اس کا شکار ہونا مجھے کافرستان کا سب سے اہم ترین آدمی بنا دے گا"......... کرنل موہن نے کہا۔

"بڑا آسان سا کام ہے۔ کسی جگہ اپنے آدمیوں کو چھپا دو اور پھر اس جگہ سٹور کے ہونے کی بات کر دو۔ عمران سیدھا وہیں آئے گا"۔ مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں مشرقی پہاڑی کے پیچھے ایک چھوٹی سی وادی میں اس کا شکار کھیلوں گا"......... کرنل موہن نے کہا تو مانیکا بے

اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"کیا ہوا۔ تم اس طرح کیوں ہنس رہی ہو"......... کرنل موہن نے چونک کر کہا۔

"تم نے عمران کو واقعی احمق سمجھ لیا ہے۔ ایسی بات نہیں کرنل موہن۔ میں کتنی بار تمہیں سمجھاؤں کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے اور بہترین انداز میں تجزیہ کرتا ہے۔ تم نے ذرا بھی حماقت کی تو نتیجہ الٹ جائے گا۔ بجائے اس کے کہ تم اس کا شکار کرو۔ وہ تمہارا شکار کر لے گا"......... مانیکا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"......... کرنل موہن نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ تم نے جو تفصیل بتائی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عمران کو اس بات کا علم ہے کہ یہ سٹور وادی ترنام میں ہے۔ اب اگر اسے کال کے دوران یہ بتایا جائے کہ سٹور وادی ترنام کی بجائے کسی اور وادی میں ہے تو وہ یقیناً چونک پڑے گا اور فوراً تجزیہ کرے گا کہ اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے"......... مانیکا نے کہا۔

"اوہ گڈ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ لیکن پھر اسے کس طرح ٹریپ کیا جا سکتا ہے۔ سٹور تو واقعی وادی ترنام میں ہے"......... کرنل موہن نے کہا۔

"اسے ٹریپ صرف ایک ذریعے سے کیا جا سکتا ہے کہ اسے کوئی ایسا راستہ بتا دیا جائے جس سے وہ محفوظ طریقے سے وادی ترنام تک

پہنچ سکے "...... مانیکا نے جواب دیا تو کرنل موہن بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"ویری گڈ۔ مانیکا ویری گڈ۔ تمہاری ذہانت کا واقعی جواب نہیں ہے۔ ہماری تحویل میں بسرام پہاڑی ہے اور اس کے اندر ایک کریک ایسا ہے جو سیدھا وادی ترنام میں جا کر نکلتا ہے۔ اگر اس کریک کے بارے میں معلومات عمران تک پہنچ جائیں تو وہ یقیناً اسے وادی ترنام تک پہنچنے کے لئے استعمال کرے گا اور ہم اسے آسانی سے ٹریپ کر لیں گے"...... کرنل موہن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس قدر شناسی کا بے حد شکریہ ڈیئر۔ لیکن اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ عمران کو کس طرح اس کریک کے بارے میں بتایا جائے کہ اسے پتہ بھی چل جائے اور وہ اسے محفوظ بھی سمجھے"...... مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ہی کوئی حل بتاؤ"...... کرنل موہن نے کہا۔

"اس کا حل یہ ہے کہ دو سمگلروں کے درمیان جنرل فریکوئنسی پر بات چیت ہو اور اس بات چیت کے دوران اس کریک کا نہ صرف ذکر ہو بلکہ اس کا محل وقوع بھی تفصیل سے بتا دیا جائے۔ اس طرح اسے شک نہ ہو سکے گا"...... مانیکا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تو پھر ایک طرف سے میں بات کرتا ہوں اور دوسری طرف سے تم۔ ڈائیلاگ لکھ کر طے کر لیتے ہیں"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"تمہاری آواز ہو سکتا ہے عمران نے کسی موقع پر سن رکھی ہو۔ اس لئے تم بات نہ کرو۔ البتہ میرا اس سے کبھی نہ تعارف ہوا ہے اور نہ کبھی آمنا سامنا۔ میں سمگلنگ ریکٹ کی چیف کی حیثیت سے کسی دوسرے سے بات کر لیتی ہوں۔ تم ایسا کرو اپنے کسی اسسٹنٹ کو بلاؤ جو سمجھدار ہو اور مکمل کارروائی کر سکے۔ مطلب ہے کہ نیچرل لہجے میں بات کر سکے۔ میں اسے سب کچھ سمجھا دیتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم عمران کو ٹریپ کر کے مار لینے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... مانیکا نے کہا تو کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیب سے ایک کارڈلیس فون پیس نکال کر اس نے اسے آن کیا اور اس پر موجود دو بٹن پریس کر دیئے۔

"کرنل موہن سپیکنگ۔ نٹور سنگھ کو میرے پاس ہٹ میں بھیج دو فوراً"...... رابطہ ہوتے ہی کرنل موہن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور فون آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

بھواجا پہاڑیوں کے تقریباً آغاز میں ایک قدرتی غار میں عمران اپنے
ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ دھیرج سنگھ بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان
سب کے جسموں پر کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی۔ عمران کے کاندھے
پر سٹار بھی موجود تھے جن کے مطابق اس کا رینک کیپٹن کا تھا جبکہ
دھیرج سنگھ سمیت اس کے باقی ساتھی عام فوجی سپاہیوں کی یونیفارمز
میں تھے۔ عمران کے پاس مشین پسٹل تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کے
پاس مشین گنیں تھیں۔ ان یونیفارمز اور ان کے یہاں تک پہنچانے
کے تمام انتظامات دھیرج سنگھ نے کئے تھے۔ اس وقت عمران ایک
بڑا سا نقشہ کھولے اس پر جھکا ہوا تھا۔ وہ دھیرج سنگھ سے وادی ترنام
تک پہنچنے کے مختلف راستوں کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔ اس بار
عمران نے مشن پر روانہ ہونے سے پہلے ڈاکٹر پرتاپ سنگھ کی مدد سے
چند ایسی ادویات حاصل کر لی تھیں جن کو اس نے مخصوص انداز میں

مکس کر کے دس ایسے کیپسول فل کر لئے تھے جنہیں کیپسول گن کی مدد
سے دور تک فائر کیا جا سکتا تھا۔ یہ جدید طرز کی کیپسول گن تھی جو
ایک مشین پسٹل جتنی ہی تھی اس مخصوص میگزین سمیت اس کی
جیب میں موجود تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران نے ایک کال کیچر
بھی حاصل کر لیا تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ چونکہ وادی ترنام کے گرد
چاروں پہاڑی سلسلے مختلف ایجنسیوں کی تحویل میں ہیں اس لئے وہ
لازماً ایک دوسرے سے رابطوں کے لئے ٹرانسمیٹر کالز کا سہارا لیں گے
اور اگر ان کے درمیان ہونے والی ٹرانسمیٹر ٹاک کیچ کر لی جائے تو اس
سے مشن کے بارے میں نہ صرف انتہائی قیمتی معلومات مل جائیں گی
بلکہ مشن کی تکمیل میں بھی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ کال کیچر اس
نے آن کر کے ساتھ رکھا ہوا تھا لیکن ابھی تک اس نے کوئی کال کیچ نہ
کی تھی۔

"عمران صاحب۔ اصل بات تو اس سٹور کی نشاندہی ہی ہے۔
فرض کیا ہم کسی نہ کسی طرح وادی ترنام تک پہنچ بھی جاتے ہیں تو پھر
کیا ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے صفدر اور وہ یہ ہے کہ ہم ان چاروں
ایجنسیوں میں سے کسی ایک کے سربراہ کو پکڑ لیں۔ اول تو اسے
معلوم ہوگا اور فرض کیا معلوم نہ ہوا تو اس سے دوسرے کی مخصوص
فریکونسی اور سپیشل کوڈ معلوم کر کے دوسرے سے بھی معلوم کیا جا
سکتا ہے اگر کال کیچر نے سربراہوں کے درمیان کوئی کال کیچ کر لی۔

تب بھی ہمیں فریکونسی اور کوڈ کا علم ہو جائے گا۔ پھر تو میں شاگل اور
مادام ریکھا دونوں کی آوازوں کی نقل کر کے بھی کرنل موہن یا کرنل
داس کسی سے بھی یہ معلوم کر سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی
صورت نہیں ہے۔ کیونکہ اسے انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے"۔
عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک کال کیچر میں سے ٹرانسمیٹر کال ہونے کی
مخصوص آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران سمیت سب چونک
پڑے۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر دو بٹن دبا دیئے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مانیکا کالنگ۔ اوور"۔ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم۔ نثور سنگھ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد
ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"سپلائی کی کیا پوزیشن ہے۔ تھری ایکس بال کی کھیپ نہیں پہنچی۔
حالانکہ تمہیں ڈیمانڈ بھجوا دی گئی تھی۔ اوور"...... مانیکا نے سخت لہجے
میں کہا۔

"یس میڈم۔ ڈیمانڈ تو پہنچ چکی ہے۔ لیکن فوری سپلائی ممکن نہیں
ہے کیونکہ سنور والے سارے علاقے پر کافرستانی فوج کا قبضہ ہے۔
اوور"...... نثور سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوج کا قبضہ۔ کیا مطلب پہلے تو تم نے رپورٹ دی تھی کہ فوج
بسرام پہاڑی سے جا چکی ہے اور صرف وادی ترنام تک محدود ہو گئی ہے
اوور"...... مانیکا کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

"یس میڈم۔ ایک بار واقعی فوج بسرام پہاڑی سے چلی گئی تھی
ین پھر جلد ہی واپس آ گئی ہے اور اب تو ان کی نگرانی انتہائی سخت ہے
ہلے سے بھی زیادہ سخت۔ اوور"۔ نثور سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر میں نے تو پارٹی سے رقم بھی لے لی ہے۔ اگر سپلائی انہیں نہ
ی تو نہ صرف پارٹی کی ساکھ خراب ہو جائے گی بلکہ تاوان بھی ادا کرنا
ے گا۔ کوئی حل سوچو۔ اوور"...... مانیکا نے انتہائی تشویش بھرے
جے میں کہا۔

"میڈم۔ تھری ایکس کی بجائے آپ انہیں کوئی ہلکا اسلحہ دے دیں
عداد بڑھا دیں۔ اوور"...... نثور سنگھ نے جواب دیا۔

"احمق ہو گئے ہو نانسنس۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سودا تھری ایکس کا
وا ہے اور وہ ہلکا اسلحہ کیوں لیں گے۔ ارے ہاں سنو۔ وہ سپیشل
ریک کیوں استعمال نہیں کرتے۔ اوور"...... مانیکا نے انتہائی
فیصلے لہجے میں کہا۔

"سپیشل کریک کون سا میڈم۔ اوور"...... نثور سنگھ کے لہجے
میں حیرت تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم تو اس سپاٹ پر گئے ہی نہیں ہو۔ شیام جانتا تھا۔ وہ
کافی عرصے سے اس سپاٹ پر کام کر رہا تھا۔ بہرحال میں تمہیں تفصیل
بتا دیتی ہوں۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ اوور"...... مانیکا نے کہا۔

"جی بتائیے میڈم۔ میں غور سے سن رہا ہوں۔ اوور"...... نثور
سنگھ نے کہا اور اس بار مانیکا نے اسے اس سپیشل کریک کے بارے

میں تفصیل بتانا شروع کر دی جو بسرام پہاڑی کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک چلا جاتا تھا اور انتہائی محفوظ تھا۔

" اوہ مادام۔ یہ تو محفوظ روٹ ہے۔ فوج سے واقعی ٹکراؤ نہیں ہو سکتا۔ لیکن مادام بسرام پہاڑی کی دوسری طرف وادی ترنام ہے۔ یہ کریک ادھر تو نہیں جا کر نکلتا۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں فوجی پہلے سے ہی اس کی نگرانی کر رہے ہوں اور ہم پکڑے یا مارے جائیں۔ اوور"...... نثور سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جاتا تو اس وادی تک ہی ہے۔ لیکن ہمارا سٹور تو بہت پہلے آ جاتا ہے اور وہاں سے ہم نے خصوصی طور پر ایک راستہ بنایا ہوا ہے۔ تم اسے کھول کر سٹور میں پہنچ سکتے ہو اور وہاں سے مال نکال کر واپس اسی کریک کے ذریعے نکل سکتے ہو۔ یہ راستہ وادی ترنام سے کافی دور ہے اور درمیان میں راستہ اس قدر تنگ ہو جاتا ہے کہ ایک آدمی رینگ کر گزر سکتا ہے۔ اس لئے اگر فوجیوں نے اسے چیک بھی کیا ہو گا تو چیک کر کے چھوڑ دیا ہو گا یا زیادہ سے زیادہ وادی ترنام کی طرف سے اس کے دہانے کی نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اوور"۔ مانیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے مادام۔ آج رات میں اسلحہ سٹور سے نکال لوں گا اور سپلائی کر دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور"...... نثور سنگھ نے کہا۔

" گو یہ کریک مکمل طور پر محفوظ ہے لیکن پھر بھی محتاط رہنا۔

اوور"...... مانیکا نے کہا۔

" یس میڈم۔ اوور"...... نثور سنگھ نے جواب دیا۔

" اچھی طرح سمجھ گئے ہو ناں۔ اوور"...... مانیکا نے کہا۔

" یس میڈم۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب سپلائی ڈیمانڈ کے مطابق درست طور پر ہو جائے گی اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔ اوور"...... نثور سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کال آنی بند ہو گئی اور عمران نے بھی کال کیچر آف کر کے ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کی چمک ابھر آئی تھی۔

" عمران صاحب۔ یہ کال کس فریکونسی پر کی گئی ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

" جنرل فریکونسی پر۔ کیوں"...... عمران نے پوچھا۔

" عام طور پر سمگلر ان حالات میں ٹرانسمیٹر کال کرنے کا رسک نہیں لے سکتے۔ کیونکہ فوج یہاں موجود ہے اور کال کیچ بھی ہو سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اوہ۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا۔ تمہارا خیال ہے کہ شاید اس طرح ہمیں ٹریپ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ ہو تو سکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح پوری تفصیل اس کریک کی بتائی گئی ہے اگر یہ کال کیچ ہو جائے تو نہ صرف ان کا سٹور

بلکہ ان کے آدمی انتہائی آسانی سے پکڑے جا سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر یہ کال کسی مخصوص فریکونسی پر ہوتی تو پھر یہ ٹریپ ہو سکتی تھی۔ یہ کال جنرل فریکونسی پر کی جا رہی تھی۔ جنرل فریکونسی صرف اس وقت کیچ کی جا سکتی ہے جب کال کیچر کو جنرل فریکونسی پر کال کیچ کرنے کے لئے خصوصی طور پر فکسڈ کیا جائے۔ ہمیں چونکہ کسی بھی فریکونسی کا علم نہیں تھا اس لئے میں نے جنرل فریکونسی ایڈجسٹ کر رکھی تھی جبکہ عام طور پر مخصوص فریکونسیز کو چیک کرنے کے لئے کال کیچر کو ایڈجسٹ کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کال مشکوک نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود بہرحال احتیاط کرنا ہی پڑے گی لیکن ایک محفوظ راستے کا علم ہو گیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن بات تو پھر وہیں آ جاتی ہے عمران صاحب۔ اگر ہم اس کریک کی مدد سے وادی ترنام تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر"...... صفدر نے کہا۔

"اب یہ سٹور اور اس سٹور والی پہاڑی شاگل کی تحویل میں ہے اور شاگل کی نفسیات میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ اپنی حماقتوں سے خود ہی سٹور کی نشاندہی کر دے گا۔ ہمارے لئے اصل مسئلہ وہاں تک پہنچنے کا تھا وہ حل ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم اس نقشے پر مجھے اس کریک کے بارے میں سمجھاؤ۔ تفصیل تو تم نے بھی سن لی ہے"...... عمران نے دھیرج سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ نہ صرف سن لی ہے بلکہ میں نے اسے دیکھا بھی ہوا ہے۔ البتہ میرے ذہن میں تھا کہ وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں یہاں سے بہت لمبا چکر کاٹنا پڑے گا"...... دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہم اس بسرام پہاڑی کی بالکل مخالف سمت میں ہیں اور بھواجا پہاڑیوں کو کراس کر کے وہاں تک نہیں جا سکتے۔ اس لئے چکر تو بہرحال کاٹنا پڑے گا۔ لیکن اس میں کتنا وقت لگ جائیگا۔ یہ تم بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"اگر جیپ پر سفر کیا جائے تو ہم اٹھارہ گھنٹوں میں جاشیرا گاؤں پہنچ جائیں گے۔ جاشیرا گاؤں سے تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر اس کریک کا آغاز ہوتا ہے"...... دھیرج سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر کوئی بات نہیں۔ اتنا مارجن بہرحال ہمارے پاس موجود ہے اب یہاں نقشے پر مجھے سمجھا دو تاکہ اس کے بعد ہم روانہ ہو جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دھیرج سنگھ نقشے پر جھک گیا۔

ہٹ کا دروازہ کھلا اور کیپٹن مانیکا انتہائی مسرت بھرے چہرے
سمیت اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بریف کیس
موجود تھا۔

"کیا ہوا مانیکا۔ کوئی بات بنی"........ کرنل موہن نے جو ہٹ
میں موجود تھا چونک کر پوچھا۔

"مکمل کامیابی موہن ڈیئر۔ ہماری کال شروع سے ہی کیچ کر لی گئی
ہے اور اس مشین نے کال کے بعد ہونے والی ان لوگوں کی گفتگو بھی
کیچ کر لی ہے"........ مانیکا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کال کے بعد ان کی گفتگو کیسے کیچ ہو سکتی ہے"........ کرنل
موہن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سپیشل مشین ہے۔ اس سے یہ بھی علم ہو جاتا ہے کہ کال
درمیان میں کیچ ہوئی ہے یا نہیں اور اگر کیچ ہو رہی ہے تو کہاں سے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایک خصوصی سسٹم بھی موجود ہے۔ کال
کو درمیان میں سے آف کرنے کی بجائے صرف آف کرنے کا کاشن دے
دیا جائے تو دوسرے طرف سے کال آف کر دی جائے تو پھر اس کا لنک
اس کال کیچر کے رسیورنگ سسٹم سے رہ جاتا ہے۔ چاہے اس کال کیچر
کو آف کیوں نہ کر دیا جائے۔ چونکہ کال کیچر آف کرنے سے اس کا
رسیونگ سسٹم آف نہیں ہوتا اس لئے جو گفتگو وہاں ہوتی ہے وہ اس
کال کیچر کے رسیونگ سسٹم تک پہنچتی رہتی ہے اور وہاں سے یہ مشین
اسے کیچ کر کے ٹیپ کر لیتی ہے"۔ مانیکا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ایسی مشین کا میں نے پہلے تو کبھی نہیں
سنا تھا"........ کرنل موہن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق ملٹری انٹیلی جنس کے ایک
خصوصی گروپ سے ہے اور یہ مشین ابھی حال ہی میں اسرائیل نے
ایجاد کی ہے اور ان دنوں اسرائیل کے ساتھ ہماری دوستی بہت گہری
ہے اس لئے اسرائیل سے یہ مشینیں ملٹری انٹیلی جنس نے بھی حاصل
کر لی ہیں"........ مانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر مجھے بتاؤ کیا باتیں ہوئی ہیں"........ کرنل موہن نے
انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"بتاؤں کیا۔ میں تمہیں کال اور اس کے بعد عمران اور اس کے
ساتھیوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو کی ٹیپ سنوا دیتی ہوں"۔
مانیکا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر رکھی ہوئی مشین

کو کھول کر اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مانیکا کی آواز سنائی دی ۔ وہ کال دے رہی تھی ۔ پھر نٹور سنگھ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ان دونوں کی گفتگو شروع ہو گئی ۔ کرنل موہن خاموش بیٹھا ساری گفتگو سنتا رہا۔ پھر کال ختم ہو گئی اور چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی ۔ گو یہ آواز پہلی آوازوں کی نسبت ہلکی تھی لیکن پھر بھی واضح طور پر سنی جا سکتی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہ کال کس فریکونسی پر کی گئی ہیں"........ بولنے والے کا لہجہ باوقار تھا اور عمران کا نام سن کر کرنل موہن کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"جنرل فریکونسی پر کیوں"........ دوسری آواز سنائی دی ۔

"یہ عمران کی آواز ہے ۔ میں اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتی ہوں"........ مانیکا نے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ گفتگو ابھی تک جاری تھی اس لئے کرنل موہن خاموش بیٹھا ساری گفتگو سنتا رہا اور جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کے چہرے پر مسرت کے گلاب کھلتے جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد گفتگو بند ہو گئی اور مانیکا نے مشین آف کر دی ۔

"جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو میں نے مشین آف کر دی تھی"۔ مانیکا نے کہا۔

"کیا اب دوبارہ ان لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو اس مشین پر سنی جا سکتی ہے"........ کرنل موہن نے کہا۔

"نہیں ۔ اب دوبارہ کال کیچ کریں تو پھر سنی جا سکتی ہے ویسے نہیں در اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی ۔ ان کا سارا پلان اب ہمارے سامنے ہے اور ہم جہاں چاہیں آسانی سے انہیں پکڑ بھی سکتے ہیں اور ہلاک بھی کر سکتے ہیں"........ مانیکا نے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پروگرام کے مطابق یہ لوگ جیپ میں سوار ہو کر جاشیرا گاؤں پہنچیں گے اور پھر وہاں سے اس کریک کے دھانے پر۔ ہم انہیں جاشیرا گاؤں پہنچنے سے پہلے بھی گرفتار کر سکتے ہیں اور کریک کے دھانے پر بھی یا کریک کے اندر بھی ۔ اب بہرحال یہ ہمارے جال سے نکل کر نہیں جا سکتے"........ مانیکا نے جواب دیا۔

"تمہارا اپنا کیا خیال ہے ۔ کیونکہ یہ سارا کارنامہ تم نے ہی سرانجام دیا ہے اس لئے تم خود ہی ساری پلاننگ بتاؤ"........ کرنل موہن نے کہا۔

"میں بھی تم سے یہی کہنا چاہتی تھی کہ تم براہ راست اس مہم میں مداخلت نہ کرو اور اسے مجھ پر چھوڑ دو۔ بس اپنے گروپ کے دس آدمی ایسے مجھے دے دو جو کام کرنے والے ہوں ۔ پھر دیکھو کہ میں انہیں کیسے پکڑتی ہوں"........ مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں یہیں بیٹھا رہوں ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ پلاننگ تم بتاؤ لیکن بہرحال میں ساتھ رہوں گا ۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"........ کرنل موہن نے کہا۔

"دیکھو ڈیئر موہن - عمران بے حد کایاں آدمی ہے - وہ اس آسانی سے اس ٹریپ میں آ کر نہ پھنسے گا جیسے ہم محسوس کر رہے ہیں تم نے اس کے ساتھی کی گفتگو سنی تھی - وہ فوراً ہی چونک اٹھا تھا اور اس نے عمران سے ٹریپ کی بات کی تھی اس لئے وہ بے حد محتاط ہوں گے اور ہزار آنکھیں رکھ کر وہ آگے بڑھیں گے اس لئے اگر انہیں ایک بھی شناسا چہرہ نظر آ گیا یا کہیں سے کسی شناسا آواز کی بھنک ان کے کانوں میں پڑ گئی تو وہ الٹا ہمارے خلاف ایسا ٹریپ بنا دے گا کہ ہم خود اس کے ہاتھوں میں پھڑپھڑا رہے ہوں گے - اس لئے تم یہاں بالکل اسی طرح کام کرتے رہو جس طرح کر رہے ہو - میں اس کے خلاف ٹریپ بناؤں گی - جب وہ لوگ گرفتار ہو جائیں گے تو پھر تمہیں کال کر لیا جائے گا - اس کے بعد تم انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیوں سے اڑا دینا"...... مانیکا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے - جیسے تم کہو - میں نے اس سارے معاملے کی باگ دوڑ تمہارے ہاتھ میں دے دی ہے - لیکن مجھے بتاؤ تو سہی کہ تم کیا پلاننگ بناؤ گی"...... کرنل موہن نے کہا۔

"میں بالکل سادگی سے کام کروں گی - اس کریک میں کسی بھی جگہ میں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کرنے والی مشین نصب کر دوں گی اور اس طرح یہ خوفناک لوگ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے اور اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے گا"...... مانیکا نے کہا۔

ہے

"کیا تم اس کریک کے اندر ان کا انتظار کرو گی"...... کرنل موہن نے کہا۔

"ارے نہیں - ہماری وہاں موجودگی سے کریک کی گھٹن آلود فضا میں تبدیلی آ جائے گی اور عمران کی چھٹی حس اسے چیک کر لے گی تنگ موڑ کے بعد میں اس مشین کو کریک کی چھت کے کسی رخنے کے اندر نصب کر دوں گی اور اس کا سسٹم نیچے زمین میں چھپا دوں گی - اچانک موڑ کاٹتے ہوئے وہ اسے چیک نہ کر سکیں گے اور جیسے ہی ان کے پیر اس مخصوص حصے پر پڑیں گے گیس فائر ہو جائے گی اور اس کے اثرات اس تنگ سے کریک کے اندر انتہائی تیز رفتاری سے پھیل جائیں گے اور مشن مکمل ہو جائے گا"...... مانیکا نے کہا۔

"اوہ - ویری گڈ - تم واقعی انتہائی ذہین ہو مانیکا - بہرحال تم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے - مارنا نہیں ہے کیونکہ میں اب انہیں اچھی طرح چیک کروں گا اور پھر ان کی گرفتاری کا اعلان کروں گا تاکہ مجھے دوبارہ شرمندگی نہ اٹھانا پڑے"۔ کرنل موہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ - اوہ - تمہاری اس بات سے میرے ذہن میں ایک اور خیال آ گیا ہے"...... مانیکا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیسا خیال"...... کرنل موہن نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کہیں پہلے غیر متعلقہ افراد کو اپنے میک اپ میں اس کریک کو چیک کرنے نہ بھیج دے - اوہ - وہ ایسا بھی کر سکتا ہے"...... مانیکا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ واقعی ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے ۔ پھر"...... کرنل موہن نے
پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
"اب مجھے کچھ اور سوچنا ہوگا"...... مانیکا نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔
"ایسا کرو کہ اس کریک کے دہانے پر میگنم سٹار نصب کرا دو اور
ساتھ ہی اس بے ہوش کر دینے والی گیس کو آٹو میٹک کرنے کی بجائے
وائرلیس چارجر کے ساتھ منسلک کر دو۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر
میگنم سٹار پر انہیں چیک کرتی رہو۔ اگر اصل آدمی اندر جائیں تو بے
ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا ورنہ نہیں"۔ کرنل موہن نے کہا۔
"گڈ۔ تجویز تو اچھی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میگنم سٹار کے لئے تیز
روشنی چاہئے اور کریک کے اندر اس قدر تیز روشنی نہیں ہو سکتی۔ اگر
روشنی کی جائے تو وہ لوگ فوراً ساری بات سمجھ جائیں گے"......
مانیکا نے کہا۔
"میں کافرستان سے فوری طور پر اوزالٹر میگنم سٹار منگوا لیتا ہوں۔
اس کے لئے تیز روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی"...... کرنل موہن نے
کہا تو مانیکا بے اختیار اچھل پڑی۔
"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ ڈیئر موہن۔ میں خواہ مخواہ دماغ کھپاتی رہی۔
تم نے آخر کار خود ہی اپنی ذہانت سے سارا مسئلہ حل کر دیا۔ واہ۔ اسے
کہتے ہیں سو سنار کی ایک لوہار کی"...... مانیکا نے کہا اور کرنل موہن
بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

جاشیرا گاؤں ایک عام سا پہاڑی گاؤں تھا۔ جیپ میں عمران اور
اس کے ساتھی عام لباس میں موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں
نے یہاں آنے سے پہلے سردار موہن سنگھ کے ایک اڈے پر جا کر فوجی
یونیفارمز اتار دی تھیں اور اب وہ عام سے مقامی لباس میں تھے۔
ڈرائیونگ سیٹ پر دھیرج سنگھ تھا جبکہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا
تھا۔ وہ سب مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے خاصے تھکے ہوئے دکھائی
دے رہے تھے۔ خاص طور پر دھیرج سنگھ مسلسل ڈرائیونگ کی وجہ
سے ان سب سے زیادہ تھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن مضبوط جسم
کے ساتھ ساتھ وہ مضبوط قوت ارادی کا حامل نوجوان تھا۔ اس لئے
تھکاوٹ کے باوجود اس سے کوئی غلطی نہ ہوئی تھی۔
"تم واقعی ایک مضبوط نوجوان ہو اور مجھے خوشی ہے کہ شیر سنگھ کو
تم جیسے باہمت نوجوان کی مدد حاصل ہے"...... عمران نے اس کی

تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ کے متعلق چیف سردار نے جو کچھ کہا ہے اسے سننے کے بعد تو آپ کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا بھی ہم جیسے لوگوں کے لئے قابل فخر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں اپنی عمر سے کم از کم بیس سال بڑا ہو گیا ہوں"........ دھیرج سنگھ نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"بس پھر تم بھی گئے کام سے۔ اب باقی عمر ہماری طرح تم بھی بس عقل کے گرداب میں ہی پھنسے رہ جاؤ گے"........ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور دھیرج سنگھ بھی بے اختیار ہنس دیا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ انسان زیادہ عقلمند ہو کر چونکہ عام سطح کے لوگوں سے ذہنی طور پر بلند ہو جاتا ہے اس لئے وہ عام و نیاوی دلچسپیوں سے بھی لطف اندوز ہونے سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

گاؤں میں داخل ہو کر دھیرج سنگھ جیپ کو ایک طرف بنی ہوئی بڑی سی حویلی کے قریب لے گیا۔ حویلی کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ حویلی کا طرز تعمیر خالصتاً دیہاتی تھا۔ دھیرج سنگھ نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تھکے تھکے انداز میں چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ پھاٹک تک نہ پہنچا تھا کہ پھاٹک کھلا اور ایک سکھ نوجوان باہر آگیا۔ دھیرج سنگھ اس سے کچھ دیر باتیں کرتا رہا پھر واپس جیپ کی طرف مڑ آیا۔

"یہ سورج سنگھ کی حویلی ہے۔ یہاں کا بڑا آدمی ہے۔ اس کا بیٹا میرا دوست ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ میرے ساتھ میرے مہمان ہیں جو یہاں پہاڑی لومڑیوں کا شکار کھیلنے آئے ہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار یہاں آچکا ہوں۔ اس لئے اسے شک نہ پڑے گا"........ دھیرج سنگھ نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور دھیرج سنگھ جیپ کو موڑ کر کھلے پھاٹک کے اندر لے گیا۔ حویلی کا صحن کافی بڑا تھا۔ ایک طرف ایک قطار کی صورت میں چار پانچ کمرے بنے ہوئے تھے جن کے آگے ایک تنگ سا برآمدہ تھا۔ دھیرج سنگھ نے جیپ برآمدے کے سامنے لا کھڑی کر دی۔

"آئیے"........ دھیرج سنگھ نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے اترے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دھیرج سنگھ کا دوست سورج سنگھ کا بیٹا دیپ سنگھ تھا جو اس کی طرح کا نوجوان تھا۔ کمرے میں ہر طرف بندوقیں دیواروں کے ساتھ لٹکی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ دھیرج سنگھ انہیں یہاں بٹھا کر دیپ سنگھ کے ساتھ باہر چلا گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ اس کریک میں رات کے وقت گھسنا زیادہ بہتر رہے گا"........ اچانک صفدر نے کہا تو عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔

"فی الحال تو میں بہت تھک گیا ہوں اس لئے ابھی تو آرام کروں گا

شکار کا پروگرام پھر بنائیں گے"......... عمران نے قدرے اونچی آواز م
کہا اور پھر اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ دھیرج سنگھ اندر داخل ہوا۔اس
کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ موجود تھی۔

" آیئے جناب ۔آپ کے نئے بڑے کمرے میں بستروں کا انتظام ہ
گیا ہے کچھ دیر آرام کر لیں ۔دلیپ سنگھ بے حد اچھا دوست ہے میرا
میں نے اسے بتا دیا ہے کہ آپ مسلمان ہیں اس لئے وہ گاؤں سے
مسلمان باورچی کو بلانے گیا ہوا ہے تا کہ آپ کے لئے کھانا تیار کر
سکے"........ دھیرج سنگھ نے کہا۔

" اوہ ۔تمہارے دوست کو تکلیف ہو گی"......... عمران نے کرس
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" دوستی نام ہی اسی کا ہے کہ دوست کی خاطر تکلیف اٹھائی جائے"۔
دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بھی مسکرا دیا
ایک بڑے کمرے میں واقعی ان کے لئے بستر لگا دیئے گئے تھے چونکہ وہ
بے حد تھکے ہوئے تھے اس لئے بستروں پر لیٹتے ہی وہ گہری نیند سو گئے۔
پھر دھیرج سنگھ نے آکر انہیں نیند سے بیدار کیا۔وہ خود کسی دوسرے
کمرے میں سویا ہوا تھا کیونکہ وہ اب خاصا تازہ دم اور فریش دکھائی دے
رہا تھا۔

" ساتھ والے کمرے میں کھانے کا سامان موجود ہے۔آپ لوگ نہا
لیں تا کہ پوری طرح فریش ہو جائیں"......... دھیرج سنگھ نے ایک
سائیڈ پر بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور

ہا۔

" دھیرج سنگھ ۔کیا یہاں ہماری قدوقامت کے آدمی مل جائیں گے
یسے آدمی جن پر میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر سکوں اور وہ
یک بار اس کریک سے گزر کر اسے چیک کر آئیں"......... عمران
نے دھیرج سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیوں ۔کیا آپ کو کسی ٹریپنگ کا شک ہے"......... صفدر نے
حیران ہو کر کہا۔

" ہو سکتا ہے ایسا ہو ۔ہمیں محتاط رہنا چاہئے ۔کیونکہ اگر واقعی
شکار ٹریپنگ وغیرہ ہو گی تو ہم کریک کے اندر بے بس چوہوں کی طرح
مارے جا سکتے ہیں"........ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا
فرستان
ب اصل شاں سے آدمی لینے کا مطلب ہو گا کہ دلیپ سنگھ کو ساری بات
ا۔ کوئی اکیلے اور دلیپ سنگھ اور اس کا والد سورج سنگھ دونوں حکومت
نگھ نے معذر لوگ ہیں اس لئے صورت حال ہمارے خلاف بھی ہو سکتی

" تم فکر نہ کریں آپ اجازت دیں تو میں اکیلا وہاں جا کر چیک کر آتا ہوں ۔
مارے لئے اس .ی نہیں جانتا اور اگر مجھے چیک بھی کیا گیا تو دلیپ سنگھ
نے جواب دیا تو دلیپ ہو سکتا ہے"......... دھیرج سنگھ نے کہا۔
جھ گیا کہ وہ اب تک جانے سے بات نہیں بن سکتی......... پھر تمہارا قدو
ہمانوں کو جب شکار کسی سے نہیں ملتا۔اس لئے اگر واقعی ٹریپنگ ہوئی
۔لیکن عمران کی باسنر ہیں گے۔اس لئے چیکنگ نہ ہو سکے گی"۔عمران

نے کہا۔

" پھر آپ جیسے حکم دیں"...... دھیرج سنگھ نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

" خواہ مخواہ کی الجھن پالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چلو وہاں۔ اگر ٹریپ بھی ہو گا تو دیکھا جائے گا"...... تنویر نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔

" او۔ کے۔ ٹھیک ہے چلو...... تنویر درست کہہ رہا ہے"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور تنویر اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران نے اتنی آسانی سے اس کی بات مان لی ہے اور عمران مسکرا دیا۔

" میں آپ کے ساتھ چلوں"...... دھیرج سنگھ نے کہا۔

" نہیں۔ تم نے اب تک ہمارے لئے جو کچھ کیا ہے وہی بہت ہے آگے موت سے جنگ ہونی ہے اور میں تمہیں اب مزید کسی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دھیرج سنگھ خاموش ہو گیا۔

" اچھا اس کریک تک میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں"...... دھیرج سنگھ نے کہا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔ حویلی سے باہر نکل کر وہ سب اس طرح چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے جیسے وہیں کے رہنے والے ہوں اور ویسے ہی ادھر ادھر گھومتے پھر رہے ہوں۔ مشین گنیں انہوں نے بغلوں کے نیچے چھپا رکھی تھیں اور کاندھوں پر چادریں ڈالی

ہوئی تھیں جن کی وجہ سے مشین گنیں نظر نہ آ سکتی تھیں۔ عمران کی آنکھیں بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح چوکنا تھے۔ لیکن ہر طرف خاموشی اور سکون تھا۔ عام لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے اور وہ بھی تھوڑا سا آگے جانے کے بعد نظر آنے بند ہو گئے۔ پھر تقریباً دو کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ کریک کے دھانے تک پہنچ ہی گئے۔ لیکن یہاں بھی دور دور تک کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک لمبا سانس لے کر وہ دھانے کی طرف بڑھ گیا۔

" اب تم جاؤ دھیرج سنگھ۔ اگر مقدر نے ساتھ دیا تو پھر تم سے ملاقات ہو گی ...... عمران نے دھیرج سنگھ سے کہا اور دھیرج سنگھ انہیں الوداع کہہ کر واپس مڑ گیا۔

" کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ بے حد زیادہ محتاط دکھائی دے رہے ہیں۔ اس قدر احتیاط تو آپ نے پہلے کبھی نہیں کی"...... صفدر نے کہا۔

" نجانے کیوں میری چھٹی حس مسلسل سائرن بجا رہی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے ہمارے لئے کہیں نہ کہیں پھندہ لگا ہوا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" یہ سب تمہارا وہم ہے۔ یہاں دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا اور نہ کسی کو ہمارے یہاں آنے کا علم ہے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب کریک

میں داخل ہو گئے۔ کریک تنگ سا تھا اس لئے وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ کریک کے اندر خاصا اندھیرا تھا لیکن اس کے باوجود کہیں کہیں سے روشنی کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔ شاید پہاڑی کے رخنوں میں سے روشنی کی کرنیں یہاں پہنچ رہی تھیں اس لئے اندھیرے کے باوجود بھی انہیں بہرحال آسانی سے نظر آ رہا تھا وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور عمران جو کریک کے آغاز میں خاصا محتاط تھا اب کافی آگے جانے کے بعد یقیناً زیادہ اطمینان سے چل رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ کافی آگے بڑھ آئے تھے کہ اچانک جیسے کوئی پٹاخہ سا چھوٹتا ہے اس طرح چھت سے پٹاخہ چھوٹنے کی آواز سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی بدک کر ایک طرف ہٹنے ہی تھے کہ یکلخت ان کے ذہن تیز رفتار لٹوؤں کی طرح گھومے اور پھر وہ سب اس طرح فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے جیسے کسی نے ان کے جسموں سے اچانک طاقت سلب کر لی ہو۔ عمران کا ذہن بھی انتہائی تیز رفتاری سے گھوما تھا اور پھر اس پر دبیز تاریکی کا پردہ پڑ گیا تھا۔ پھر تاریک پردہ آہستہ آہستہ سرکتا چلا گیا اور عمران کے ذہن میں روشنی پھیلنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں ایک مردانہ آواز ابھری۔

"بہت خوب مانیکا۔ بہت خوب۔ تم نے آج یہ مشن مکمل کر کے مجھے ہمیشہ کے لئے جیت لیا ہے۔ اب میں شاگل۔ ریکھا۔ کرنل داس۔ وزیر اعظم اور صدر مملکت کو بتاؤں گا کہ مشن کس طرح مکمل ہوتے

ہیں۔ اب انہیں معلوم ہو گا کہ کرنل موہن میں کتنی صلاحیتیں ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ وہ مجھے کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز کیسے نہیں دیتے"...... مردانہ آواز کے لہجے میں بے پناہ مسرت موجود تھی اور عمران پوری طرح شعور میں نہ آنے کے باوجود سمجھ گیا کہ بولنے والا کرنل موہن ہے۔

"لیکن مجھ سے شادی کا وعدہ یاد رکھنا"........ نسوانی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں جیسے دھماکہ سا ہوا۔ حالانکہ پہلے اس نے مانیکا کا نام سنا تھا لیکن اس وقت اس کے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ یہ وہی مانیکا ہے جس کی ٹرانسمیٹر کال اس نے سنی تھی لیکن اب آواز سننے کے بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بولنے والی وہی مانیکا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ اس سارے ٹریپ کو سمجھ گیا تھا۔

"یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہی تو ہوا ہے مانیکا۔ اگر تمہاری ذہانت میرے کام نہ آتی تو میں اتنا بڑا مشن کہاں مکمل کر سکتا تھا۔ اس لئے اب تو تم سے شادی کرنا اور بھی ضروری ہو گیا ہے تاکہ تمہاری اس بے پناہ ذہانت کو میں ہمیشہ کے لئے اپنے حق میں محفوظ کر لوں"........ کرنل موہن نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے قہقہے سنائی دیئے۔

"اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ باقی لوگوں کو ان کی گرفتاری کی اطلاع دینے سے پہلے میں اس عمران سے چند باتیں کر لوں۔ بڑی شہرت سن رکھی ہے میں نے اس کی۔ بلیک فورس والے تو کہتے ہیں

کہ کرنل فریدی بھی اس سے دبتا تھا"...... کرنل موہن نے کہا۔

" میں نے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ یہ ابھی ہوش میں آ جائیں گے"...... مانیکا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے ایک نظر میں ماحول کا جائزہ لے لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک تہہ خانے نما کمرے میں موجود تھا۔ ایک طرف سیڑھیاں اوپر جارہی تھیں۔ کمرہ کی تعمیر بتارہی تھی کہ اسے انسانی ہاتھوں نے تعمیر کیا ہے۔ عمران کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کو دیوار کے ساتھ ایک زنجیر سے باندھ دیا گیا تھا۔ زنجیر کا ایک سرا اس کے سر کے اوپر سے آکر اس کے جسم کے گرد لپٹ کر نیچے جارہا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اسی انداز میں بندھے ہوئے تھے۔

" تمہیں ہوش آگیا عمران"...... سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان اور خوبصورت عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک مرد بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ گردن موڑ کر اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عورت کی آواز سن کر اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ ایسی فاتحانہ چمک جو شکاری کی آنکھوں میں کوئی بڑا شکار کر لینے کے بعد ابھرتی ہے اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" عمران۔ کون عمران"...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا حالانکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے سب ساتھی اصل چہروں میں

تھے۔

" اوہ۔ تو تم سمجھ رہے ہو کہ ابھی تک تم میک اپ میں ہو۔ اپنے ساتھیوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ کیا وہ میک اپ میں ہیں"۔ مانیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" عمران بیچارے کی تو لاش بھی اب تک گل سڑ چکی ہو گی۔ میرا نام تو اعظم ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کرنل موہن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

" تم پھر وہی چکر مجھے دینا چاہتے ہو۔ جو اس سے پہلے تم نے اپنا مستقل میک اپ کسی آدمی کے چہرے پر کر کے دیا تھا بے فکر رہو۔ میں نے پوری تسلی کر لی ہے۔ اب تم اپنی اصل شکل میں ہی ہو۔ ویسے تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں کس آسانی سے شکار کر لیا ہے اور یہ سب کچھ کیپٹن مانیکا کی ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے اور اب جلد ہی یہ میری بیوی بننے والی ہے۔ ویسے تعارف کے لئے بتا دوں کہ میرا نام کرنل موہن ہے اور میں کرنل فریدی کی جگہ بلیک فورس کا سربراہ ہوں"...... کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں عمران سے کہا۔

" مبارک ہو مس مانیکا۔ تم نے واقعی اپنے مطلب کا شوہر تلاش کر لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مانیکا کے ساتھ ساتھ کرنل موہن بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... کرنل موہن کے لہجے میں

غصے کی بجائے حیرت تھی۔

" ہر عقلمند خاتون ہمیشہ احمق شوہر ہی پسند کرتی ہے تاکہ اس کی عقلمندی کا رعب اور دبدبہ قائم رہے اور تم نے جس طرح مانیکا کی عقلمندی اور اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے اس کی وجہ سے ہی میں نے مس مانیکا کو مبارک باد دی ہے "........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے ۔ تمہیں اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے "........ کرنل موہن نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ کرنل موہن ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے ۔ وہ شاگل کی طرح مشتعل مزاج نہیں ہے اور عمران ایسے آدمیوں کو ہمیشہ خطرناک گردانتا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی اس کی انگلیاں تیزی سے اپنی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑی کو ٹٹولنے میں مصروف تھیں ۔

" واقعی ذاتی معاملہ ہے کرنل موہن اور جوتیاں کھانے والا ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے ۔ اب یہ ضروری نہیں کہ جوتیاں واقعی وہی ہوں جو جوتیاں فروخت کرنے والی دکان سے لائی جاتی ہیں ۔ جوتیاں عقل کے تھپیڑوں کو بھی کہتے ہیں "........ عمران نے اسے اچھی طرح بھڑکانے کے لئے جان بوجھ کر اشتعال دلانے کی بات کرتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے ہتھکڑی کا کلپ کھول لیا تھا ۔ کلپ کھلنے سے نکلنے والی ہلکی سی آواز اس کی بات میں دب چکی تھی اور اب اس کی کلائیاں آزاد ہو چکی تھیں لیکن ظاہر ہے صرف

کلائیاں آزاد ہونے سے کیا ہوتا تھا اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر ابھی تک موجود تھی۔

" تم کرنل موہن کو بار بار غصہ دلانے کی کیوں کوشش کر رہے ہو عمران ۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا "........ کرنل موہن کے بولنے سے پہلے مانیکا نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ کرنل موہن کے چہرے پر اس بار غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ۔

" میں صرف حماقت کی گہرائی ماپنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔ ویسے کرنل موہن ۔ اب ہمارے بارے میں تمہارے کیا ارادے ہیں ۔ کیا تم ہمیں اس طرح حکومت کے حوالے کرو گے یا پھر ہمیں پہلے لاشوں میں تبدیل کرو گے اور پھر پہلے کی طرح ہماری لاشیں وزیراعظم کے سامنے لے جاؤ گے "....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

" اس کا فیصلہ مانیکا کرے گی ۔ تمہیں ٹریپ کرنے کی ساری پلاننگ مانیکا نے کی ہے ۔ اس لئے آخری فیصلہ بھی یہی کرے گی "........ کرنل موہن نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

" گڈ ۔ واقعی مس مانیکا قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے صنف نسواں کے خیالات کے عین مطابق بہترین شوہر کا انتخاب کیا ہے ۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ساری پلاننگ تو ہو گئی مانیکا کی اور ویر چکر حاصل کرو گے تم "........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" موہن ڈیئر ۔ تم نے اپنی تمنا پوری کر لی ۔ عمران سے باتیں کر کے

اب مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شخص بار بار کوشش کر رہا ہے کہ ہم دونوں آپس میں لڑ پڑیں اور وہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا لے۔ یہ آدمی اس قدر عیار ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ اس طرح فائدہ اٹھا جائے گا کہ ہمیں اس کا تصور تک نہ ہو گا اس لئے اب مزید رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب انہیں گولیوں سے اڑا دو"...... مانیکا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

"جیسے تم کہو مانیکا"...... کرنل موہن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ایک منٹ۔ ہم مکمل طور پر بے بس ہیں اس لئے اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ہمیں اب زندہ بچ نکلنے کی بھی کوئی خوش فہمی نہیں ہے اور موت تو بہرحال ایک روز آنی ہی ہے اس لئے اس سے آدمی فرار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اچھے اخلاق کے تحت تم گولی مارنے سے پہلے ہماری ایک خواہش پوری کر دو تو اس سے تمہارے ویر چکر کا کوئی کنارہ ٹوٹ نہیں جائے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی خواہش"...... مانیکا اور کرنل موہن دونوں نے چونک کر پوچھا۔

"فکر نہ کرو۔ میں رہائی کی خواہش نہیں کروں گا۔ صرف اتنا پوچھوں گا کہ جس سپیشل سٹور کے لئے ہم اپنی جانیں دے رہے ہیں اس کا محل وقوع کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں اس بات کے جاننے سے کیا فائدہ ملے گا"...... کرنل موہن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اسے تم ذہنی تسلی کہہ لو۔ کچھ کہہ لو۔ بہرحال آخری خواہش ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم چند لمحوں بعد مرنے والے آدمی سے جھوٹ نہ بولو گے"...... عمران نے کہا۔

"سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے اس سٹور کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ اس کا علم صرف کرنل داس کو ہے۔ یہ سب کچھ اسی کی زیر نگرانی ہوا ہے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"کیا تم کرنل داس سے پوچھ کر نہیں بتا سکتے"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں اس سرکاری سیکرٹ کے سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتا"...... کرنل موہن نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اس طرح کرو کہ تم میرے سامنے کرنل داس کو کال کر کے اس سے پوچھ لو کہ کیا اس نے وادی ترنام میں کوئی پراسرار نقل و حرکت دیکھی ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل موہن اور مانیکا دونوں چونک پڑے۔

"پراسرار نقل و حرکت۔ کیا مطلب تم نے پہلے کی طرح پھر دو ٹیمیں بنائی ہیں"...... کرنل موہن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ چاہے اسے کسی بھی انداز میں کریں۔ تم میری آخری خواہش پوری کر دو اور اس کے بعد اطمینان سے

ٹریگر دبا دو۔ مجھے کوئی گلہ نہ ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"کیا خیال ہے مانیکا"...... کرنل موہن نے تذبذب سے پر لہجے میں مانیکا سے پوچھا۔

"کر لو بات۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی صورت حال ہو جس سے ہمیں بعد میں پچھتانا پڑے۔ اس شخص نے آخر کار میرے ذہن میں بھی شک کا بیج بو ہی دیا ہے"...... مانیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں اوپر سے ٹرانسمیٹر لے آؤں"...... کرنل موہن نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ عمران اس دوران غیر شعوری طور پر اپنے جسم کو بار بار آگے وباؤڈال کر پیچھے کر رہا تھا۔ ویسے بظاہر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ تھک گیا ہے اور اپنے جسم کو حرکت دے کر تھکاوٹ کو کم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ عمران ہتھکڑی کھول لینے کے بعد مسلسل ایک اہم کام میں لگا ہوا تھا۔ اس نے کھلی ہتھکڑی کے ایک کلپ کو زنجیر کے ساتھ ہی اٹکا کر بند کر دیا تھا۔ اس طرح ہتھکڑی نیچے بھی نہ گری تھی اور اس کی دونوں کلائیاں بھی آسانی سے حرکت کر رہی تھیں۔ کیونکہ زنجیر اس کے بازو کے گرد گھوم کر پشت کی طرف سے ہو کر آگے سینے پر اور پھر پیچھے پشت کی طرف جا رہی تھی۔ اس لئے وہ صرف بازوؤں کے اگلے حصوں کو ذرا سی حرکت دے سکتا تھا اور انہیں حرکت دے کر ہی اس کو یہ انکشاف ہوا کہ جو زنجیر اس کی کلائیوں کے اوپر سے گھوم کر سینے کی طرف آ رہی تھی وہاں ایک

فولادی کڑا موجود تھا اور اس کڑے کو محسوس کرتے ہی وہ سمجھ گیا کہ دو زنجیروں کو آپس میں جوڑ کر اسے باندھا گیا ہے اور یہ کڑا وہ جوڑ تھا جس سے دوسری زنجیر منسلک تھی اور اب یہ اتفاق ہے کہ یہ کڑا اس کی کلائیوں سے ذرا سا اوپر تھا جہاں تک اس کی انگلیاں نہ جا سکتی تھیں اور شاید اس کڑے کے اس کی پشت پر آ جانے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کو عقب میں کلپ ہتھکڑی سے باندھا گیا تھا۔ اب عمران اپنے جسم کو ذرا آگے کر کے پیچھے اس لئے کر رہا تھا کہ زنجیر اس کے جسم پر جس انداز میں بندھی ہوئی تھی اس انداز میں ذرا سا فرق اس طرح پڑ سکتا تھا وہ اپنی جگہ سے کھسک سکتی تھی اور چونکہ زنجیر تھی اس لئے لامحالہ زور کی وجہ سے اس نے نیچے کی طرف ہی کھسکنا تھا اور وہ کھسک رہی تھی لیکن ابھی اس کی انگلیاں اس کڑے تک نہ پہنچی تھیں اس لئے وہ وقت چاہتا تھا اور اس وقت کے حصول کے لئے اس نے پہلے تو واقعی ان دونوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور جب اس کی یہ سکیم ناکام ہو گئی تو اس نے سٹور کی بابت بات شروع کر دی لیکن کرنل موہن نے جس لہجے میں بات کی تھی کہ اسے سٹور کے محل وقوع کا علم نہیں ہے تو اس نے پراسرار نقل و حرکت کی بات کر کے یہ کوشش کی تھی کہ کرنل موہن اس کے سامنے کرنل واس سے بات کرے تاکہ اگر ان کے درمیان کوئی سپیشل کوڈ طے شدہ ہے تو وہ اسے معلوم ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے وقت بھی مل جائے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے کڑوں میں بٹن لگے ہوئے ہوتے ہیں

اور ایک بار اس کی انگلیاں اس بٹن تک پہنچ جائیں تو وہ فوراً ان زنجیروں سے آزاد ہو سکتا تھا اس لئے وہ مسلسل آگے پیچھے ہو کر اس اہم کام میں مصروف تھا۔

"تم اس طرح فضول اپنے جسم کو تھکا رہے ہو عمران۔ یہ انتہائی مضبوط زنجیر ہے۔ تم صرف اپنے جسم کے دباؤ سے نہ اسے توڑ سکتے ہو اور نہ ہی دیوار میں موجود مضبوط کنڈے باہر آسکتے ہیں"۔ اچانک مانیکا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مرنے کے بعد تو میں نے ہمیشہ کے لئے ساکت ہو جانا ہے اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ چلو اپنی حرکت کا کوٹا تو پورا کر لوں۔ ویسے ذہین عورت سے ملاقات ہی اس وقت ہوئی ہے جبکہ موت قریب آگئی ہے ورنہ میں یقیناً تمہاری ذہانت کی بھرپور قدر کرتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس تعریف کا شکریہ عمران۔ میرا تعلق ملٹری انٹیلی جنس کے ایک ایسے شعبے سے ہے جو فیلڈ میں کام نہیں کرتا۔ اس لئے تمہارا میرا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ لیکن میں تمہارے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں۔ کرنل موہن بھی پہلے انٹیلی جنس میں ہی تھا اور وہیں سے اسے بلیک فورس میں شفٹ کیا گیا ہے۔ ویسے ہمارے خاندانی تعلقات بھی ہیں"...... مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر زندگی نے ساتھ دیا تو تمہاری قابلیت کا عملی امتحان بھی لے لوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مانیکا بے اختیار کھل

کھلا کر ہنس پڑی۔

"تو تمہیں ابھی امید ہے کہ تم زندہ رہ جاؤ گے"...... مانیکا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے تو امید اس سے آگے کی بھی ہے لیکن اب کیا کہوں کرنل موہن درمیان میں ظالم سماج بن چکا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور مانیکا ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"زیادہ دانت نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اتنی بھی خوبصورت نہیں ہو جتنی تم اپنے آپ کو سمجھتی ہو"...... اچانک تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور مانیکا بے اختیار چونک کر تنویر کی طرف دیکھنے لگی اس کے چہرے پر غصے کا الاؤ سا جل اٹھا تھا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گی"...... مانیکا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے یکلخت بدل سا گیا تھا۔

"ہونہہ۔ تم جیسی نجانے کتنی چھپکلیاں دیواروں پر رینگتے ہوئے ایسا سوچتی رہتی ہیں"...... تنویر نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور مانیکا یکلخت کرسی سے اچھل کر کھڑی ہوئی اور تیزی سے تنویر کی طرف بڑھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی جا کر دونوں ہاتھوں سے تنویر کی گردن دبا دے گی۔

"ارے ارے اتنے غصے کی ضرورت نہیں مس مانیکا۔ یہ اپنی جگہ سچا ہے۔ اس کے پاس حسن ناپنے کا جو پیمانہ ہے وہ ہم جیسے حسن

پرستوں سے مختلف ہے"...... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مانیکا یکلخت رکی اور پھر واپس مڑ آئی لیکن اس کا چہرہ اسی طرح آگ کی طرح تپا ہوا تھا۔

"یہ طے ہے کہ میں تمہارے جسم میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں اتاروں گی"...... مانیکا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرنل موہن سیڑھیاں اتر کر نیچے آگیا اور عین اسی لمحے عمران کی انگلیاں کڑے کے اس بٹن پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں جسے دبانے سے دونوں زنجیریں علیحدہ ہو سکتی تھیں۔

"میں نے بات کر لی ہے۔ ایسی کوئی نقل و حرکت دیکھنے میں نہیں آئی۔ اب تمہاری آخری خواہش پوری ہو گئی ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... کرنل موہن نے جیب سے ایک بار پھر مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

"مانیکا سے تو بات کر لو۔ وہ کیا کہتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل موہن بے اختیار مانیکا کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے بٹن دبا دیا۔ چھن چھن کی تیز آواز کے ساتھ ہی زنجیر کا نچلا حصہ عمران کے جسم سے اپنے وزن کی وجہ سے نیچے اس کے قدموں میں جا گرا اور اس کے اوپر والے جسم والی زنجیر کے بھی دو تین بل اس جھٹکے سے کھل گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں صورت حال کو سمجھتے۔ عمران بھوکے چیتے کی طرح اچھل کر کرنل موہن سے ٹکرایا اور کمرہ کرنل موہن کی چیخ سے گونج اٹھا۔ کرنل موہن ہوا میں اڑتا ہوا

ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کے حلق سے اچانک چیخ نکل گئی تھی۔ مانیکا لاشعوری طور پر مڑی ہی تھی کہ عمران قلا بازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مانیکا بھی چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ عمران کی لات گھومی اور مانیکا کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی اور پھر ساکت ہو گئی۔ کرنل موہن کا سر دیوار سے اس بری طرح ٹکرایا تھا کہ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی دوبارہ کوشش کی لیکن پھر وہیں دیوار کی جڑ میں ہی ریت کے خالی بورے کی طرح ڈھیر ہو چکا تھا۔ عمران نے دوڑ کر وہ مشین پسٹل اٹھایا جو کرنل موہن کے ہاتھوں سے گرا تھا اور دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ ایک ہی چھلانگ میں دو دو سیڑھیاں طے کرتا ہوا وہ اوپر بنے ہوئے ہٹ کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں کوئی آدمی نہ تھا۔ صرف ایک میز پر بڑا سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران تیزی سے اس کمرے کے دروازے پر پہنچا اور اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو باہر ایک برآمدہ اور صحن تھا۔ برآمدے میں سے اسے دو افراد کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی تو اس نے دروازہ کھولا اور مشین پسٹل اٹھائے وہ باہر آ گیا لیکن برآمدے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا بلکہ برآمدے کے ساتھ ہی ایک کمرے کے کھلے دروازے سے یہ آوازیں آ رہی تھیں۔ صحن میں بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران تیزی سے اس کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس انہیں ختم کیوں نہیں کر دیتا"...... ایک آدمی نے کہا۔

"وہ اپنی حسرتیں پوری کرنا چاہتے ہیں"...... دوسرے آدمی نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ہنس پڑے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اچھل کر وہ کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں کرسیوں پر دو فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر وہ بوکھلا کر اٹھے ہی تھے کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی اوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران نے ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا اور پھر تیزی سے واپس مڑا اور دوڑتا ہوا واپس پہلے کمرے میں پہنچ کر اس نے میز پر موجود ٹرانسمیٹر اٹھایا اور سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ کرنل موہن اور مانیکا دونوں اسی طرح بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے کس طرح آزادی حاصل کر لی"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عقلمندوں کے سامنے عقلمندی کا مظاہرہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اب تنویر کی طرح جذباتی ہونے سے تو سوائے عورتوں سے تھپڑ کھانے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس نے ایک کرسی پر رکھ دیا۔

"میں اس چڑیل کے منہ پر تھوک دیتا۔ وہ قریب تو آتی"۔ تنویر نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔ اس نے صفدر کے عقبی طرف موجود وہ کڑا جو اس کی پشت سے اوپر والے حصے میں تھا بٹن دبا کر کھولا تو صفدر بھی

زنجیروں سے آزاد ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد سارے ساتھی زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ عمران نے ان کی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑیاں بھی کھول دیں۔

"اب ان دونوں کو اٹھا کر ان زنجیروں میں جکڑ دو"...... عمران نے کہا اور صفدر، چوہان اور کیپٹن شکیل نے مل کر ان دونوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا۔

"کیا ضرورت ہے انہیں جکڑنے کی۔ گولی مار کر ختم کرو"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوشش تو کی تھی کہ کرنل موہن میرے سامنے کرنل داس سے ٹرانسمیٹر پر بات کرے لیکن وہ احمق اوپر ہی بات کر کے آ گیا۔ اس لئے اب کوڈ کا معلوم کرنا تو ضروری ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارے ہاتھوں کی خارش اب کرنل موہن کے چہرے پر تھپڑ مار کر دور ہو جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"سوائے تنویر کے باقی سب باہر جا کر نگرانی کریں۔ یہ آبادی سے ہٹ کر کوئی علیحدہ جگہ ہے اس کے باوجود نگرانی کی ضرورت ہے"۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر نیچے رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب اس کرنل موہن کو ہوش میں لے آؤ تنویر۔ لیکن خیال رکھنا اس سے میں نے سوال جواب کرنے ہیں۔ اس کا جبڑا ہی نہ توڑ

دیتا"........ عمران نے تنویر سے کہا۔

"اور اس چڑیل کو"........ تنویر نے کہا۔

"چلو اسے بھی ہوش میں لے آؤ۔ لیکن چڑیل بھی مونث ہی ہوتی ہے۔ اسلئے اس پر تشدد اس غیر اخلاقی فعل ہے۔ اسکا ناک اور منہ دبا کر اسے ہوش میں لے آؤ"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ عورت"........ تنویر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور پھر پہلے وہ زنجیر میں بندھی ہوئی مانیکا کی طرف بڑھ گیا لیکن اس نے بہر حال اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیئے چند لمحوں بعد جب مانیکا کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تو تنویر پیچھے ہٹ گیا۔

"اب اس کرنل پر بھی طبع آزمائی کر ڈالو"........ عمران نے اسے رکتے دیکھ کر کہا۔

"یہ ہوش میں آجائے پھر اس کے سامنے اسے تھپڑ ماروں گا"........ تنویر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چونکہ اس نے تنویر کو مانیکا کے چہرے پر تھپڑ مارنے سے منع کر دیا تھا۔ اس لئے اب وہ اپنا غصہ اس کے سامنے کرنل موہن کے چہرے پر تھپڑ مار کر نکالنا چاہتا ہے اور چند لمحوں بعد ہی مانیکا کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئی۔

"جلدی ہوش میں آجاؤ۔ ورنہ شکل بگاڑ دوں گا"........ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو تم اسے چڑیل کہہ رہے تھے۔ اب اس کی ب کیسے ٹھیک ہو گئی"........ عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

"ٹھیک ہو گئی کیا مطلب"........ تنویر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بھئی بگاڑا تو اسے جاتا ہے جو ٹھیک ہو اور تم مانیکا کو دھمکی دے ے ہو کہ اگر وہ جلدی ہوش میں نہ آئی تو تم اس کی شکل بگاڑ دو "........ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار را دیا۔

"وہ تو میں نے محاورتاً کہا تھا"........ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا ھر وہ کرنل موہن کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن شاید عمران کی بات سے کا موڈ بدل گیا تھا کہ اس نے کرنل موہن کے چہرے پر تھپڑوں کی ش کرنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔

"تم۔ تم۔ یہ۔ سب۔ یہ کیسے ہو گیا۔ تم تو زنجیروں میں جکڑے ئے تھے"...... مانیکا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت ے انداز میں رک رک کر کہا۔

"ایک ہی زنجیر ایسی ہے جس سے آج تک میں اور تنویر دونوں ھے ہوئے پھڑپھڑا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی زنجیر ہمیں ں روک سکتی مس مانیکا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب ۔

"تمہارے تو ہاتھ بھی عقب میں بندھے ہوئے تھے"....... مانیکا تک حیرت سے پاگل ہو رہی تھی۔

"ہاتھ باندھنے کو تو ادب واحترام کہا جاتا ہے اور ادب واحترام کے
بغیر دنیاوی زنجیریں ٹوٹتی ہی نہیں ہیں۔ جو لوگ دنیا کی زنجیریں توڑ
کر روحانیت حاصل کرتے ہیں ادب واحترام سے ہی حاصل کرتے
ہیں"...... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیا۔ اسی لمحے تو
پیچھے ہٹا اور پھر آکر عمران کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مانیکا کا چہرہ
دیکھنے والا تھا۔ اس پر بے بسی کے ساتھ حیرت بھی موجود تھی۔

"مس مانیکا...... دماغ پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے
میں نے کہا تھا ناں کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو تمہاری ذہانت کا عملی
امتحان لونگا اور تم نے دیکھا کہ تم چند لمحوں بعد ہماری موت کے
بارے میں کتنی پریقین تھیں لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو موت
خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور اسی لمحے کرنل موہن نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ۔ تم اچانک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیسے
ہو سکتا ہے۔ یہ"...... حیرت کی شدت کی وجہ سے کرنل موہن کی
حالت مانیکا سے بھی زیادہ خراب ہو رہی تھی۔

"یہ سب کچھ مانیکا کی عقلمندی کی وجہ سے ہوا ہے۔ بعض اوقات
زیادہ عقلمندی ہی انسان کو نقصان پہنچاتی ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم یقیناً کوئی جادو جانتے ہو۔ ورنہ اس طرح زنجیروں اور ہتھکڑیوں
میں جکڑا ہوا کوئی انسان اچانک آزاد نہیں ہو سکتا"...... مانیکا نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم نے پوچھا تھا کہ حرکت کیوں کر رہا ہوں تو اب بتا دوں کہ
اب ہتھکڑی تو میں آسانی سے کھول لیتا ہوں لیکن دونوں زنجیروں کو
لاک کرنے والے کڑے تک میری انگلیاں نہ پہنچ پا رہی تھیں اس
لئے میں حرکت کر کے زنجیروں کے بل نیچے کھسکا رہا تھا اور پھر جیسے ہی
وہ کھسک کر نیچے آیا میری انگلیاں اس کے بٹن تک پہنچ گئیں۔ نتیجہ
ظاہر ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مانیکا اور کرنل
موہن دونوں اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں
یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"کاش۔ میں اس وقت تمہاری ہتھکڑی چیک کر لیتی"...... مانیکا
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ زیادہ عقلمندی نقصان دیتی ہے۔
عقلمند آدمی اپنی عقل کی بنیاد پر پراعتماد ہوتا ہے اور اس لئے چیکنگ
کے بکھیڑے میں نہیں پڑتا۔ ویسے تم دونوں کے ہاتھ آزاد ہیں اور
زنجیروں کے کڑے بھی اسی طرح تمہارے عقب میں ہیں ترکیب میں
نے بتا دی ہے اگر اپنے آپ کو آزاد کر سکتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ
ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم اب ہم سے کیا سلوک کرو گے"...... کرنل موہن نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہی سلوک جو تم نے ہم سے کرنے کی کوشش کی تھی"۔ عمران

نے اس بار سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب
کرنل موہن کا مشین پسٹل نکالا اور ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی طر
بڑھا دیا۔

"تنویر اسے پکڑ لو۔ میں نے کرنل موہن سے چند سوال پوچھنے ہ
اگر یہ انکار کرے تو میری طرف سے اجازت ہے اس کے جسم پر
کھول دینا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور تنویر کے چہر
پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران نے اسے مشین پسٹل اور فائرنگ
کی اجازت دے کر اسے بہت بڑی مسرت بخش دی ہو۔

"تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... کرنل موہن نے خوف
لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب بتاؤ کہ اصل سٹور کا محل وقوع کیا ہے"...... عمران نے

"مجھے واقعی نہیں معلوم"...... کرنل موہن نے کہا اور اس
ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور کمرہ ان کے ساتھ ساتھ کرنل موہن
اور مانیکا دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن گولیاں کرنل موہن کے
جسم پر پڑنے کی بجائے اس کے پیروں کے سامنے فرش پر پڑی تھیں۔

"یہ آخری وارننگ ہے سمجھے۔ اس بار گولیاں دل پر پڑیں
گی"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور عمران تنویر کی ذہانت پر مسکرا
دیا۔ تنویر جیسے جذباتی نے واقعی انتہائی ذہانت کا ثبوت دیا تھا کیونکہ
اسے بھی معلوم تھا کہ اگر کرنل موہن مر گیا تو سٹور کا محل وقوع
سامنے نہ آ سکے گا۔ اس لئے باوجود جذباتی ہونے کے اس نے اس پر

براہ راست فائر نہ کھولا تھا جبکہ وہ اس لئے چیخ پڑے تھے کہ انہوں نے
فائرنگ کی آواز سنتے ہی یہی سمجھا تھا کہ تنویر نے کرنل موہن کو ہٹ کر
دیا ہے۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ صرف کرنل
داس جانتا ہے اور کرنل داس کبھی بھی مجھے نہیں بتائے گا کیونکہ اسے
وزیراعظم نے سختی سے ہدایت کر رکھی ہے کہ وہ اس راز کو صرف اپنے
تک رکھے"...... کرنل موہن نے جلدی جلدی کہا۔

"شاگل کی تحویل میں وہ شمالی پہاڑی دی گئی ہے جس میں سٹور
ہے۔ اسے تو معلوم ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اسے بھی نہیں بتایا گیا۔ وزیراعظم صاحب کا خیال ہے کہ
وہ جذباتی آدمی ہے"...... کرنل موہن نے جواب دیا۔

"کرنل داس سے تم نے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی"...... عمران نے
کہا۔

"نہیں۔ میں کرنے گیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ جب تک میں
وزیراعظم صاحب کو تمہارے بارے میں اطلاع نہ کر دوں اس سے
رابطہ نہ کروں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ اور سمجھ جائے۔ وہ انتہائی وہمی اور
مشکوک ہو جانے والا آدمی ہے۔ اس لئے میں واپس آ گیا تھا"......
کرنل موہن نے کہا۔

"اس بار تم نے واقعی سچ بولا ہے۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر اوپر والے کمرے
میں پڑا ہوا تھا اور اگر تم کال کرتے تو یہاں تک تمہاری آواز لازماً پہنچ

جاتی اور چونکہ تمہاری آواز نہیں آئی تھی اس لئے میں اوپر والے کمرے میں ٹرانسمیٹر دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم نے کال نہیں کی ۔ لیکن اب تمہیں کال کرنی ہوگی"........ عمران نے کہا۔

"لیکن وہ۔وہ نہیں بتائے گا"........ کرنل موہن نے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ تم اس سے پوچھو۔ تم اس سے صرف اتنا پوچھو گے کہ وادی ترنام میں کوئی پراسرار نقل وحرکت تو نہیں ہوئی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور کرسی سے اٹھ کر وہ کرنل موہن کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک بات اچھی طرح تم سن لو۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے کی کوشش کی تو وہ تو ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا لیکن تم اور تمہاری مانیکا دونوں دوسرے لمحے گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے"........ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔مم۔ میں کوئی اشارہ نہ دوں گا۔ پلیز ہم دونوں کو نہ مارو"........ کرنل موہن نے کہا۔

"میں بلاوجہ قتل وغارت نہیں کیا کرتا کرنل موہن۔ فریکوئنسی بتاؤ"........ عمران نے کہا اور کرنل موہن نے جلدی سے فریکوئنسی بتانا شروع کر دی۔ عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو کرنل موہن کالنگ۔ اوور"........ کرنل موہن نے عمران کے سر کا اشارہ دیکھتے ہی کال دینا شروع کر دی۔

"یس۔ کرنل داس اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل داس۔ کیا پوزیشن ہے۔ کوئی نقل وحرکت تو نہیں ہوئی اس وادی ترنام میں۔ اوور"........ کرنل موہن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ کیوں۔ تم نے کیوں پوچھا ہے۔ اوور"........ کرنل داس نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی خاص بات تو نہیں۔ بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا کیونکہ میں تو یہاں بور ہو رہا ہوں۔ اوور"........ کرنل موہن نے کہا۔

"اچھا۔ کمال ہے۔ مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ تم نے کیپٹن مانیکا کو خصوصی طور پر کافرستان سے بلوایا ہے۔ پھر کیسی بوریت۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"ڈیوٹی کے دوران مانیکا سے صرف گفتگو ہی ہو سکتی ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب یہاں نہ ہی کوئی ہوٹل ہے اور نہ ڈانسنگ کلب۔ اوور"۔ کرنل موہن نے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔ بہرحال فکر مت کرو۔ اب کام بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ جلد ہی ساری بوریت دور ہو جائے گی۔ اوور"...... کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے اوور اینڈ آل"........ کرنل موہن نے جواب دیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تو تمہارے درمیان کوئی سپیشل کوڈ طے نہیں کیا گیا"۔ عمران

نے کہا۔

"سپیشل کوڈ۔ کیوں اس کی کیا ضرورت تھی"۔ کرنل موہن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال تھا کہ شاید ایسا طے کیا گیا ہو۔ اب شاگل کی فریکونسی بتاتا"۔ عمران نے کہا اور کرنل موہن نے اس کی فریکونسی بتا دی او عمران نے ٹرانسمیٹر پر وہ فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"تنویر۔ اب ان دونوں کے حلق میں کپڑے ٹھونس دو تاکہ یہ کوئی اشارہ نہ کر سکیں"...... عمران نے پیچھے ہٹ کر دوبارہ رسی پر بیٹھتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ ہمیشہ کے لئے زبان نہ بند کر دوں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران کا لہجہ سرد تھا اور تنویر نے آگے بڑھ کر کرنل موہن کی یونیفارم والی قمیض اس کی پتلون سے باہر کھینچ کر اسے ایک جھٹکے سے پھاڑا اور پھر اس نے اس کپڑے کے دو حصے کرنے شروع کر دیئے۔

"ہم نہیں بولیں گے"...... کرنل موہن اور مانیکا دونوں نے بیک وقت کہا۔

"شرافت سے منہ کھول دو۔ ورنہ جبڑا توڑ دوں گا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو کرنل موہن نے جلدی سے خود ہی منہ کھول دیا اور تنویر نے پھٹے ہوئے کپڑے کا ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا اور

دوسرا کپڑا اٹھائے وہ مانیکا کی طرف بڑھ گیا۔ مانیکا نے از خود ہی منہ کھول دیا تھا اور جب اس کے حلق میں کپڑا تنویر نے ٹھونس دیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل موہن کالنگ۔ اوور"...... عمران کے منہ سے کرنل موہن کی آواز نکلی اور کرنل موہن اور مانیکا دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یس۔ شاگل اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... شاگل کی مخصوص انداز میں قدرے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیوں۔ تمہیں کال کرنا کوئی جرم ہے۔ اوور"...... عمران کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

"اوہ نہیں کرنل موہن۔ میں تو حیرت کی وجہ سے پوچھ رہا تھا۔ اوور"...... اس بار شاگل کا لہجہ نرم تھا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ کوئی آیا ہے وہاں یا نہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یہاں کون آسکتا ہے میری موجودگی میں۔ تم سناؤ۔ تمہاری طرف کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... شاگل کے لہجے میں طنز تھا۔

"یہاں اس طرف کس نے آنا ہے مسٹر شاگل۔ البتہ مجھے ایک اور فکر لاحق ہو رہی ہے اور میں نے اسی لئے تمہیں کال بھی کیا ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"کیسی فکر۔ اوور"....... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"اگر پہلے وہ غائب ہو سکتے ہیں اور ان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اصل سٹور کو ہی خفیہ طور پر تباہ کر جائیں اور کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے۔ کیونکہ سٹور کا محل وقوع صرف کرنل داس کو ہی معلوم ہے۔ اس کا علم تو نہ مجھے ہے اور نہ ہی تمہیں۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

"مجھے کیسے علم نہیں۔ مجھے سب علم ہے اور میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ اس سپیشل سٹور سے کوئی راستہ ادھر ادھر نہیں نکلتا۔ وہ چاروں طرف سے مکمل طور پر سیلڈ ہے۔ اوور"..... شاگل نے جواب دیا

"کیا مطلب۔ کیا کرنل داس نے تمہیں سٹور کے بارے میں بتا دیا ہے۔ اوور"........ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو نہیں بتا رہا تھا لیکن میں نے صدر مملکت سے پوچھ لیا ہے کیونکہ بہرحال اس کی حفاظت بھی تو میں نے ہی کرنی ہے۔ اوور"۔ شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ حیرت ہے۔ صدر مملکت تمہارا اس قدر خیال رکھتے ہیں۔ اوور"...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میری صلاحیتوں سے واقف ہیں۔ اوور"....... شاگل نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ اصل سٹور کے بارے میں صرف

کرنل داس اور وزیراعظم صاحب کو ہی علم ہے۔ صدر صاحب کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ اوور"......... عمران نے کہا۔

"انہیں کیسے علم نہیں ہوگا۔ وہ تو صدر مملکت ہیں۔ اوور"۔ شاگل نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ یہ بڑے لوگوں کے معاملات ہیں۔ ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ اوور اینڈ آل"..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر دوبارہ کرنل داس کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل موہن کالنگ۔ اوور"....... عمران نے کرنل موہن کی آواز میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کرنل داس اٹنڈنگ یو۔ کیا ہوا خیریت۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے کرنل داس کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کرنل داس۔ یہ شاگل کہہ رہا ہے کہ اسے صدر مملکت نے سپیشل سٹور کا محل وقوع بتا دیا ہے اور وہ اسے چیک بھی کر چکا ہے۔ کیا صدر مملکت کو اس سٹور کا علم تھا۔ اوور"........ عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو کرنل موہن۔ صدر صاحب کو کیوں معلوم نہیں ہوگا۔ وہ صدر ہیں۔ تم آخر اس بات پر کیوں حیران ہو رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آئی۔ اوور"..... کرنل داس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تمہیں بھی اصل بات کا علم نہیں ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون سی اصل بات۔ اوور"...... کرنل داس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"کرنل داس۔ کیا بتاؤں۔ عجیب سی صورت حال کا سامنا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے اصل سٹور کا راز صدر صاحب کو بھی نہیں بتایا تھا۔ انہوں نے یہ راز صرف تمہیں اور مجھے بتایا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے صدر صاحب کو مطمئن کرنے کے لئے انہیں بھی ایک غلط محل وقوع بتا دیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ شاگل کی پشت پر ہیں اور شاگل انتہائی جذباتی اور احمق آدمی ہے۔ وہ شاگل کو بتا سکتے ہیں اور شاگل کی جذباتیت کی وجہ سے اصل سٹور کا علم عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اب شاگل نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے صدر صاحب سے اصل سٹور کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں اور وہ اسے چیک بھی کر چکا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ جب صدر صاحب کو بھی اصل سٹور کا علم نہیں تھا تو شاگل اصل سٹور تک کیسے پہنچ گیا۔ اوور"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیسی الجھی ہوئی بات کر دی ہے تم نے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آ رہی۔ اوور"...... کرنل داس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی عمران کی بات سن کر ذہنی طور پر بے حد الجھ گیا ہے۔

"اوہ۔ تم سمجھ کیوں نہیں رہے کرنل داس۔ اچھا چلو۔ یہ بتاؤ کہ اصل سٹور کا محل وقوع کیا ہے۔ پھر میں تمہیں تمام بات تفصیل سے بتا سکتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اصل سٹور کا محل وقوع۔ کیا مطلب۔ شمالی پہاڑی کے درمیانی حصے میں تکونی چٹان کے نیچے وہ سٹور ہے۔ بس اس کا محل وقوع کیا ہونا ہے لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بتاؤ۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔ اوور"...... کرنل داس نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کہیں صدر نے شاگل کو غلط محل وقوع نہ بتا دیا ہو۔ لیکن اب تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق تو صدر نے درست بتایا ہے۔ ہو سکتا ہے وزیراعظم صاحب نے انہیں بتا دیا ہو۔ او۔ کے۔ سوری فار ڈسٹربنس۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے نیچے رکھ دیا۔

"ان دونوں کے منہ سے کپڑے نکال دو تنویر۔ تاکہ ان سے فائنل بات ہو سکے"...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے آگے بڑھ کر باری باری ان دونوں کے منہ میں پھنسے ہوئے کپڑے باہر کھینچ لئے اور وہ دونوں بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگے۔

"تم۔ تم انتہائی حیرت انگیز آدمی ہو۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ناقابل یقین۔ م۔ م۔ میں۔ کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح ہو بہو میری آواز اور لہجے کی بھی تم نقل کر سکتے ہو"...... کرنل موہن نے انتہائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل موہن۔ ہم اس وقت اس کریک سے کتنی دور ہیں ا
جگہ کس علاقے میں ہے"...... عمران نے کرنل موہن سے مخاطب
کر کہا۔

"یہ۔ یہ علیحدہ جگہ ہے۔ علیحدہ مکان ہے۔ جاشیرا گاؤں سے شم
کی طرف تقریباً تین کلو میٹر دور۔ یہ مکان میں نے خصوصی طور پر
کرایا تھا۔ تاکہ یہاں اپنا ہیڈ کوارٹر بنا سکوں۔ لیکن پھر میرا ارادہ بد
گیا۔ اس لئے یہ ابھی تک خالی پڑا ہوا تھا"...... کرنل موہن۔
جواب دیا۔

"تم نے ہمیں کریک میں کیسے چیک کیا اور کیسے ہمیں بے ہوش
کیا گیا۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہ

"اس کی ساری پلاننگ مانیکا نے بنائی تھی"...... کرنل موہن
نے کہا اور پھر جنرل فریکونسی پر خصوصی طور پر کال کرنے اور مشینز
کے ذریعے بعد میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو سے لے کر
کریک میں کئے جانے والے انتظامات سب کی تفصیل بتا دی۔

"ہم اس کریک سے ڈیڑھ کلو میٹر دور ایک غار میں بیٹھے تمہیں
کریک کی طرف بڑھتے اور پھر اس میں داخل ہوتے سکرین پر دیکھتے
رہے اور پھر جب تمہارے اصل چہرے سکرین پر ابھرے تو ہم خوش ہو
گئے اور پھر وائرلیس ڈی چارجر کی مدد سے تم پر گیس فائر ہوا اور تمہیں
بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں اٹھوا کر یہاں لایا گیا"۔ اس بار

نیکا نے کہا۔

"اس ساری پلاننگ اور ہمارے یہاں تک لانے کے بارے میں
تمہارے گروپ کے کتنے آدمی واقف ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف چھ آدمی۔ جن میں سے دو تو یہاں اوپر موجود ہیں جبکہ باقی
ار افراد نٹور سنگھ کا گروپ ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو"......
رنل موہن نے کہا۔

"نٹور سنگھ اور اس کا گروپ کہاں ڈیوٹی دے رہا ہے"...... عمران
نے پوچھا۔

"بسرام پہاڑی پر۔ جہاں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ وہ تمہیں یہاں
ہنچا کر واپس چلے گئے تھے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"کیا نٹور سنگھ سے تمہارا رابطہ ٹرانسمیٹر سے ہوتا ہے"...... عمران
نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے پاس فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر ہے اور میرے پاس
ی"...... کرنل موہن نے کہا۔

"تنویر۔ اس کی جیبوں کی تلاشی لو اور ٹرانسمیٹر نکال لو" عمران
نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کرسی سے اٹھ کر کرنل موہن کی
رف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی ایک جیب سے ایک چھوٹا سا مگر
دید ساخت کا فکسڈ فریکونسی کا ٹرانسمیٹر برآمد کر چکا تھا۔

"دیکھو کرنل موہن۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اور مانیکا کو
اک نہ کیا جائے کیونکہ تم نے بھی ہمیں پکڑ لینے کے باوجود ہلاک نہ

کیا تھا۔ لیکن میں تمہیں فوری طور پر آزاد بھی نہیں کر سکتا اور اگر تم
اس طرح بندھے رہے تو پھر تم دونوں یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو
جاؤ گے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم نثور سنگھ اور اس کے
گروپ کو یہاں کال کرو لیکن انہیں کہہ دو کہ وہ نصف گھنٹے بعد یہاں
پہنچیں تاکہ ہم اس دوران یہاں سے دور نکل جائیں۔ یہ میری طرف
سے تمہارے ساتھ ایک رعایت ہے کیونکہ تم کرنل فریدی کے
جانشین ہو اور کرنل فریدی کو میں اپنا مرشد مانتا ہوں۔ بولو۔ تم تیار
ہو یا پھر"...... عمران نے اپنا فقرہ جان بوجھ کر مکمل نہ کیا تھا۔

"کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہمیں زندہ چھوڑ دو
گے"...... کرنل موہن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات
پر ایک فیصد بھی یقین نہ آ رہا ہو۔

"تم جس پوزیشن میں اس وقت ہو کرنل موہن۔ اس پوزیشن
میں مجھے تم سے کسی قسم کی سودے بازی کرنے کی کیا ضرورت ہو
سکتی ہے کہ میں تم سے غلط بات کروں گا"...... عمران نے کہا تو
کرنل موہن کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت اور اطمینان کے
تاثرات ابھر آئے۔ مانیکا کا ستا ہوا چہرہ بھی کھل اٹھا۔

"تم۔ تم واقعی شریف دشمن ہو۔ میں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھوں
گا"...... کرنل موہن نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اب تم اس نثور سنگھ اور اس کے گروپ کو یہاں کال کر دو۔
انہیں بتا دینا کہ وہ سیدھے اندر آ جائیں کیونکہ ہم تو یہاں سے جا چکے

ہوں گے"...... عمران نے کہا اور کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلا
دیا تو تنویر نے فکسڈ فریکونسی کے ٹرانسمیٹر کو اس کے چہرے کے قریب
لے جا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل موہن کالنگ۔ اوور"...... کرنل موہن نے
کال دینا شروع کر دی۔

"یس باس۔ نثور سنگھ اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... چند لمحوں
بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ یہ وہی نثور
سنگھ ہے جس کی مانیکا کے ساتھ اس نے ٹرانسمیٹر پر گفتگو سنی تھی۔

"نثور سنگھ...... تم اپنے گروپ کو ساتھ لے کر آدھے گھنٹے بعد
اس عمارت میں آ جانا جہاں تم کریک سے ملنے والے افراد کو پہنچا گئے
تھے۔ گروپ سمیت سیدھے تہہ خانے میں آ جانا۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور"۔
کرنل موہن نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"آدھے گھنٹے بعد۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل موہن نے کہا اور
تنویر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"او۔ کے کرنل موہن اور مس مانیکا۔ پھر کبھی موقع ملا تو تم
دونوں سے تفصیلی ملاقات ہو گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے
چل دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اوپر برآمدے میں پہنچ گئے جہاں
دوسرے ساتھی موجود تھے۔

"تمہاری یہ چکر بازی میری سمجھ میں تو نہیں آئی ۔ ان دونوں کو زندہ چھوڑ دینا ۔ اس گروپ کو بلوانا ۔ یہ سب کیا چکر ہے" ۔ برآمدے میں آتے ہی تنویر نے کہا۔

"میں نے ایک سکیم تیار کی ہے کہ کرنل موہن اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں ہم سب اس کریک کے ذریعے وادی ترنام میں پہنچیں گے ۔ اب اصل سٹور کی نشاندہی ہو چکی ہے ۔ اس طرح ہم کم از کم اس سٹور تک آسانی سے پہنچ جائیں گے ۔ اگر شاگل یا اس کے آدمیوں نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو کرنل موہن کے روپ میں اس سے بھی نمٹا جا سکتا ہے اور اب مسئلہ یہ تھا کہ کرنل موہن کا میک اپ تو میں کر سکتا ہوں لیکن باقی تم لوگوں پر کس کا میک اپ کیا جائے ۔ اس لئے میں نے نٹور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو کال کیا ہے تاکہ ان کے میک اپ میں تم سب میرے ساتھ جاؤ گے آدھے گھنٹے والی بات اس لئے کی ہے تاکہ کرنل موہن یا اس عقلمند خاتون مانیکا کو کوئی شک نہ پڑے" .... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہاں میک اپ کا سامان ہو گا" .... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہاں تو نہیں ہے ۔ ہم نے ساری چیکنگ کر لی ہے" ۔ صفدر نے جواب دیا۔

"نٹور سنگھ سے اصل اڈے کے بارے میں معلومات مل جائیں گی

یہ کرنل موہن کا خاص آدمی لگتا ہے اور اصل اڈے میں یقیناً میک اپ کا سامان موجود ہو گا" .... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو نٹور سنگھ اور اس کے گروپ کو یہاں آنے پر کور کرنے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔

دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوتے شاگل
نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے پر ایک نوجوان کھڑا ہوا تھا۔
"کیوں آئے ہو"........ شاگل کے لہجے میں سختی تھی۔
"باس۔ ایک اہم اطلاع دینی ہے لیکن یہ اطلاع غلط بھی ہو سکتی
ہے اور صحیح بھی"........ نوجوان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب۔ کیا تم نشے میں ہو اجیت"........ شاگل کے لہجے میں
حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلکی ابھر آئی تھی۔
"باس۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پانچ مقامی افراد کو بسرام پہاڑی پر
واقع ایک ایسے کریک سے گرفتار کیا گیا ہے جس کا دوسرا سرا
راست وادی ترنام میں آنکلتا ہے"........ اجیت نے آگے بڑھ کر انتہائی
نرم لہجے میں کہا۔
"تو پھر کیا ہوا"........ شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ساتھ

اس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر اجیت کو بیٹھنے کا اشارہ
بھی کر دیا۔
"باس۔ یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی بھی ہو سکتے ہیں"۔
اجیت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"........ شاگل نے چیخ کر کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تو اجیت بھی اٹھ کھڑا ہوا۔
"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ ایسا ممکن ہے"........ اجیت نے
کہا تو شاگل دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اب وہ بڑے غور سے اجیت کو
اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔
"پوری تفصیل سے بات کرو۔ پوری تفصیل سے"........ شاگل
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"باس۔ آپ کے حکم پر میں نے کرنل موہن کے ایک خاص
اسسٹنٹ نثور سنگھ کے گروپ کے ایک آدمی کو بھاری رقم دے کر
اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن
کی تحویل میں آنے والی پہاڑی بسرام کے راستے سے آئیں اور کرنل
موہن ان کے خلاف کوئی کارروائی کرے تو وہ ہمیں اطلاع دے دے
میں نے ایک خفیہ ٹرانسمیٹر بھی اسے مہیا کر دیا تھا۔ اس نے ابھی
تھوڑی دیر پہلے اطلاع دی ہے کہ کرنل موہن نے اپنی فرینڈ اور ملٹری
انٹیلی جنس میں کام کرنے والی عورت کیپٹن مانیکا کو خصوصی طور پر
کافرستان سے بلوایا تھا اور ایک ہیلی کاپٹر اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔ کرنل

موہن نے کیپٹن مانیکا سے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے ایک سازش تیار کی اور مانیکا اور نثور سنگھ کے درمیان جنرل فریکونسی پر اسلحے کے سمگلر کے طور پر بات چیت ہوئی۔ اس بات چیت کے دوران انہوں نے بسرام پہاڑی میں واقع اس قدرتی کریک کے بارے میں تفصیلی معلومات مہیا کر دیں۔ مانیکا نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ کال عمران کیچ کرتا ہے یا نہیں ایک خصوصی مشین استعمال کی اور اس مشین کی مدد سے اسے معلوم ہو گیا کسی کال کیچر کی مدد سے یہ کال کیچ کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس مشین کے ذریعے ہی کال کے ختم ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو بھی سن لی گئی اور ان کی گفتگو سے مانیکا کو معلوم ہو گیا کہ اس کی چال کامیاب رہی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی وادی ترنام تک پہنچنے کے لئے اس کریک کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ انہیں پکڑنے کے لئے مانیکا نے اس کریک میں چیکنگ کی کوئی خفیہ مشین استعمال کی اور ساتھ ہی وہاں کسی جگہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا نظام بھی جو وائرلیس کی مدد سے آپریٹ ہو سکتا تھا نصب کر دیا اور خود وہ مشین کے ذریعے اس آپریشن کو چیک کرتے رہے۔ پھر پانچ مقامی افراد اس کریک میں داخل ہوئے۔ انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد نثور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی مدد سے ان پانچوں بے ہوش افراد کو بسرام پہاڑی سے کچھ دور ایک خالی مکان میں لے جا کر زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ نثور سنگھ اور اس کے ساتھی واپس آ گئے

جبکہ کرنل موہن اور مانیکا دو مسلح افراد کے ساتھ وہاں پہنچ گئے"۔ اجیت نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو وہ سو فیصد عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ لیکن وہ اتنی آسانی سے کیسے ان کے جال میں پھنس سکتے ہیں"۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو مجھے بھی شک ہے کہ کہیں وہ عمران اور اس کے ساتھی نہ ہوں اسی لئے تو میں نے کہا ہے جناب کہ یہ اطلاع درست بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی"...... اجیت نے کہا۔

"اس کے بعد کیا ہوا۔ یہ بتاؤ"...... شاگل نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"میں نے اطلاع ملتے ہی اپنے گروپ کے رگھو ناتھ کو سپیشل ٹی ایس سمیت وہاں بھیج دیا ہے تاکہ وہ اس مکان میں ہونے والی تمام کارروائی کو دیکھ بھی سکے اور ٹیپ بھی کر سکے اور پھر ہمیں اطلاع بھی دے دے۔ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی"۔ اجیت نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم بات ہے۔ اگر کرنل موہن ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کر لینے میں کامیاب ہو گیا تو یہ ہمارے حق میں بہت برا ہو گا۔ بہت ہی برا"...... شاگل نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس۔ بہرحال وہ کافرستان کے ہی دشمن ہیں"...... اجیت نے

ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اوہ ۔ یو نانسنس ۔ احمق آدمی ۔ تمہیں علم ہی نہیں کہ اعلیٰ سطح پر کیا ہو رہا ہے ۔ سنو ۔ میری بات غور سے سنو ۔ وزیراعظم میرے سخت دشمن ہو رہے ہیں ۔ وہ مجھے کسی حالت میں بھی سیکرٹ سروس کے چیف کی سیٹ پر نہیں دیکھنا چاہتے ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے صدر کو آمادہ کر لیا ہے کہ اگر دوبارہ کرنل موہن عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جائے تو اسے بلیک فورس کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا جائے گا اور بلیک فورس کو سیکرٹ سروس میں مدغم کر دیا جائے گا اور پھر مجھے اس کی ماتحتی میں کام کرنا پڑے گا۔ سمجھ گئے ہو ۔ یہ کھچڑی پک رہی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ دشمن تو وہ کافرستان کے ہی ہیں"...... شاگل نے میز پر مکہ مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"اوہ یس باس ۔ اب میں سمجھ گیا ہوں ۔ تو باس پھر اگر کرنل موہن یہ کام کر لیتا ہے تو ہمیں ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس سے چھیننی ہوں گی ۔ چاہے اس کے لئے ہمیں کرنل موہن کا ہی خاتمہ کیوں نہ کرنا پڑے"...... اجیت نے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"تم ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو ۔ عقلمند آدمی ہو ۔ ویری گڈ ۔ تم میرے نمبر ٹو بن سکتے ہو ۔ گڈ ۔ ویری گڈ ۔ میں بس یہی چاہتا ہوں ۔ لیکن کس طرح ہو گا ۔ یہ سب کچھ کس طرح ہو گا کہ کسی کو کانوں کان

خبر بھی نہ ہو"...... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔ میرے آدمی کو اطلاع جیسے ہی ملے گی ۔ میں چند افراد کو ساتھ لے کر ہیلی کاپٹر پر چکر کاٹ کر وہاں پہنچ جاؤں گا ہم بسرام پہاڑی کے قریب واقع جاشیرا گاؤں میں ہیلی کاپٹر روک دیں گے ۔ اس کے بعد ہم جا کر اس مکان پر حملہ کر دیں گے اور کرنل موہن اور اس کے آدمیوں کا خاتمہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ اٹھا کر واپس اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں آجائیں گے اس طرح کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے گی اور یہ کریڈٹ سیکرٹ سروس کے کھاتے میں پڑ جائے گا"...... اجیت نے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ اطلاع آتی رہے گی ۔ تم فوراً ہیلی کاپٹر تیار کراؤ اور خاص دستے کو ساتھ لو ۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا ۔ ہم ابھی روانہ ہو جاتے ہیں ۔ جیسے ہی اطلاع ملے گی ہم فوراً ان پر حملہ کر دیں گے ۔ ورنہ یہ کرنل موہن وزیراعظم کو اطلاع دے دے گا ۔ جلدی کرو ۔ فوراً ہیلی کاپٹر تیار کراؤ ۔ جلدی"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... اجیت نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا باہر نکل گیا ۔ شاگل نے میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے قریب کیا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو شاگل کالنگ ۔ اوور"...... بٹن آن کرتے ہی اس نے تیزی سے کال دینی شروع کر دی۔

" یس باس ۔ رگھو ناتھ بول رہا ہوں ۔ اوور" .... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی ۔

" رگھو ناتھ ۔ میں اجیت کے ساتھ ایک انتہائی ضروری کام کے لئے یہاں سے دور جا رہا ہوں ۔ ہم ہیلی کاپٹر پر جائیں گے ۔ تم نے میری عدم موجودگی میں پوری طرح ہوشیار رہنا ہے ۔ میں ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤں گا ۔ کوئی خاص بات ہو تو میری سپیشل فریکونسی پر تم مجھ سے بات کر سکتے ہو ۔ اوور" ...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا ۔

" یس باس ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ ہم پوری طرح ہوشیار ہیں ۔ اوور" ...... رگھو ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" او ۔ کے ۔ اوور اینڈ آل" .... شاگل نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر میں اجیت کے ساتھ بیٹھا جاشیرا گاؤں کی طرف اڑا جا رہا تھا ۔ اجیت کے ساتھ چھ مسلح افراد تھے اور وہ سب اجیت سمیت عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر شاگل بیٹھا ہوا تھا ۔ وہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اس نے اسے اپنی سائیڈ سیٹ پر رکھ دیا تھا ۔

" باس ۔ ہیلی کاپٹر میں ٹرانسمیٹر موجود ہے ۔ پھر آپ یہ ٹرانسمیٹر ساتھ کیوں لے آئے ہیں" .... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے اجیت نے کہا ۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے میں نے باقی ساری عمر ہیلی کاپٹر میں ہی

گزارنی ہے ۔ نانسنس" .... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا تو اجیت بے اختیار سہم گیا جبکہ اس کے عقب میں بیٹھے ہوئے مسلح افراد بے اختیار مسکرا دیئے ۔

" کتنی دیر کا سفر ہے" .... شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" جناب ۔ صرف ایک گھنٹے میں ہم پہنچ جائیں گے" .... پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر اڑ رہا تھا اور اس کی رفتار بھی کافی تیز تھی لیکن چونکہ انہوں نے ایک لمبا چکر کاٹ کر جانا تھا تاکہ بسرام پہاڑی پر موجود کرنل موہن کے آدمیوں کو اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے اور اس لئے انہیں ایک گھنٹہ لگ سکتا تھا پھر واقعی ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر ایک گاؤں کی سرحد کے قریب ایک مسطح چٹان پر اتر گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نیچے اترتے ۔ سیٹ کی سائیڈ پر پڑے ہوئے اس ٹرانسمیٹر سے جو شاگل ساتھ لایا تھا کال آنی شروع ہو گئی اور وہ سب چونک پڑے ۔ شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا ۔ ہیلی کاپٹر کا انجن کافی دیر پہلے بند ہو چکا تھا اور بند ہیلی کاپٹر ہونے کی وجہ سے باہر گھومنے والے پنکھے کی آواز اندر سنائی نہ دے رہی تھی ۔ ویسے بھی انجن بند ہو جانے کی وجہ سے پنکھا بہت آہستہ گھوم رہا تھا ۔ ٹرانسمیٹر پر شاگل کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ تھی ۔

" یہ ۔ یہ رگھو ناتھ کی کال اتنی جلدی کیوں آ گئی ۔ کیا ہوا" ۔ شاگل

نے ٹرانسمیٹر اٹھاتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل موہن کالنگ۔ اوور"........ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے کرنل موہن کی آواز سنائی دی اور شاگل کے ساتھ ساتھ اجیت بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ شاگل اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"........ شاگل نے لاشعوری طور پر حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تمہیں کال کرنا کوئی جرم ہے۔ اوور"........ اس بار کرنل موہن کے لہجے میں ناخوشگواری تھی۔

"اوہ نہیں کرنل موہن۔ میں تو حیرت کی وجہ سے پوچھ رہا تھا۔ اوور"........ اس بار شاگل نے نرم لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ۔ یہ اس کرنل موہن کی کال تو بتا رہی ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہو سکتے جنہیں اس نے پکڑا ہے"........ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کرنل موہن اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیتا تو یقیناً اس کا لہجہ کچھ اور ہوتا لیکن"........ اجیت نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ خواہ مخواہ تمہاری وجہ سے میں بس احمقوں

کی طرح یہاں کے لئے دوڑ پڑا۔ چلو واپس نانسنس"........ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس"........ اجیت نے جلدی سے جواب دیا۔

"چلو تم واپس چلو۔ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو"........ شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"........ پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور دوبارہ ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گیا۔

"اس اپنے احمق آدمی کو کال کرو۔ اس نے اب تک رپورٹ کیوں نہیں دی"........ شاگل نے مڑ کر اجیت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے اسے صرف سنگل فیس ٹرانسمیٹر دیا ہے جناب۔ تاکہ کال کرنل موہن کے آدمی چیک نہ کر سکیں۔ وہ خود ہی کال کرے گا میں اسے کال نہیں کر سکتا۔ صرف اس کی کال رسیو کر سکتا ہوں"........ اجیت نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل ہنکارا بھرتے ہوئے دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر ایک بار پھر پہلے والے روٹ پر اڑتا ہوا واپس اس طرف کو جا رہا تھا جدھر سے آیا تھا۔ پھر ابھی انہوں نے آدھا سفر ہی کیا تھا کہ اجیت کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اجیت کے ساتھ ساتھ شاگل بھی چونک پڑا۔

"میرے آدمی کی کال آ گئی ہے جناب"........ اجیت نے جیب سے ایک چھوٹا سا مستطیل ڈبہ باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کر دو"......... شاگل نے پائلٹ سے کہا اور پائلٹ اس کے حکم کی تعمیل میں لگ گیا۔

اجیت نے ڈبے کے ایک کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ اے۔ ایس کالنگ"......... ڈبے میں سے ایک مردانہ آواز ابھری۔ چونکہ یہ سنگل فیس ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس میں بار بار اوور کہنے اور بٹن دبانے کی ضرورت نہ تھی۔

"یس۔ اے۔ اے اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے"......... اجیت نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ حیرت انگیز رپورٹ ہے۔ کرنل موہن اور مانیکا نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا ہے مگر"......... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل جو پیچھے مڑ کر بات چیت سن رہا تھا اس نے جھپٹ کر رسیور اجیت کے ہاتھ سے لے لیا۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل موہن نے عمران کو پکڑ لیا تھا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو نانسنس"......... شاگل نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے جب اس مکان میں ٹیلی ویو نصب کیا تو پتہ چلا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچے تہہ خانے میں زنجیروں سے جکڑ کر رکھا گیا ہے اس مکان میں کرنل موہن کے دو مسلح آدمی اوپر ایک کمرے میں موجود تھے جبکہ کرنل موہن اور مانیکا نیچے تہہ خانے میں تھے عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف ہو چکے تھے پھر جناب

اچانک عمران نے وہ زنجیریں کھول لیں اور کرنل موہن اور مانیکا دونوں کو بے ہوش کر دیا۔ پھر اوپر جا کر اس نے ان دونوں مسلح افراد کو بھی ختم کر دیا۔ پھر واپس تہہ خانے میں آ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو زنجیروں سے آزاد کرایا اور کرنل موہن اور مانیکا دونوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ اس کے بعد کرنل موہن سے عمران نے ٹرانسمیٹر پر کرنل داس سے کال کرائی۔ پھر کرنل موہن اور مانیکا دونوں کے حلق میں کپڑا ٹھونس دیا گیا اور علی عمران نے ٹرانسمیٹر پر کرنل موہن کی آواز اور لہجے میں آپ سے بات چیت کی جناب۔ آپ سے بات کرنے کے بعد اس نے دوبارہ کرنل موہن کے لہجے میں کرنل داس سے بات کی اور پھر اس نے کرنل موہن سے کہا کہ وہ اپنے خاص آدمی نٹور سنگھ اور اس کے گروپ کو اس مکان میں بلائے تو وہ اسے اور مانیکا کو زندہ چھوڑ دے گا۔ چنانچہ کرنل موہن نے کال کی تو عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن اور مانیکا کو وہیں مکان میں چھوڑ کر باہر آ گئے ہیں اور میں نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی ہے وہ اب کرنل موہن۔ نٹور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں اس کریک کے ذریعے وادی ترنام میں پہنچ کر وہاں سپیشل سٹور کو اڑانا چاہتے ہیں"......... دوسری طرف سے تفصیل بتائی گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس وقت وہ مکان میں موجود ہیں"......... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"......... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم وہیں رکو۔ ہم ہیلی کاپٹر پر آرہے ہیں اور اس مکان کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں گے"...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کا بٹن آف کر دیا۔

"چلو واپس۔ ویری گڈ۔ اب ان کا خاتمہ آسانی سے ہو جائے گا۔ ہمارے پاس میزائل ہیں۔ اس مکان کو ہی اڑا دیں گے"...... شاگل نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فضا میں معلق ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور پھر واپس جانے کے لئے اس نے چکر کاٹنا شروع کر دیا۔

"باس۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات کروں"۔ اچانک اجیت نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

"کونسی بات۔ جلدی بتاؤ۔ تم جھجک کیوں رہے ہو۔ کیا میں پاگل ہوں یا احمق ہوں کہ تمہاری بات سمجھ نہ سکوں گا"...... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس...... اگر ہم نے اس مکان پر میزائل پھینکے تو کرنل موہن بھی اندر ہوگا۔ یقیناً وہ بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا اور چونکہ یہ علاقہ ہمارا نہیں ہے اس لئے وزیر اعظم صاحب لامحالہ الزام آپ پر لگا دیں گے کہ اصل میں تو کرنل موہن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا تھا لیکن آپ نے مداخلت کر کے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے"...... اجیت نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ...... واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وزیر اعظم نے یہی کہنا ہے۔ اوہ۔ مگر۔ پھر اب کیا کریں۔ ٹھیک ہے ہم اوپر سے فائرنگ نہیں کرتے۔ انہیں اندر جا کر ہلاک کرتے ہیں اور پھر ان کی لاشیں لے جائیں گے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ چکنی مچھلی کی طرح ہمارے ہاتھوں سے پھسل جائیں گے"...... شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اے ایس کی رپورٹ کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں نے کرنل موہن اور اس کے آدمیوں کے روپ میں اس سرتی کریک کے ذریعے وادی ترنام میں پہنچنے کی پلاننگ کر لی ہے تو کیوں نہ ہم وہاں ان کا شکار کھیلیں۔ اس طرح سارا کریڈٹ ہمیں مل جائے گا"...... اجیت نے کہا۔

"نہیں۔ میں ان لوگوں کو اتنی ڈھیل نہیں دے سکتا کہ یہ وہاں تک پہنچ جائیں۔ یہ شیطان ہیں۔ ان سے کچھ بعید نہیں کہ پہلے یہ اصل کرنل موہن اور اس کے ساتھیوں کو کوئی چکر دے کر وہاں پہنچا دیں اور جب ہم انہیں پکڑ کر مطمئن ہو جائیں تو پھر یہ اچانک آکر وار کر دیں۔ اس طرح ہم دونوں طرف سے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ ہم انہیں یہیں پکڑیں گے۔ بس ٹھیک ہے صرف میزائل فائر نہیں ہوں گے۔ ہم اندر جا کر ان کا خاتمہ کریں گے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اجیت خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر اسی جگہ پر اتر گیا جہاں پہلا
تھا اور اس بار شاگل اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔
"کہاں ہے وہ مکان۔ چلو بتاؤ"........ شاگل نے کہا۔
"یس باس۔ آئیے"...... اجیت نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ ہیلی
کے پاس صرف پائلٹ کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ پہاڑی راستوں پر تیزی
چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ ایک علیحدہ بنے ہوئے مکان کے قریب
گئے۔ مکان بالکل علیحدہ بنا ہوا تھا اور دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ
تھا۔

"وہ تمہارا آدمی کہاں ہو گا"........ شاگل نے ایک چٹان کی اوٹ
سے مکان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اجیت نے سر ہلاتے ہو
جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکالا اور اس کا رخ آسمان کی طرف
کے اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک س
رنگ کا کیپسول پستول کی نال سے نکل کر اوپر فضا میں اٹھتا چلا گیا
کافی بلندی پر پہنچ کر وہ بغیر کسی آواز کے پھٹا اور اس کے ساتھ
دھواں سا پھیلنے لگا اور چند لمحوں بعد اس ڈبے میں سے ایک بار پھر
سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور اجیت نے جلدی سے اس کا بٹن دبا دیا۔
"ہیلو۔ ہیلو۔ اے۔ ایس کالنگ"........ وہی آواز دوبارہ سنا
دی۔

"اے۔ اے اٹنڈنگ یو۔ کہاں ہو تم"........ اجیت نے کہا۔
"میں نے آپ کا پسٹل ٹریج فائر مارک کر لیا ہے۔ میں آپ

طرف اونچی چٹان کے پیچھے ہوں۔ پانچ فوجیوں کا ایک گروپ
بھی مکان میں داخل ہوا ہے۔ وہ بسرام پہاڑی کی طرف سے آئے
...... اے۔ ایس نے کہا۔
یقیناً وہی نٹور سنگھ اور اس کا گروپ ہو گا۔ اب اندر کتنے آدمی
...... اجیت نے کہا۔
جناب۔ پانچ تو وہ علی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ پانچ یہ فوجی
ہیں۔ کرنل موہن اور مانیکا ان کے علاوہ ہیں۔ ایک منٹ۔ ایک
جناب۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ ان پانچوں فوجیوں کو مار گرایا گیا ہے
ب۔ انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ میں ایس ٹی سکرین پر دیکھ رہا
جناب"....... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔
او۔ کے۔ ہم اس مکان پر ریڈ کر رہے ہیں۔ تم خیال رکھنا۔ اگر
ن اور اس کے ساتھی نکلیں تو تم نے ہمیں گائیڈ کرنا ہے۔ سمجھ گئے
...... اجیت نے کہا۔
یس باس"........ دوسری طرف سے اے ایس نے کہا اور اجیت
بٹن آف کر دیا۔
اب کیا حکم ہے باس"........ اجیت نے مڑ کر شاگل سے کہا۔
حکم کیا ہونا ہے۔ میں یہاں رہوں گا۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت
مکان کو گھیر لو اور پھر جو نظر آئے اڑا دو"....... شاگل نے کہا۔
پھر کیوں نہ باس۔ ہم میزائل ہی فائر کر دیں۔ بعد میں ہم کرنل
ہن اور مانیکا کی لاشیں ساتھ لے جائیں گے اور انہیں راستے میں

کہیں پھینک دیں گے"...... اجیت نے کہا۔
" احمق ہو گئے ہو۔ میزائل فائرنگ کی آوازیں دور دور تک
جائیں گی۔ تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپ
تو ہوں گے"........ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔ہیں"........ اجیت نے کہا۔
" تو پہلے قریب جا کر انہیں استعمال کرو جتنے کیپسول ہوں
فائر کر دو تاکہ یہ شیطان بے ہوش ہو جائیں۔اس کے بعد اندر جاؤ
جو بھی نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو۔اس کے بعد مجھے اطلا
دو"........ شاگل نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ایسی صورت میں آ
بھی ساتھ چلیں"........ اجیت نے کہا۔
" شٹ اپ۔ نانسنس۔ میں یہاں تمہیں کور کروں گا۔ تم
نہیں معلوم کہ یہ عفریت بے ہوش ہو جانے کے باوجود بھی خطرنا
ہو سکتے ہیں۔جاؤ فوراً اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو"........ شا
نے کہا اور اجیت نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اپنے ساتھیوں
اشارہ کر کے وہ چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا مکان کی طرف بڑھتا چلا گ
شاگل چٹان کی اوٹ سے انہیں جاتا دیکھتا رہا۔ پھر اجیت اور اس
ساتھی مکان کے گرد پھیل گئے اور اس کے بعد اندر بے ہوش کر د
والی گیس فائر کرنا شروع کر دی۔کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی
چاروں طرف سے کیپسول نکل کر گرتے رہے۔ پھر کیپسول فائر
روک دی گئی شاگل کا دل خوشی کی وجہ سے تیزی سے دھڑکنے لگا۔ا

یقین تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھی نہ بچ سکیں گے۔اس کے
باوجود وہ اس وقت تک وہاں نہ جانا چاہتا تھا جب تک اجیت اندر جا کر
انہیں ہلاک نہ کر دے۔اجیت اور اس کے ساتھی باہر تھے کیونکہ بے
ہوش کر دینے والی گیس اندر پھیلی ہوئی تھی۔ پھر کافی دیر بعد اجیت کا
ایک آدمی اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ کچھ دیر بعد اجیت اور اس کے
ساتھی بھی اندر چلے گئے اور شاگل بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس
کے چہرے پر بے پناہ اضطراب اور اشتیاق تھا۔ تھوڑی دیر بعد اجیت
مکان سے باہر آیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر انگلیوں سے وکٹری کا نشان
بنایا تو شاگل بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا۔اس نشان کا مطلب تھا کہ
عمران اور اس کے ساتھی مارے جا چکے ہیں۔وہ بے تحاشا انداز میں
مکان کی طرف دوڑنے لگا۔اس وقت اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ورلڈ
ریس میں حصہ لے رہا ہو۔اسے یہ بھی پرواہ نہ رہی تھی کہ کسی بھی
لمحے اس کا پیر پھسل سکتا ہے اور پھر چٹانوں سے نیچے گرنے سے اس کی
ساری ہڈیاں بھی چکنا چور ہو سکتی ہیں۔ لیکن عمران اور اس کے
ساتھیوں کے ہلاک ہونے کا واقعہ ہی ایسا تھا کہ اسے اس وقت کسی
چیز کا بھی ہوش نہ تھا اور پھر جب وہ مکان کے پاس پہنچا تو وہ بری طرح
ہانپ رہا تھا۔
" کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ کیا وہ مر گئے۔مر گئے وہ"........ شاگل نے بری
طرح ہانپتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔آیئے"........ اجیت نے کہا اور تیزی سے مکان کے کھلے

دروازے کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ اندر پہنچا تو اس نے ایک کمرے میں پانچ افراد کو فرش پر مردہ حالت میں پڑے ہوئے دیکھا۔ان کے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔لیکن وہ مقامی لوگ تھے۔ان کے جسموں پر فوجی یونیفارمز تھیں۔

"یہ۔یہ کون ہیں۔عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں"۔شاگل نے پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں جناب۔اے ایس نے بتایا تھا کہ یہ نثور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کا میک اپ کر رہے تھے"...... اجیت نے کہا۔

"تو پھر وہ نثور سنگھ اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔وہ کرنل موہن اور اس کی عورت"...... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کرنل موہن اور اس کی عورت مانیکا نیچے تہہ خانے میں ہیں جناب"...... اجیت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔ان میں عمران تو نہیں ہے۔عمران کے قدوقامت کا کوئی آدمی بھی ان میں نہیں ہے۔سارا مکان چیک کرو احمق آدمی"۔شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ نو باس۔یہاں کوئی آدمی نہیں ہے"...... اجیت نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیا۔کیا۔کہہ رہے ہو۔اوہ۔اوہ۔پھر تو وہ عمران اور اس کے ساتھی نکل گئے۔مم۔مگر مجھے تو وہ نکلتے نظر نہیں آئے۔

"اوہ۔اوہ۔وری بیڈ۔وہ اپنے اے ایس سے پوچھو۔جلدی کرو"۔شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"وہ کال ہی نہیں کر رہا باس"...... اجیت نے کہا۔

"نانسنس۔احمق۔چلو باہر۔ہم خطرے میں ہیں۔چلو"۔شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔اجیت اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے بھاگے۔تھوڑی دیر بعد وہ سب مکان سے باہر آ چکے تھے۔

"جلدی کرو۔ہمیں ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچنا ہے۔جلدی کرو"۔شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر پہلے کی طرح ہی پاگلوں دوڑتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔لیکن اس بار چونکہ چڑھائی تھی اس لئے تھوڑی ہی دیر بعد وہ بری طرح ہانپتا ہوا رک گیا۔

"ہیلی کاپٹر یہاں لے آؤ۔اب مجھ سے بھاگا نہیں جا سکتا۔جاؤ اس ہیلی کاپٹر کو یہاں لے آؤ"...... شاگل نے رک کر ہانپتے ہوئے کہا اور اجیت نے ایک آدمی کو بھیج دیا اور وہ خود بھی شاگل کے ساتھ ہی رک گیا تھا۔باقی ساتھی بھی رک گئے تھے۔

"وہ۔وہ تمہارا اے ایس کہاں ہے۔اس کا پتہ کرو۔جاؤ"۔شاگل نے اچانک ایک خیال کے تحت کہا تو اجیت نے ایک دوسرے آدمی کو اس طرف بھیج دیا جس طرف کا اشارہ اے۔ایس نے بتایا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد دونوں آدمیوں کی واپسی اکٹھی ہی ہوئی۔

"بب۔بب۔باس ہیلی کاپٹر غائب ہے۔پائلٹ کی وہاں لاش

پڑی ہے"...... ہیلی کاپٹر کی طرف سے آنے والے نے آکر خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ چٹان کے پیچھے اے ایس مردہ پڑا ہوا ہے"...... دوسرے آدمی نے کہا اور شاگل کا منہ حیرت اور خوف کی شدت سے کھل گیا اور اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا ہوا۔ یہ۔ یہ۔ اب۔ اب کیا ہوگا"...... چند لمحے رک کر شاگل نے احمقوں کے سے انداز میں کہا۔

"باس۔ اب ہم پیدل تو نہ جا سکیں گے اور وہ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیلی کاپٹر میں ہمارے اڈے پر پہنچ جائیں گے"...... اجیت نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ ٹرانسمیٹر۔ وہ۔ وہ وہاں چٹان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ آؤ میرے ساتھ"...... شاگل نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس چٹان کی طرف دوڑ پڑا جہاں وہ اجیت اور اس کے ساتھیوں کو بھیج کر بیٹھا رہا تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر جو وہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ لے آیا تھا اور جس وقت اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی اطلاع اجیت نے دی تھی اس وقت وہ اس قدر جوش میں وہاں سے بھاگا کہ اسے ٹرانسمیٹر کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس چٹان تک پہنچ گئے۔ ٹرانسمیٹر وہاں موجود تھا۔ شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر رگھو ناتھ کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اوور"...... شاگل نے چیخ چیخ کر کال

دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ رگھو ناتھ بول رہا ہوں۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے رگھو ناتھ کی آواز سنائی دی۔

"رگھو ناتھ۔ سپیشل ہیلی کاپٹر دشمنوں کے قبضے میں چلا گیا ہے اور وہ اس ہیلی کاپٹر پر اڈے پر پہنچیں گے۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچیں تم نے انہیں فوری طور پر ہلاک کر دینا ہے۔ چاہے وہ کسی بھی میک اپ میں ہوں۔ چاہے وہ میرے میک اپ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف رگھو ناتھ نے کہا۔

"اور سنو۔ تم اب فوری طور پر فری ٹائپ ہیلی کاپٹر کو یہاں بسرام پہاڑی کے پیچھے گاؤں جاشیرا کے قریب بھیجو۔ ہم وہاں موجود ہیں تاکہ وہ ہمیں لے جائے۔ سمجھ گئے۔ اوور"...... شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے رگھو ناتھ نے جواب دیا اور شاگل نے ایک بار پھر ہدایات کو دوہرایا اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ۔ اب واپس چلیں۔ ہیلی کاپٹر کو آتے آتے دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے"...... شاگل نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا اور اجیت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے ایک سرنگ نما تنگ سے کریک میں سے گزرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اس وقت وہ اس مقامی لباس اور اسی پہلے والے میک اپ میں ہی تھے یہ سرنگ اس مکان کے ایک خفیہ کمرے سے نکل کر پہاڑی علاقے کی طرف جاتی تھی اور اس کا پتہ نثور سنگھ نے بتایا تھا اور عمران کو اس سرنگ کو استعمال اس لئے کرنا پڑا تھا کہ صفدر نے اچانک ایک انتہائی طاقتور ٹیلی ویو بٹن برآمدے کے ایک کونے میں پڑا چیک کر لیا تھا اس بٹن کو دیکھتے ہی عمران چونک پڑا تھا کیونکہ وہ اس کی ساخت کو سمجھتا تھا۔ اس کی رینج کافی دور تک تھی اور نجانے کہاں سے نہ صرف انہیں دیکھا جا رہا تھا بلکہ ان کی گفتگو بھی سنی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ خطرے میں تھے پھر اس مکان میں چونکہ میک اپ باکس بھی نہ تھا اس لئے عمران نے بجائے عام راستے سے باہر جانے

کے اس سرنگ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر نثور سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو گولی مار کر وہ سب اس سرنگ کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"یہ چیکنگ کون لوگ کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کرنل موہن کے آدمی ہوتے تو پھر اب تک وہ مکان پر حملہ کر چکے ہوتے اور نثور سنگھ بھی اس طرح آسانی سے کال کے مطابق اندر نہ آجاتا"۔ صفدر نے کہا

"یہ ضرور کوئی دوسری ایجنسی ہے۔ وہ خفیہ طور پر کرنل موہن کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ اس لئے تو مجھے وہاں سے اس طرح نکلنا پڑا ہے۔ کسی بھی وقت پورے مکان پر میزائل فائر ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ نے شاگل کی طرح اس کرنل موہن کو بھی زندہ چھوڑ دیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ سربراہوں کو مار کر کیا مل سکتا ہے۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا لے لیتا"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک غار سے باہر آ گئے۔

"اوہ۔ ایک منٹ۔ سامنے چٹان کے پیچھے ایک آدمی موجود ہے"...... عمران نے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب چونک پڑے کیونکہ واقعی ایک چٹان کے پیچھے ایک آدمی ایک مشین سمیت موجود تھا۔ اس کا رخ مخالف سمت میں تھا جہاں وہ مکان تھا۔ عمران چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس کی طرف بڑھتا گیا۔

"خبردار" ۔ عمران نے اس کے عقب میں پہنچ کر کہا تو وہ آدمی یکلخت اچھلا اور مڑنے کی کوشش میں نیچے گر گیا ۔ پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر موڑ دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور اس کا چہرہ بری طرح بگڑتا چلا گیا ۔ عمران نے پیر کو پیچھے کی طرف کیا ۔

"کیا نام ہے تمہارا ۔ جلدی بولو" .... عمران نے غراتے ہوئے کہا چونکہ جس جگہ وہ موجود تھے وہاں سے سامنے ایک اونچی چٹان تھی اس لئے وہ دیکھ لئے جانے کے خطرے سے محفوظ تھے ۔

"رابندر ۔ رابندر ۔ میرا نام رابندر ہے" .... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا ۔

"کس ایجنسی سے تعلق ہے" .... عمران نے پیر کو ذرا سی حرکت دیتے ہوئے کہا ۔

"سس ۔ سس ۔ سیکرٹ سروس سے ۔ سیکرٹ سروس سے" ۔ رابندر نے گھٹے گھٹے لہجے میں رک رک کر کہا ۔

"پوری تفصیل بتاؤ ۔ تم نے ٹیلی ویو کیوں اس مکان میں لگایا تھا ۔ پوری تفصیل بتاؤ" .... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور رابندر نے تفصیل سن کر عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے ۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بال بال بچے تھے ورنہ شاگل اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے ان کا خاتمہ کر دیتے ۔ رابندر نے انہیں ہیلی کاپٹر کے

بارے میں بھی بتایا تھا اس لئے عمران نے جلدی سے پیر کو پوری طرح موڑا اور رابندر کے جسم نے دو جھٹکے کھائے اور اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں ۔ وہ ختم ہو چکا تھا ۔

"یہ ہیلی کاپٹر جاشیرا گاؤں کے قریب ہی ہو گا ۔ آؤ میرے ساتھ ۔ ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے آسانی سے شاگل کے اڈے پر پہنچ سکتے ہیں ۔ آؤ جلدی کرو" .... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے جاشیرا گاؤں کی طرف دوڑتے چلے گئے اور پھر واقعی انہیں دور سے ایک چٹان کے اوپر موجود بڑا سا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا ۔ جس کے ساتھ ایک آدمی بھی کھڑا تھا ۔

"تنویر ۔ چکر کاٹ کر جاؤ اور اس آدمی کا خاتمہ کر دو ۔ جلدی کرو یہ مسلح ہو گا ۔ خیال رکھنا" ۔ عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے دوڑتا چلا گیا جبکہ عمران اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت وہیں رک گیا تھا ۔ تنویر چٹانوں کی اوٹ میں ہو جانے کی وجہ سے انکی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا پھر وہ اچانک ہیلی کاپٹر کے عقب سے نکلتا نظر آیا ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے آدمی کی پشت اس کی طرف تھی اور چند لمحوں بعد تنویر نے اسے چھاپ لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچے تو تنویر اس آدمی کو ختم کر چکا تھا ۔ عمران نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر اس کا جائزہ لیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور عمران نے اسے تیزی سے واپس

اسی روٹ کی طرف بڑھانا شروع کر دیا جس روٹ پر وہ جیپ کے ذریعے دھیرج سنگھ کے ساتھ آئے تھے اسکے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر کو جنرل فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کر دیا تھا تاکہ شاگل اگر کسی کو کال کرے تو یہ کال یہاں بھی سنائی دے سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی ایک کال رسیو ہونی شروع ہو گئی۔ کال شاگل ہی کر رہا تھا اور اسکا مخاطب کوئی رگھو ناتھ تھا۔ جب کال ختم ہوئی تو عمران نے ایک لمبا سانس لیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب شاگل کے اڈے پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب ہمیں واپس جا کر اس دوسرے ہیلی کاپٹر کے پہنچنے سے پہلے شاگل اور اس کے ساتھیوں پر قابو پانا ہو گا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس میک اپ باکس نہیں ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کو واپس موڑنا شروع کر دیا۔

"شاگل سے اب حتمی طور پر اس سپیشل سٹور کے بارے میں پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کلر یک کے ذریعے وادی ترنام تک پہنچ کر آپریشن کر سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر پہلی والی جگہ پر دوبارہ اتار دیا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کی لاش ابھی تک وہیں پڑی ہوئی تھی۔

"شاگل اور اس کے ساتھی یقیناً مکان کے اندر ہوں گے۔ ہمیں چکر کاٹ کر جانا ہو گا"...... عمران نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے اور ایک بار پھر وہ اس مکان کی

طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس بار عمران کی ہدایت پر وہ پھیل کر چاروں طرف سے مکان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تاکہ اگر شاگل اور اس کے ساتھی مکان سے باہر موجود ہوں تو انہیں چیک کیا جا سکے لیکن مکان تک پہنچنے کے باوجود شاگل اور اس کے ساتھی انہیں کہیں نظر نہ آئے تو جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر وہ سب ریڈ کرنے کے سے انداز میں مکان کے اندر داخل ہو گئے لیکن اندر جا کر انہیں حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ مکان خالی پڑا ہوا تھا وہاں شاگل اور اس کے ساتھی موجود نہ تھے البتہ نثور سنگھ اور اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے لیکن ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے یوں لگتا تھا کہ لاشوں پر کسی نے جان بوجھ کر گولیاں چلائی ہوں۔ عمران تیزی سے تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے وہاں پہنچے اندر کرنل موہن اور مانیکا اسی طرح بندھے ہوئے لیکن بے ہوش نظر آ رہے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے اچانک ان کے سروں پر انتہائی خوفناک دھماکے ہوتے سنائی دیئے اور دوسرے لمحے تہہ خانے کی چھت اور اس کے اوپر والے کمرے کی چھت ہولناک دھماکوں کے ساتھ ہی ان کے اوپر آ گری اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہزاروں فٹ گہرے کنوئیں میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ اس کے کانوں میں اپنے ساتھیوں کی چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سب کچھ جیسے فنا ہو کر رہ گیا ہو۔ سب کچھ گہری تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔

مادام اس بار تو عجیب وغریب مشن بن کر رہ گیا ہے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے انتظار میں چار پانچ ایجنسیاں بیک وقت کام کر رہی ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی نجانے کہاں ہیں"...... کرسی پر بیٹھی ہوئی کاشی نے ساتھ والی کرسی پر موجود مادام ریکھا سے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس وقت ایک ہٹ نما کمرے میں موجود تھیں۔ یہ ہٹ پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ اس پہاڑی پر جس کی دوسری طرف وادی ترنام تھی اور اس جنوبی پہاڑی کا چارج پاور ایجنسی کے پاس تھا۔

"ہاں۔ میں نے اسی لئے تو اس سٹور والی پہاڑی کے عقبی حصے میں اپنے آدمیوں کو پہنچا دیا ہے کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی اگر وادی ترنام میں آئے تو اسی راستے سے آئیں گے اور میں چاہتی ہوں کہ اس سے پہلے کہ وہ شاگل اور اس کے آدمیوں تک پہنچیں ہمیں اطلاع مل جائے میں چاہتی ہوں کہ ان سب ایجنسیوں کے مقابلے پر میدان پاور

ایجنسی کے ہاتھ رہے لیکن ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کسی اطلاع نہ ملنے کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس بار واقعی دھوکہ کھا گئے ہیں اور نقلی سٹور کو تباہ کر کے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں"...... ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کاشی مزید کوئی بات کرتی۔ ساتھ ہی موجود میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ ریکھا اور کاشی دونوں بے اختیار چونک پڑیں۔ مادام ریکھا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کو اپنے پاس کیا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ناتھ کالنگ مادام۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی اور مادام ریکھا بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ یہ ناتھ تو بلیک فورس میں ہمارا مخبر ہے۔ اوہ پھر تو یہ کوئی اہم اطلاع ہو گی"...... مادام ریکھا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا وائس بٹن دبا دیا۔

"یس۔ مادام ریکھا اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... مادام ریکھا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مادام۔ ایک اہم اطلاع ہے۔ کرنل موہن نے کافرستان سے اپنی گرل فرینڈ کیپٹن مانیکا کو اپنے پاس بلا لیا ہے اور کیپٹن مانیکا نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے ایک جال پھینکا اور عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس چکے ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ناتھ کی آواز سنائی دی اور مادام ریکھا کا چہرہ بجھ سا گیا۔ کاشی

کے چہرے پر بھی حیرت تھی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور"...... مادام ریکھا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ناتھ نے مانیکا اور نٹور سنگھ کی جنرل فریکونسی پر کی جانے والی کال اور اس میں بتائی جانے والی کریک کی تفصیل اور پھر مشین سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ مانیکا کی طرف سے اس کریک میں کئے جانے والے تمام انتظامات کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک بار پھر بازی کرنل موہن کے ہاتھ لگے گی۔ ویری سیڈ۔ اب موجودہ صورت حال کیا ہے۔ کیا ابھی عمران اور اس کے ساتھی وہاں تک نہیں پہنچے۔ اوور"...... مادام ریکھا نے کہا۔

"اوہ نہیں مادام۔ دراصل میں جس ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہوں یہ انچارج کی تحویل میں تھا۔ اس لئے میں کال نہ کر سکا تھا کیونکہ دوسرے ٹرانسمیٹر سے کال کیچ ہو جانے کا خطرہ تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جال میں پھنس چکے ہیں اور کرنل موہن اور مانیکا نے نٹور سنگھ اور اس کے گروپ کی مدد سے انہیں جاشیرا گاؤں سے کچھ دور پہاڑیوں میں بنے ہوئے علیحدہ مکان میں پہنچایا ہے اور اب وہ خود وہاں گئے ہیں۔ کرنل موہن کا خیال ہے کہ پہلے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی مکمل طور پر شناخت کرے گا۔ اس کے بعد وزیراعظم صاحب کو اطلاع دی جائے گی۔ وہ ابھی ابھی روانہ ہوتے ہیں چونکہ کرنل موہن نے انچارج

کو کچھ ہدایات دینی تھیں اس لئے وہ اسے ساتھ لے گیا ہے اور میں موقع ملتے ہی کال کر رہا ہوں۔ اوور"...... ناتھ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر اب تو مزید کچھ کرنا ہی فضول ہے۔ جب تک ہم وہاں پہنچیں گے وہ انہیں ہلاک کر کے وزیراعظم کو اطلاع بھی دے چکا ہوگا۔ کے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... ریکھا نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مشن ختم"...... کاشی نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کرنل موہن پر واقعی قسمت مہربان دکھائی دے رہی ہے"۔ ریکھا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر بڑی مایوسی کے عالم میں کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن اسی لمحے ٹرانسمیٹر ایک بار پھر کال دینے لگا تو ریکھا چونک پڑی۔

"اب کس کی کال آ گئی"۔ ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ رگھوپت کالنگ مادام۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور مادام ریکھا ایک بار پھر اچھل پڑی۔

"شاگل کے گروپ کا مخبر"...... ریکھا نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا وائس بٹن آن کر دیا۔

"یس ریکھا اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ریکھا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام ایک اہم اطلاع دینی ہے ۔ چیف شاگل اپنے اسسٹنٹ اجیت اور اس کے چند مسلح آدمیوں کے ساتھ اپنے سپیشل ہیلی کاپٹر میں بسرام پہاڑی کے عقب میں واقع جاشیرا گاؤں کی طرف گئے ہیں۔ وہاں کرنل موہن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا ہے او چیف شاگل انہیں کرنل موہن سے چھین کر اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں ۔ اوور"........ دوسری طرف سے کہا گیا تو مادام ریکھا کے چہرے پم شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا۔ کیا شاگل نے بتایا ہے ۔ اوور"........ مادام ریکھا نے کہا۔

"نہیں مادام ۔ میں ٹرانسمیٹر کے کال کیچر پر کام کرتا ہوں ۔ شاگل کو کرنل موہن کے گروپ میں موجود اس کے خاص مخبر نے اطلاع دی ہے ...... اوور"۔ رگھوپت نے وہی تفصیل دوہرا دی جو اس سے پہلے ناتھ بتا چکا تھا۔

"اوہ ۔ لیکن وہ کس طرح اس سے چھینے گا ۔ وہ کرنل موہن تو وزیراعظم کو اطلاع دے چکا ہو گا ۔ اوور"۔ مادام ریکھا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم مادام ۔ لیکن بہرحال وہ وہیں گئے ہیں او انہوں نے انچارج رگھو ناتھ کو بھی کچھ نہیں بتایا ۔ یہ تو میں نے چونکہ کال کیچ کر لی تھی اس لئے مجھے اصل بات کا علم ہو گیا ہے ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او ۔ کے ۔ اوور اینڈ آل"........ مادام ریکھا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر ایک فریکونسی یڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ مادام ریکھا کالنگ ۔ اوور"........ مادام ریکھا نے کال دینا شروع کر دی اس کے انداز میں تیزی تھی۔

"یس مادام ۔ سباٹے اٹنڈنگ یو ۔ اوور"........ دوسری طرف سے یک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سباٹے ۔ فوراً بڑا ہیلی کاپٹر مع چار مسلح افراد کے جن کے پاس میزائل گنیں، بم، مشین گنیں اور دوسرا اسلحہ ہو ۔ میرے ہٹ پر بھیج دو فوراً ۔ دیر مت کرنا پائلٹ کو بتا دینا کہ ہم نے بسرام پہاڑی کے عقب میں جاشیرا گاؤں کے پاس پہنچنا ہے ۔ سمجھ گئے ۔ اوور"۔ مادام ریکھا نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ۔ میں ابھی بھجواتا ہوں ۔ اوور"........ دوسری طرف سے سباٹے نے جواب دیا اور مادام ریکھا نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ کاشی ۔ اگر شاگل بدمعاشی پر اتر آیا ہے کہ وہ کریڈٹ کرنل موہن سے چھین کر خود لے لے تو پھر ہم بھی یہ کام کر سکتے ہیں ۔ ہم بھی کریڈٹ اس سے چھین لیں گے ۔ آؤ"........ مادام ریکھا نے کہا اور تیزی سے ہٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ کاشی بھی سر ہلاتی ہوئی کرسی سے اٹھ کر اس کے پیچھے لپکی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں

ایک نیلے رنگ کے بڑے ہیلی کاپٹر میں سوار تیزی سے جاشیرا گاؤں کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ۔ مادام ریکھا اور کاشی کے علاوہ چار مسلح افراد موجود تھے اور ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں دو بڑے بڑے سیاہ رنگ کے تھیلے بھی موجود تھے۔

" وہ مکان جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو رکھا گیا ہے اس کی نشاندہی کس طرح ہوگی"...... کاشی نے مادام ریکھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ جاشیرا گاؤں سے ہٹ کر علیحدہ بنا ہوا ہے۔ ہیلی کاپٹر سے اسے آسانی سے چیک کیا جا سکے گا"...... مادام ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہیلی کاپٹر ایک لمبا چکر کاٹ کر جاشیرا گاؤں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کیونکہ وہ پہاڑیوں کے اوپر سے نہ گزر سکتے تھے ورنہ ہدایات کے مطابق ان کا ہیلی کاپٹر کسی بھی پہاڑی پر بنی ہوئی ایئر چیک پوسٹ سے انہیں کسی وارننگ کے بغیر مار گرایا جاتا۔ ابھی ان کا ہیلی کاپٹر کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ انہیں دور سے دو ہیلی کاپٹر اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ دونوں ہیلی کاپٹر آگے پیچھے اڑتے ہوئے آ رہے تھے۔

" یہ کس کے ہیلی کاپٹر ہیں"...... مادام ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہک سے لٹکی ہوئی ایک طاقتور دور بین نکالی اور اسے آنکھوں سے لگا لیا۔

" ارے یہ تو سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر ہیں دونوں ہی۔ اوہ۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ شاگل اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس بھی آ رہا

ہے"...... ر۔ ت ات پٹنے ہوئے کہا۔

" پھر تو ہمارا جانا ہی فضول ہے"...... کاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور مادام ریکھا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دور بین ہٹائی اور اسے واپس ہک میں لٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر بھی مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" اب تو واقعی وہاں جانا فضول ہے"...... ریکھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ سیکرٹ سروس کے دونوں ہیلی کاپٹر قریب آ گئے تھے اور جب وہ دونوں یکے بعد دیگرے ان کے ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزرے تو ریکھا نے آگے والے ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے شاگل کو دیکھ لیا۔ اس ہیلی کاپٹر میں اس کے دوسرے ساتھی بھی موجود تھے جبکہ دوسرے ہیلی کاپٹر میں صرف اکیلا پائلٹ تھا۔ دونوں ہیلی کاپٹر تیزی سے ان کے قریب قریب سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ شاگل نے مڑ کر مادام ریکھا کی طرف دیکھا اور پھر منہ پھیر لیا۔

" اوہ۔ شاگل ناکام جا رہا ہے"...... ریکھا نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ کیسے"...... کاشی نے حیران ہو کر پوچھا۔

" میں اس کے تاثرات اچھی طرح پہچانتی ہوں۔ اگر یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں لے جا رہا ہوتا تو اس کے چہرے کے تاثرات کچھ اور ٹائپ کے ہوتے۔ مادام ریکھا نے کہا اور کاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ہاں۔ میں نے بھی ایسا ہی محسوس کیا ہے"...... کاشی نے بھی

تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کرنل موہن نے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے بلکہ اس نے وزیراعظم صاحب کو بھی اطلاع کر دی ہو گی اسی لئے تو شاگل کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا ہو گا"۔ ریکھا نے اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے شاگل کی ناکامی سے اسے دلی مسرت ہو رہی ہو۔

"اب کیا کرنا ہے مادام...... کیا واپس جانا ہے"...... پائلٹ نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ اب میں جاکر کرنل موہن کو باقاعدہ مبارکباد دوں گی۔ چلے چلو"......... ریکھا نے کہا اور پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ بسرام پہاڑی کے عقب میں واقع جاشیرا گاؤں کے پاس پہنچ گئے۔

"ہیلی کاپٹر اور زیادہ بلندی پر لے جاؤ تاکہ میں اس مکان کو مارک کر سکوں"......... ریکھا نے پائلٹ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ہیلی کاپٹر کو اور زیادہ بلندی پر لے جانے لگا۔ پھر کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے ہیلی کاپٹر کو معلق کر دیا اور ریکھا نے ایک بار پھر طاقتور دوربین آنکھوں سے لگائی اور غور سے نیچے کی طرف جھک کر اس مکان کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

"ارے یہ کیا۔ اوہ۔ اوہ یہ۔ یہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ بالکل یہ عمران کا ہی قدوقامت ہے"........ اچانک ریکھا کی

انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"عمران اور اس کے ساتھی"......... عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی کاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے مختلف سمتوں سے آدمیوں کو اس مکان کی طرف بڑھتے دیکھا ہے اور جو آدمی خاص طور پر فوکس میں تھا اس کا قدوقامت بالکل عمران جیسا تھا حالانکہ شکل فاصلے کی وجہ سے صاف نظر نہیں آئی لیکن میں اس کے چلنے کا انداز پہچانتی ہوں۔ وہ یقیناً عمران تھا"........ ریکھا نے کہا۔

"تو وہ اس مکان میں اب گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ شاگل کو انہوں نے چکر دے کر واپس بھیج دیا ہے اور کرنل موہن بھی ان کے قبضے میں ہے۔ ورنہ یہ اس طرح آزادی سے نہ گھوم پھر رہے ہوتے"۔ اس بار کاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر مادام"......... پائلٹ نے مادام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سب میزائل گنیں تھیلیوں سے نکال لو اور پوزیشنیں لے لو۔ تمہارا ٹارگٹ یہ مکان ہو گا۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے اس مکان پر میزائل فائر کر دینے ہیں"........... مادام ریکھا نے تیز لہجے میں عقبی طرف بیٹھے ہوئے چاروں افراد سے کہا اور وہ سب اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"اور تم ہیلی کاپٹر کو آگے لے جاؤ اور اتنی بلندی پر رکھو کہ اس مکان کے اوپر سے گزرو تو مکان میزائل گن کی رینج میں آ جائے لیکن نیچے سے

ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کیا جا سکے"...... ریکھا نے اس بار پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام"...... پائلٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور پھر اسے غوطہ دیتے ہوئے پہاڑی چٹانوں کے درمیان بنتے ہوئے بالکل الگ تھلگ مکان کی طرف لے جانے لگا۔

چاروں افراد نے میزائل گنیں ہاتھوں میں لے لیں اور ان میں میگزین فل کر لئے۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اس مکان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور لمحہ بہ لمحہ اس کی بلندی کم ہوتی جا رہی تھی۔ چاروں افراد ہیلی کاپٹر کی عقبی کھڑکیوں میں میزائل گنیں لے کر جم گئے تھے۔ ریکھا اور کاشی دونوں کے چہروں پر عجیب سا جوش تھا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس مکان سے ذرا سے فاصلے پر رہ گیا اور بلندی بھی اتنی رہ گئی کہ میزائل فائر ہو سکیں ریکھا چیخی۔

"مکان کا نشانہ لے کر فائر کرو"...... ریکھا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سٹک سٹک کی آوازیں ابھریں اور میزائل گنوں سے نکلنے والے میزائل بجلی کی سی تیزی سے سیدھے اس مکان کی طرف بڑھے۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے چار میزائل اس مکان سے جا کر ٹکرائے اور پھر انتہائی خوفناک دھماکوں سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔ مکان کے پرزے اڑ گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر اب مکان سے کافی آگے نکل گیا تھا۔

"ہیلی کاپٹر کو واپس لے چلو اور دوبارہ میزائل فائر کرو"۔ ریکھا نے

مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو موڑنا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک دور سے ایک شعلہ سا چمکا اور اس کے ساتھ ہی پائلٹ نے بجلی کی سی تیزی سے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے ایک میزائل ہیلی کاپٹر کے بالکل نیچے سے گزر گیا۔ اگر پائلٹ کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ہیلی کاپٹر اس میزائل سے ٹکرا کر فضا میں ہی تباہ ہو چکا ہوتا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... مادام ریکھا نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہم پر ایئر چیک پوسٹ سے میزائل فائرنگ ہو رہی ہے"۔ پائلٹ نے بھی خوفزدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کو اچانک ایک جھٹکے سے غوطہ دیا اور دوسرے لمحے ایک اور میزائل ہیلی کاپٹر کے اوپر سے نکل گیا۔ اس بار وہ بال بال بچے تھے۔

"بھاگو۔ نکل چلو۔ ہیلی کاپٹر تباہ ہو جائے گا اور ہم مارے جائیں گے"...... مادام ریکھا نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے اس بار انتہائی مہارت سے ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے کی طرف ایک لمبا غوطہ دیا اور پھر پہاڑیوں کے بالکل قریب لے جا کر وہ اسے انتہائی ماہرانہ انداز میں اڑاتا ہوا واپس اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جس طرف سے وہ آیا تھا۔ مادام ریکھا اور کاشی دونوں کے چہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے اور وہ بار بار مڑ کر خوفزدہ انداز میں اس طرف دیکھ رہی تھیں جدھر سے

میزائل ان پر فائر ہو رہے تھے۔

"اب ہم پر فائر نہیں ہو سکتا مادام۔ ہم انتہائی نیچی پرواز کر رہے ہیں"...... پائلٹ نے کہا تو مادام کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم واقعی ماہر ہو۔ اگر تم مہارت کا مظاہرہ نہ کرتے تو ہمارا خاتمہ یقینی تھا"...... مادام ریکھا نے کہا تو پائلٹ بے اختیار مسکرا دیا۔

"مادام۔ میں جنگی پائلٹ ہوں اور یہ ہیلی کاپٹر گو جنگی ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ لیکن ہے اسی انداز کا۔ اس لئے ہم بچ نکلے ہیں ورنہ ان میزائلوں سے بچنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے"...... پائلٹ نے جواب دیا اور مادام ریکھا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مادام۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا ہوگا۔ وہ تو اس مکان کی تباہی کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہوں گے۔ کیوں نہ ہم ہیلی کاپٹر یہیں اتار کر ان لاشوں کو اٹھا لیں"...... کاشی نے کہا۔

"نہیں۔ اب یہ ممکن نہیں رہا۔ اب اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ یہ علاقہ کرنل موہن کی تحویل میں ہے اور ان کی ایئر چیک پوسٹ نے ہمیں مارک کر لیا ہے۔ اب ہماری بچت اسی میں ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں۔ بعد میں انکار کیا جا سکتا ہے لیکن اگر انہوں نے ہمیں یہاں پکڑ لیا تو پھر ہمیں کورٹ مارشل سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ وزیراعظم اور صدر دونوں نے اس بار سب

کو انتہائی سختی سے تنبیہہ کی تھی کہ کوئی ایجنسی دوسرے کے علاقے میں مداخلت نہ کرے۔ ورنہ اس کا کورٹ مارشل کر دیا جائے گا۔ شاگل بھی شاید اسی لئے واپس چلا گیا ہے کہ اسے چیک کر لیا گیا ہوگا۔ اب مجبوری ہے کہ کریڈٹ بہرحال کرنل موہن کو ہی ملے گا۔ اصل بات تو اس خطرناک ایجنٹ کا خاتمہ اور کافرستان کا مفاد ہے۔ کریڈٹ کوئی بھی لے جائے"...... مادام ریکھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کاشی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی اب تیزی سے چھٹتی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ سب منظر فلم کی طرح چل پڑا۔ جو ذہن تاریک ہونے سے پہلے اس کے لاشعور میں محفوظ تھا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا شعور ایک جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔

"لیٹے رہیں عمران صاحب۔ آپ زخمی ہیں شکر ہے آپ کو ہوش آگیا ہے۔ میں تو آپ کی حالت دیکھ کر بے حد پریشان ہو رہا تھا"۔ اچانک دھیرج سنگھ کی آواز سنائی دی اور عمران نے اٹھنے کا ارادہ ترک کر کے چونک کر گردن موڑی تو دھیرج سنگھ اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ عمران اس وقت ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے جسم پر کئی جگہ

ں بندھی ہوئی تھیں۔ اس نے تیزی سے گردن موڑی اور دوسرے
ہی اس کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ اس
ت ایک خاصے بڑے کمرے میں تھے اس کے ساتھ ہی بستروں پر اس
ے ساتھی بھی لیٹے ہوئے تھے اور دو ڈاکٹر ان کو انجکشن لگانے میں
مصروف تھے۔ ان دونوں کے جسموں پر چونکہ سفید اوور آل تھے اس
ے عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہیں۔ ان کے
تروں کے ساتھ ہی گلوکوز کی بوتلوں کے تھیلے بھی سٹینڈز پر موجود
ے اور اس کمرے کی پوزیشن بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت کسی باقاعدہ
ہسپتال میں موجود ہیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا کسی ہسپتال میں ہیں۔ وہ تو اس
کان کی چھت دھماکوں سے ہم پر گری تھی۔ اس کے بعد ہمیں ہوش
رہا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ اس وقت ہمارے ایک خصوصی خفیہ ہسپتال میں
یں۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ آپ کو اس کریک کے دہانے پر
چھوڑ کر میں واپس دلیپ سنگھ کی حویلی میں چلا گیا۔ میں وہاں اس لئے
ٹ گیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو پھر میری ضرورت پڑے۔ اس لئے
یں نے ایک پہاڑی پر اپنا چیکنگ سٹاپ بنایا تھا۔ دلیپ سنگھ شکاری
ہے۔ اس لئے اس کے پاس انتہائی طاقتور دوربین تھی جو میں نے اس
ے لے لی تھی۔ پھر اس دوربین کی مدد سے میں نے چیک کر لیا کہ آپ
و بے ہوشی کے عالم میں چند فوجیوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور

وہ آپ کو علیحدہ بنے ہوئے ایک مکان میں لے گئے اس کے بعد ا
فوجی مرد اور عورت بھی اس مکان میں گئے میں سمجھ گیا کہ آپ ان
ہاتھ لگ گئے ہیں اور اب آپ کو ان سے واپس جبراً حاصل کرنا ضرو
ہے چنانچہ میں وہاں سے فوری طور پر واپس دلیپ سنگھ کی حویلی
پہنچا۔ دلیپ سنگھ اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے کافرستان چلا گیا
لیکن اس کے شکاری گروپ میں ایک آدمی راجہ میرا دوست تھا۔
نے اس کو ساری بات بتائی تو وہ فوراً مدد کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے
گاؤں میں سے دس ایسے آدمی بلوالئے جو درپردہ مشکباریوں کی حمایت
کرتے تھے۔ چنانچہ ان انتظامات کے بعد ہم مسلح ہو کر اور خفیہ
راستوں سے جب اس مکان کے قریب پہنچے تو ہم یہ دیکھ کر حیران
گئے کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑی چٹانوں سے نکل کر اس مکان
کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آپ کو زندہ دیکھ کر اور اس طرح ایکشن میں
دیکھ کر میں نے ساری کارروائی روک دی لیکن میں نے راجہ اور اس
کے ساتھیوں کو واپس جانے سے روک دیا کیونکہ آپ کا مکان کے اند
جانے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ کسی کے خلاف کارروائی کرنے جا رہے
ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ شاید آپ کو پھر میری اور راجہ کے
آدمیوں کی ضرورت پڑ جائے۔ اس لئے ہم رک گئے اور پھر آپ کے اند
جاتے ہی ہم نے ایک ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر اڑتے ہوئے اس مکان
کی طرف بڑھتے دیکھا۔ گو ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر تھا لیکن مکان کی طرف
بڑھتے ہوئے اس کا انداز جارحانہ تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ مکان

تمہ کرنا چاہتا ہے اور پھر وہی ہوا۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس ہیلی
کاپٹر سے اس مکان پر میزائل فائر کئے گئے اور مکان تباہ ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر
واپس مڑنے لگا تو بسرام پہاڑی کی طرف سے اس پر یکے بعد دیگرے دو
میزائل فائر کئے گئے لیکن پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو انتہائی مہارت سے بچا
یا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ نیچی پرواز کرتا ہوا واپس اسی طرف کو چلا گیا
جدھر سے آیا تھا۔ اس کے جاتے ہی میں راجہ اور اس کے ساتھیوں کے
ساتھ بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی سے اتر کر اس تباہ شدہ مکان کی طرف
بھاگے اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہم نے ایک تہہ خانے میں آپ
کو اور آپ کے ساتھیوں کو شدید زخمی حالت میں پڑے چیک کر لیا۔
اس تہہ خانے کی چھت پوری طرح نہ گری تھی جبکہ اوپر موجود تمام
مکان مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا البتہ اس تہہ خانے کی چھت میں
فولادی سریئے کا ڈھانچہ ایک طرف سے بدستور قائم تھا۔ بہرحال
تھوڑی سی جدوجہد سے ہم نے راستہ بنا لیا اور پھر آپ کو اور آپ کے
ساتھیوں کو وہاں سے نکال لیا گیا۔ وہاں دیوار کے ساتھ وہی فوجی مرد
اور عورت بھی زخمی حالت میں بندھے ہوئے نظر آئے لیکن انہیں
کھولنے میں وقت لگتا تھا اور ظاہر ہے وہ آپ کے دشمن ہی ہوں گے اور
ادھر ہمیں فوجیوں کی آمد کا بھی خطرہ تھا کہ اگر وہ آگئے تو ہم پکڑے جا
سکتے ہیں اس لئے ہم آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے نکال کر
تیزی سے واپس گاؤں کی طرف بھاگے۔ راجہ اس دوران ایک بڑی
جیپ کو حویلی سے باہر نکال لایا تھا جس میں ہم یہاں پہنچے تھے اور پھر

آپ کو اس جیپ میں لاد کر ہم فوراً وہاں سے نکل پڑے۔ جاشیرا گاؤں سے بیس کلو میٹر دور ایک گاؤں ہے رحمت نگر۔ وہاں مشکباریوں کا ایک خفیہ ہسپتال ہے اور راجہ اسے جانتا تھا۔ چنانچہ ہم آپ کو لے کر یہاں آئے۔ راجہ کو جب آپ کی اصلیت کا علم ہوا تو اس نے بتایا کہ وہ بھی مشکباری مجاہدین کے ایک خفیہ گروپ سے متعلق ہے اور وہ آپ کے بارے میں جانتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس ہسپتال کے ڈاکٹروں سے بات چیت کی اور پھر آپ اور آپ کے ساتھیوں کا فوری طور پر علاج شروع ہو گیا اور اب تقریباً آٹھ گھنٹوں بعد آپ ہوش میں آئے ہیں۔ راجہ کو میں نے واپس بھیج دیا تھا تاکہ وہ وہاں کی صورت حال کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کر سکے۔ آپ سب زخمی ضرور ہیں لیکن بہرحال کوئی شدید چوٹ آپ میں سے کسی کو نہیں آئی آپ سب کے سروں پر خاصی چوٹیں آئی تھیں اس لئے آپ سب بے ہوش تھے"...... دھیرج سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ دونوں ڈاکٹر بھی عمران کے بیڈ کے قریب آکر کھڑے ہو گئے تھے۔

"آپ سب کا بے حد شکریہ۔ آپ نے ہماری زندگیاں بچائی ہیں"...... عمران نے دھیرج سنگھ اور ان دونوں ڈاکٹروں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا فرض تھا جناب۔ راجہ نے جب بتایا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو یقین کیجئے ہم آپ کے علاج کی طرف

سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے اور اب آپ کو ہوش میں دیکھ کر ہمیں بے حد مسرت ہو رہی ہے"...... ایک ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"شکریہ۔ میرے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تشویش کی کوئی بات نہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی ہوش میں آ جائیں گے۔ البتہ آپ سب کو کم از کم ایک ہفتہ آرام کرنا پڑے گا"۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوتے جواب دیا۔

"بس یہی ایک لفظ ہماری قسمت میں نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کون سا لفظ"...... ڈاکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"آرام"...... عمران نے جواب دیا اور دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ دھیرج سنگھ بھی ہنس پڑا۔

"میں اب راجہ کا پتہ کراتا ہوں۔ اسے گئے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی"...... دھیرج سنگھ نے کہا۔

"ان کی قسمت میں آرام نہیں ہے لیکن آپ تو آرام کر لیں۔ عمران صاحب جب سے آپ آئے ہیں یہ نوجوان ایک لمحے کے لئے بھی آپ کے بستر سے نہیں ہٹا۔ اس کے چہرے پر اس قدر تشویش تھی کہ ہمیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں اس کا نروس بریک ڈاؤن نہ ہو جائے"۔

ڈاکٹر نے دھیرج سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہت شکریہ دھیرج سنگھ۔ تمہاری محبت کا میں صرف شکریہ ہی ادا کر سکتا ہوں۔ اب تم آرام کر لو۔ راجہ خود ہی آجائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کے ساتھ گزرا ہوا ایک ایک لمحہ میرے لئے انتہائی قیمتی ہے اور باعث فخر بھی"۔ دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس چلا گیا۔ ڈاکٹر بھی عمران کو آرام کا کہہ کر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سب ساتھی ہوش میں آگئے اور جب عمران نے انہیں ساری تفصیل بتائی تو وہ بھی دھیرج سنگھ کی اس محبت اور خلوص سے بے پناہ متاثر ہوئے۔

"عمران صاحب۔ یہ ہیلی کاپٹر شاگل کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس نے یقیناً ہمیں واپس جاتے چیک کر لیا ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دھیرج سنگھ ایک مضبوط جسم کے نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"یہ راجہ ہے عمران صاحب اور راجہ۔ یہ عمران صاحب ہیں"۔ دھیرج سنگھ نے اس نوجوان کا عمران سے اور عمران کا اس نوجوان سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس طرح ہوش میں دیکھ کر مجھے حقیقتاً دلی مسرت ہو

ہے۔ آپ تو ہم مشکباریوں کے ہیرو ہیں جناب۔ یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ میری آپ جیسے عظیم انسان سے ملاقات ہو گئی ہے"...... راجہ نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے عمران کے ہاتھ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ اس کے چہرے پر واقعی مسرت اور خلوص کا اظہار ہو رہا تھا۔

"تمہارا بے حد شکریہ راجہ۔ تمہاری وجہ سے ہم موت کی دلدل سے نکل آنے میں کامیاب ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ دھیرج سنگھ نے آپ کا تعارف بعد میں کرایا۔ اگر یہ پہلے مجھے بتا دیتا تو میں آپ کو وہاں اکیلے کبھی نہ جانے دیتا"...... راجہ نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ راجہ خاصی اہم خبریں لے کر آیا ہے"۔ دھیرج سنگھ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کونسی خبریں"...... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جناب۔ وہ فوجی مرد اور عورت جو آپ کے ساتھ دیوار سے زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے وہ کرنل موہن اور کیپٹن مانیکا تھے۔ انہیں فوجیوں نے آکر وہاں سے نکالا اور واپس پہاڑیوں میں لے گئے اور جناب۔ وہاں سے یہ معلومات ملی ہیں کہ کافرستان کے وزیر اعظم خفیہ طور پر وہاں پہنچے ہیں اور اب وہاں فوجیوں کی تعداد کافی بڑھا دی

گئی ہے ۔ فوجی ہیلی کاپٹر فوجیوں کو لے کر مسلسل اڑ رہے ہیں ۔
تو جاشیرا گاؤں کے ارد گرد بھی فوجیوں نے چیک پوسٹیں قائم کر لی
اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے ۔ ا
آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی شدت سے تلاش ہے اور جناب
ایک فوجی سے پتہ چلا ہے کہ اس مکان پر میزائل فائر کرنے والے
ہیلی کاپٹر کا پتہ چلا لیا گیا ہے ۔ وہ کسی مادام ریکھا کا ہیلی کاپٹر ہے اور ا
سے پہلے دو اور ہیلی کاپٹر بھی وہاں دیکھے گئے ہیں جن میں سے ایک
نیچے نہیں اترا تھا ۔ وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر تھے
جناب جو خاص بات میں معلوم کر کے آیا ہوں وہ یہ ہے کہ جم
کریک کے دہانے پر دھیرج سنگھ آپ کو چھوڑ کر آیا تھا اس کریک
دھانوں کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے "...... راجہ نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا ۔

"مادام ریکھا کے ہیلی کاپٹر نے اس مکان پر میزائل فائر کئے ۔ حیرت
ہے ۔ وہ یہاں کیسے پہنچ گئی "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ک

"مجھے تو یہی معلوم ہوا ہے ۔ ہو سکتا ہے یہ اطلاع غلط ہو ۔ بہرحال
اطلاع یہی ہے "...... راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"کرنل موہن اور مانیکا کی اب کیا حالت ہے ۔ کچھ ان کے بارے
میں معلوم ہوا ہے "...... عمران نے پوچھا ۔

"وہ زخمی ضرور ہوئے ہیں لیکن زیادہ نہیں ہوئے ۔ سنا ہے کہ اب
وہ ٹھیک ہیں "...... راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"لیکن عمران صاحب ۔ ایئر چیک پوسٹ سے اس سٹور کو کیسے تباہ
کیا جائے گا ۔ اسے تو خصوصی ریز سے تباہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی رینج
تو اتنی نہیں ہے "...... ساتھ والے بستر پر موجود صفدر نے کہا ۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اس کا ایک اور حل میرے ذہن
میں آ گیا ہے ۔ ہمیں اس وادی میں اصل خطرہ چاروں طرف موجود ان
ایئر چیک پوسٹس سے ہی ہے ۔ ریکھا کے ہیلی کاپٹر پر میزائل فائرنگ
سے یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ وہاں کافی دور تک مار کرنے والے
میزائل موجود ہیں اس لئے ہم اگر ایک چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں تو
وہاں موجود میزائلوں کی مدد سے ہم باقی تمام چیک پوسٹوں پر میزائل
فائر کر کے انہیں تباہ کر سکتے ہیں ۔ اگر تمام چیک پوسٹیں تباہ ہو جائیں
تو کافرستانیوں کو ملنے والا فضائی شیلڈ ختم ہو جائے گا ۔ اس کے بعد ہم
وہاں موجود میزائلوں کو وادی ترنام کے چاروں طرف اس طرح فائر
کریں گے کہ ہر طرف آگ ہی آگ پھیل جائے ۔ اس طرح گو بے
شمار کافرستانی فوجی ہلاک ہو جائیں گے لیکن بہرحال اس افراتفری میں
ہم اصل مشن مکمل کر لیں گے "...... عمران نے کہا ۔

"اوہ عمران صاحب ۔ آپ نے واقعی بہترین تجویز سوچی ہے ۔ اگر
آپ اجازت دیں تو میں اپنے چیف کو کال کر کے پورے مشکبار میں
پھیلے ہوئے مجاہدین کو یہاں طلب کر لوں ۔ پھر ہم چاروں طرف سے
وہاں موجود فوجیوں پر فائر کھول دیں گے "...... راجہ نے خوش ہوتے
ہوئے کہا ۔

"نہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ ہم نے اب فوری کام کرنا ہے۔ تم بس اتنا کرو کہ ہم سب کے لئے فوجی یونیفارمز مہیا کر دو اور جو اسلحہ میں بتاؤں وہ بھی ہمیں مہیا کر دو۔ اس کے بعد ہمیں اس خفیہ راستے کے دھانے تک پہنچا دو۔ باقی کام ہم کر لیں گے"........ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کا حکم۔ بہرحال میں اس مشن پر آپ کے ساتھ رہوں گا۔ یہ میری درخواست ہے"........ راجہ نے کہا۔

"او۔ کے۔ تمہارے ساتھ ساتھ دھیرج سنگھ بھی اب ہمارے ساتھ رہے گا۔ تم فوراً انتظامات کرو تاکہ ہم جلد از جلد اس مشن کو مکمل کر سکیں۔ اب ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"........ عمران نے کہا اور راجہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایک بڑے کمرے میں موجود کرسیوں پر کرنل موہن، کیپٹن مانیکا شاگل، مادام ریکھا اور کرنل داس بیٹھے ہوئے تھے ایک کرسی خالی تھی کرنل موہن اور مانیکا دونوں کے سر اور جسموں پر مختلف جگہوں پر بینڈیج کی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے کی راہداری کے ساتھ نیلے رنگ کی یونیفارمز میں ملبوس دس افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی یونیفارمز پر پرائم منسٹر ہاؤس سیکورٹی کے مخصوص بیجز لگے ہوئے تھے شاگل اور مادام ریکھا دونوں ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے جبکہ کرنل موہن اور مانیکا دونوں بار بار شاگل اور ریکھا کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ انہیں گولی سے اڑا دیں۔ یہ میٹنگ بھواجا پہاڑیوں پر ہی ہو رہی تھی اور وزیراعظم صاحب کے خصوصی احکامات پر یہ میٹنگ کال کی گئی تھی۔ کرنل موہن نے ہوش میں آتے ہی وزیراعظم

سے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی اور وزیراعظم صاحب نے فوری طور پر نہ صرف یہ میٹنگ کال کر لی تھی بلکہ وہ خود بھی یہاں پہنچ گئے تھے۔ ان کے ساتھ دو ہیلی کاپٹروں میں پرائم منسٹر ہاؤس کی سیکورٹی کے افراد بھی آئے تھے اور یہ وہی نیلے رنگ کی یونیفارم والے افراد تھے جو اس وقت اس کمرے میں موجود تھے۔ وزیراعظم صاحب کے ساتھ سیکورٹی کے افراد کے علاوہ بھی کچھ اور لوگ آئے تھے اور وزیراعظم ان افراد کے ساتھ اس وقت بھواجا پہاڑیوں کے چیک اپ میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وزیراعظم اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ اندر اکیلے ہی آئے تھے اور ان کے اندر آنے پر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب افراد ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ کرنل موہن، کیپٹن مانیکا اور کرنل داس نے انہیں فوجی انداز میں سلیوٹ کئے جبکہ شاگل اور ریکھا نے صرف سلام کرنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"بیٹھو"...... وزیراعظم نے سخت لہجے میں کہا اور پھر خالی کرسی پر وہ خود بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی کرنل موہن سمیت سب افراد اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میں نے تمام حالات معلوم کر لئے ہیں۔ میرے ساتھ جو ماہرین آئے ہیں۔ انہوں نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ساری صورت حال معلوم کر لی ہے اور اس کے مطابق یہ بات اب حتمی طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ پہلے سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے کرنل موہن اور

کیپٹن مانیکا کے ہاتھوں سے ان کے شکار کو چھیننے کی کوشش کی لیکن پھر نامعلوم وجوہات کی بنا پر وہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد مادام ریکھا نے اس مکان پر ریڈ کیا اور انہوں نے میزائل فائر کر کے اس مکان کو ہی تباہ کر دیا جبکہ کرنل موہن اور کیپٹن مانیکا بھی اس وقت اندر تھے اس طرح شاگل اور مادام ریکھا دونوں نے انتہائی سخت ہدایات کی دانستہ خلاف ورزی کی ہے۔ میری صدر مملکت سے ٹرانسمیٹر پر بات ہو گئی ہے۔ میرا ذاتی خیال تو یہ تھا کہ ان دونوں کا فوری طور پر کورٹ مارشل کرایا جائے اور انہیں سخت ترین سزا دی جائے لیکن صدر صاحب کے خیال کے مطابق کورٹ مارشل کرنل موہن اور مانیکا کے خلاف بھی ہونا چاہئے کیونکہ انہوں نے بھی سخت ہدایات کو نظرانداز کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر موت کے گھاٹ اتارنے کی بجائے ان کو صرف بے ہوش کرنے پر اکتفا کیا تھا حالانکہ یہ دونوں انہیں بے ہوش کر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اب چونکہ ملک کی تین اہم ایجنسیاں کورٹ مارشل کی زد میں آ رہی ہیں اس لئے میں نے صدر صاحب کے مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو ایک چانس اور دیا جائے اور کورٹ مارشل کی بجائے لاسٹ اور فائنل وارننگ دے دی جائے۔ چنانچہ میں اب بحیثیت وزیراعظم آپ کو لاسٹ اور فائنل وارننگ دے رہا ہوں کہ اب اگر ہدایات کی معمولی سی خلاف ورزی بھی کی گئی تو انتہائی سخت ترین سزا دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا"...... وزیراعظم نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں جناب کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا"...... شاگل نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات پھیل گئے تھے حالانکہ پہلے اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

"میں بھی وعدہ کرتی ہوں جناب کہ آئندہ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گی"...... مادام ریکھا نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب۔ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس لئے بے ہوش کیا تھا کہ ہم ان کی مکمل شناخت کر لینا چاہتے تھے کیونکہ پہلے بھی ان کی لاشیں جعلی ثابت ہوئی تھیں"...... کرنل موہن نے کہا۔

"کرنل موہن۔ کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح شاگل اور ریکھا نے کھلے الفاظ میں معافی مانگی ہے آپ کو اور کیپٹن مانیکا کو بھی اسی طرح کھلے الفاظ میں معافی مانگنی ہوگی تاکہ اس معاملے کو یہیں ختم کر کے ہم آئندہ کی صورت حال کے بارے میں بات کر سکیں"...... وزیر اعظم نے خشک لہجے میں کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری جناب۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے انہیں فوری ہلاک کر دینا چاہئے تھا"...... کرنل موہن نے فوراً ہی معافی مانگتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا کہتی ہیں کیپٹن مانیکا"...... وزیر اعظم نے مانیکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں معذرت خواہ ہوں جناب"...... مانیکا نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اب اس معاملے کو ختم سمجھا جائے۔ اب ہم نے آئندہ

کے لئے بات کرنی ہے۔ اس وقت جو پوزیشن سامنے ہے اس کے مطابق سپیشل سٹور میں موجود اسلحے کو تین روز بعد مختلف جگہوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تین روز سے پہلے اگر ایسا کیا گیا تو سارا مشن ناکام ہو جائے گا اور یہ بات بھی سامنے ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی حمایت میں یہاں کوئی تنظیم باقاعدہ کام کر رہی ہے اور وہ تنظیم اس قدر طاقتور ہے کہ پہلے عمران کے ساتھیوں کو عین وادی سے وہ لوگ زخمی حالت میں اٹھا کر لے گئے اور آج تک اس راستے کا ہی علم نہیں ہو سکا اور اب جبکہ مادام ریکھا نے میزائل فائر کر کے مکان تباہ کیا تو وہ لوگ انہیں وہاں سے بھی نکال کر لے گئے اور اب تک باوجود کوشش کے ان کا سراغ نہیں لگا حالانکہ جہاں سے انہیں لے جایا گیا ہے وہاں ایسے شواہد موجود ہیں کہ وہ لوگ اگر ہلاک نہیں ہوئے تو بہرحال زخمی ضرور ہوئے ہیں اور یہاں قریب کوئی ہسپتال بھی نہیں ہے۔ میں نے وہاں جو چیکنگ کی ہے اس میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی پشت پر کوئی انتہائی باوسائل اور طاقتور تنظیم کام کر رہی ہے۔ اب اصل مسئلہ تین روز تک اس سپیشل سٹور کی حفاظت کا ہے۔ اس لئے میں آپ کو حکم دے رہا ہوں کہ آپ چاروں ان تین دنوں میں بھواجا پہاڑیوں کے ایک ایک چپے کی نگرانی کریں گے۔ ایسے کریک یا راستے جن کا علم اب تک ہمیں نہ ہو۔ ان کو تلاش کر کے فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر ہلاک نہیں ہوئے یا شدید زخمی بھی نہیں ہوئے تو لازماً

وہ ان تین روز کے اندر اندر اس سٹور پر ہر صورت میں حملہ کریں گے اور ہم نے ہر صورت میں اس سٹور کی حفاظت کرنی ہے"...... وزیراعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔آپ کی بات درست ہے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ ہمیں فوج کا ایک پورا دستہ وادی ترنام میں رکھنا چاہئے تاکہ اگر کسی طرح بھی وہ وادی میں پہنچ جائیں تو ان کا خاتمہ یقینی طور پر کیا جاسکے"...... مانیکا نے کہا۔

"نہیں۔اس طرح وہ لوگ فوجی یونیفارم پہن کر ان میں شامل ہو جائیں گے۔وادی کو خالی رکھا جائے اور اس کی نگرانی کی جائے۔اس کے ساتھ ساتھ چاروں طرف پہاڑیوں کے چپے چپے پر فوجی پھیلا دیئے جائیں۔اگر کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں کی طرف آتا دکھائی دے تو اسے بغیر کسی وارننگ کے اڑا دیا جائے اور ان تین دنوں میں کوئی ایجنسی بھی اپنا ہیلی کاپٹر استعمال نہ کرے گی۔میں آرڈر دے دیتا ہوں کہ مزید فوج فوری طور پر یہاں پہنچ جائے گی اور وہ ان پہاڑیوں کو چاروں طرف سے کور کرے گی۔انہیں دور دور تک پھیلا دیا جائے۔شناخت کے بغیر کسی بھی آدمی کو کسی بھی صورت میں ایک قدم بھی آگے نہ آنے دیا جائے اور اگر کوئی اس سلسلے میں اصرار کرے تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے۔کسی کا بھی لحاظ نہ کیا جائے کسی بھی صورت میں اور آپ چاروں آخری وارننگ کے طور پر سن لیں اگر سپیشل سٹور تباہ ہو گیا تو آپ چاروں اس کے مشترکہ ذمہ دار ہو

گے اور آپ چاروں کا کورٹ مارشل ہوگا اور اگر کوئی بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرے گا تو چاروں کو اس کا کریڈٹ دیا جائے گا۔اس لئے آپ چاروں آپس میں رابطہ رکھیں"...... وزیراعظم نے باقاعدہ احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... چاروں نے ہی باری باری جواب دیا۔

"او۔کے۔میں نے واپس جانا ہے۔اب باقی کام آپ چاروں مل کر سنبھال لیں"...... وزیراعظم نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ دروازے کی طرف مڑ گئے جبکہ ان کے اٹھتے ہی باقی افراد کھڑے ہو گئے اور جب وزیراعظم صاحب چلے گئے تو وہ سب واپس کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"شاگل اور مادام ریکھا۔آپ نے واقعی زیادتی کی ہے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"کرنل موہن۔جس معاملے کو ختم کر دیا گیا ہو اسے دوبارہ نہ اٹھائیں۔اس وقت ہم چاروں کی پوزیشن انتہائی نازک ہے"۔مادام ریکھا نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہر صورت میں اس سٹور کو تباہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔اس لئے ہمیں اپنے آپ کو عمران کی جگہ رکھ کر سوچنا چاہئے کہ عمران ریڈ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرے گا"...... مانیکا نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"اوہ۔مانیکا کی بات درست ہے۔اگر ہم اس انداز میں سوچیں تو

واقعی اس کے لائحہ عمل کے بارے میں اندازہ کیا جا سکتا ہے"۔ مادام ریکھا نے کہا۔

"وہ حملہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس قدر فوج۔ اس قدر انتظامات میں کیسے کرے گا۔ کیا اس کے پاس سلیمانی ٹوپی ہے یا وہ کوئی جن بھوت ہے"...... کرنل داس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل داس۔ آپ کا ابھی واسطہ عمران سے نہیں پڑا۔ میرا خیال ہے اب کرنل موہن کو بھی کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ عمران کس انداز میں کام کرتا ہے"...... شاگل نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے مسٹر شاگل۔ عملی طور پر عمران سے ٹکراؤ سے پہلے میں بھی کرنل داس کے انداز میں سوچتا تھا لیکن جب اس نے انتہائی مضبوط زنجیر میں جکڑے ہونے کے باوجود اچانک ان زنجیروں کو کھول کر ہم پر حملہ کر دیا تو میرا تو واقعی دماغ ہی ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔ حالانکہ جب اس نے اس کی توجیہہ پیش کی تو واقعی ایسا ہو سکتا تھا"...... کرنل موہن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا

"عمران انتہائی ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک شریف دشمن ہے اسے معلوم ہے کہ ہم لوگ حتی الامکان اس کی موت کے لئے کام کر رہے ہیں اس کے باوجود اس نے جب بھی موقع ملا ہم پر پوری طرح قابو پا لینے کے باوجود ہمیں زندہ چھوڑ دیا ہے"...... مانیکا نے کہا۔

"یہاں بیٹھ کر ہمیں اپنے دشمنوں کی قصیدہ گوئی کی بجائے اس کے خاتمے کی تدبیریں سوچنی چاہئے"...... کرنل داس نے اس بار انتہائی

تلخ لہجے میں کہا۔

"میری تجویز ہے کہ ہم اپنی اپنی تحویل میں آنے والی پہاڑیوں پر خود ایسے اقدامات کریں کہ عمران وادی تک نہ پہنچ سکے"...... کرنل موہن نے کہا۔

"ٹھیک ہے ورنہ ہم آپس میں ہی الجھتے رہیں گے"...... اس بار ریکھا نے جواب دیا اور پھر سب نے اس تجویز کی تائید کی اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب کرنل موہن سے اجازت لے کر واپس چلے گئے کیونکہ جس جگہ یہ میٹنگ ہو رہی تھی وہ جگہ کرنل موہن کے دائرہ کار میں آتی تھی۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ عمران اس بار یہی طریقہ استعمال کرے گا"...... مانیکا نے ان سب کے جانے کے بعد کرنل موہن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کونسی بات"...... کرنل موہن نے چونک کر پوچھا۔

"فرض کرو عمران یا اس کے آدمی کسی ایئر چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیتے ہیں تو کیا اس طرح وہ براہ راست وادی ترنام میں میزائل فائر کر کے سٹور کو تباہ نہیں کر سکتے"...... مانیکا نے کہا تو کرنل موہن بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہوتی اگر یہ سٹور عام ہتھیاروں کا سٹور ہوتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سٹور کا بیرونی دہانہ اس قسم کے میٹریل سے بنایا گیا ہے کہ بظاہر وہ ایک عام سی چٹان لگتی ہے لیکن

اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا اور دوسری بات یہ کہ سٹور کے اندر ایسی مشین نصب کر دی گئی ہے کہ کسی قسم کا کوئی بم۔ کوئی میزائل اندر نہیں جا سکتا۔ حتیٰ کہ ریز اور گیس بھی اندر نہیں جا سکتی اور تیسری بات یہ کہ ان ہتھیاروں کو کسی خاص قسم کی گیس کا سپرے کر کے ہی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ویسے نہیں"...... کرنل موہن نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر اس قدر پریشانی اور تشویش کی کیا بات ہے۔ پھر تو اگر عمران وہاں تک پہنچ بھی جائے تب بھی وہ سٹور کو تباہ نہیں کر سکتا"...... مانیکا نے کہا۔

"عمران سے کون نہیں ڈرتا۔ سب لوگ اس کی ذہانت سے ڈرتے ہیں۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ناممکن کو بھی اپنی ذہانت سے ممکن کر لیتا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ تم نے اور میں نے کس طرح اسے زنجیروں میں جکڑا تھا۔ ہمارے لحاظ سے اس کا آزاد ہونا ناممکن تھا لیکن اس نے اس ناممکن کو بھی ممکن بنا لیا۔ کرنل موہن نے کہا تو مانیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر اب کیا کریں۔ یہ عمران تو کسی بھوت کی طرح ہمارے اعصاب پر چھا گیا ہے"...... مانیکا نے کہا تو کرنل موہن بے اختیا ہنس پڑا۔

"سنو ڈیئر۔ اب ہم کچھ بھی نہیں کریں گے۔ ہم نے پہلے اپ کوشش کر لی ہے اور ہم اس کوشش میں کامیاب بھی رہے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب نے مجھے علیحدگی میں بتا دیا ہے کہ وہ میرے ا

کارنامے کا ضرور کریڈٹ دیں گے۔ اس وقت وہ معاملہ اس لئے ٹال گئے ہیں کہ اس وقت وہ کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔ ورنہ دوسری ایجنسیوں کے لوگ بددل ہو جائیں گے اور عمران کو موقع مل جائے گا۔ اب ہم صرف معمول کا کام کریں گے اور بس"...... کرنل موہن نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو مجھے واپس چلی جانا چاہئے۔ پھر میری یہاں کیا ضرورت ہے"...... مانیکا نے کہا۔

"نہیں۔ تم ان تین دنوں میں یہیں رہو گی تاکہ تماشہ دیکھ سکو"...... کرنل موہن نے کہا اور مانیکا بے اختیار مسکرا دی۔

"کس کا تماشہ۔ اپنا یا تمہارا"...... مانیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں کا"...... کرنل موہن نے بھی شرارتی لہجے میں کہا اور مانیکا بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

رات کا وقت تھا ۔ گھنے جنگل میں عمران اور اس کے ساتھی سیاہ رنگ کے لباسوں میں ملبوس تیزی سے آگے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔ گھنے جنگل میں اس وقت دور دور تک کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا البتہ جانوروں اور دوسرے حشرات الارض کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔ یہ جنگل بھواجا پہاڑیوں سے تھوڑے سے ہی فاصلے پر تھا اور وسیع علاقے میں پھیلا ہوا تھا ۔ اسے مقامی زبان میں راکھیلا جنگل کہا جاتا تھا ۔ چونکہ یہ بھواجا پہاڑیوں سے ہٹ کر تھا اس لئے اسے نظر انداز کر دیا گیا تھا ۔ عمران کے ساتھیوں میں دھیرج سنگھ اور راجہ بھی شامل تھے ۔ ان سب نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لاد رکھے تھے ۔ سب سے آگے راجہ تھا ۔

" میرا خیال ہے کہ یہ درخت اس جنگل کا سب سے اونچا درخت ہو گا "......... اچانک راجہ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا جس کا تنا کافی چوڑا اور پھیلا ہوا تھا ۔

" ٹھیک ہے ۔ صفدر تم اوپر جا کر مشین گن فٹ کر دو "۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی پشت پر لدا ہوا تھیلا اتارا ۔ اس میں سے ایک مشین گن جو دو حصوں میں تقسیم کر کے رکھی گئی تھی باہر نکالی اور دونوں حصوں کو جوڑ کر اس نے تھیلے میں سے پٹی نما میگزین کھولا اور اس میں ایڈجسٹ کر کے اس نے باقی پٹی کو مخصوص انداز میں پھیلا دیا ۔ عمران نے اپنے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اسے مشین گن کے ٹریگر والے حلقے میں جوڑ کر اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ۔

" اب اسے لے جاؤ "......... عمران نے کہا اور صفدر مشین گن کاندھے پر لٹکا کر کسی پھرتیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا ۔ باقی سب ساتھی وہاں خاموش کھڑے رہے ۔ تھوڑی دیر بعد صفدر نیچے اتر آیا ۔

" میں نے اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کر دیا ہے "......... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھنے لگا ۔ کچھ دور چلنے کے بعد عمران رک گیا ۔

" دوسری مشین گن یہاں ایڈجسٹ کر دو "......... عمران نے کہا اور اس بار تنویر نے اپنے کاندھے سے تھیلا اتارا اور اس میں سے مشین گن کے دو حصے نکال لئے ۔ چند لمحوں بعد جب پہلی مشین گن کی طرح یہ بھی تیار ہو گئی تو صفدر تنویر کے ہاتھ سے یہ مشین گن لے کر ایک درخت پر چڑھ گیا ۔ اس طرح تقریباً دو گھنٹوں کے اندر اس جنگل

میں انہوں نے مختلف جگہوں پر چھ مشین گنیں درختوں کے اوپر نصب کر دیں۔

"آؤ۔ اب اس کریک کی طرف چلیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر راجہ ان کی رہنمائی کرنے لگا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب راجہ کی راہنمائی میں ایک غار کے تنگ سے دھانے میں داخل ہو گئے۔ راجہ نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکال کر جلائی تھی۔ ٹارچ گو چھوٹی تھی لیکن اس کی روشنی کافی تیز تھی۔ غار کے عقب میں ایک تنگ سا بند راستہ تھا۔ وہ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی دور تک بند راستے میں چلنے کے بعد اچانک وہ کھلی جگہ پر آ گئے۔ سامنے بھواجا پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پہاڑی سلسلے کا آغاز ہوتے ہی وہ ایک بار پھر بند راستے میں داخل ہو گئے اور اس بار یہ بند راستہ کافی دور تک چلا گیا تھا لیکن ایک بار پھر وہ کھلی جگہ پر پہنچ گئے اور اس بار بھواجا پہاڑیوں کے اندر وہ پہنچ گئے تھے۔ وہ مسلسل آگے بڑھتے رہے۔

"اس بار جس راستے سے ہم گزریں گے اس کا اختتام بسرام پہاڑی کے دامن میں ہی ہو گا جناب اور وہاں چپے چپے پر فوجی موجود ہوں گے"۔۔۔۔۔۔ راجہ نے مڑ کر عمران سے کہا۔

"تم چلو تو ہی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر بند راستے میں داخل ہو گئے۔ یہ راستہ پہلے راستے سے بھی زیادہ طویل ثابت ہوا۔

لیکن پھر اچانک وہ ایک کھلی جگہ پر آ گئے۔ اب اوپر مسلسل چڑھائی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ نیچے سے اوپر تک جگہ جگہ سرچ لائٹیں لگی ہوئی تھیں اور تیز روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

"کمال ہے۔ انہوں نے واقعی زبردست انتظامات کر رکھے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"یہ ایئر چیک پوسٹ کہاں ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب یہاں سے تو وہ دکھائی نہیں دے سکتی"۔۔۔۔۔۔ اس بار صفدر نے کہا کیونکہ اوپر جنگل تھا اور ظاہر ہے اونچے درختوں کی وجہ سے سب سے اوپر بنی ہوئی چیک پوسٹ نظر نہ آ سکتی تھی۔

"چلو اوپر جا کر دیکھ لیں گے لیکن اب میری بات غور سے سن لو۔ اب جس مہم کا آغاز ہو رہا ہے یہ یقینی طور پر موت کا کھیل ہو گا۔ اس لئے سب لوگ پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ کسی کی ذرا سی غفلت اور کوتاہی ہم سب کا خاتمہ کر دے گی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر انہوں نے جیبوں سے مخصوص قسم کے مشین پسٹل نکال لئے جن کی نالوں پر انتہائی نفیس سائلنسر چڑھے ہوئے تھے۔ یہ سارا اسلحہ راجہ نے انہیں مہیا کیا تھا اور پھر وہ سب اوپر چڑھنے لگے لیکن اس بار عمران ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور وہ بڑے محتاط انداز میں اوپر چڑھ رہے تھے۔ عمران

خاص طور پر ایسے راستے کا انتخاب کر رہا تھا جو ان سرچ لائٹوں کے
درمیان کا وہ راستہ تھا جہاں روشنی قدرے ہلکی تھی۔ کافی اوپر آنے کے
بعد اچانک عمران ٹھٹک کر رک گیا اور سب ساتھی بھی اس کے ساتھ
ہی ٹھٹک کر رک گئے۔ عمران نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ان سب کی
گردنیں اس طرف کو گھوم گئیں جہاں ایک فوجی زمین پر لیٹا ہوا تھا۔
اس کا سر ایک چٹان سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مشین گن
پڑی ہوئی تھی۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

"تنویر۔ اس کی آواز نہیں نکلنی چاہئے۔ یہاں لازماً اس کے دوسرے
ساتھی بھی ہوں گے"......... عمران نے ساتھ کھڑے تنویر کے کان
میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
جھک کر وہ انتہائی محتاط انداز میں اس سوئے ہوئے فوجی کی طرف
بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اچانک اس کا پیر
کسی ایسے پتھر پر پڑا جو شاید پہلے ہی اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا کہ اس کا پیر
پڑتے ہی وہ کھڑکھڑا کر نیچے گرنے لگا اور سویا ہوا فوجی بے اختیار ہڑبڑا کر
اٹھا ہی تھا کہ تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس
آدمی کے حلق سے ہلکی سی اوغ کی آواز نکلی اور پھر اس کا جسم سیدھا ہوتا
چلا گیا۔ تنویر نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں نہ صرف اس کا منہ بند
کر دیا تھا بلکہ ایک ہی جھٹکے سے اس کی گردن بھی توڑ دی تھی۔ اس
طرح سوائے معمولی جدوجہد اور ہلکی سی آوازوں کے اور کچھ نہ ہوا تھا۔
تنویر نے دوبارہ اسے اس طرح لٹا دیا جیسے وہ سو رہا ہو اور اس کے ساتھ

ہی وہ سب ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگے۔ راستے میں انہیں تقریباً چار
فوجیوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں صرف ایک جاگ رہا تھا لیکن اس کا رخ
دوسری طرف ہی تھا اور ساتھ ہی وہ سگریٹ بھی پی رہا تھا اس لئے وہ
چیک ہو گیا لیکن ہر بار تنویر نے اپنا کام دکھا دیا۔ البتہ اس جاگتے
ہوئے فوجی پر حملہ کرنے میں تنویر کا ساتھ صفدر نے بھی دیا تھا اور پھر
وہ چوٹی پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ رات چونکہ آدھی سے زیادہ
گزر چکی تھی اور شاید جگہ جگہ لگائی ہوئی بیٹریوں سے جلنے والی تیز سرچ
لائٹوں کی وجہ سے تمام فوجیوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان تیز روشنیوں کی
وجہ سے کوئی اوپر آنے کی ہمت ہی نہیں کر سکتا اور پھر نجانے وہ کب
سے اس طرح راتوں کو سوتے جاگتے وقت گزارتے رہتے تھے۔ اس
لئے وہ پوری طرح ہوشیار نہ تھے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار
ہو گئے۔

"یہ ہے ایئر چیک پوسٹ۔ راجہ اور دھیرج سنگھ۔ اب تم نے اوپر
جانا ہے اور جب تک میرا کاشن نہ ملے تم نے کام کا آغاز نہیں کرنا۔
باقی جو کچھ کرنا ہے وہ میں نے تمہیں اچھی طرح سمجھا دیا ہے"۔ عمران
نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور راجہ اور دھیرج سنگھ نے اثبات میں
سر ہلا دیئے اور پھر وہ انتہائی محتاط اور آہستگی سے ایئر چیک پوسٹ کی
لکڑیوں سے چمٹ کر آہستہ آہستہ اوپر چڑھتے چلے گئے۔ عمران اور اس
کے ساتھی وہیں چٹانوں میں ہی دبک کر بیٹھ گئے کیونکہ اس سارے
مشن میں سب سے کٹھن مرحلہ یہی تھا کہ راجہ اور دھیرج سنگھ ایئر

چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں ۔ اگر وہ اس میں ناکام ہو جاتے تو پھر
عمران کو کچھ اور سوچنا پڑتا اس لئے وہ ان کی طرف سے کاشن کے انتظار
میں تھا ۔ راجہ اور دھیرج سنگھ واقعی انتہائی احتیاط سے کام لے رہے
تھے تاکہ ان کے اوپر چڑھنے کی وجہ سے اوپر کوئی جھٹکا محسوس نہ ہو جس
سے اوپر موجود فوجی چونک پڑیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے
دھیرج سنگھ کو سانپ کی طرح رینگ کر چیک پوسٹ کے چاروں
طرف سے کھلے ہوئے حصے میں غائب ہوتے دیکھا تو انہوں نے سانس
روک لئے ۔ دوسرے لمحے راجہ بھی اوپر جا کر ان کی نظروں سے غائب
ہو گیا اور پھر دس منٹ بعد عمران کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی میں
چھ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ونڈ
بٹن کو انگلی سے دبا دیا اور جلتا بجھتا ہوا ہندسہ تاریک ہو گیا ۔ یہ
مخصوص کاشن تھا کہ راجہ اور دھیرج سنگھ نے ایئر چیک پوسٹ پر
قبضہ کر لیا ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے
ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور اس کے بعد وہ جھکے جھکے انداز میں
چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا ۔ وہ سب انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے
تھے ۔ یہاں نسبتاً کم روشنی تھی کیونکہ روشنی کا سب سے زیادہ انتظام
نچلے حصے میں کیا گیا تھا ۔ ان کے خیال کے مطابق شاید یہاں کوئی
نہیں پہنچ سکتا تھا ۔ عمران جانتا تھا کہ سب سے زیادہ فوجی پہاڑی کے
اس حصے کی طرف تعینات کئے گئے ہوں گے جہاں سے اوپر جانے کے
لئے باقاعدہ راستے تھے ۔ اس لئے عمران اس کریک کے ذریعے اس

پہاڑی تک پہنچا تھا کیونکہ وہاں سے فوجیوں کو کسی کے آنے کا خیال
تک بھی نہ تھا کیونکہ یہ کریک بھی پہاڑی سلسلے کے اندر تھا اور اس
پہاڑی سلسلے کے چپے چپے پر فوجی پھیلے ہوئے تھے ۔ اگر وہ کریک سے
گزر کر وہاں تک نہ پہنچتے تو شاید اتنی آسانی سے وہ اوپر نہ پہنچ سکتے ۔ تھوڑا
سا آگے بڑھنے کے بعد وہ اب ڈھلوان پر پہنچ گئے تھے ۔ نیچے وادی تھی اور
عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وادی میں نیچے چاروں طرف اس طرح
سرچ لائٹیں لگائی گئی تھیں کہ وادی کا چپہ چپہ تیز روشنی سے منور ہو رہا
تھا ۔

"کمال ہے ۔ اس بار تو واقعی کمال کے انتظامات کئے گئے ہیں" ۔
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ زمین پر لیٹ کر اور کرالنگ کرتا
ہوا آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا ۔ چونکہ یہ ڈھلوان تھی اس لئے یہاں
بے حد احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ پتھر اگر کھسک کر نیچے گرتے تو
یقیناً نیچے وادی میں دھماکے سے جا گرتے اور اس قدر آواز پیدا ہوتی کہ
شاید سارے فوجی ہی ادھر متوجہ ہو جاتے ۔ آدھی ڈھلوان تک درخت
موجود تھے اس کے بعد خالی جگہ تھی ۔ وادی میں سے بھی درخت اور
جھاڑیاں اس طرح صاف کر دی گئی تھیں کہ وہاں صرف چھوٹی چھوٹی
گھاس کے سوا اور کچھ نہ تھا ۔ عمران کے ساتھی بھی انتہائی احتیاط سے
اس کے پیچھے آ رہے تھے ۔ یہاں فوجی موجود نہ تھے شاید یہاں فوجیوں
کو رکھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی تھی اور واقعی موجود حالات میں اس
کی ضرورت بھی نہ تھی ۔ عمران جانتا تھا کہ ایئر چیک پوسٹس پر موجود

تمام افراد کی نظریں وادی پر ہی جمی ہوئی ہوں گی اور وادی کی جو پوزیشن تھی آدمی تو آدمی وہاں اگر خرگوش بھی دوڑتا تو دور سے صاف نظر آ سکتا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں سے آگے خالی ڈھلوان جگہ تھی۔

" عمران صاحب۔ اس بار کافرستان نے واقعی ایسے انتظامات کئے ہیں کہ اس مشن کو قطعی ناممکن بنا دیا ہے"...... صفدر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اب اصل مسئلہ ان سرچ لائٹوں کو بجھانے کا ہے۔ یہ سب بیٹری سے جلنے والی لائٹیں ہیں اس لئے ہر یونٹ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیٹری ہو گی۔ اگر یہ بجلی سے چل رہی ہوتیں تو پھر تو ایک تار کاٹ کر ہم سب کو بجھا سکتے تھے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" فائر کھول دیں"...... تنویر نے کہا۔

" نہیں۔ اس طرح سب اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور ہم بے بس چوہوں کی طرح مارے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

" پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ ویسے اگر ایک بھی لائٹ بجھائی گئی تب بھی وہ سب چونک پڑیں گے"...... صفدر نے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ عمران کا ذہن واقعی قلابازیاں کھا رہا تھا کیونکہ عمران کو یہ خیال ہی نہ تھا کہ یہاں وادی میں اس طرح کی سرچ لائٹیں بھی نصب ہو سکتی ہیں۔

" اگر راجہ کو کاشن دے دیں اور وہ باقی تین چیک پوسٹوں کو اڑا

دے تو پھر یہاں کون فائر کرے گا"...... چند لمحوں بعد تنویر نے کہا۔

" یہاں بے شمار فوجی موجود ہیں۔ وہ سب چاروں طرف سے اتر آئیں گے اور اس کے بعد ہمارا کوئی ٹھکانہ نہ ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے"...... اسی لمحے کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کونسی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" یہاں سے تین اطراف کی لائٹیں تو ہماری رینج میں ہیں۔ صرف ہمارے والی طرف کی نیچے موجود لائٹیں یہاں سے ہماری رینج میں نہیں ہیں اور وادی تک روشنی نہیں ہے۔ اگر ہم اس ڈھلوان سے کسی مینڈک کی طرح چمٹ کر آہستہ آہستہ نیچے اتر جائیں اور چٹانوں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بعد بیک وقت ان سب لائٹوں کو سائلنسر لگے پسٹلز سے آف کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی چیک پوسٹ پر فائر کا کاشن دے دیں اور جنگل میں موجود مشین گنوں کو آن کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ کسی کی پوری توجہ اس طرف نہ ہو گی اور ہم دوڑ کر آسانی سے اس وادی کو کراس کر کے سپیشل سٹور تک پہنچ جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" صرف پہنچ جانے سے کیا ہو گا کیپٹن شکیل۔ سٹور کاغذ کا نہیں بنا ہوا ہو گا۔ اگر یہاں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں تو لامحالہ سٹور کی حفاظت کے لئے اس سے بھی زیادہ سخت انتظامات کئے گئے ہوں گے

اس لئے ہمیں کافی وقت چاہئے اور لائٹیں آف ہونے میں ہی وقت ختم ہو جائے گا۔ فوری طور پر تو ان کی توجہ ادھر ہو گی لیکن کب تک۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جب تک ہم سٹور کا دروازہ کھول نہ لیں اس وقت تک یہ سب کچھ آف نہ ہو"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو ناممکن ہے عمران صاحب۔ یہ انتظامات واقعی ناقابل تسخیر ہیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی چوہان۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ انتظامات جس قدر سخت ہوں۔ اس قدر ہی ان کے اندر خلا بھی موجود ہوتے ہیں اور میں کوئی ایسا خلا تلاش کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیوں نہ ہم گھوم کر سامنے والے حصے پر چلے جائیں اور وہاں سے نیچے اتریں۔ اس طرح وادی کو کراس نہ کرنا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس میں کافی وقت لگ جائے گا۔ بہت لمبا چکر کاٹنا پڑے گا اور کسی بھی جگہ پر ہم پھنس بھی سکتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے یہیں سے کرنا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً تین چار منٹ تک مکمل خاموشی طاری رہی۔

"او۔ کے۔ اب واقعی ڈائریکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہم لوگ تیزی سے نیچے اتریں گے اور پھر وادی میں جھکے جھکے انداز

میں دوڑتے ہوئے سامنے والی پہاڑی کے دامن میں پہنچ جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ فوری طور پر فائر نہ کھولیں گے۔ وہ پہلے چیک کریں گے۔ سوچیں گے اور پھر کوئی فیصلہ کریں گے اور جب تک وہ کوئی فیصلہ کریں گے ہم سامنے والی پہاڑی میں واقع اس سٹور کے سامنے پہنچ جائیں گے۔ وہاں پہنچتے ہی ایکشن شروع ہو جائے گا اور اس ایکشن کے تحت صفدر، راجہ اور دھیرج سنگھ کو ایکشن کا کاشن دے گا۔ کیپٹن شکیل جنگل میں نصب کی گئیں مشین گنوں کو ڈی چارج کر کے فائر کھول دے گا جبکہ تنویر اور چوہان وادی میں موجود تمام سرچ لائٹوں کو فائر کر کے بجھا دیں گے اور میں سٹور کے دروازے کو کھولنے کے لئے کام شروع کر دوں گا۔ یہ سب کام اکٹھے شروع ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ سب نے سائیڈوں پر موجود چٹانوں پر بم مار کر چٹانوں کو لرزا دینا ہے تاکہ وہاں ایسے رخنے وجود میں آ جائیں جن کی آپ سب لوگ اوٹ لے کر اوپر سے ہونے والی فائرنگ سے وقتی طور پر بچ جائیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا

"واپسی کے بارے میں آپ نے کیا پلاننگ کی ہے عمران صاحب"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہماری واپسی اسی راستے سے ہو گی جس راستے سے ہم ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو لے گئے تھے۔ اس کے لئے میں نے چوہان کو تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔ جیسے ہی میں سٹور کی تباہی کا اعلان

کروں گا چوہان اس راستے پر ڈبلیو۔ ایکس بم فائر کر دے گا اور ہم فوری
طور پر اس راستے میں داخل ہو جائیں گے"......... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے"......... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے جواب دیا
اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر
صفدر کو دے دی۔
"یہ گھڑی تم سنبھال لو۔ تم نے اس سے راجہ اور دھیرج سنگھ کو
کاشن دینا ہے"......... عمران نے گھڑی صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے
کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے گھڑی عمران سے لے کر اپنی کلائی پر
باندھ لی۔ عمران نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور
اسے کیپٹن شکیل کو دے دیا۔
"تم اسے سنبھالو کیپٹن شکیل۔ تم نے اس سے جنگل میں
فائرنگ آن کرنی ہے تاکہ سب لوگوں کی توجہ اس طرف ہو
جائے"......... عمران نے آلہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا
اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آلہ پکڑ لیا۔
"آپ سب لوگ پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ اگر فائرنگ سے
کوئی زخمی ہو جائے تو اسے بھی سنبھالنا ہو گا"......... عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی پشت پر بندھا ہوا سیاہ رنگ کا تھیلا اتار
اس کی زپ کھول کر اس نے اس میں سے ایک نیلے رنگ کے پسٹل
کے مختلف پارٹس باہر نکالے اور پھر انہیں جوڑنا شروع کر دیا۔ اس کے

بعد اس نے تھیلے کے اندر م محسوس ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی دور سے تیز
اس کے اندر موجود ایک ل سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا
اسے اس نیلے رنگ کے پڑی ہوں۔ چند سیکنڈ بعد اوپر آسمان پر میزائل
دیا۔ اس کے بعد اس نے دیں اور پھر تین اطراف میں انتہائی خوفناک
اس کے اندر سرخ رنگ ان دھماکوں کے ساتھ ہی وادی میں ہونے والی
نے اپنی اپنی پشت گئی۔ عمران نے اس دوران نیلے رنگ کے پسٹول کی
کے بم نکال کر ا چٹان کے درمیان میں رکھ کر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ اس
"او کے ایک زوردار جھٹکا لگا اس نے پسٹول ایک طرف پھینکا اور
ہماری مدد کرے سے اس نے وہ سپرے پمپ نکالا اور اس کا باریک منہ
اور سب ساتھیوں پسٹول کے فائر سے ہونے والے سوراخ میں رکھ کر اس
"اس ڈھلوان پر پٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے پیچھے
کاٹے گئے ہیں اسلئے انہیں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور یہ تکونی چٹان اڑ
کام لیں تو ان حصوں کی میں آگری۔ عمران نے جیب سے ایک سیاہ
اور ہماری نیچے اترنے کی رفتار اس کا رخ دہانے کی طرف کر کے اس نے
"کیوں نہ رولنگ پوزیشن میں لمحے کے لئے تیز شعلے سے ابھرے اور
کہا۔ ں ایسی بدبو سی پھیل گئی جیسے کچا
"نہیں۔ انہی کٹے ہوئے درختوں گے بڑھا اور اس نے جیب سے
جسموں کے پرخچے اڑا دیتے ہیں"......... عمران ح ہاتھ گھما کر اس نے وہ
کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسر
رفتاری سے اس ڈھلوان پر اترتا چلا گیا۔ اس کے ہی چیخ کر کہا اور اس

کے ساتھ ہی ان سے کچھ فاصلے پر انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ سب اس طرف کو دوڑ پڑے۔ دوسرے لمحے ایک ایک کر کے وہ اچھل اچھل کر غار کے دہانے میں داخل ہوئے اور تیزی سے آگے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ یہ سب کچھ صرف چند منٹوں میں ہی ہو گیا تھا۔ اس راستے میں گھپ اندھیرا تھا لیکن وہ سب اس طرح دوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے جیسے وہ اس جگہ سے واقف ہوں۔ کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد عمران رک گیا۔

"راجہ اور دھیرج سنگھ کو کامیابی کا کاشن دے دو صفدر"۔ عمران نے مڑ کر کہا۔

"صفدر صاحب زخمی ہیں۔ میں دیتا ہوں کاشن"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ اب گھپ اندھیرے میں انہیں ایک دوسرے کے ہیولے نظر آ رہے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ کون کون زخمی ہوا ہے"...... عمران نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"چوہان بھی زخمی ہے"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس دوران کیپٹن شکیل نے اپنے کاندھے پر لدے ہوئے صفدر کو نیچے لٹایا اور تیزی سے اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتارنی شروع کر دی۔

"یہ میں کر دیتا ہوں۔ تم باہر دہانے کا خیال رکھو"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

تنویر نے چوہان کو نیچے لٹایا اور پھر وہ بھی کیپٹن شکیل کے پیچھے

واپس مڑ گیا۔ عمران نے سب سے پہلے تو گھڑی کے ونڈ بٹن کو کھینچ کر مخصوص انداز میں کاشن دیا اور پھر اس نے ٹٹول کر صفدر کی حالت کو چیک کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ صفدر کے دل کی حرکت رک چکی تھی۔

شاگل اپنے مخصوص ہٹ میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک ہٹ کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلنے کی آواز سن کر وہ بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ہٹ میں بیٹری سے چلنے والی لائٹ جل رہی تھی۔

" باس ۔ باس ۔ عمران اور اس کے ساتھی بسرام پہاڑی کی طرف چھپے ہوئے چیک کر لئے گئے ہیں ۔ وہ سپیشل سٹور پر حملہ کرنے والے ہیں "........ دروازے سے اندر آتے ہوئے ایک نوجوان نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے حملہ کیا ہے ۔ کیا ہوا ہے ۔ کیا۔ کیا"........ شاگل نے جو کچی نیند سے اٹھا تھا۔ بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر بستر سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف لپکا۔ اسے جوتے پہننے کا بھی ہوش نہ رہا تھا

" جوتے پہن لیں باس ۔ باہر کانٹے دار جھاڑیاں ہیں "........ آنے والے نوجوان نے کہا تو شاگل دروازے کے قریب سے اس طرح پلٹا جیسے پہلی بار اسے اس نوجوان کی ہٹ میں موجودگی کا احساس ہوا ہو۔

" جوتے ۔ کون سے جوتے ۔ کیا مطلب ۔ تم ۔ تم سوہن تم یہاں ۔ تم کیسے آئے ہو ۔ وہ ۔ وہ عمران کہاں ہے ۔ تم شاید کہہ رہے تھے کہ وہ حملہ کر دیں گے "۔ شاگل نے احمقوں کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر لیا گیا ہے ۔ ابھی وہ چھپے ہوئے ہیں ۔ آپ جوتے پہن لیں ۔ ویسے فکر کی کوئی بات نہیں وہ کسی طرح بھی سپیشل سٹور پر حملے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور ہو سکتا ہے کہ اب تک وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں "........ سوہن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اچھا ۔ اوہ ۔ اچھا ۔ کاش اس بار ۔ مجھے پہلے خطرہ تھا کہ وہ آج رات ضرور حملہ کریں گے ۔ میں تو بس ویسے ہی آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا تھا ۔ مگر یہ کم بخت نیند نجانے کیوں آ گئی ۔ یہ بھی ضرور اس عمران کی سازش ہو گی ۔ کم بخت ہر طرف سے وار کرتا ہے ۔ نانسنس "........ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جلدی جلدی جوتے پہننے شروع کر دیئے ۔ سوہن اس دوران ہٹ سے باہر نکل گیا تھا ۔ چند لمحوں بعد شاگل دوڑتا ہوا ہٹ سے باہر نکلا اور تیزی سے بھاگتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ باہر ہر طرف خاموشی طاری تھی ۔ کافی دور جانے

کے بعد وہ درختوں کے اندر گھرے ہوئے ایک اور ہٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک کافی بڑی مشین نصب تھی اور یہاں چار افراد بھی موجود تھے جن میں سوہن بھی شامل تھا۔

" باس۔ یہ دیکھیے عمران اور اس کے ساتھی۔ بسرام پہاڑی کی طرف چھپے ہوئے بیٹھے ہیں۔ آپ کہیں تو کرنل موہن کو ان کی وہاں موجودگی کی اطلاع کر دی جائے "...... ایک آدمی نے شاگل کے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور شاگل تیزی سے اس مشین کی طرف دوڑ پڑا۔ جس کے درمیان ایک سکرین روشن تھی اور اس سکرین پر ایک پہاڑی کا درمیانی حصہ نظر آ رہا تھا جہاں درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان پانچ افراد موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ رنگ کے چست لباس تھے اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ مگر یہ یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ وہ کرنل موہن اور اس کی بلیک فورس اور وہ سارے فوجی۔ کیا وہ سب اندھے ہو گئے ہیں "...... شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

" ہم نے بھی اچانک ویو گائیڈر کا رخ گھمایا تو یہ نظر آ گئے باس۔ نجانے یہ یہاں تک کیسے صحیح سلامت پہنچ گئے ہیں اور ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت بھی نہیں ہو رہی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں کسی کو بھی ان کی یہاں تک آمد کا علم نہیں ہے "...... سوہن نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" باس۔ کرنل موہن کو اطلاع کر دی جائے "...... اسی آدمی نے دوبارہ کہا جس نے پہلے شاگل سے یہ بات کی تھی۔

" نہیں۔ جب وہ خود ہی احمق بنے ہوئے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے۔ ہم ان کا شکار خود کھیلیں گے "...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ آدمی سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

" باس۔ مجھے تو یقین ہے کہ یہ کسی صورت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ جیسے ہی یہ آگے بڑھے چاروں ایئر چیک پوسٹوں سے ان پر فائر کھل جائے گا اور یہ لوگ ایک لمحے میں لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے "...... سوہن نے کہا۔

" تم نے اپنے والی ایئر چیک پوسٹ کو مطلع کر دیا ہے "۔ شاگل نے چونک کر کہا۔

" یس باس۔ ہماری پوری سائیڈ الرٹ ہو چکی ہے "...... سوہن نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر وہ درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر بے تحاشہ انداز میں دوڑتے ہوئے نیچے وادی کی طرف دوڑنے لگے۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ احمق موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ صریحاً موت کی طرف "...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

" یہ جیسے ہی وادی میں اتریں گے فائر کھل جائے گا "...... سوہن نے کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایک کر کے وہ سب وادی میں اتر

گئے جہاں سرچ لائٹوں کی وجہ سے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔اس کے ساتھ ہی وہ سب زگ زیگ انداز میں شاگل والی پہاڑی کی طرف انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے لگے۔

"اوہ۔اوہ۔فائرنگ کیوں نہیں ہو رہی"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

عمران اور اس کے ساتھی اب تک وادی کے درمیان میں پہنچ گئے تھے اور پھر فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر ایک آدمی لڑکھڑایا مگر پھر سنبھل کر بھاگ پڑا۔پھر دوسرا ہٹ ہوا۔وہ نیچے گرا مگر پھر اٹھ کر بھاگ پڑا۔سب سے آگے عمران تھا۔گو اس کا چہرہ مختلف تھا لیکن اس کا قدوقامت اور انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ عمران ہے۔شاگل کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں عمران نے بھی زخمی ہو کر جھٹکے کھائے لیکن پھر دوڑ پڑا۔عمران اس بے تحاشہ انداز میں دوڑ رہا تھا کہ اسے اپنے ساتھیوں کا بھی ہوش نہ تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب سٹور والی پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ان میں سے تین زخمی تھے لیکن وہ بھی سنبھلے ہوئے تھے۔اچانک وادی میں موجود سرچ لائٹیں ایک ایک کر کے بجھتی چلی گئیں اور سکرین پر روشنی ہلکی ہوتی چلی گئی۔

"انفرا ریڈ آن کر دو۔جلدی کرو۔یہ سرچ لائٹیں تباہ کر رہے ہیں"...... شاگل نے چیخ کر کہا اور ایک آدمی نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور تاریک پڑتی ہوئی سکرین ایک بار پھر

جھماکے سے روشن ہو گئی۔اسی لمحے دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور پھر کان پھاڑ دھماکے ان کے ہٹ کے باہر سنائی دیئے اور وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ۔یہ کیا ہو رہا ہے"...... شاگل نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔باس۔ایئر چیک پوسٹ کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا ہے اور باس یہ میزائل کرنل موہن والی چیک پوسٹ سے فائر کئے گئے ہیں"...... اسی لمحے ایک آدمی نے دوڑ کر ہٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور شاگل حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"باس۔وہ سٹور کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔اچانک موہن نے چیختے ہوئے کہا اور شاگل نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو سٹور کے ارد گرد چٹانیں دھماکوں کے ساتھ فضا میں اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"احمق۔سٹور اس طرح تباہ نہیں ہو سکتا۔فوراً سپیشل گروپ کو حکم دو کہ وہ وادی میں اتر کر ان کا خاتمہ کر دے۔فوراً"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور ایئر چیک پوسٹ کی تباہی کی اطلاع لے آنے والا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اوہ۔اوہ۔باس۔سٹور کا چٹانی دروازہ اڑ گیا ہے"...... اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"........ شاگل نے حیرت بھرے انداز میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں سکرین پر نظر آنے والے منظر کو دیکھ کر حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ اسے دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے انسان سے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ سٹور تباہ ہو گیا۔ اوہ۔ سب انتظامات تباہ ہو گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ"........ شاگل نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک سائیڈ پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور چٹانیں اڑتی دکھائی دیں۔

"یہ۔ یہ۔ ارے یہ تو غار کا دھانہ ہے۔ اوہ۔ یہ وہی راستہ ہے جسے ہم تلاش نہیں کر سکے۔ اوہ۔ یہ نکل جائیں گے"........ شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا ہٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر آکر وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا شمال کی طرف بھاگ پڑا۔ اس کے پیچھے سوہن بھی باہر آگیا تھا اور اب وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک درخت کے قریب پہنچے۔ سوہن نے آگے بڑھ کر اس درخت کے تنے پر جڑ کے قریب زور سے ٹھوکر ماری تو زمین کا ایک ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی نیچے روشنی ہو گئی۔ نیچے ایک کچا راستہ جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ شاگل اور سوہن اس راستے پر دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے اور پھر

تقریباً دس منٹ تک مسلسل دوڑنے کے بعد وہ اچانک ایک کھلے دھانے سے وادی میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے دس مسلح افراد کو احمقوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے دیکھا۔

"وہ ادھر گئے ہیں۔ ادھر آؤ۔ احمقو"........ شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر الہی نے خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ایک غار کا دھانہ کھلتے ہوئے دیکھا تھا اور جس طرف اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاتے دیکھا تھا ان میں سے دو افراد شدید زخمی تھے یا مر چکے تھے۔ کیونکہ دو افراد نے انہیں کاندھوں پر لادا ہوا تھا۔ شاگل کے چیخنے اور اس طرف کو دوڑنے کی وجہ سے اس کے مسلح ساتھی بھی سب اس طرف کو دوڑ پڑے۔ لیکن ابھی وہ اس دھانے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک کوئی چیز اس دھانے سے اڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور شاگل نے یکلخت سائیڈ پر چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ شاگل بال بال بچا تھا۔ اگر وہ ایک لمحہ بھی چھلانگ لگانے میں دیر کر دیتا تو یہ بم جو اس دھانے سے پھینکا گیا تھا ٹھیک اس کے قدموں میں پھٹتا۔

"فائر کرو۔ یہ اس دھانے میں چھپے ہوئے ہیں"........ شاگل نے ایک چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دھانے کی طرف فائرنگ شروع ہو گئی۔ اس کے آدمی ادھر ادھر پڑے بڑے بڑے پتھروں کی اوٹ لیتے ہوئے دھانے پر فائر کر رہے تھے جبکہ چھ افراد اس

بم کے دھماکے سے ہلاک ہو چکے تھے اور ابھی شاگل اور اس کے باقی ماندہ ساتھی سنبھلے ہی نہ تھے کہ اچانک سامنے سے ان پر تیز فائرنگ شروع ہو گئی۔ یہ فائرنگ سامنے اور سائیڈوں پر موجود پہاڑی سمتوں سے ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر شاگل کے ساتھیوں کی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ احمق۔ ہم پر فائر کھول رہے ہیں"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پتھر کی اوٹ سے نکلا اور چیتے کی سی رفتار سے دوڑتا ہوا واپس اس دھانے میں داخل ہو گیا جس سے نکل کر وہ وادی میں پہنچا تھا۔ اسی لمحے سوہن بھی اس کے پیچھے آ گیا۔ ان کے دس کے دس آدمی باہر ختم ہو گئے تھے۔ چھ آدمی تو بم سے ہلاک ہوئے تھے جبکہ باقی چار کو سامنے سے ہونے والی فائرنگ نے بھون ڈالا تھا۔ صرف شاگل اور سوہن اس لئے بچ گئے تھے کہ وہ اس فائرنگ کی براہ راست زد میں نہ تھے ورنہ اس اچانک فائرنگ سے ان کا خاتمہ بھی یقینی تھا۔ اب باہر انتہائی خوفناک انداز میں تین اطراف سے بے تحاشہ فائرنگ ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ احمق۔ یہ احمق۔ اوہ۔ وہ بھاگ جائیں گے۔ اوہ۔ انہیں روکو سوہن۔ ان احمقوں کو روکو۔ اوہ۔ اوہ"...... شاگل نے غصے اور بے بسی سے تقریباً ناچتے ہوئے کہا اور سوہن نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سوہن کالنگ۔ اوور"...... سوہن نے چیخ چیخ کر کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ جگوش اٹنڈنگ۔ اوور"...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جگوش۔ فوراً سب ایجنسیوں کے ہیڈ کوارٹرز کو کال کر کے باس شاگل کی طرف سے اطلاع دو کہ وادی میں فائرنگ بند کر دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک غار میں چھپ گئے ہیں اور فائرنگ کی وجہ سے ہمارے دس افراد بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہم ان کے پیچھے بھی نہیں جا سکتے۔ جلدی بند کراؤ یہ فائرنگ۔ اوور"...... سوہن نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سوہن نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ شاگل دھانے کی سائیڈ پر چھپا ہوا باہر یک ٹک دیکھے چلا جا رہا تھا۔ باہر جیسے گولیوں کی مسلسل بارش سی ہو رہی تھی۔

"یہ۔ یہ احمق۔ نانسنس۔ یہ۔ یہ اب اتنی فائرنگ کر کے انہیں کور دے رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ کاش یہ احمق فائرنگ نہ کرتے"۔ شاگل نے انتہائی جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوہن۔ جلدی کرو۔ جتنے بھی مسلح افراد ہیں سب کو یہاں وادی میں کال کر لو۔ سب کو۔ فوجیوں کو بھی۔ سب کو کال کر لو۔ سب کو"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور سوہن نے ایک بار پھر

ٹرانسمیٹر آن کر کے کال دینا شروع کر دی ۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فائرنگ آہستہ آہستہ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی شاگل تیزی سے دوڑ کر اس دھانے سے باہر نکلا تو اس نے ہر طرف سے فوجیوں کو دوڑ دوڑ کر وادی میں اترتے ہوئے دیکھا ۔ اس کے اپنے ساتھی اور فوجی بھی اس سائیڈ سے کود کود کر نیچے اترنے لگے تھے ۔

"ادھر ادھر ۔ دہانے کی طرف ۔ ادھر"......... شاگل نے چیخ کر اس دھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں سے ان پر بم پھینکے گئے تھے ۔ اب پہاڑی کی تمام اطراف سے فوجی چیونٹیوں کی طرح نیچے اترتے چلے آ رہے تھے ۔ ہر طرف نئی سرچ لائٹیں لگا دی گئی تھیں جس کی وجہ سے سارا علاقہ روشن ہو گیا تھا ۔ ابھی شاگل چیخ چیخ کر اپنے فوجیوں کو اس غار کے دھانے کی طرف متوجہ کر رہا تھا جس میں اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا کہ یکلخت آسمان پر ہیلی کاپٹروں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے وادی کے اندر اتر گئے ۔ ایک ہیلی کاپٹر سے کرنل موہن اور اس کی دوست کیپٹن مانیکا جبکہ دوسرے ہیلی کاپٹر سے مادام ریکھا اور اس کی اسسٹنٹ کاشی اور تیسرے ہیلی کاپٹر سے کرنل داس باہر آ گیا ۔ سب فوجی اور ان سے متعلق ایجنٹ اپنے اپنے لیڈروں کے ہیلی کاپٹروں کی طرف اکٹھے ہونے شروع ہو گئے ۔ لیکن شاگل ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے آدمیوں کو اس غار کی طرف بڑھنے کا حکم دیتا رہا اور اس کے حکم پر اس کے دس بارہ ایجنٹ اور

تقریباً پچاس کے قریب فوجی تیزی سے اس غار کے دھانے کی طرف بڑھ گئے ۔

"بم مار کر اڑا دو ۔ بم مارو"......... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس چٹان پر جہاں غار کا دھانہ تھا انتہائی طاقتور بم بارش کی طرح برسنے لگے اور پھر جیسے کوئی خفیہ آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اس طرح اچانک پہاڑی کا وہ حصہ پھٹ پڑا اور دوسرے لمحے پوری وادی انتہائی کربناک انسانی چیخوں سے گونج اٹھی ۔ پوری وادی پر پہاڑی چٹانوں اور پتھروں کی جیسے بارش سی ہو رہی تھی اور ان چٹانوں اور پتھروں کے درمیان انسانی ہیولے اس طرح اچھل رہے تھے ۔ گر رہے تھے ۔ چیخ رہے تھے اور تڑپ رہے تھے جیسے کسی فلم کی رفتار کو یکلخت تیز کر دیا جائے تو چلتے ہوئے انسان بھاگتے دکھائی دینے لگتے ہیں ۔ ایک بھاری پتھر شاگل کے جسم سے بھی ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی شاگل کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا جا رہا ہو ۔ یہ احساس بھی اسے صرف ایک لمحے تک رہا ۔ اس کے بعد اس کے تمام احساسات موت کی سیاہی میں جیسے فنا ہو کر رہ گئے ۔

عمران نے جیسے ہی اندھیرے میں صفدر کے جسم کو ٹٹولا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کیونکہ صفدر کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی۔ عمران نے ہڑبڑا کر ایک بار پھر صفدر کے جسم کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں جیسے آتش فشاں سا پھٹ پڑا تھا۔ صفدر کی موت کے تصور نے اس کی روح کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ دوسرے لمحے کسی میکانکی کھلونے کی طرح اس کا سر صفدر کے سینے پر جم گیا۔ اس نے کان اس کے سینے سے لگا دیئے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ہونے والے دھماکوں میں تیزی سے کمی آنا شروع ہو گئی صفدر کا دل دھڑک رہا تھا۔ گو اس کی دھڑکن خاصی سست تھی لیکن بہرحال وہ دھڑک رہا تھا۔ صفدر زندہ تھا اور عمران کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ نجانے پہلے اس نے صفدر کے جسم کے کس حصے کو اس کا سینہ سمجھ کر چیک کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسی

لمحے کسی کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"عمران صاحب۔ بے شمار فوجی ہر طرف سے وادی میں اتر رہے ہیں اور انہوں نے غار کے دھانے کو چیک کر لیا ہے"......... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"چلو اٹھاؤ انہیں۔ تنویر کو بلاؤ اور ان دونوں کو لے کر اس سرنگ میں دوڑو۔ پہلے تم یہاں سے گزر چکے ہو۔ اس لئے اندھیرے کے باوجود تم آگے آسانی سے جا سکتے ہو"......... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے تنویر بھی دوڑتا ہوا واپس آگیا۔

"ہمیں گھیر لیا گیا ہے۔ ان کی تعداد بے شمار ہے"......... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم صفدر اور چوہان کو لے کر دوڑو۔ میں ان کا بندوبست کرتا ہوں۔ جلدی کرو"......... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ"......... کیپٹن شکیل نے احتجاج بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر واپس دھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ جبکہ کیپٹن شکیل نے دوبارہ صفدر کو اور تنویر نے چوہان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ عمران نے دھانے میں آ کر ایک لمحے کے لئے باہر کا جائزہ لیا۔ باہر واقعی بے شمار فوجی اکٹھے ہو رہے تھے اور چاروں طرف سے مسلسل وادی میں اترتے چلے آ رہے

تھے ۔ اسی لمحے اسے دور سے شاگل کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ
ہی عمران کے ذہن میں فوراً ایک خیال آیا تو اس کے لبوں پر
مسکراہٹ سی دوڑ گئی ۔ اب ان لوگوں کو روکنے کی ایک ترکیب اس
کے ذہن میں آ گئی تھی ۔ اسے یاد آگیا تھا کہ یہاں سردار موہن سنگھ کے
گروپ کا اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور اگر اس ذخیرے کو فائر آن
کر دیا جائے تو پھر کافی دیر تک ان فوجیوں کو آگے بڑھنے سے روکا جا سکتا
ہے ۔ اس نے تیزی سے جیب سے ایک بم نکالا اور اس کی پن کھینچ کر
پوری قوت سے اسے دھانے سے باہر اچھال کر وہ بجلی کی سی تیزی سے
مڑا اور دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پیچھے بڑھ گیا ۔ اسی لمحے باہر وادی
میں ایک کان پھاڑ دھماکہ سنائی دیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں
کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں ۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس
دھماکے کے بعد شاگل فوجیوں کو اس جگہ پر بم پھینکنے کا حکم دے گا اور
اس طرح نیچے موجود اسلحہ کا ذخیرہ بھی اس بمباری کی زد میں آکر پھٹ
جائے گا اور یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ پہاڑی کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو کر وادی
میں جا گرے گا ۔ اس طرح بھی فوجی آگے بڑھنے سے رک جائیں گے اور
ویسے بھی اسلحے کے خوفناک دھماکے انہیں فوراً آگے بڑھنے سے روک
دیں گے اس طرح وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس پوائنٹ سے باہر نکل
کر پہاڑی جنگل میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائے گا جہاں سے پہلے وہ
ٹائیگر اور جوانا کو نکال کر ہیلی کاپٹر لے گیا تھا ۔ بس اب اس کے لئے
اصل مسئلہ یہ تھا کہ شاگل کی طرف سے ہونے والی بمباری سے پہلے وہ

اسلحے کے سٹور والے حصے کو کراس بھی کر جائے اور کافی فاصلے پر بھی
پہنچ جائے ۔ ورنہ اگر وہ خود اس تباہی کی زد میں آگیا تو شاید اس کے جسم
کا ایک ریزہ بھی سلامت نہ رہے گا ۔ اندھیرے میں بھاگتا ہوا وہ آگے
بڑھتا چلا گیا ۔ وہ اس قدر تیزی سے بھاگ رہا تھا جیسے اس کے پیروں
میں مشین فٹ ہو گئی ہو ۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس
ہو چکی تھیں اس لئے اب اسے راستہ نظر آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں
وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا ۔

" جلدی چلو ۔ جلدی " ۔ عمران نے انکے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں کہا
اور اسکے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر تنویر کے کاندھے پر لدے ہوئے
چوہان کو تنویر سے لیکر خود اٹھا لیا کیونکہ تنویر جس انداز میں چل رہا تھا
اس سے صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ خود بھی زخمی ہے اور چوہان کا
وزن اٹھا کر شاید مزید دس بارہ قدم بھی نہ چل سکے گا ۔

" ہمت کرو تنویر ۔ ہمت کرو ۔ ہم لاکھوں مشکباریوں کی بقا کی
جنگ لڑ رہے ہیں " .... عمران نے کہا اور اس کے اس فقرے نے
جیسے تنویر کے جسم میں نئی روح پھونک دی ۔ اس کی رفتار یکلخت تیز ہو
گئی ۔ اسی لمحے ان کے عقب میں خوفناک دھماکے ہوئے ۔ اس قدر
خوفناک دھماکے کہ ان کے جسم بے اختیار اس طرح آگے کی طرف
ہوئے جیسے کسی دیو نے انہیں پیچھے سے دھکیل دیا ہو ۔ وہ سب بری
طرح لڑکھڑائے لیکن پھر سنبھل گئے ۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے ۔
انتہائی خوفناک دھماکے ۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پہاڑی

میں کوئی خفیہ آتش فشاں موجود تھا جو یکلخت پھٹ پڑا ہو۔ وہ مسلسل بھاگے چلے جا رہے تھے اور پھر اچانک آگے جاتا ہوا کیپٹن شکیل رک گیا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے جھولا اور پھر وہ صفدر سمیت نیچے فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

"اوہ۔ اسے کیا ہوا"......... عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

"کیپٹن شکیل بھی زخمی ہے"......... تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تم صفدر کو اٹھا لو گے تنویر"......... عمران نے تنویر سے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں اٹھا لوں گا"......... تنویر نے کہا اور جھک کر صفدر کو اٹھانے لگا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بھی گھٹنوں کے بل گرا اور پھر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ وہ بھی ساکت ہو چکا تھا اور عمران چوہان کو اٹھائے اپنے زخمی اور بے ہوش ساتھیوں کے اس ڈھیر کے ساتھ حیرت سے بت بنا کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اس کا ذہن اس سچوئیشن کی وجہ سے جیسے یکلخت ماؤف سا ہو گیا تھا۔ اسے بس اپنے عقب میں ہونے والے دھماکے سنائی دے رہے تھے اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کاندھے پر موجود چوہان کا وزن انتہائی تیزی سے بڑھنے لگ گیا ہو۔ پھر یہ وزن اس قدر بڑھ گیا کہ بے اختیار اس کے گھٹنے ٹیڑھے ہوئے اور دوسرے لمحے وہ چوہان سمیت زمین پر پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں پر ڈھیر ہوتا چلا گیا اس کا ذہن ایک بار پھر گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ یقیناً یہ موت کی تاریکی تھی۔ ایسی تاریکی جس کی کوئی سحر نہ تھی۔

راجہ اور دھیرج سنگھ دونوں ایئر چیک پوسٹ سے نیچے اتر کر دوڑتے ہوئے ایک ہٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے تینوں ایئر چیک پوسٹس کو میزائلوں سے تباہ کر دیا تھا اور انہیں واپسی کا کاشن بھی مل گیا تھا اور اس کاشن کے ملتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اس چیک پوسٹ سے نیچے اترے۔ نیچے ایک قیامت سی برپا تھی۔ ہر طرف فوجی اور دوسرے افراد بے تحاشہ دوڑتے ہوئے وادی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ وہاں اس قدر سنگین حالات تھے کہ ان دونوں کی طرف کسی نے بھی توجہ نہ کی تھی۔ وادی سے دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور جنگل میں ہونے والی فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بھواجا پہاڑیوں اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔

"اب ہم نے کہاں جانا ہے"......... راجہ نے دوڑتے ہوئے دھیرج سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آجاؤ۔ آجاؤ میرے ساتھ"......... دھیرج سنگھ نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ اس بڑے ہٹ کے قریب پہنچ گئے جس کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا اور فوجی اس ہٹ سے نکل کر اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو رہے تھے اور ایک ہیلی کاپٹر کی آواز درختوں کے اوپر سے سنائی دے رہی تھی۔

"ہم نے اس ہیلی کاپٹر قبضہ کرنا ہے"......... دھیرج سنگھ نے کہا اور راجہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا پنکھا تیزی سے حرکت کرنے لگا اور پھر جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھ گیا۔

"اس کے پائیدانوں کو پکڑ لو۔ ہم نے اس پر چڑھنا ہے"......... دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لمبی مگر اونچی چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ ہیلی کاپٹر کے پائیدان سے لٹک گیا تھا اسی لمحے راجہ نے بھی چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی دھیرج سنگھ کے جسم کو نیچے کی طرف زور دار جھٹکا لگا۔ راجہ نے دھیرج سنگھ کی ٹانگیں پکڑ لی تھیں۔ اگر دھیرج سنگھ کے ہاتھ پائیدان پر مضبوطی سے جمے ہوئے نہ ہوتے تو یقیناً وہ نیچے گر پڑتا۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر مسلسل اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ دھیرج سنگھ نے ایک ہاتھ پائیدان سے ہٹا کر نیچے کی طرف جھکایا اور راجہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس کے ساتھ ہی دھیرج سنگھ نے اپنے جسم کو زور

دار جھٹکا دے کر اوپر کو اٹھایا تو اس کے ہاتھ سے لٹکا ہوا راجہ کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا آیا اور دوسرے لمحے راجہ نے پائیدان پکڑ لیا۔ اب ہیلی کاپٹر درختوں سے کافی اوپر پہنچ چکا تھا۔

"اوپر چلو"......... دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں پیر پائیدان میں پھنسائے اور پھر اس کا جسم قلا بازی کھا کر اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ہیلی کاپٹر کے عقبی کھلے حصے پر پڑے اور دوسرے لمحے اس نے پیر پائیدان سے ہٹائے اور ایک بار پھر کسی بازی گر کی طرح اس کے جسم نے فضا میں جھکولا کھایا اور ایک دھماکے سے وہ ہیلی کاپٹر کے اندر عقبی حصے میں جا گرا۔

"کون ہو۔ کون ہو تم"......... سامنے بیٹھے ہوئے چار افراد نے تیزی سے مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس بار راجہ بھی دھیرج سنگھ کی طرف قلا بازی کھا کر اندر آ گرا تھا۔

"خبردار"......... دھیرج سنگھ نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں سائلنسر لگے مشین پسٹل کی سٹک سٹک کی مخصوص آوازیں سنائی دیں اور ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ہیلی کاپٹر گونج اٹھا۔ لیکن اس میں دھیرج سنگھ کی اپنی چیخ بھی شامل تھی۔ ایک فوجی نے اس پر فائر کر دیا تھا۔

"انہیں نیچے پھینک دو"......... دھیرج سنگھ نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ سیٹوں پر

تڑپتے ہوئے فوجیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا پائلٹ سیٹ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے نیچے جارہا تھا کیونکہ پائلٹ کی پشت میں گولی لگی تھی اور وہ بغیر مڑے ہی سیٹ پر ڈھیر ہو چکا تھا۔ دھیرج سنگھ نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کا کنٹرول ایک ہاتھ سے تھاما اور دوسرے ہاتھ سے اس نے پائلٹ کی بیلٹ کھولی اور پھر اسے نیچے دھکیل کر اس نے سیٹ سنبھال لی۔ راجہ نے اس دوران فائرنگ کر کے تڑپتے ہوئے جسموں کو ساکت کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ایک کر کے انہیں کھینچ کھینچ کر نیچے اچھالنا شروع کر دیا تھا۔

دھیرج سنگھ ہیلی کاپٹر کو بلندی کی طرف لے جانے لگا اور تھوڑی دیر بعد جب ہیلی کاپٹر فوجیوں سے خالی ہو گیا تو راجہ ایک طویل سانس لیتا ہوا سائیڈ سیٹ پر آکر جیسے ڈھیر ہو گیا۔ اسی لمحے نیچے انہیں خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ راجہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیسے دھماکے ہیں"...... راجہ کے لہجے میں خوف کی لرزش تھی۔

"اسلحے کا ذخیرہ پھٹ گیا ہے شاید"...... دھیرج سنگھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا۔

"اسلحے کا ذخیرہ۔ کیا مطلب۔ کونسا ذخیرہ"...... راجہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے گروپ کا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں نے دھماکے کئے ہیں یا ان فوجیوں نے"...... دھیرج سنگھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر تم اب کہاں جارہے ہو۔ ارے یہ خون۔ یہ تمہاری گردن سے خون بہہ رہا ہے۔ تم زخمی ہو"...... راجہ نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو راجہ۔ یہ قیامت کے لمحات ہیں۔ میری فکر مت کرو۔ بس دعا کرو کہ عمران صاحب اور ان کے ساتھی بچ گئے ہوں"...... دھیرج سنگھ نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر وادی کے اوپر سے گزرنے لگا۔ نیچے واقعی ایک قیامت برپا تھی۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے اور نیچے ان دھماکوں کی وجہ سے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی پہاڑی پتھر فضا میں اڑتے نظر آرہے تھے۔ دھیرج سنگھ کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر وادی کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر کچھ دور جا کر دھیرج سنگھ نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنی شروع کر دی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے اپنے ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت یکلخت بڑھتی چلی گئی اب تک وہ اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھے۔ لیکن اب اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اب مزید اپنے آپ کو سنبھالنا اس کے لئے ناممکن ہو گیا ہو۔

"راجہ۔ راجہ کنٹرول سنبھالو۔ میرا ذہن ماؤف ہوتا جارہا ہے۔

کنٹرول سنبھالو"........ اچانک دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک طرف کو جھکنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہاری حالت تو خراب ہو رہی ہے۔ ادھر آجاؤ۔ اپنے آپ کو سنبھالو"........ راجہ نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دھیرج سنگھ کو گھسیٹ کر سائیڈ پر لٹایا اور خود ہیلی کاپٹر کا کنٹرول سنبھال لیا۔

"آگے لے چلو۔ آگے لے چلو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ پلیز دھیان رکھنا۔ ذرا سی غلطی سے ہیلی کاپٹر کسی درخت سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا"........ دھیرج سنگھ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامتے ہوئے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آتا جا رہا تھا لیکن وہ پوری قوت سے اپنے آپ کو سنبھال رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ بے ہوش ہو گیا تو پھر وہ سب ختم ہو جائیں گے۔

"پ۔ پ۔ پانی۔ کاش پانی مل جائے"........ دھیرج سنگھ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں لے آتا ہوں پانی۔ یہاں دو بوتلیں ہیں"........ راجہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کیا اور اچھل کر عقبی حصے میں گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک بوتل موجود تھی۔ دھیرج سنگھ اب سیٹ پر بیٹھا کسی پنڈولم کی طرح جھول رہا تھا۔ راجہ نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل دھیرج سنگھ کے منہ سے لگا دی اور دھیرج سنگھ بڑے بڑے گھونٹ لے کر

پانی پینے لگا۔ آدھی سے زیادہ بوتل جب اس کے حلق میں اتر گئی تو اس کا ڈوبتا ہوا ذہن دوبارہ بیدار ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے ہر طرف پھیلتا ہوا اندھیرا دوبارہ روشنی میں تبدیل ہو گیا ہو۔ راجہ نے بوتل کا باقی پانی اس کی گردن پر انڈیل دیا۔

"اوہ شکریہ راجہ۔ تم نے مجھے نئی زندگی دے دی ہے۔ اب میں صحیح ہوں"........ دھیرج سنگھ نے اس بار مسکراتے ہوئے ہوشیار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے دوبارہ پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور پھر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھنے لگا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو درختوں کے درمیان خالی جگہ پر اتار دیا۔

"آؤ نیچے اترو۔ جلدی آؤ"........ دھیرج سنگھ نے انجن بند کر کے ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور راجہ اچھل کر دوسری طرف سے نیچے اتر آیا اور پھر وہ دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ایک چٹان کے قریب پہنچ کر دھیرج سنگھ رکا۔ اس نے جھک کر چٹان کے ایک حصے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا۔

"میری مدد کرو راجہ۔ جلدی کرو اسے اوپر اٹھاؤ"........ دھیرج سنگھ نے چیختے ہوئے کہا اور راجہ جھک کر اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان ایک طرف ہٹ چکی تھی اور وہاں اب ایک بڑا سا سوراخ نظر آنے لگا تھا۔

"آؤ نیچے"........ دھیرج سنگھ نے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور ہلکی

سی ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی اس سرنگ نما راستے میں روشنی سی پھیل گئی۔ بائیں ہاتھ پر دھماکے ابھی تک سنائی دے رہے تھے لیکن اب ان میں وہ پہلے جیسی شدت نہ رہی تھی۔ دھیرج سنگھ ہاتھ میں ٹارچ پکڑے اس طرف کو واپس دوڑنے لگا جدھر وادی ترنام تھی۔ راجہ اس کے پیچھے تھا۔

"ارے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ پڑے ہیں"...... یکلخت دھیرج سنگھ نے چیختے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں انسانوں کے ایک ڈھیر کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے جو ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے اور سب کے سب زخمی تھے۔

"جلدی کرو راجہ۔ ہمیں ان سب کو ہیلی کاپٹر میں پہنچانا ہے۔ جلدی کرو۔ ورنہ فوج اندر آ گئی تو سب کا خاتمہ ہو جائے گا"۔ دھیرج سنگھ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر عمران کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن ایک تو وہ خود زخمی تھا دوسرا عمران کا وزن کافی تھا۔

"ٹھہرو۔ مل کر اٹھاتے ہیں۔ تم اکیلے نہ اٹھا سکو گے"...... راجہ نے کہا اور پھر ان دونوں نے مل کر عمران کو اٹھایا اور واپس اس سوراخ کی طرف دوڑ پڑے۔ عمران کو اس سوراخ کے نیچے چھوڑ کر وہ دونوں ہی ایک بار پھر واپس دوڑے اور اس بار وہ چوہان کو اٹھا کر لے گئے۔ اس طرح کئی چکر لگانے کے بعد وہ ان سب کو اس سوراخ کے نیچے اکٹھے کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

"اب انہیں اوپر لے جانا ہے۔ میں اوپر جاتا ہوں۔ تم ایک ایک کو اٹھا کر اوپر کی طرف بڑھانا۔ میں انہیں باہر کھینچ لوں گا"...... دھیرج سنگھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہائی جمپ کے انداز میں اچھلا اور اس کے دونوں ہاتھ سوراخ کے کنارے پر جم گئے اور چند لمحوں بعد اس کا جسم بازوؤں کے زور پر اٹھتا ہوا سوراخ سے باہر آگیا۔ پھر راجہ عمران کو کاندھے پر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہوا تو دھیرج سنگھ نے جھک کر ہاتھ نیچے کئے اور عمران کا بازو پکڑ لیا۔ پھر نیچے سے راجہ نے اوپر اٹھایا اور اوپر سے دھیرج سنگھ نے کھینچا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد دھیرج سنگھ عمران کو باہر کھینچ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر ایک ایک کر کے باقی ساتھیوں کو بھی باہر کھینچ لیا گیا۔ سب سے آخر میں صفدر کو اٹھایا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جلدی کرو۔ میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں"...... یکلخت راجہ نے چیختے ہوئے کہا اور راجہ کے یہ الفاظ سنتے ہی دھیرج سنگھ کے جسم میں جیسے بجلیاں سی بھر گئیں اور اس نے ایک ہی جھٹکے سے صفدر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔

"باہر آجاؤ جلدی"...... دھیرج سنگھ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اسے بھی قریب آتی سنائی دینے لگی تھیں۔ یہ فوجی بوٹوں کی بھاری آوازیں تھیں اور چند لمحوں بعد راجہ باہر آگیا۔

"چٹان واپس سوراخ پر جماؤ۔ جلدی کرو۔ ورنہ ہم سب مارے

جائیں گے "........ دھیرج سنگھ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر راجہ اور دھیرج سنگھ نے مل کر چٹان کو واپس اس سوراخ پر جما لیا۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان واپس اپنی جگہ پر پہنچ چکی تھی اور دھیرج سنگھ نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"شکر ہے۔ بال بال بچے ہیں "........ دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ فوجی یہاں بھی تو بکھرے ہوئے ہوں گے اور انہوں نے ہیلی کاپٹر بھی اترتے دیکھ لیا ہوگا لیکن ابھی تک کوئی بھی نہیں آیا"۔ راجہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب ادھر وادی کی طرف گئے ہیں اور ہیلی کاپٹر بلیک فورس کا ہے بہرحال اب ہمیں جلدی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ آؤ اب ان سب کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں بھی پہنچانا ہے "........ دھیرج سنگھ نے کہا اور ایک بار پھر وہ دونوں اس کام میں مصروف ہو گئے۔

"لیکن ان زخمیوں کو ہم لے کر کہاں جائیں گے۔ ان سب کی حالت بے حد خراب ہے "........ سب کو ہیلی کاپٹر میں پہنچانے کے بعد راجہ نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ہمارے گروپ کا ایک خاص ہسپتال ہے پہلے بھی عمران صاحب کے ساتھی وہاں موجود ہیں "........ دھیرج سنگھ نے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھ گیا۔

وسیع و عریض کمرے میں کرسیوں پر کافرستان کی چاروں ایجنسیوں کے سربراہ سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگل کے سر اور جسم پر کئی جگہوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ زرد تھا جبکہ مادام ریکھا۔ کرنل داس اور کرنل موہن کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے وہ سب خاموش بیٹھے اپنے اپنے خیالوں میں غرق تھے کہ کمرے کی سائیڈ دیوار میں موجود دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور ان سب نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ دروازے سے صدر مملکت اور ان کے پیچھے وزیراعظم اندر داخل ہو رہے تھے۔ وہ چاروں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وزیراعظم اور صدر مملکت دونوں کے چہرے بھی بجھے ہوئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک طرف رکھی ہوئی دو خالی کرسیوں کی طرف بڑھ گئے۔ کرنل موہن اور کرنل داس دونوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ شاگل اور مادام ریکھا نے انتہائی مؤدبانہ

انداز میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"...... صدر مملکت نے سپاٹ لہجے میں کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد وزیر اعظم بیٹھے اور پھر وہ چاروں بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ماہرین کی رپورٹ کے مطابق سپیشل سٹور میں موجود تمام اسلحہ مکمل طور پر ناکارہ ہو چکا ہے اور ہمارا یہ اہم مشن جس پر کافرستان نے اربوں روپے خرچ کئے ہیں بری طرح ناکام ہو گیا ہے"...... صدر مملکت نے قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا تو ان چاروں کے پہلے سے لٹکے ہوئے چہرے مزید لٹک گئے۔

"آپ چاروں کافرستان کی انتہائی ٹاپ ایجنسیوں کے سربراہ ہیں۔ آپ کو فوج کی مدد بھی حاصل تھی۔ اس کے باوجود آپ چند افراد کو نہ روک سکے۔ ایک چھوٹے سے سٹور کی چند روز تک حفاظت نہ کر سکے۔ کیوں نہ آپ چاروں کا آپ کی اس نااہلی کی بنا پر کورٹ مارشل کر دیا جائے"...... صدر مملکت کے لہجے میں شدید غصہ عود کر آیا تھا۔

"جناب صدر۔ یہ سب کچھ شاگل صاحب کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے"...... اچانک وزیر اعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ اس مشن کے براہ راست انچارج تھے اور آپ نے بذات خود بھوا جا پہاڑیوں پر جا کر انتظامات کا معائنہ بھی کیا تھا اور اب آپ صرف شاگل پر الزام لگا رہے ہیں۔ کیا یہ جانبداری نہیں ہے"...... صدر مملکت نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"انتظامات ہر لحاظ سے فول پروف تھے جناب۔ اگر شاگل صاحب ہوشیاری سے کام لیتے تو نہ صرف سٹور بچ جاتا بلکہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بھی یقینی تھا مگر ان کی نااہلی کی وجہ سے سب کچھ الٹ ہو گیا"...... وزیر اعظم نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر واقعی شاگل صاحب کی نااہلی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے تو پھر مسٹر شاگل کو اس کی عبرت ناک سزا بھگتنا ہو گی۔ لیکن مجھے تفصیل بتائی جائے کہ یہ سب کچھ کس طرح ہوا ہے"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق مسٹر شاگل کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی وادی میں داخل ہو چکے ہیں لیکن یہ انہیں ختم کرنے میں ناکام رہے۔ حالانکہ وہ پہاڑی جس میں سٹور تھا مسٹر شاگل اور اس کی سیکرٹ سروس کی تحویل میں تھی"...... وزیر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شاگل۔ آپ تفصیل سے بتائیں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا"...... صدر مملکت نے اس بار شاگل سے براہ راست مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ میں نے اپنی تحریری تفصیلی رپورٹ وزیر اعظم صاحب کو پیش کر دی ہوئی ہے۔ اگر واقعی میرا کوئی قصور بنتا ہے تو میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں"...... شاگل نے کھڑے ہو کر کہا۔

"میں نے وہ پوری رپورٹ پڑھی ہے۔ اس کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی کرنل موہن والی پہاڑی کی طرف سے وادی میں داخل

ہوئے ہیں۔ اس سے تو کرنل موہن اور ان کی فورس کی نااہلی سامنے آتی ہے"...... صدر مملکت نے کہا۔

" جناب صورت حال اس قدر پیچیدہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ ہم سب قصور وار بنتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنا ہم سب کی ڈیوٹی میں شامل تھا۔ ہم نے انتظامات بھی ایسے کر رکھے تھے کہ کوئی مکھی بھی کسی بھی سمت سے وادی میں داخل نہ ہو سکتی تھی لیکن اس کے باوجود وہ لوگ نہ صرف وادی میں داخل ہوئے بلکہ انہوں نے ناقابل تسخیر سٹور کو بھی تباہ کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بار پھر غائب بھی ہو گئے۔ لیکن میں نے اپنے طور پر جو تحقیقات کرائی ہے اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی شدید زخمی تھے اور انہیں کرنل موہن کی فورس کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں بھواجا پہاڑیوں سے لے جایا گیا ہے اور وہ یقیناً ابھی تک مشکبار میں ہی کہیں موجود ہیں۔ سٹور تو بہرحال تباہ ہو چکا ہے لیکن اگر ہم کوشش کریں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں اگر ایسا ہو جائے تو یہ یقیناً ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ کیونکہ اسلحہ تو دوبارہ بھی سٹور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے سے کافرستان کو آئندہ کے لئے ایک بہت بڑے خطرے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی"...... اس بار ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ آپ انٹیلی جنس کے سربراہ ہیں۔ آپ نے یقیناً

غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی ہو گی۔ یہ سب ہوا کس طرح ہے۔ آپ تفصیل بتائیں"...... صدر مملکت نے چونک کر کرنل داس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ میں نے تفصیلی انکوائری کرائی ہے۔ ہم نے واقعی انتہائی فول پروف انتظامات کئے تھے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے یہ مشن مکمل کیا ہے۔ گو یہ مشن ان کے لئے بھی انتہائی سخت مشن ثابت ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بہرحال وہ کامیاب رہے ہیں"...... کرنل داس نے کہا۔

" آپ ان کے قصیدے پڑھنے کی بجائے تفصیل بتائیں"...... وزیراعظم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ شواہد سے جو کچھ پتہ چلا ہے اس کے مطابق انہوں نے بھواجا پہاڑیوں سے کچھ فاصلے پر ایک جنگل میں بہت سی مشین گنیں درختوں پر باندھ دیں اور ان پر وائرلیس کنٹرول آپریٹر بٹن فٹ کر دیئے۔ اس کے بعد وہ لوگ کسی نامعلوم راستے سے بسرام پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے چند فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد ان کے ساتھیوں نے بسرام پہاڑی پر موجود ایئر چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا جبکہ عمران اور باقی ساتھی وادی میں پہنچ گئے۔ وادی میں پہنچتے ہی انہوں نے عجیب و غریب انداز میں ایکشن کیا۔ وہ انتہائی دیدہ دلیری سے وادی میں اترے اور سٹور کی طرف بڑھنے لگے۔ چیک پوسٹ

سے ان پر فائر کیا گیا۔ وہ زخمی ہوئے لیکن بہرحال وہ سٹور تک پہنچ گئے۔ اسی لمحے بسرام پہاڑی والی چیک پوسٹ سے باقی تینوں ایئر چیک پوسٹوں پر میزائل فائر کئے گئے اور اس طرح تینوں ایئر چیک پوسٹس تباہ کر دی گئیں۔ ادھر جنگل میں نصب مشین گنیں بھی چل پڑیں۔ اس طرح سب کی توجہ اس طرف ہو گئی۔ اس کے باوجود پہاڑیوں پر موجود فوجی وادی میں پہنچ گئے۔ شاگل کا گروپ وہاں پہنچا لیکن ان پر فائر ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس دوران حیرت انگیز طور پر سٹور تباہ کر کے ایک غار میں گھس گئے۔ جب اس غار پر حملہ شروع ہوا تو وہاں موجود اسلحے کا کوئی خفیہ ذخیرہ ہولناک دھماکوں سے پھٹ گیا اور مسٹر شاگل اس سے زخمی ہو گئے۔ کرنل موہن، مادام ریکھا اور میں اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں میں وادی میں پہنچ گئے جب دھماکے ختم ہوئے تو ہم فوجیوں سمیت اس راستے میں داخل ہوئے لیکن وہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود نہ تھے۔ اس خفیہ راستے کا اختتام جہاں ہوا وہاں مادام ریکھا کی فورس کا قبضہ تھا اور عمران اور اس کے ساتھی راستے میں ہی غائب ہو گئے تھے۔ ہم نے وہاں روشنی کا بندوبست کیا تو پھر وہاں موجود خون کی لکیروں سے پتہ چلا کہ درمیان میں ایک خفیہ راستہ موجود تھا جس سے وہ لوگ باہر پہاڑی پر پہنچے۔ بعد میں ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ وہاں کرنل موہن کی فورس کا ایک ہیلی کاپٹر دیکھا گیا تھا اس ہیلی کاپٹر کے نشانات وہاں سے ملے ہیں اور خون کے دھبے بھی۔ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ عمران اور اس کے زخمی ساتھیوں کو

اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں سے نکالا گیا ہے۔ پھر یہ ہیلی کاپٹر بھوا جا پہاڑیوں سے تقریباً پچاس کلو میٹر دور ایک جنگل میں کھڑا مل گیا۔ اس کی اندرونی حالت بتا رہی تھی کہ اس میں شدید زخمی افراد کو لادا گیا تھا ہم نے اردگرد کی ساری بستیوں کو چیک کیا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ اب تک نہیں مل سکا"...... کرنل داس نے کہا۔

"لیکن کرنل موہن کی فورس کا ہیلی کاپٹر وہاں کیسے پہنچ گیا۔ کیا اس فورس نے غداری کی ہے"...... صدر مملکت نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ان کی فورس کے جو افراد اس ہیلی کاپٹر میں سوار تھے ان کی لاشیں بسرام پہاڑی پر بکھری ہوئی ملی ہیں۔ میں نے اپنے طور پر جو تجزیہ کیا ہے اس کے مطابق عمران کے جن ساتھیوں نے بسرام پہاڑی کی ایئر پوسٹ پر قبضہ کیا تھا انہوں نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کیا اور پھر عمران اور اس کے زخمی ساتھیوں کو نکال کر لے گئے ہیں"۔ کرنل داس نے جواب دیا۔

"ہوں۔ آپ کی رپورٹ قابل قبول ہے۔ لیکن یہ لوگ گئے کہاں اگر یہ زخمی تھے تو پھر یقیناً یہ دور نہیں جا سکتے"...... صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میری فورس پورے مشکبار میں انہیں تلاش کر رہی ہے مجھے یقین ہے کہ ہم ان کا سراغ لگا لیں گے"...... کرنل داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر مملکت سمیت سب لوگ

بے اختیار چونک پڑے۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تاکہ پروٹوکول کے مطابق وزیراعظم بھی اس کال سے آگاہ ہو سکیں۔

"یس"........ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔ علی عمران صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر فوری بات نہ کرائی گئی تو کافرستان کو بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے"........ دوسری طرف سے صدر کے پی، اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور علی عمران کا نام سن کر نہ صرف صدر مملکت بلکہ میٹنگ میں موجود سب افراد بری طرح اچھل پڑے۔

"ہونہہ۔ بات کرائیں"........ صدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا مجھے کافرستان کے صدر صاحب سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ آپ یقیناً مجھے پہچانتے ہوں گے"........ فون سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیوں فون کیا ہے تم نے"........ صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ شکریہ۔ بس میں نے یہی معلوم کرنا تھا کہ آپ کو غصہ آیا ہے یا نہیں"........ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"........ صدر نے اور زیادہ غصیلے

لہجے میں کہا۔

"جناب صدر۔ آپ کا غصہ بتا رہا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب رہے ہیں اور میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ میرے پاس مشن کا رزلٹ معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ ویسے ایک بات ہے کہ اس بار آپ کی فورسز نے واقعی میرے لئے اس مشن کو انتہائی کٹھن بنا دیا تھا اور ہمیں اپنی جانوں پر کھیل کر "بلائنڈ اٹیک" کرتے ہوئے یہ مشن مکمل کرنا پڑا ہے"........ عمران کا لہجہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں ٹریس کر لیا گیا ہے۔ اب تم زندہ واپس نہ جا سکو گے"........ صدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک ملک کے صدر ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں جناب۔ یہ آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ حالانکہ میں آپ کی فورسز کی کارکردگی کی تعریف کر رہا ہوں"........ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ۔ تم نے اگر ایک سٹور تباہ کر دیا ہے تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس جیسے کئی سٹور دوبارہ قائم کئے جا سکتے ہیں"........ صدر نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ آپ واقعی ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کا یہ سٹور ہم نے صرف تباہ ہی نہیں کیا بلکہ ہم نے خصوصی آلات سے اس سٹور میں موجود ڈبل سی ہتھیاروں کے بارے میں ثبوت بھی حاصل کر لئے ہیں اور اب یہ

ثبوت پوری دنیا کے پریس کے سامنے رکھے جائیں گے تاکہ دنیا کو معلوم ہوسکے کہ آپ نے لاکھوں مسلمان مشکباریوں کو ہلاک کرنے کے لئے کیسی بھیانک سازش تیار کی تھی اور مجھے یقین ہے کہ جب یہ ثبوت عالمی پریس کے سامنے آئیں گے تو آپ کو کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا"........ عمران کا لہجہ اس بار انتہائی سپاٹ تھا اور صدر مملکت کے ساتھ ساتھ وزیر اعظم کا چہرہ بھی عمران کی بات سن کر زرد پڑ گیا۔

"یہ جھوٹ ہے۔ہم اس کی تردید کریں گے"........ صدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ثبوت ہی ایسے ہیں کہ آپ تردید کر ہی نہیں سکتے۔آپ کے پاس تردید کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔پھر جس پارٹی سے آپ نے یہ اسلحہ خریدا ہے اس پارٹی کے کرتا دھرتا بھی سب کچھ عالمی پریس کے سامنے بیان کرنے پر مجبور کر دیئے جائیں گے۔ہم نے اس کا بھی انتظام کر لیا ہے"........ عمران نے کہا۔

"نہیں۔تم ایسا نہیں کرو گے"........ صدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"کیوں نہیں کروں گا۔مجھے آپ کیسے روک سکتے ہیں"۔عمران نے سپاٹ لہجے سے کہا۔

"مسٹر علی عمران۔اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے ملک کو اس کے انتہائی ہولناک نتائج بھگتنے پڑیں گے۔اس بات کو ذہن میں رکھنا"۔صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ایک ملک کے صدر ہو کر۔کیا

آپ کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔کیا آپ پاکیشیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اگر اب کافرستان نے پاکیشیا کی طرف ٹیڑھی نظر بھی ڈالی تو کافرستان کا کیا انجام ہوگا"۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"مسٹر علی عمران۔میں کافرستان کا پرائم منسٹر بول رہا ہوں"۔ وزیر اعظم نے جلدی سے صدر سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی بولیئے۔کیا آپ بھی صدر صاحب کی طرح پاکیشیا کو دھمکیاں دیں گے"........ عمران کے لہجے میں ویسا ہی غصہ تھا۔

"مسٹر علی عمران۔کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس مشن کے سلسلے میں عالمی پریس کو کچھ نہ بتائیں۔میں بحیثیت وزیر اعظم آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔جو ہو گیا سو ہو گیا"........ وزیر اعظم نے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔اگر آپ بحیثیت وزیر اعظم وعدہ کر رہے ہیں تو میں مزید کوئی اقدام نہیں کروں گا۔لیکن یہ بات ذہن میں رکھیئے کہ اب اگر آپ نے مشکباریوں کے خلاف ایسی انسانیت سوز سازش کی تو آئندہ نہ صرف اس سازش کا خاتمہ کیا جائے گا بلکہ پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس کی بھی ساتھ ہی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اور میں آپ کے وعدے کا جائزہ اس طرح لوں گا کہ اب آپ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں"........ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور وزیر اعظم نے ایک طویل سانس لیتے

ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"جناب صدر۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس سٹور کی تباہی پر ہی اکتفا کر لینا چاہئے۔ اس شخص سے کچھ بعید نہیں ہے کہ اس نے واقعی ایسے ثبوت حاصل کر لئے ہوں اور آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہمارے اس اقدام کی تفصیلات دنیا کے سامنے پیش کر دی گئیں تو کافرستان پوری دنیا میں منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز بھی عالمی رائے عامہ کی وجہ سے ہمارے خلاف اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گی"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ نے واقعی مدبرانہ فیصلہ کیا ہے"...... صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر اس وقت انتہائی بے بسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سر۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کے بارے میں اب مزید کیا حکم ہے"...... کرنل داس نے کہا۔

"اوہ۔ فوراً اپنے آدمیوں کو واپس بلالو۔ فوراً۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ہمارے لئے ایک ہی ناکامی کافی ہے۔ ہم دوسری ناکامی کو برداشت نہیں کر سکتے"...... وزیراعظم نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ واقعی آپ نے درست فیصلہ کیا ہے۔ ابھی تو صرف ہماری پلاننگ ناکام ہوئی ہے لیکن اگر ڈبل سی ہتھیاروں کے

مشکباریوں پر استعمال کے ثبوت دنیا کے سامنے آگئے تو ہمارے لئے منہ چھپانے کی بھی جگہ نہیں رہی گی۔ اوکے۔ میٹنگ برخواست"۔ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے اٹھتے ہی وزیراعظم سمیت سب افراد کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے واقعی انہیں مکمل شکست سے دوچار کر دیا تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحے تو وہ لاشعوری کیفیت میں پڑا رہا۔ لیکن پھر جیسے جیسے اس کا شعور بیدار ہوتا گیا اس کے ذہن پر وہ سارے مناظر یکے بعد دیگرے فلم کی طرح آتے چلے گئے۔ جب وہ چوہان کو کاندھے پر اٹھائے اس تنگ اور تاریک سرنگ میں چل رہا تھا اور کیپٹن شکیل صفدر سمیت نیچے گرا اور اس کے بعد تنویر اور آخر میں عمران چوہان سمیت ان پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ چونکہ خود بھی اس مشن کے دوران زخمی ہو گیا تھا اس لئے اچانک ہی اس کے ذہن پر بھی تاریکی نے جھپٹا مار دیا تھا۔ جس وقت وہ بے ہوش تھا تو اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ثبت ہوا تھا کہ اس بار وہ اپنی زندگی ہار گیا ہے۔ کیونکہ وہاں سے نکلنے کی کوئی صورت بھی سامنے نہ تھی لیکن اب اس ہسپتال نما کمرے کو دیکھ کر اس کے ذہن میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو بستر پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا اور اس پر سرخ

رنگ کا کمبل تھا اور اس کے ساتھ ہی گلوکوز اور خون کی بوتلوں کے سٹینڈ موجود تھے لیکن وہ کمرے میں اکیلا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران نے گردن گھمائی اور دروازے سے ڈاکٹر دلیپ سنگھ کو اندر آتے دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں ہوش آگیا عمران۔ شکر ہے۔ مگر تم اٹھ کر کیوں بیٹھ گئے ہو لیٹے رہو۔ تم یقینی موت کے منہ سے نکلے ہو"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے آگے بڑھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ میں آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا اور وہ میرے ساتھی۔ وہ کہاں ہیں"...... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سب ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ لیٹ جاؤ۔ تمہیں یہاں دھیرج سنگھ لے کر آیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی راجہ بھی تھا"۔ ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے جواب دیا۔ وہ ساتھ ساتھ عمران کی نبض بھی چیک کر رہے تھے۔

"دھیرج سنگھ اور راجہ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ دونوں وہاں سرنگ میں کیسے پہنچ گئے۔ وہ میرے ساتھی کہاں ہیں۔ مجھے آپ نے یہاں اکیلے کیوں رکھا ہے"...... عمران کے لہجے میں بے حد پریشانی تھی۔

"تمہارے تین ساتھیوں کی حالت ابھی تک خراب ہے۔ ہم سب

اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ تم دعا کرو ۔ ویسے وہ دھیرج سنگھ بھی زخمی تھا لیکن اب وہ ٹھیک ہو چکا ہے ۔ میں اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں ۔ وہ تمہیں ساری تفصیل بتا دے گا"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک کر بستر سے نیچے اترنے لگا۔

"میرے ساتھیوں کی حالت خراب ہے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ کہاں ہیں وہ ۔ کہاں ہیں ۔ کیا ہوا ہے انہیں"...... عمران کے لہجے میں یکلخت بے پناہ پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

"ارے ۔ ارے نیچے مت اترو ۔ تم زخمی ہو ۔ ارے اس قدر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ قدرت ضرور مہربانی کرے گی ۔ تم بے گناہ اور معصوم لوگوں کو ظالموں سے بچانے کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر جدوجہد کر رہے ہو اور ایسے لوگوں پر قدرت کی خاص نظر کرم ہوتی ہے"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے عمران کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ۔ میں اب ایک لمحے کے لئے بھی یہاں نہیں رک سکتا مجھے میرے ساتھیوں کے پاس لے چلو ۔ وہ میرے ساتھی ہیں ۔ میری روح کے حصے ہیں ۔ میرا سب کچھ وہی ہیں ۔ ان کے بغیر میں ادھورا ہوں ۔ مجھے ان کے پاس لے چلو ڈاکٹر پلیز"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ ۔ میں تمہیں سہارا دے کر لے چلتا ہوں" ۔ ڈاکٹر

دلیپ سنگھ نے کہا اور عمران کو سہارا دے کر دروازے کی طرف لے جانے لگا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں اس کے ساتھی موجود تھے ۔ تنویر ۔ صفدر ، کیپٹن شکیل اور چوہان بیڈز پر لیٹے ہوئے تھے ۔ تنویر ہوش میں تھا جبکہ چوہان ، کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں کی آنکھیں بند تھیں ۔ ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے اور ان تینوں کے بستروں کے ساتھ دو دو ڈاکٹر اور دو دو نرسیں موجود تھیں جو مسلسل ان تینوں کو چیک کرنے میں مصروف تھے ۔ عمران کو ڈاکٹر دلیپ سنگھ کے ساتھ اندر آتے دیکھ کر تنویر اٹھ کر بیٹھ گیا ۔

"عمران ۔ کیپٹن شکیل ، صفدر اور چوہان تینوں کی حالت خراب ہے"...... تنویر کا لہجہ گلوگیر تھا ۔

"اللہ تعالیٰ یقیناً اپنا فضل کرے گا"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے خود بھی ان تینوں کو چیک کرنا شروع کر دیا ۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے ۔ ان تینوں کی حالت بے حد خراب تھی ۔ خاص طور پر صفدر اور چوہان کی ۔

"اوہ ۔ اوہ ڈاکٹر ۔ یہ تو مر رہے ہیں ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ میرے ساتھی"...... عمران کے لہجے میں بے پناہ درد تھا ۔

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں عمران بیٹے ۔ لیکن قدرت سے کون لڑ سکتا ہے"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

"یہاں ۔ یہاں باتھ روم ہوگا ۔ میں وضو کرنا چاہتا ہوں" ۔ عمران

نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"وضو۔ وہ کیوں"........ ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں قادر مطلق سے اپنے ساتھیوں کی زندگی کی بھیک مانگنا چاہتا ہوں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بے حد رحیم ہے"........ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں پانی منگوا دیتا ہوں لیکن عمران بیٹے۔ تمہاری اپنی حالت ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہے۔ تمہیں طویل بے ہوشی کے بعد ہوش آیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ"........ ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر پلیز وقت مت ضائع کریں"........ عمران نے کہا تو ڈاکٹر نے اپنے ایک جونیئر ڈاکٹر کو پانی لانے کا کہہ دیا اور تھوڑی دیر بعد عمران نے وضو کیا اور پھر کمرے کے ایک کونے میں چادر بچھا کر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر بھی اپنے بیڈ سے نیچے اترا۔ اس نے بھی وضو کیا اور پھر وہ بھی عمران کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔ دو نفل پڑھنے کے بعد عمران نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر اس کے منہ سے بے اختیار صفدر، چوہان اور کیپٹن شکیل کی صحت کے لئے انتہائی دردمندانہ دعائیں نکلنے لگیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہہ رہے تھے۔ کمرے میں ایک عجیب سا سکوت طاری ہو گیا تھا۔ عمران اس طرح ڈوب کر دعائیں مانگ رہا تھا کہ جیسے اسے خود

بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے منہ سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں۔ اس کا لہجہ انتہائی عاجزانہ تھا جبکہ تنویر کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

"ڈاکٹر۔ ڈاکٹر۔ یہ تینوں ہی ٹھیک ہو رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر"........ اچانک ایک ڈاکٹر کی حیرت بھری آواز گونجی اور ڈاکٹر دلیپ سنگھ بجلی کی سی تیزی سے ان تینوں کے بیڈز کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اسی طرح رو رو کر اپنے ساتھیوں کی زندگی اور صحت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔

"عمران۔ عمران بیٹے۔ تمہاری دعائیں قبول ہو گئیں۔ معجزہ ہو گیا ہے۔ ناممکن ممکن ہو گیا ہے۔ یہ تینوں ناقابل یقین انداز میں واپس زندگی کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو میری زندگی کا ناقابل یقین واقعہ ہے"........ اچانک ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے آگے بڑھ کر عمران کو کاندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران بے اختیار سجدے میں گر گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی دل سے نکلنے والی دعائیں اثر رکھتی ہیں۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز"........ ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے کہا اور ایک بار پھر ان تینوں کے چیک اپ میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے سجدے سے سر اٹھایا اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ تنویر کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

"خدایا تیرا شکر ہے۔ تو واقعی رحیم ہے۔ تو ہی گناہ گاروں کی

دعائیں سننے والا اور انہیں قبول کرنے والا ہے"...... عمران نے کہا اور
اٹھ کر وہ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور چوہان کی طرف بڑھ گیا اور پھر ان
تینوں کے زرد چہروں پر تیزی سے پھیلتی ہوئی سرخی دیکھ کر اس کا دل
اطمینان اور مسرت سے بھر گیا۔ ان کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ اب
خطرے کی حدود سے باہر آ گئے ہیں اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران ڈاکٹر
دلیپ سنگھ کے کمرے میں بیٹھا دھیرج سنگھ سے ہیلی کاپٹر پر قبضہ
کرنے اور اس سرنگ میں پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نکالنے
سے لے کر یہاں ہسپتال تک پہنچانے کی تفصیل سن رہا تھا۔

"گڈ۔ دھیرج سنگھ گڈ۔ تم نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا
ہے۔ اگر تم یہ سب کچھ نہ کرتے تو ہم وہیں سرنگ میں ہی پڑے رہ
جاتے اور یقیناً فوجیوں کے ہاتھ لگ جاتے۔ تم نے جس طرح ہر قدم
پر ہمارا ساتھ دیا ہے میں اس کے لئے تمہارا بے حد مشکور ہوں"۔
عمران نے دھیرج سنگھ کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ اصل کام تو آپ نے اور آپ کے
ساتھیوں نے کیا ہے۔ میں تو اب یہی سوچ کر کانپ اٹھتا ہوں کہ
آپ نے کس طرح "بلا سٹڈاٹیک" کرتے ہوئے اس مشن کو مکمل کیا
ہے۔ یہ آپ کا ہی کام تھا۔ کوئی دوسرا تو اس طرح سوچ بھی نہیں
سکتا"۔ دھیرج سنگھ نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر دلیپ
سنگھ دفتر میں داخل ہوا۔

"اب تمہارے تینوں ساتھی بالکل ٹھیک ہیں۔ اب کوئی خطرے

والی بات نہیں ہے"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے اپنی کرسی پر بیٹھتے
ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میرے پہلے ساتھی کہاں ہیں جنہیں میں زخمی حالت میں چھوڑ گیا
تھا"...... عمران نے کہا۔

"وہ پوری طرح صحت یاب ہو چکے ہیں اور تمہاری ہدایت کے
مطابق میں نے انہیں واپس بھجوا دیا ہے۔ وہ پاکیشیا پہنچ گئے ہوں گے
وہ تو واپس تمہارے پیچھے جانے کے لئے بے تاب تھے لیکن جب میں
نے انہیں بتایا کہ یہ تمہارا حکم ہے کہ وہ واپس چلے جائیں تو وہ مجبوراً
واپس چلے گئے"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے کہا اور عمران نے اثبات
میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات
ہوتی۔ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور راجہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ اوہ۔ آپ کو ہوش آ گیا۔ شکر ہے"...... راجہ
نے عمران کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اللہ کا کرم ہو گیا ہے۔ لیکن تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی
خاص بات ہے۔ کیا ہوا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے یہی کہنے آیا تھا کہ ہسپتال شدید
خطرے میں ہے۔ یہاں ہر طرف چیکنگ کی جا رہی ہے۔ بے شمار افراد
ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں اور ان کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ جلد ہی
اس ہسپتال کا سراغ لگا لیں گے"...... راجہ نے کہا تو ڈاکٹر دلیپ سنگھ
کے ساتھ ساتھ عمران کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہوگا۔ لیکن عمران تمہارے ساتھیوں کی حالت ابھی ایسی نہیں ہے کہ انہیں فوری طور پر شفٹ کیا جا سکے۔ اگر ایسا کیا گیا تو وہ اس بار یقینی طور پر موت کے منہ میں چلے جائیں گے اور اگر ہسپتال ٹریس ہو گیا۔ تو ہم سب مارے جائیں گے۔ اب کیا کیا جائے"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ کے لہجے میں بے پناہ تشویش نمایاں تھی۔

"یہاں کوئی ایسا فون ہے جسے ٹریس نہ کیا جا سکتا ہو"...... عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ٹریس نہ کیا جا سکتا ہو۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے چونک کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ کال کی وجہ سے اس جگہ کو ٹریس نہ کیا جا سکے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے۔ میں لے آتا ہوں۔ ایک خصوصی فون ہے۔ جسے ہم انتہائی ایمرجنسی میں استعمال کرتے ہیں"...... ڈاکٹر دلیپ سنگھ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دفتر سے باہر نکل گیا۔

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں"...... دھیرج سنگھ نے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"فون آ جائے پھر بتاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد ڈاکٹر دلیپ سنگھ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون تھا۔ عمران نے اس سے فون پیس لیا اور اس کا بٹن آن کر کے اس نے تیزی

سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی فون پیس سے ایک آواز سنائی دی۔ چونکہ فون پیس میں لاؤڈر موجود تھا اور عمران نے اس کا بٹن بھی آن کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کمرے میں موجود سب افراد کو واضح طور پر سنائی دی اور پریذیڈنٹ ہاؤس کے الفاظ سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے تھے۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری جناب۔ پریذیڈنٹ صاحب سپیشل میٹنگ میں مصروف ہیں۔ پرائم منسٹر اور دوسرے اعلیٰ حکام کے ساتھ۔ اس لئے اس وقت بات نہیں ہو سکتی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ میٹنگ اس مشن کے سلسلے میں ہی ہو رہی ہو گی۔

"کیا میٹنگ میں سیکرٹ سروس کے شاگل صاحب اور دوسری تینوں ایجنسیوں کے افراد بھی موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ یہ تو انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہے"...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو فوراً بات کراؤ۔ ورنہ کافرستان کو اس قدر نقصان پہنچے گا کہ پورا کافرستان تباہ ہو جائے گا۔ فوراً بات کراؤ۔ جلدی

فوراً"...... عمران نے چیخ کر کہا۔

"اوہ۔اوہ۔مگر"...... عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا بوکھلا گیا تھا۔

"اگر مگر چھوڑو۔جلدی بات کراؤ نانسنس۔اٹ از ٹاپ ایمرجنسی کیا تم پورے کافرستان کو تباہ کرانا چاہتے ہو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ٹھیک ہے۔ہولڈ کریں۔میں بات کراتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے دوبارہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔کیا آپ فون پر ہیں"...... بولنے والا وہی آدمی تھی جس سے پہلے بات ہو رہی تھی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"صدر صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔علی عمران بول رہا ہوں۔کیا مجھے کافرستان کے صدر صاحب سے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔آپ یقیناً مجھے پہچانتے ہوں گے"...... عمران نے اس بار اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

"کیوں فون کیا ہے تم نے"...... اس بار کافرستان کے صدر کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔شکر ہے۔میں نے یہی معلوم کرنا تھا کہ آپ کو غصہ آیا ہے

یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... دوسری طرف سے صدر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر ...... آپ کا غصہ بتا رہا ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب رہے ہیں اور میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کیونکہ میرے پاس مشن کا رزلٹ معلوم کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ویسے ایک بات ہے کہ اس بار آپ کی فورسز نے واقعی میرے لئے اس مشن کو انتہائی کٹھن بنا دیا تھا اور ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر بلاسٹڈ اٹیک کرتے ہوئے یہ مشن مکمل کرنا پڑا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں ٹریس بھی کر لیا گیا ہے۔اب تم زندہ واپس نہ جا سکو گے"...... صدر نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"آپ ایک ملک کے صدر ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں جناب۔یہ آپ کی شایان شان نہیں ہے۔حالانکہ میں تو آپ کی فورسز کی کارکردگی کی تعریف کر رہا ہوں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ۔تم نے اگر ایک سٹور تباہ کر دیا ہے تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس جیسے کئی سٹور دوبارہ قائم کئے جا سکتے ہیں"...... صدر کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔آپ واقعی ایسا کر سکتے ہیں۔

لیکن شاید آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کا یہ سٹور ہم نے صرف تباہ ہی نہیں کیا بلکہ ہم نے مخصوص آلات سے اس سٹور میں موجود ڈبل سی ہتھیاروں کے بارے میں ثبوت بھی حاصل کر لئے ہیں اور اب یہ ثبوت پوری دنیا کے پریس کے سامنے رکھے جائیں گے"........ عمران نے ایک نئے پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔ عمران کی اس بات پر صدر صاحب بے اختیار چیخ پڑے لیکن عمران نے ڈبل سی ہتھیاروں کے ثبوت کے بارے میں اپنی دھمکی پر اصرار جاری رکھا اور پھر صدر نے انتہائی جھلاہٹ کے عالم میں پاکیشیا کے بارے میں دھمکیاں دینی شروع کر دیں تو عمران کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی طرح تپ اٹھا۔

"آپ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ایک ملک کے صدر ہو کر۔ کیا آپ کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ کیا آپ پاکیشیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اگر اب کافرستان نے پاکیشیا کی طرف ٹیڑھی نظر بھی ڈالی تو کافرستان کا کیا انجام ہوگا"۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مسٹر علی عمران۔ میں کافرستان کا پرائم منسٹر بول رہا ہوں"۔ اچانک دوسری طرف سے وزیراعظم کی آواز سنائی دی۔

"آپ بھی بولیئے۔ کیا آپ بھی صدر کی طرح پاکیشیا کو دھمکیاں دیں گے"...... عمران کے لہجے میں ویسے ہی غصہ تھا۔

"مسٹر علی عمران۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس مشن کے سلسلے میں عالمی پریس کو کچھ نہ بتائیں۔ میں بحیثیت وزیراعظم آپ سے

وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا کوئی اقدام نہ کیا جائے گا۔ جو ہو گیا سو ہو گیا"........ وزیراعظم کا لہجہ نرم تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ بحیثیت وزیراعظم وعدہ کر رہے ہیں تو میں مزید کوئی اقدام نہ کروں گا۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھیئے کہ اب اگر آپ نے مشکباریوں کے خلاف ایسی انسانیت سوز سازش کی تو آئندہ نہ صرف اس سازش کا خاتمہ کر دیا جائے گا بلکہ پرائم منسٹر ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس کی بھی ساتھ ہی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی اور میں آپ کے اس وعدے کا جائزہ اس طرح لوں گا کہ کیا آپ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا نہیں"......... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"کیا واقعی وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے"...... عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔

"میں نے انہیں یہ دھمکی اسی لئے ہی دی ہے۔ ورنہ تم بھی جانتے ہو کہ ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ اب مزید اس سلسلے میں کوئی اقدام نہ کریں گے۔ ان کے لئے عالمی پریس کے سامنے ڈبل سی ہتھیاروں کے ذریعے مشکباریوں کے خلاف اس سازش کا انکشاف اتنی بڑی دھمکی ہے کہ وہ اسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ ورنہ یقیناً وہ دوبارہ ایسے ہتھیار حاصل کر کے اپنی سازش مکمل کرنے کی لازماً کوشش کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ صفدر، چوہان اور کیپٹن

شکیل کی حالت بھی ایسی نہیں ہے کہ ہم انہیں فوری طور پر یہاں سے کہیں اور شفٹ کر سکتے۔ اس طرح اس دھمکی سے دو فائدے ہوں گے آئندہ کے لئے بھی مشکباریوں کے خلاف ایسی بھیانک سازش کا سد باب ہو گیا اور ہمارے لئے بھی خطرہ ٹل گیا ہے"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ آپ کا دوسرا بلاسٹڈ اٹیک ہے عمران صاحب۔ ذہانت بھرا بلاسٹڈ اٹیک"........ دھیرج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بلاسٹڈ نہیں۔ سوچا سمجھا اٹیک تھا۔ جس اٹیک میں ذہانت شامل ہو اسے بلاسٹڈ اٹیک نہیں کہا جا سکتا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

- ایسی حیرت انگیز تنظیمیں ـــــ جو ایک اشارے پر اوپن ہو جایا کرتی تھیں اور دوسرے اشارے پر کلوز ہو جاتی تھیں اور عمران اور میجر پرمود دونوں اس اوپن کلوز کے چکر میں پھنس کر بُری طرح پریشان ہو کر رہ گئے۔

مائیکل ـــــ ایک ایسا حیرت انگیز کردار ـــــ جو رُوپ بدلنے کا ماہر تھا۔ جس کی بیک وقت پانچ شخصیتیں تھیں اور وہ ہر شخصیت میں اپنی جگہ مکمل ہوتا تھا۔ انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک حیرت انگیز کردار۔

- علی عمران اور میجر پرمود ـــــ دونوں علیحدہ علیحدہ ایک ہی مشن پر کام کرتے رہے۔ دو عظیم ایجنٹوں کے درمیان کامیابی کے لئے انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ مقابلہ۔
- علی عمران اور میجر پرمود کے مقابلے پر علیحدہ علیحدہ خوفناک قاتل تنظیمیں اتریں اور پھر ہر طرف خون ہی خون پھیلتا چلا گیا ـــــ انتہائی تیز رفتار ایکشن سے بھرپور۔
- عمران اور میجر پرمود ـــــ دونوں میں سے مشن میں کامیابی کسے حاصل ہوئی اور کیسے ـــــ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام۔؟
- انتہائی برق رفتار ایکشن۔ دلچسپ اور منفرد واقعات پر مشتمل، خونریز اور یادگار مقابلوں سے بھرپور۔ اعصاب شکن سسپنس اور انوکھے پلاٹ پر مبنی جاسوسی ادب میں ایک نئے تجربہ کا حامل ایک یادگار ناول۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک خوفناک اور دھماکہ خیز ناول

عمران کی موت

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- ماسٹر کلرز ـــ پیشہ ور خوفناک قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم جس کا ہر ممبر قتل کرنے میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا۔
- ماسٹر کلرز ـــ جس کے ہر ممبر نے اپنے اپنے انداز میں عمران پر مسلسل اور خوفناک قاتلانہ حملے شروع کر دیئے۔
- ماسٹر کلرز ـــ جنہوں نے عمران کے فلیٹ۔ رانا ہاؤس اور زیرو ہاؤس کے پرخچے اڑا دیئے ـــــ کیسے ـــــ؟
- پے در پے اور خوفناک حملوں کے سامنے اکیلا عمران کب تک ٹھہر سکتا تھا ـــــ؟
- ماسٹر کلرز اور عمران کے درمیان خوفناک اور اعصاب شکن تصادم۔
- کیا عمران خوفناک قاتلوں کی اس تنظیم کے ہاتھوں بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ـــــ یا موت عمران کی مقدر بن چکی تھی؟
- خوفناک اور مسلسل ایکشن سے بھرپور کہانی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان